تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ پنجاہ و سوم (۵۳)

قادیانی مشن (۱۶)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ پنجاہ و سوم (۵۳) قادیانی مشن (۱۶)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۴۸
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	**احیاء التراث پبلی کیشنز**

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ نمبر
فاتحۃ الکتاب	۱۱
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا	۱۲
تصنیفات مرزا	۱۶
الفضل کو ہمارا جواب	۱۸
مسیح موعود اور فریضہ حج	۲۰
سیالکوٹ میں درس قرآن پر قادیان میں غیظ وغضب	۲۱
امام مہدی شیعہ اور بہائی	۲۳
سرحدی ملاؤں کی حالت اور مرزا کی ناکامی	۲۵
اتحادیوں کی فتح اب تک کیوں نہیں ہوئی	۲۸
خلیفہ کی اطاعت	۲۹
اہل پیغام لاہور جواب دیں	۳۱
سیاست اور مسیح موعود	۳۲
کیا مرزا صاحب صادق نبی تھے	۳۴
جماعت احمدیہ کے لئے قابل غور ایک بات	۳۶
اصلی اور نقلی احمد۔۱	۳۷
اصلی اور نقلی احمد۔۲	۴۳
اصلی اور نقلی احمد۔۳	۴۵
و اذا العشار عطلت	۴۸
کاٹھیاواڑ کے دوست خبردار	۵۱
مصلح موعود آیا اور چلا گیا	۵۲

فاتحة الکتاب

الحمد لله و الصلوة و السلام علی سید الا نبیاء۔ اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی جلد ترپن (اور قادیانی مشن کی سولہویں جلد) قارئین کی نذر کی جارہی ہے جس میں ۳ ستمبر ۱۹۴۳ء تا یکم اگست ۱۹۴۷ء کے دورانیہ کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے دست یاب شماروں میں شائع ہونے والی شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری کی تحریروں کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد اسماعیل گجرانوالہ، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، مولانا عبدالوہاب آروی، جناب شفا مبارک پوری اعظمی، مولانا رضاءاللہ ثنائی۔ ماسٹر محمد خان سیف منڈی بہاء الدین، حکیم غلام قادر مخدوم پور ضلع ملتان، منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری، کپتان حسن محمد سیالکوٹی۔ جناب محمد صادق حسین بانسڈیہہ ضلع بلیا، مولوی غلام رسول مجاہد گلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ، مولوی محمد عبداللہ ثانی، مولوی محمد رفیق خطیب جنڈیالہ گورو، مولوی حکیم عبدالرحمٰن خلیل قریشی نظام آبادی وغیرھم کی نگارشات بھی نقل ہوئی ہیں۔ نیز چند عیسائی اور لاہوری احمدیوں کی تحریریں بھی شامل اشاعت ہیں۔ اور آخر میں حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کا مشہور لیکن مختصر سا رسالہ فیصلہ مرزا بھی نقل کر دیا ہے۔ کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ تصحیح، تخریج، تسہیل اور تنقید وغیرہ کا انحصار بھی چونکہ فرد واحد پر رہا ہے، اسلئے قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے درگذر فرمائیں اور تاریخ تحفظ ختم نبوت کے ۱۹۴۳ء تا اگست ۱۹۴۷ء کے کارکنوں کی نگارشات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس فقیر کیلئے دعائے خیر بھی فرماتے رہیں۔ ممنون ہونگا۔

نومبر ۱۹۰۳ء میں اخبار اہل حدیث امرتسر جاری ہوا، اور اگست ۱۹۴۷ء میں بند ہوا۔ اسکے صفحات پر ردّ قادیانیت میں شائع ہونے والی جو تحریریں مجھے ملی ہے انہیں قادیانی مشن کی ۱۶ جلدوں میں اہل علم کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے۔ کچھ تحریریں اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع ہونے کے باوجود ان ۱۶ جلدوں میں دکھائی نہیں دیں گی کیونکہ (۱) یا وہ شمارہ نہیں ملا جس میں جس تحریر موجود ہے (۲) یا شمارہ تو مل گیا ہے، لیکن اس تحریر والے صفحات کسی صاحب ذوق نے نکال لئے ہوئے ہیں (۳) یا موجود شمارے میں ردقادیانیت والے مضمون کا معتدبہ حصہ کاغذ کے خستہ یا کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے پڑھا نہیں جا سکا ہے۔ بنا بریں درخواست کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو ایسا شمارہ ہاتھ لگ جائے جس کا مضمون متعلقہ قادیانیت ہماری ان سولہ جلدوں میں نہ ہو، تو اس شمارے کی طرف رہنمائی فرما دی جائے تاکہ کسی مناسب موقع پر تلافی مافات کی صورت بن جائے۔ والسلام۔ فقیر بارگاہ صمدی **محمد بهاء الدین**

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غا ئبانہ کیا

علمائے کرام کی آراء متعلق نا قابل مصنف مرزا

حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ..

اما بعد وحید العصر فرید الدہر جناب مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک نئی کتاب بنام نا قابل مصنف تصنیف فرمائی ہے۔ آپ نے اس میں بدلائل ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی باوجود ہر طرح کے ادعا کے فن تصنیف میں کوئی قابل مصنف نہ تھے۔ یہ کتاب اپنے سلسلہ کی تیسری ہے مولانا ممدوح اس سے پیشتر اسی موضوع پر علم کلام مرزا اور عجائبات مرزا دو کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ عربی علوم مدونہ میں مولانا موصوف کا تبحر علمی اور قادیانی لٹریچر میں مہارت تامہ محتاج بیان نہیں۔ بات تو واقعی بھی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی علوم درسیہ میں بالخصوص علم منطق اور علم کلام میں صفر تھے۔ جب ہم نے مولانا صاحب امرتسری کی اس جدید تصنیف کا مطالعہ کیا تو بے ساختہ سویدائے قلب سے دعائیں نکلیں کہ خدا تعالیٰ حضرت مولانا ممدوح کو اپنے دین کی نصرت کے لئے تادیر صحیح وسلامت رکھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ ستمبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲ رمضان ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۳۶ ص ۴)

حضرت مولانا احمد علی لاہوری تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری فاتح قادیان کی تازہ تصنیف نا قابل مصنف جو حال ہی میں طبع ہوئی ہے، اسے میں نے متعدد

مقامات سے بغور دیکھا۔ حضرت مولانا ممدوح نے مسیح قادیان کی تین کتابوں براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام اور چشمہ معرفت پر علم کلام کے لحاظ سے تنقید فرمائی ہے اور اس میں مرزا صاحب قادیانی کی طرز تصنیف پر بحث کی ہے۔

نا قابل مصنف کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نہ مسیح موعود تھے، نہ مجدد زمان، نہ صاحب الہام، حتی کہ ایک قابل مصنف بھی نہیں تھے۔

حضرت مولانا موصوف نے مرزا صاحب کی عبارات کو نقل کر کے نہایت ہی دیانت داری سے بہترین منصفانہ تنقید فرمائی ہے جس میں تعصب کی بوتک نہیں ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ تصنیفات کذب وافتراء سے قطع نظر کر کے علم منطق اور علم مناظرہ کے لحاظ سے بھی گری ہوئی تصنیفات ہیں۔ قادیانیت کے فتنہ سے بچنے کیلئے یہ مختصر سا رسالہ ایسا ہی کار آمد ہے جس طرح فتنہ یاجوج وماجوج کے مقابلہ میں سد سکندری ہے۔

اللہ تعالی حضرت مولانا ممدوح کی اس خدمت کو قبول فرمائے یہ چیز مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے اور مولانا کی نجات آخرت کی کفیل ہو۔ آمین ثم آمین

احقر الانام احمد علی عفی عنہ از دروازہ شیرانوالہ لاہور ۲۵ رجب ۱۳۶۲ھ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ ستمبر ۱۹۴۳ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۳۸۔ ص ۴)

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب گجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

پیش نظر رسالہ میں.... حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کی نگاہ تنقید مرزا صاحب کی مایہ ناز کتب براہین احمدیہ سرمہ چشم آریہ چشمہ معرفت پر ہے۔ کتاب میں موضوع کی سنجیدگی اور رسوخ استدلال اس حد تک ہے کہ احمدی تصانیف اور مصنفین قطعاً اس شرف کے مستحق نہیں اور احمدیت کا مزاج اس شرف تخاطب اور تکلم سے بالکل نا آشنا ہے۔ دعا ہے کہ حضرت مولانا کو عمر نوح عطا ہو تا کہ ملت ان سے دیر تک مستفید ہو سکے۔ کتاب کا انداز علمی ہے۔ اہل

علم اس سے حظ اٹھائیں گے۔
محمد اسماعیل مدرس مدرسہ محمدیہ وخطیب مسجد اہل حدیث گوجرانوالہ
۳۰ جولائی ۱۹۴۳ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ ستمبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲۳ رمضان ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۳۹ ص ۴۔۵)

حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی تحریر فرماتے ہیں:

حضرات ناظرین! آج میں نے ایک رسالہ موسومہ ناقابل مصنف مرزا مولفہ حضرت مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری کا اول سے آخر تک مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ دیکھ کر طبیعت پھڑک اٹھی کہ واقعی مولانا ثناء اللہ نے جو مرزا صاحب قادیانی کو ناقابل مصنف ثابت کیا ہے وہ درحقیقت واقعیت پر مبنی ہے، اوراس پر براہین قاطعہ قائم ہیں کوئی شاعرانہ تخیل نہیں۔ اور حضرت مولانا نے صرف مرزا صاحب کو ناقابل مصنف ہی نہیں ثابت کیا بلکہ طلباء وعلماء کو ایک طریقہ تصنیف وتالیف کا بھی سکھا دیا ہے پس ہر یک طالب علم و عام کا فرض ہے کہ رسالہ ناقابل مصنف کو اپنے پاس رکھے اللہ تعالی مولانا موصوف کی عمر وعلم میں برکت فرمائے آپ آئے دن کوئی نہ کوئی نئی تصنیف شائع فرماتے رہتے ہیں۔

خاکسار ابومحمد عبدالجبار سلفی صدر مدرس مدرسہ مصباح العلوم کھنڈیلہ راجپوتانہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء مطابق ۱۴ شوال ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۲ ص ۵)

اخبار زمین دار لاہور رقم طراز ہے:

مرزا صاحب قادیان کی مجددیت ومسیحیت کی تنقید پر علماء کرام نے بکثرت کتابیں لکھی البتہ مرزا صاحب کے فن تصنیف پر کسی مصنف نے توجہ مبذول نہ کی تھی حالانکہ یہ ایک ضروری کام تھا۔ حضرت العلامہ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ مدیر اہل حدیث امرتسر سب سے پہلے مصنف ہیں جنہوں نے اس اہم موضوع پر نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے قلم اٹھایا ہے اور ناقابل مصنف

کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے جو اپنی نافعیت و جامعیت کے اعتبار سے قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے یہ رسالہ علم کلام کی حیثیت سے لکھا گیا ہے یعنی علم منطق اور علم مناظرہ کے قواعد سے تصنیفاے مرزا کو جانچا گیا ہے اس رسالہ کا مقصد یہی ہے۔ مذہبی رنگ میں نکتہ چینی مقصود نہیں۔

حضرت مولانا نے یہ کتاب لکھ کر عظیم الشان اسلامی خدمت انجام دی ہے۔ آپ نے دلائل قطعیہ سے لیکن نہایت دلچسپ اور دلآویز طریق پر ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب کی تصنیفات براہین سے لے کر آخیر تک سب کی سب علوم معقولہ کے خلاف ہیں۔ جو لوگ مرزا صاحب کی تصنیفات کو معجزانہ تصانیف کہہ کر ان کے دعاوی کی صحت کو جانچتے ہیں ان کے لئے حضرت مولانا ثناء اللہ کا یہ رسالہ خصوصیت سے مفید ثابت ہوگا۔

زمین دار۔۲۔اکتوبر ۱۹۴۳ء۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲۱ شوال ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۳ ص ۴)

حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب صدر مدرس مدرسہ انوار احمدیہ آرہ صوبہ بہار تحریر فرماتے ہیں

حضرت علامہ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تازہ تصنیف نا قابل مصنف مرزا، بالاستیعاب پڑھنے کا موقع ملا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور انکی امت کا دعوی ہے کہ مرزا صاحب اپنے وقت کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ قابل مصنف تھے، پروردگار جزائے خیر دے مولانا امرتسری کو کہ ممدوح نے مرزائی جماعت کے اس بلند بانگ دعوی کی طرف بھی توجہ فرمائی اور نا قابل مصنف لکھ کر ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب قادیانی نا قابل مصنف تھے۔ مولانا المحترم کے اسلوب تحریر طرز بیان طریقہ استدلال اور زور قلم کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ مولانا ممدوح کے قلم حقیقت رقم سے مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ مجددیت مہدویت و مسیحیت وغیرہ کی دھجیاں فضاء آسمانی میں اڑ رہی تھیں اب آپ کی تازہ تصنیف نا قابل مصنف سے

امت مرزائیہ کی آخری پناہ گاہ بھی منہدم ہوگئی فللہ الحمد۔
مرزائی جماعت کے دام سے محفوظ رہنے کیلئے ہر خواندہ مسلمان کیلئے نا قابل مصنف کا مطالعہ ضروری ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی احقاق حق اورابطال باطل کیلئے حضرت مولانا ممدوح کو تادیر سلامت رکھے آمین۔
خاکسار عبدالوہاب آروی صدر مدرس و ناظم دارالعلوم انوار احمدیہ آرہ
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ نومبر ۱۹۴۳ء مطابق ۵ ذی قعد ۱۳۶۲ھ جلد ۴ نمبر ۴۵ ص ۵)

معزز جریدہ برہان دہلی رسالہ نا قابل مصنف مرزا کے متعلق لکھتا ہے
نا قابل مصنف: از مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری
ضخامت ۶۰ صفحات
مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب نے اس رسالہ میں اپنے خاص ظریفانہ اور مناظرانہ انداز میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تین کتابوں براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اور چشمہ معرفت پر متکلمانہ حیثیت سے بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب جس طرح مجدد یا مسیح نہیں تھے اسی طرح وہ مصنف بھی قابل نہیں تھے۔ رسالہ بہت دلچسپ ہے اور مولانا نے جس انداز میں تنقید کی ہے اس سے مولانا کی ذہانت و طباعی اور پختہ استعداد علمی کا ثبوت ملتا ہے علاوہ ایک مذہبی بحث ہونے کے فن تنقید کے لحاظ سے بھی یہ رسالہ لائق مطالعہ ہے۔ برہان دہلی۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ نومبر ۱۹۴۳ء مطابق ۱۲ ذی قعد ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۶ ص ۴)

تصنیفات مرزا

جناب شفا مبارک پوری اعظمی لکھتے ہیں:
مرزا غلام احمد قادیانی نے جتنی زیادہ کتابیں لکھیں اتنی کتابیں دنیا کے شائد ہی کسی بڑے اہل قلم (مصنف) نے لکھی ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب تریاق القلوب میں

لکھتے ہیں:

میں نے ممانعت جہاد، انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل و کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں (تریاق القلوب۔ص ۱۵)۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جن کا دعوی یہ ہے کہ:

روح القدس ہر وقت ساتھ رہتا ہے اور نیز جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔(نزول المسیح۔ص ۵۶)

اگر انہوں نے اتنی زیادہ کتابیں لکھی ہوں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں تو کیا بعید ہے۔مگر تعجب ہے حضرت مولانا ثناءاللہ سے کہ آپ اپنے رسالہ علم کلام مرزا میں تریاق القلوب کی عبارت منقولہ بالا نقل کرنیکے بعد چیلنج کرتے ہیں:

احمدی دوستو! آؤ اسی سے اپنے احمد مسیح کی صداقت کا اندازہ کرلو کہ ان کی جملہ تحریرات شائع شدہ سے کتنی الماریاں بھرتی ہیں...

اس کے بعد فیصلہ آسان ہوگا کہ تمہارا ہیرو بحیثیت مصنف صادق القول متکلم ہے یا مبالغہ گو شاعر۔

میں کہتا ہوں بالفرض پچاس الماریوں کی بجائے پانچ ہی بھر جائیں تو بھی نہ جائے اعتراض ہے اور نہ اس میں کذب و مبالغہ کی گنجائش کیونکہ مرزا صاحب پچاس کا وعدہ کر کے پانچ ہی پر اکتفا کر دیں تو بھی وہ اپنے اصول کے مطابق سچے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:

پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ کر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

اب احمدی دوستوں کو لازم ہے کہ وہ مرزا صاحب کی جملہ کتابوں اور تحریرات کو اکٹھا کر کے ان سے کم از کم پانچ الماریاں بھر کر ثابت کر دیں کہ مرزا صاحب صادق القول ہیں۔مگر کیا وہ ایسا کریں گے؟ جب کہ وہ خود ہی شائع کر چکے ہیں کہ:

مرزا صاحب نے اسّی (۸۰) کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔

(پیغام صلح لاہورے۔ اگست ۱۹۳۲ء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ ستمبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲ رمضان ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۳۶ ص ۴۔۵)

الفضل کو ہمارا جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ہمارے کسی سوال کا جواب نہیں دیا کرتا مگر ہم تو اتنا بخل نہیں کر سکتے کہ اس کو جواب نہ دیں کیونکہ ہمارا تو اعلان ہے

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں۔ تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

الفضل نے جو سوال کیا ہے اسی کے الفاظ میں درج ذیل ہے تاکہ ناظرین اصل مطلب کو خوب سمجھ جائیں۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب سے کسی نے دریافت کیا کہ:

اگر کتاب احکام شرعیہ کا نام ہے اور وہ نبی ان معنوں میں صاحب کتاب نہ تھے جنہوں نے لوگوں کو نہ تو جدید احکام سنائے اور نہ ہی کوئی شریعت لائے تو ان حالات میں ان کی غرض بعثت کیا تھی اور ان کے الہامات جن میں احکام شریعت جدیدہ نہ تھے کس قسم کے تھے۔

اس کے جوب میں مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

بعض انبیاء کرام پہلی نازل شدہ کتاب کی صحیح تفسیر بتانے اور تنفیذ احکام کیلئے مبعوث ہوتے تھے۔ غور سے پڑھیئے

یحکم بھاالنبیون الذین اسلموا للذین ھادوا (المائدہ:۴۴) ان کے الہام کا مقصد کلام اللہ سابق کی تفہیم کرنا تھا۔ (اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اگست)

مولوی صاحب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اس سوال پر بھی روشنی ڈالیں کہ جب پہلے انبیاء کرام پر نازل شدہ کتابوں کی صحیح تفسیر بتانے کے لئے نبی مبعوث ہوتے تھے جو جدید شریعت نہ لاتے تھے اور کلام

اللہ سابق کی تفہیم کیلئے ان پر الہام بھی نازل ہوتا تھا تو یہ سلسلہ اب کیوں بند کیا گیا۔ کیا اب اسکی ضرورت نہیں رہی۔ اب کیوں قرآن کریم کی صحیح تفسیر کی احتیاج باقی نہیں رہی۔ (الفضل قادیان ۲۸۔ اگست ۱۹۴۳ء ص ۱)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں؛

الفضل کو اس کا جواب اپنے نبی (مرزا صاحب متوفی) سے پوچھنا چاہیے تھا جو فرما چکے ہیں مجھ سے پہلے نبی کا نام کسی نے نہیں پایا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی)

حالانکہ آپ کی بعثت سے پہلے سخت گمراہی کا زمانہ تیرہ سو سال کا لمبا گذر گیا جس میں کئی ایک گمراہ فرقے پیدا ہوئے جنہوں نے قرآن مجید کی غلط در غلط تفسیریں لکھیں مگر کوئی نبی ان کے سمجھانے کو نہیں آیا صرف علماء اسلام ہی اس خدمت کو انجام دیتے رہے شکر اللہ سعیھم اب چودھویں صدی میں کون سی ضرورت داعیہ پیدا ہوگئی جو قادیان میں ایک نبی قرآن مجید سمجھانے کو آ گئے جن کی شان میں یہ کہنا بجا ہے:

لا عین رأت و لا اذن سمعت

جس نے قرآن مجید کی ایسی تفسیر کی جسکی نہ لغت متحمل ہو اور نہ محاورات عرب۔ جس کے چند نمونے ہم نے کتاب نکات مرزا میں دکھائے ہیں۔

پس الفضل کے اصل سوال کا جواب مرزا صاحب کلاں کے ذمہ تھا۔ وہ تو دنیا میں نہیں ہیں ہاں ان کے جانشین صاحبزادہ (مرزا محمود احمد) سے پوچھنا چاہیے۔ سوال کا مضمون یوں ہو کہ رمضان کا روزہ جو آج کل تقریباً پونے آٹھ بجے افطار ہوتا ہے روزہ دار نے سات بجے تک آسانی سے نبھاہ لیا۔ اب تھوڑے سے وقت میں کون سی ضرورت داعیہ پیدا ہوگئی جس میں وہ افطار کی اجازت چاہتا ہے۔

پس ذرا ہوش سنبھال کر جواب دیجئے اور یہ سمجھ کر قلم اٹھائیے کہ سامنے وہی ہے جسکا قول ہے

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت

و اذا نطقت فاننی الجوزاء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ ستمبر ۱۹۴۳ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۳۸۔ ص ۴)

مسیح موعود اور فریضہ حج

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۷۔ اگست ۱۹۴۳ء میں ذکر آیا تھا کہ مسیح موعود کی بابت حدیث میں آیا ہے کہ وہ حج کریں گے اور فج الروحاء سے احرام باندھیں گے، قادیانی مدعی نے چونکہ حج نہیں کیا اسلئے ثابت ہوا کہ وہ مسیح موعود نہ تھے۔ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۴۳ء میں اسکا جواب نکلا ہے۔ جواب کیا ہے، وہی جس کی بابت مشہور ہے

سوال از آسمان جواب از ریسمان

سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ تو حدیث پر جرح کی ہے کچھ اس کو قرآن کے خلاف بتایا ہے۔ یہ سب کچھ کر کرا کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر حج کرنا موانع کی وجہ سے فرض واجب نہ تھا۔

ہم اسکے جواب میں مرزا صاحب ہی کا قول پیش کرکے امت مرزائیہ (بہر دوصنف) سے سوال کرتے ہیں امید ہے جواب باصواب سے ہمیں مشکور کریں گے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی میں ان پر سوال ہوا تھا کہ مسیح موعود کی بابت حدیث میں آیا ہے کہ وہ حج کریں گے، لیکن آپ نے حج نہیں کیا تو پھر آپ مسیح موعود کیسے ہوئے۔

اس کے جواب میں فرمایا کہ میرے حج کا وقت ہے جب سب پادری لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور ہم سب مل کر حج کو جائیں گے۔ چنانچہ آپ ایام الصلح صفحہ ۱۳۷ پر موجود آپ کی فارسی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ پادری لوگ جو بقول مرزا صاحب دجال ہیں، مسلمان ہو جائیں گے، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان کو ساتھ لے جائیں گے اور طواف کعبہ اکٹھے کریں گے۔

آپ نے حدیث کا مضمون یہی بتایا ہے ہم منتظر تھے کہ سارے پادری نہ

سہی، پنجاب کے مشہور پادر خصوصاً پادری سلطان محمد خان صاحب پال ، پادری برکت اللہ صاحب اورموسی خان صاحب اور پادری عبدالحق صاحب وغیرہ جو خدام اسلام کی اولاد ہیں،ضرور مرزا صاحب کے ساتھ ہوکر حج کو جائیں گے۔مگر افسوس ایسا نہ ہوا۔ یہ پادری صاحبان ابھی تک مسیحی مذہب کے مبلغ ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو دنیا چھوڑے ہوئے ۳۵ سال ہوگئے ہیں۔

جماعت احمدیہ ہر دوصنف سے ہمارا سوال ہے کہ بحکم قرآن مجید مرزا صاحب قادیانی پر حج کرنا فرض تھا اور بحکم حدیث حج کرنا مسیح موعود کی علامت ہے اور باقرار خود مرزا صاحب کا پادریوں کومسلمان کر کے ساتھ لے جانا ضروری تھا جو نہ ہوا، پھر کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم یہ شعر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نذر کریں

کیوں کر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کریں گے
کیا وعدہ انہیں کر کے مکرنا نہیں آتا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ ستمبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲۳ رمضان ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۳۹ ص ۴-۵)

سیالکوٹ میں درس قرآن پر قادیان میں غیظ وغضب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ماہ شعبان میں بذریعہ اہل حدیث اعلان کیا تھا کہ میں رمضان میں درس قرآن دوں گا، ذہین طلبا اس سے فائدہ اٹھائیں ۔چنانچہ طلباء قرآن مجید رمضان شریف میں آئے اور فائدہ اٹھا کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ۔ خدا جانے قادیان میں اس اعلان سے کیوں جوش پیدا ہوا ،الفضل نے بڑے زور سے ایک نوٹ لکھا جسکا مختصر مضمون یہ ہے کہ تم درس قرآن کیا دو گے، قران مجید میں تو ارشاد ہے لایمسّہ الاالمطھرون

اس آیت کو پیش کر کے اسکا ترجمہ یوں کیا کہ:

قرآن مجید کو پاک لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں

اس ترجمہ سے ان کا مطلب یہی ہے کہ تم کہاں کے پاک ہو، جب تک کوئی آدمی احمدیت میں داخل نہ ہو وہ پاک نہیں ہوسکتا۔ اور آپ (سیالکوٹی) تو قادیانی نور سے بے نور ہیں ۔ غالبًا آپ اس بے نصیبی پر مسرور بھی ہیں پھر آپ قرآن مجید کو کیا سمجھیں گے اور کیا پڑھائیں گے۔

اس کا اصل جواب تو مولانا سیالکوٹی دیتے شائدوہ مشاغل رمضان کی وجہ سے فارغ نہ تھے، اسلئے جواب نہیں دے سکے۔ لہذا ہم ہی قادیانی تفسیر دانی کی ایک مثال پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوجائے گا کہ قادیان کے ہیرو مسیح موعود قرآن فہمی میں کیا رتبہ رکھتے تھے۔ ناظرین ذرا غور سے سنیں۔

قرآن مجید میں ذوالقرنین اس کی سلطنت اس کے سفر اور اس کی دیوار کا ذکر جو یاجوج ماجوج کو روکنے کیلئے اس نے بنائی تھی تفصیل کے ساتھ آیا ہے جس میں سب صیغے ماضی کے ہیں۔ مرزا صاحب نے دعوی کیا کہ ذوالقرنین مسیح موعود ہی ہے جو میں ہوں۔ ذوالقرنین کے معنی ہیں دو صدیاں پانے والا۔ میں نے ہر ایک قوم کی دو صدی پائی ہے۔ یعنی انیسویں شمسی صدی پا کر بیسویں شمسی صدی میں مرا، ہجری صدی بھی تیرھویں اور چودھویں دونوں پائیں۔

حکیم نور الدین خلیفہ قادیان نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اس دعوی کی پشتی بانی کرنے کو کئی ایک قوموں کی دو دو صدیاں بیان کی ہیں جو مرزا صاحب قادیانی نے پائی ہیں (رسالہ نور الدین)

مرزا صاحب قادیانی یاجوج ماجوج، ذوالقرنین اور سد سکندری کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یاجوج ماجوج سے مراد یورپ کی عیسائی اقوام ہیں، اور سد سکندری سے مراد ہمارے دلائل قاہرہ ہیں جن سے ہم نے ثابت کیا ہے کہ مسیح ناصری وفات پا چکا ہے اسلئے وہ خدا نہیں ہے۔ اس دیوار کو توڑنا عیسائی اقوام یعنی یاجوج ماجوج سے ممکن نہیں۔ ان سارے وجوہات سے ثابت ہوا میں مسیح موعود یعنی ذوالقرنین ہوں (مفصل در کتاب براہین احمدیہ جلد پنجم۔ ص ۹۶)

ناظرین کرام! یہ ہیں وہ معارف قرآنیہ جو قادیانی تقوی سے حاصل ہوتے ہیں اسلئے ہم تصدیق کرتے ہیں کہ سیالکوٹی ہوں، یا امرتسری، دہلوی ہوں، یا غزنوی

بے شک ایسے معارف بیان نہیں کر سکتے اور جواب میں وہی کہتے ہیں جو کسی عاشق نے اپنے معشوق کو کہا ہے

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری ظلم کیشی کو
بہت سے ہو چکے ہیں گرچہ تم سے فتنہ گر پہلے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۰ ص ۵۔۶)

امام مہدی شیعہ اور بہائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

امام مہدی علیہ السلام کے متعلق روایات مرویہ چاہے کسی درجہ کی ہوں تاہم شیعہ سنی اس امر پر متفق ہیں کہ امام مہدی ضرور آئیں گے۔ سنی شیعہ کے علاوہ بہائی اور مرزائی بھی امام مہدی کو موعود مانتے ہیں اس لئے امام مہدی کے متعلق ہمارے سامنے چار گروہ نظر آتے ہیں۔

اول: سنی گروہ (اپنے تمام فرقوں کے ساتھ)۔ دوسرے شیعہ گروہ۔ تیسرے جماعت بہائیہ۔ چوتھے فرقہ مرزائیہ۔

ان چاروں میں فرق بتا کر ہم اصل مقصد کی طرف رجوع کریں گے۔ سنی فرقہ اس بات کا قائل ہے کہ امام مہدی پیدا ہوں گے۔ ان کی پہلی علامت یہ ہو گی کہ ان کا نام محمد بن عبد اللہ ہو گا۔

شیعہ گروہ کہتا ہے کہ پیدا ہو چکے ہیں اور آج تک زندہ موجود ہیں (شیعہ اصحاب بتائیں کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کرتے ہیں، اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) (الواعظ لکھنو اگست ۱۹۴۳ء)

مرزائیہ اور بہائیہ نے مزید ترقی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام مہدی پیدا ہو کر فوت بھی ہو گئے۔ فرقہ مرزائیہ کے نزدیک امام مہدی مرزا قادیانی ہیں جو ماہ مئی ۱۹۰۸ء میں بعمر ۶۹ سال فوت ہو گئے۔

اور بہائیہ کے نزدیک امام مہدی علی محمد ایرانی ہیں جو باب کے لقب سے

مشہور ہیں جو بہت عرصہ ہوا ایران میں وفات پا گئے۔

ان تینوں گروہوں کے جواب میں فرقہ سنیہ کے پاس صریح حدیث موجود ہے جس میں الفاظ نبویہ یوں وارد ہیں

یوا طی اسمه اسمنی واسم ابیه اسم ابی (ابوداؤد کتاب الفتن)

(یعنی امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا)

یہ روایت مرزائیہ اور بہائیہ کے عقیدہ کی صاف تردید کرتی ہے۔ ہم نے یہ روایت اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۵ جون ۱۹۴۳ء میں پیش کی تھی۔ حوالہ میں دو کتابوں سنن ابوداؤد و سنن ترمذی کا نام لکھا تھا جس سے ہمارے دو مطلب تھے۔

بہائی رسالہ کے قابل ایڈیٹر نے کمال راست گوئی سے کام لیتے ہوئے سنن ترمذی کی روایت کا تو انکار کر دیا مگر سنن ابوداؤد کی روایت کا نام تک نہیں لیا۔ بہائی مضمون نگار نے اس حدیث کی جو تشریح کی ہے وہ تحریف اور توہین سے بھی بڑھ کر ہے اور تاریخ تصنیف میں نمبر اول پر ہے۔ آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں

کاش اعتراض سے قبل مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے ترمذی شریف کا باب ماجاء فی المهدی کا مطالعہ کر لیا ہوتا تاکہ معلوم ہو جاتا کہ ان کی نقل کردہ مرفوع حدیث کے الفاظ ترمذی شریف میں کیا ہیں...

یعنی ترمذی میں ابن مسعود کے یہ الفاظ ہیں کہ دنیا نہ جائے گی یہاں تک کہ مالک ہوگا عرب کا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کہ اس کا اسم میرے اسم کو کچلتا ہوگا۔

ملاحظہ کیجئے کہ ترمذی میں اسم ابیه اسم ابی کے الفاظ نہیں ہیں اور یوا طی خواہ وطاء سے ہو یا وِطاء سے دونوں ہم معنی ہیں (ملاحظہ ہو منجد) اور وطاء کے معنی ہیں پامال کرنا۔ کچلنا۔ پس اسمه اسمی کے معنی ہوئے مہدی کا نام میرے نام کو کچلتا ہوا ہوگا یعنی مہدی کا نام اوپر ہے اور میرا نام نیچے۔ جیسا کہ وہ چیز جو کچلی جائے نیچے ہوتی ہے در اصل اسمه علی وانا تحت رجله یوا طی اسمه اسمی ہی تشریح ہے یعنی اسکا نام علی ہے اور میں یعنی میرا نام اس کے پاؤں کے نیچے ہے یعنی علی محمد۔

(پیامبر دہلی بابت ستمبر ۱۹۴۳ء ص ۱۹)

حضرت مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں: اس عبارت میں اڈیٹر صاحب پیامبر نے دوکمال دکھائے ہیں۔ ایک اخفاء دوسرا تحریف۔ اخفاء یہ ہے کہ سنن ابوداؤد کی روایت کا نام تک نہیں لیا، سنن ترمذی کی نفی کرتے گئے۔ حق تو یہ تھا کہ ہمارا حوالہ اگر غلط تھا تو ابوداؤد کی روایت کی بھی نفی کرتے مگر جو کام ان سے نہ ہوسکتا تھا وہ کیوں کر کرتے۔

بھائی دوستو! اپنے قابل اڈیٹر سے پوچھ سکتے ہو کہ سنن ابو داؤد کی روایت کے متعلق کیوں نہیں لکھا: کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

تحریف میں تو کمال ہی کر دیا ہے لکھا ہے کہ

آنحضرت ﷺ کا نام، علی (ایرانی مدعی مہدویت) کے پاؤں تلے ہے۔،

اللہ رے توہین رسالت۔ ہائے آسمان! تو کیوں نہیں ٹوٹ پڑا۔ اے زمین! تو کیوں نہیں پھٹ گئی۔ اے قلم! تو کیوں نہیں ٹوٹ گیا۔

اے اللہ تیرا حلم کب تک ایسے لوگوں کو مہلت دے گا۔ اچھا تیری مرضی۔ ہمارا تو اعتقاد ہے۔ دیر گیری سخت گیری مردرا

چونکہ یہ روایت سنن ابوداؤد میں موجود ہے کہ امام مہدی کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا اور مجموعی نام آپ کا محمد بن عبداللہ ہوگا اس لئے نہ مرزا غلام احمد قادیانی مہدی ہیں اور نہ علی محمد ایرانی مہدی ہیں مختصر یہ ہے کہ ہمارے مہدی کے دونشان ہیں ایک نشان ذات کا اسم مبارک ہے دوسرا نام آپ کی ولدیت ہے۔ جو ان دونوں مدعیان میں نہیں پائے جاتے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء مطابق ۱۴ شوال ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۲ ص ۳۔۴)

سرحدی ملاؤں کی حالت اور مرزا کی ناکامی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار انقلاب لاہور نے ملاؤں کی جہالت کا ایک نمونہ دکھایا ہے جو مقام

افسوس ہے۔ اس نوٹ کو اخبار الفضل نے نقل کیا ہے جس کے دیکھنے سے ڈبل افسوس ہوتا ہے۔ وہ نوٹ یہ ہے:

معزز معاصر انقلاب ۲۹ ستمبر میں افکار و حوادث کے زیر عنوان لکھتا ہے:

جن علاقوں میں جہالت کا زور ہے وہاں روزے اور سحری اور افطاری کے متعلق عجیب وغریب توہمات رائج ہیں اور لطف یہ ہے کہ ان علاقوں کے مولوی بھی قال اللہ اور قال الرسول کو پس پشت ڈال کر من مانے فتوے دیتے ہیں اور انہی پر عمل کراتے ہیں۔

مثلاً میانوالی سے ایک دوست نے لکھا ہے اس علاقے میں دیہاتی ملانوں نے عجیب حالت پیدا کر رکھی ہے۔ یہ لوگ سحری کو ایک گھنٹہ پہلے ہی بند کرا دیتے ہیں اور جب تک شام کو تارے نہیں نکل آتے افطاری کی اجازت نہیں دیتے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ سحری میں تاخیر کرو اور افطار میں تعجیل۔ لیکن یہ ملاں کچھ ایسی اوندھی کھوپڑی واقع ہوئے ہیں کہ اپنے آپ کو شارع ﷺ سے بھی زیادہ محتاط سمجھتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان جاہل ملاؤں کو اپنی جہالت کے باعث جان سے ہاتھ دھونے پڑے ہیں۔ اس لئے کہ یہ بالکل فطرت کے خلاف فتوی دے دیتے ہیں اور اسلام دین فطرت ہے اور پر صحیح الفطرت مسلمان ان کے فتووں سے بغاوت کر جاتے ہیں۔ اور چونکہ تیز و تند اور جنگ جو قسم کے لوگ ہیں اس لئے نوبت کشت وخون تک آجاتی ہے۔ چند مویشی فروش پنجاب سے مویشی خرید کر لا رہے تھے ان میں سے ایک دو گرمی کی شدت اور روزے کی وجہ سے رستے میں جاں بحق ہو گئے۔ ملا نے جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ ان کے ساتھیوں اور ملا کے حامیوں میں سخت لڑائی ہوئی آخر بڑی مشکل سے بیچ بچاؤ کر کے مردوں کی تکفین وتدفین ہو سکی۔ (الفضل ۳۰ ستمبر ۱۹۴۳ء ص ۵)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

الفضل قادیان کو اس مقولہ کے پڑھنے سے ندامت ہونی چاہیے تھی۔ غالباً اسنے اس کو تدبر اور فکر سے نہیں پڑھا، وہ اسی پر خوش ہو گیا کہ ملاؤں کی مذمت ہے۔ یہ

سچ ہے کہ ملاؤں کی جہالت دور دور تک پہنچی ہوئی ہے۔اس کی ایک مثال ہم بھی بیان کرتے ہیں جو خاص قادیان کے ضلع گورداسپور کا واقعہ ہے۔

اخبار وکیل امرتسر میں ایک واقعہ ہم نے پڑھا تھا جو کسی مسافر کا بیان تھا کہ میں ایک سڑک پر جا رہا تھا لب سڑک جنازہ رکھا دیکھا۔مسلمان کا جنازہ سمجھ کر میں بھی شریک ہوگیا۔

دیکھتا ہوں امام صاحب آئے۔ان کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔انہوں نے جنازہ کی چارپائی کے چار پایوں کو چھڑی سے ٹھکرا کر فرمایا: اسے اٹھالو۔

میں نے کہا کیا جنازہ پڑھا گیا۔فرمایا ہاں۔

میں نے کہا کیسے؟

فرمایا، میرے والد ماجد زیادہ سے زیادہ تین پایوں کو ٹھکرایا کرتے تھے میں نے چار پایوں کو ٹھکرا دیا۔کیا ابھی نماز جنازہ باقی ہے؟

اس قسم کے واقعات پر از جہالت اتنی کثرت سے ہیں اگر جمع کئے جائیں تو براہین احمدیہ کی پانچوں جلدوں سے بڑھ جائیں۔اس کے مقابلہ پر حضرت مرزا کلاں کا دعوی سنئیے۔فرماتے ہیں:

میں اس لئے مبعوث ہوکر آیا ہوں کہ مسلمانوں کو اصلی معنی میں متقی مسلمان بنادوں جو خدا کے نزدیک متقی کے معنی ہیں۔(الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۱۰)۔

احمدی ممبرو! خدارا انصاف سے بتاؤ کہ یہ جاہلانہ فتوے اور افعال جن کو تم نقل کر کے ملاؤں کی ہنسی اڑاتے ہو، تمہارے مسیح موعود کے دعوی اور وعدے کو کچھ صدمہ پہنچاتے ہیں یا نہیں؟ ہم سے پوچھو تو ہم عرب کے شاعر متنبّی کے الفاظ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف سے معذرت کئے دیتے ہیں

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها

و من عهدها ان لا يدوم لها عهد

(محبوبہ جب وعدہ خلافی کرے تو سمجھو اس نے وعدہ پورا کیا کیونکہ اس کے وعدہ میں شامل ہے کہ وعدہ پورا نہ ہوگا)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔اکتوبر ۱۹۴۳ء مطابق ۱۴ شوال ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۲ ص ۴)

اتحادیوں کی فتح اب تک کیوں نہیں ہوئی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۴ جولائی ۱۹۴۱ء میں لکھا تھا کہ موجودہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) اپنے باپ سے راوی ہے کہ چالیس مرد مومن مجھ کو مل جائیں، تو میں دنیا فتح کرلوں۔

ہم نے اس قول کو نقل کرکے بزور مشورہ دیا تھا کہ اس الہامی کلام پر عمل کرنے کا اب سنہری موقع پیدا ہوگیا ہے۔خلیفہ قادیان چالیس احمدی مومن لے کر میدان جنگ میں تشریف لے جائیں، اور کل اتحادی افواج کو بالکل علیحدہ کردیں اور انہی چالیس مومنوں کو لے کر دشمنوں پر حملہ کردیں۔ وہ چالیس مومن یقیناً فتح نصیب ہوں گے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہٹلر اور مسولینی وغیرہ سرکردہ دشمنوں کو پابزنجیر ہندوستان لائیں اور جگہ جگہ دکھا کر احمدیت کی تبلیغ کریں پھر دیکھیں کس طرح احمدیت کی اشاعت ہوتی ہے۔

ہمارے اس مخلصانہ مشورہ پر جب قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے عمل نہ کیا تو ہمیں گمان ہوا کہ قادیانی جماعت ماتحت ارشاد خداوندی کتب علیکم القتال و ھوکرہ لکم شاید میدان جنگ میں جانا پسند نہیں کرتی ورنہ تاخیر کی کوئی وجہ نہ تھی۔

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲۔ اکتوبر سنہ رواں کا صفحہ ۲ دیکھنے سے ہمارا گمان بدل گیا کیونکہ اس میں لکھا ہے:

آج ہزارہا احمدی اتحادیوں کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔ (الفضل مذکور، کالم ۲)

یہ فقرہ دیکھ کر ہم چونک پڑے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ جماعت مقدسہ احمدیہ کے ہزارہا آدمی جنگ لڑ رہے ہیں اور جنگ اتحادی فتح کی صورت میں ختم نہیں ہوتی

ایں چہ مے بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب

تو اس کا جواب ہمارے دل میں ڈالا گیا کہ فتح کی اس تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد صاحب) لڑنے والی جماعت کے قائد نہیں ہیں۔ اگر آپ قائد (کمان افسر) ہوتے تو فتح میں تاخیر نہ ہوتی۔

پس خلیفہ قادیان کو ہم توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بغرض اشاعت احمدیت فوراً محاذ جنگ میں پہنچ کر جماعت احمدیہ محاربہ کی کمان اپنے ہاتھ میں لے کر ان کو لڑائیں۔ پھر دیکھیں کس قدر جلد ان کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ دیر نہ کریں۔ تاخیر میں تمام ملک کا اور خاص کر احمدیت کا نقصان عظیم ہے۔ اگر اپنی بیماری کا عذر ہو، تو اپنے صاحبزادہ ولی عہد یا اپنے بھائی بشیر احمد کو بھیج دیں۔ لوگ جنگ کی تکلیف کی وجہ سے دست بدعا ہیں کہ خدا تعالی اس کا خاتمہ جلدی کرے۔ پس آپ اٹھئے اور ہمت کیجئے۔ آپ کے اٹھنےکی برکت ہوگی ایسا نہ ہو کہ مخالفوں کو مولانا الطاف حسین حالی مرحوم کی رباعی پڑھنے کا موقع ملے جو فرماتے ہیں

زاہد کہتا تھا جان ہے دین پر قربان
پر آیا جب امتحان کی زد پر ایمان
کی عرض کسی نے کہیے اب کیا ہے صلاح
بولے کہ بھائی جان جی ہے تو جہان

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲۱ شوال ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۳ ص ۴)

خلیفہ کی اطاعت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اسلام میں پیغمبر کی اطاعت کے بعد خلیفہ وقت کی اطاعت بھی فرض ہے کیونکہ وہ پیغمبر کا نائب ہوتا ہے۔ اس لئے حدیثوں میں بکثرت آیا ہے کہ جو خلیفہ کی اطاعت سے منہ پھیرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ اس مضمون کا مفصل ذکر اہل حدیث امرتسر ۲۲۔ اکتوبر سنہ رواں میں ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق اخبار الفضل قادیان میں ایک نوٹ نکلا ہے جس کے ضروری الفاظ یہ ہیں:

اہل حدیث اصحاب اور ان میں سے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب

کو بالخصوص غور کرنا چاہیے کہ ان کیلئے اس ارشاد نبوی کے رو سے جاہلیت سے بچنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ جو شخص خلیفہ کی اطاعت سے نکل گیا وہ جہالت کی موت مرا، اور دوسری طرف یہ احساس کہ یہ سب کے سب آج خلیفہ کی اطاعت کے حلقہ سے باہر ہیں ان کے قلوب میں کوئی بے چینی پیدا نہیں ہوتی۔ (الفضل قادیان ۲۴۔اکتوبر ۱۹۴۳ء ص ۱)

اخبار الفضل قادیان کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ قادیان میں خلیفہ (مرزا محمود احمد) موجود ہے پھر اہل حدیث خلیفہ کی تلاش میں کیوں سرگرداں ہیں اور اس کی اطاعت کیوں نہیں کرتے۔

الفضل ایسا کہتے ہوئے اشتراک اسمی کا اصول بھول جاتا ہے یا نظر انداز کر جاتا ہے۔ پس وہ غور سے سنے۔ خلیفہ رسول کا نائب ہوتا ہے رسول کبھی صادق ہوتا ہے اور کبھی مدعی یعنی کاذب۔ مثلاً زمانہ رسالت محمدیہ میں دو رسول ہمارے سامنے نظر آتے ہیں ایک صادق دوسرا کاذب۔ صادق وہی ذات مقدس ہے جس کا کلمہ ہم پڑھتے ہیں یعنی محمد رسول اللہ ﷺ۔ دوسرا مدعی یعنی مسیلمہ نظر آتا ہے۔

جس طرح رسول دو قسم ہے اسی طرح خلیفہ بھی دو قسم ہے۔ صادق کا خلیفہ صادق، کاذب کا خلیفہ کاذب۔

پس خلیفہ کی اطاعت واجب کہنے سے پہلے اس کے مضاف الیہ (رسول) کی صداقت ثابت کرنی ضروری ہے۔ اسلئے اب الفضل کا فرض ہے کہ وہ قادیانی خلیفہ کی اطاعت فرض کہنے سے پہلے رسول قادیانی کی رسالت ثابت کر دے۔ اگر وہ ثابت ہوجائے تو خلیفہ قادیان کی خلافت بھی ثابت ہوجائے گی۔

ساری گفتگو اسی امر پر موقوف ہے۔ ہم اسکو آسان طریق سے حل کر دیتے ہیں۔ رسول قادیان نے اپنی رسالت کے ثبوت میں بہت سی دلیلیں پیش کی تھیں۔ ان میں سے ایک بڑی زبردست دلیل یہ تھی کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری میری زندگی میں مرے گا (قادیانی اشتہار ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء)

اسکا نتیجہ کیا ہوا؟ وہی جو کسی نے کہا ہے

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵نومبر۱۹۴۳ء مطابق ۵ ذی قعد۱۳۶۲ھ جلد۴ نمبر۴۵ص۴۔۵)

اہل پیغام لاہور جواب دیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اہل پیغام سے ہماری مراد وہ جماعت احمدیہ ہے جس کو لاہوری جماعت کہتے ہیں جس کا اخبار پیغام صلح کے نام سے شائع ہوتا ہے، اسی وجہ سے قادیانی لوگ ان کو پیغامی کہتے ہیں اور پیغامی ان کو قادیانی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

قادیانی جماعت تو کھلےلفظوں میں فتوی دیتی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی بیعت نہ کرنے والے سب کافر ہیں، مگر پیغامی جماعت کہتی ہے کہ کسی کلمہ گومسلمان کو کافر کہنے والا خودکافر ہے۔اس لئے وہ اس پر یہ فرع جماتے ہیں کہ مرزا صاحب کلاں کا محض انکار موجب کفرنہیں ہے۔ ہاں چونکہ مرزا صاحب قادیانی مسلمان ہیں اس لئے ان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔

ان کے اس اصول پر آج ہم ان سے ایک استفسار کر کے جواب کے امید وار ہیں۔

اخبار پیغام صلح لاہور ۲۷۔اکتوبر سنہ رواں میں ایک چھٹی قادیان کے دفتر بہشتی مقبرہ کی چھپی ہے جس میں اہل پیغام کو فاسق فاجر بلکہ کافر تک جی کھول کر لکھا ہے۔اس پر اہل پیغام سے ہمارا ایک سوال ہے۔امید ہے کہ وہ اسے معقول سمجھ کر صحیح جواب دینے سے بخل یا پس وپیش نہیں کریں گے۔

سوال: یہ ہے کہ آپ کی پیغامی جماعت بخیال خود یقیناً مسلمان ہے لیکن قادیانی آپ کو کافر کہتے ہیں۔اب بتائیے کہ آپ کے حسب فتوی (مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہے) قادیانی جماعت کے افراد چھوٹے سے بڑے تک کافر ہیں یانہیں۔اس سوال

کا جواب دینے میں کسی قسم کی رورعایت نہ کیجئے گا کیونکہ ارشاد خداوندی ہے
اذا قلتم فاعدلوا ولوکان ذا قربی۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ نومبر ۱۹۴۳ء مطابق ۱۲ ذی قعد ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۶ ص ۴)

سیاست اور مسیح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء میں بجواب الفضل ہم نے لکھا تھا کہ مسیح موعود صاحب سیاست ہوگا۔ یعنی اس کو ظاہری حکومت حاصل ہوگی اس پر ہم نے خود مرزا صاحب کی براہین احمدیہ سے حوالہ نقل کیا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح موعود کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ۔ ص ۴۹۸)

یہ عبارت اپنا مضمون ظاہر کرنے میں صاف ہے۔ الفاظ واضح ہیں کہ:

جب حضرت مسیح موعود دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔،

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اس تصریح پر ہم نے سوال کیا تھا کہ مرزا صاحب مسیح موعود تو بن گئے، مگر نہ ان کو سیاست نصیب ہوئی، اور نہ ان کے ہاتھ سے ساری دنیا میں اسلام غالب ہوا۔

الفضل قادیان اس کا جواب دیتا ہے۔ جواب کیا ہے ہمارے اعتراض کی تائید ہے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ

ہندوستان کی قومیں مسلمانوں سے ہر پہلو میں ترقی یافتہ ہیں۔ مال میں،

عزت میں، تجارت میں، تعداد میں ۔مسلمانوں کی حکومت ایسے لوگوں پر کیسے قائم ہوسکتی ہے ۔(الفضل قادیان ۷نومبر ۱۹۴۳ءص ۱)

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ ہماری تردید ہے یا تائید؟ بے شک ہندوستان کی قومیں مسلمانوں سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں، بے شک مسلمان ان سے کمزور ہیں ، بے شک ان پر حکومت کرنا مشکل ہے،لیکن خدائی وعدہ بھی یقیناً سچا ہے آیات مندرجہ ذیل کوغور سے پڑھو۔ ارشاد ہے :

۱ ۔ان الله لا یخلف المیعا د۔

۲۔ انك لا تخلف المیعاد

۳۔ فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله ان الله عزیز ذو انتقا م

ان آیات شریفہ کا متفقہ مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالی کا وعدہ غلط نہیں ہوسکتا پس اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سچے مسیح موعود ہوتے اور ان کے حق میں سیاست کا حاصل ہونا مقدر ہوتا،تو خدائے تعالی ان موانع کو خود بخود اٹھا دیتا کیونکہ وہ قادر قیوم ہے ۔اس کو کوئی چیز حکم جاری کرنے سے روک نہیں سکتی ۔ جو کوئی ایسا خیال کرے کہ خدا تعالی اپنے وعدہ کو بوجہ مخالفت مخلوق کے پورا نہیں کرسکتا تو وہ کافر ہے ۔خدا تعالی کی شان کبریائی کا تھوڑا سا نقشہ مولانا الطاف حسین حالی نے جو دکھایا بالکل صحیح ہے ۔فرماتے ہیں:

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں
مہ و مہر ادنی سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں
نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پرواہ ہے ابرار و احرار کی واں

الفضل کے ہم شکر گزار ہیں کہ اس نے تسلیم کیا کہ موانع کی وجہ سے مرزا صاحب قادیانی کو سیاست حاصل نہیں ہوئی ۔ ہم کہتے ہیں کہ سیاست حاصل نہ ہونا موانع کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ خدا تعالی موانع کو اٹھانے پر قادر ہے البتہ اس وجہ سے

ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہ تھے اسلئے مسیح موعود کی موعودہ سیاست انکو نہ ملی۔

الفضل بلکہ قادیانی امت کے افراد (تقریباً سب) مجھے بوڑھا کہہ کر موت یاد دلاتے رہتے ہیں میں اس بارے میں ان کا شکر گذار ہوں۔ اس شکریہ میں ایک شعر ان کی نذر کرتا ہوں

نصیحت گوش کن جانا کہ از جان دوست تر دارند
جواناںِ سعادت مند پندِ پیرِ دانا را

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ نومبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲۰ ذی قعد ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۷ ص ۴-۵)

کیا مرزا صاحب صادق نبی تھے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی گروہ عرصہ سے ڈھنڈورہ پیٹ رہا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبی اللہ و رسول اللہ تھے۔ علماء اسلام اس کی تردید کرتے رہے مگر اخبار الفضل نے ہم کو ایک نیا نکتہ سمجھایا ہے جو سب سے نرالا ہے۔ یہ نکتہ الفضل ہی کے الفاظ میں اچھی طرح سمجھا جائے گا۔ چنانچہ ہم اسی کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ الفضل لکھتا ہے:

بادشاہ اس بات کے ذمہ دار نہیں ہوتے کہ جو خطاب انہوں نے دیا ہے اس کے مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئیں ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ اس بات کا متکفل نہیں ہوسکتا کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھاتا رہے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ ضعف قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اٹھتا ہو، چہ جائے کہ کسی میدان میں وہ شیر کی طرح بہادری دکھائے۔ لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالی سے شیر بہادر کا خطاب ملے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو کیونکہ خدا تعالی انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے یا دھوکہ دے یا کسی پولیٹکل مصلحت سے ایسا خطاب دیدے جس کی نسبت وہ

اپنے دل میں جانتا ہے کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے لائق وہی خطاب ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔ دیکھو (ضمیمہ تریاق القلوب طبع ثانی۔ص ۴۰۲۔۴۰۳؛) حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ پر لکھتے ہیں کہ:

اسی طرح اوائل میں (یعنی بوقت تحریر تریاق القلوب، ص ۵۷۔۵۸ طبع اول) یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے (کیونکہ) وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے۔ اور کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا، مگر اس طور سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ (الفضل قادیان ۲۶ نومبر ۱۹۴۳ء ص ۴)

حضرت مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں الفضل کا یہ اصول بالکل صحیح ہے۔ نبی اپنے منصب سے کبھی لغزش نہیں کھاتے اور جو لغزش کھا جائے وہ نبی نہیں۔ کسی نبی کی بڑی لغزش یہ ہے کہ خدائی پیغام پہنچانے میں غیر خدا سے ڈرے۔ مندرجہ ذیل ارشاد خداوندی اسی اصول کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو فرمایا تھا:

یا موسی لا تخف انّی لا یخاف لدیّ المرسلون ۔(النمل:۱۰)

(اے موسیٰ خدا کے رسول میرے نزدیک پہنچ کر ڈرا نہیں کرتے)،

ہم مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی کے حالات دیکھتے ہیں تو ان کو اس اصول سے گرا ہوا پاتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور پنجاب انہیں حکم دیتا ہے کہ کسی کی موت کی پیش گوئی نہ کیا کریں۔ اس کے جواب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یہ عذر نہیں کرتے کہ میں پیش گوئی اپنی طرف سے نہیں کیا کرتا بلکہ خدا کے حکم سے کرتا ہوں، کیونکہ خدا کے بتائے بغیر پیش گوئی کرنا کسی انسان کا کام نہیں (رسالہ شہادۃ القرآن از مرزا) بلکہ بغیر چون و چرا کے اس حکم کو قبول کر لیتے ہیں اور ساری عمر اس وعدہ کی پابندی کرتے رہے اور ہمیشہ لکھتے رہے کہ ہم حکومت کے ساتھ اپنے وعدہ کی پابندی میں پیش گوئی نہیں کر سکتے۔ (اعجاز احمدی)۔

قادیانی ممبرو! بتاؤ اس شیر بہادر نے بہادری کا خطاب پا کر کیا بہادری دکھلائی ؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ نومبر ۱۹۴۳ء ۲۷ ذی قعد ۱۳۶۲ھ جلد ۴۰ نمبر ۴۸ ص ۴)

جماعت احمدیہ کے لئے قابل غور ایک بات

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہر سال قادیانی جلسہ کے موقع پر ایک تبلیغی اشتہار قادیان اور لاہور میں تقسیم ہوا کرتا ہے۔ باوجود گرانی اور کم یابی کاغذ کے اس دفعہ بھی اشتہار بعنوان مرقومہ بالا شائع ہوا جو درج ذیل ہے:

احمدی ممبرو! میں نہایت ہمدردی کے ساتھ آپ کو ایک مرکزی نقطہ پر توجہ دلاتا ہوں جس کو مرزا صاحب نے اپنے دعوی کے لئے معیار قرار دیا ہوا ہے۔ اگر آپ سوچیں گے تو میری مخلصانہ درخواست کا شکریہ ادا کریں گے۔ اگر تعصب سے اس اشتہار کو پھینک دیں گے تو ہم دونوں خدا کے ہاں مناسب بدلہ پائیں گے کیونکہ مذہب کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

پس سنیئے ! جناب مرزا صاحب قادیانی مسیح موعود اپنی مسیحیت کے ثبوت میں لکھتے ہیں کہ مکہ مدینہ کے درمیان ریل کا جاری ہو جانا مسیح موعود کی نشانی ہے۔ آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں:

مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیش گوئی کا ظہور ہے جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے ووقت کا یہ نشان ہے (اعجاز احمدی۔ ص۲)

پس مطلع صاف ہے آپ لوگ معلوم کرلیں حاجیوں سے پوچھ لیں کہ آج تک بھی مکہ اور مدینہ میں ریل جاری ہوئی ہے؟

جواب صاف ملے گا کہ نہیں۔ جب علامت نہیں پائی گئی تو مرزا صاحب مسیح موعود کیسے بن گئے۔ اگر بغیر اس علامت کے مسیح موعود بننا ہوتا تو آپ ایسا کیوں لکھتے۔

پس ذرہ سوچئے اور اپنا عقیدہ متعلق مسیح موعود ٹھیک کیجئے ورنہ یاد رکھئے کہ ایک دن آنے والا ہے جس دن سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کیا جائے گا

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

المشتہر: خاکسار رضاء اللہ انچارج شعبہ اشاعت دفتر اہل حدیث امرتسر
۲۵ دسمبر ۱۹۴۳ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جنوری ۱۹۴۴ء مطابق ۱۰ محرم ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱۔ نمبر ۱ ص ۵)

اصلی اور نقلی احمد ۔ ۱

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

نہ صرف ہم بلکہ ہمارے ناظرین بھی اس بات کے مقر ہیں کہ قادیانی نبی اور ان کی امت تصنیفی صنعت کاری میں بڑے ماہر ہیں۔ اہل منطق کے ہاں بعض قضایا مغالطات عامۃ الورود کے نام سے موسوم ہیں۔ ہماری تحقیق میں سارا قادیانی علم الکلام اسی قسم سے ہے۔ مثال کے طور آج ہم اخبار الفضل قادیان کا مضمون پیش کرتے ہیں جو کسی مولوی اکمل صاحب قادیانی نے آیت خاتم النبیین کی تشریح کرنے کو قادیانی جلسہ میں پڑھا، جو الفضل میں چار قسطوں میں درج ہوا ہے۔ اس مضمون میں آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر مفصل بحث کرتے ہوئے بزعم خود اجراء نبوت کا ثبوت دے کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو احمد نبی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم نے اس مضمون کو غور سے پڑھا تو اس منطقی قضیہ سے مشابہ پایا جو کسی نے کبوتر کی دیکھ کر کہا تھا کہ:

یہ کبوتر ہے (صغری)۔
اور ہر کبوتر اڑا کرتا ہے۔ (کبری)۔
یہ کبوتر بھی اڑے گا۔ (نتیجہ)۔

سب جانتے ہیں کہ یہ نتیجہ بالکل غلط ہے۔

مضمون نگار پہلے محمد کے لفظ پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ :

پس جب کسی ہستی کو محمد کہیں گے، یعنی حد درجہ کی تعریف کیا گیا، تو یہ اسی صورت میں درست ہوگا جب اس میں حد درجہ کی خوبیاں بھی پائیں جو اس کو حقیقی معنوں میں محمد کہلانے کا مستحق قرار دیں۔ اور اس بات کا ثبوت کہ کس ہستی میں حد درجہ کی خوبیاں پائی جاتی ہیں بجز کسی احمد یعنی حد درجہ کی حمد کرنیوالے کے نہیں مل سکتا۔ اور حد درجہ کی تعریف کسی ہستی کی کوئی اسی وقت کرسکتا ہے جب اسے اعلی درجہ کا فیض حاصل ہو۔ (الفضل ۶ جنوری ۱۹۴۴ء ص ۱)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں: یہ کیسی مغالطہ آمیز عبارت ہے۔ اس کا مطلب مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ محمد کسی احمد نبی کو چاہتا ہے، اور وہ مرزا قادیانی ہیں۔

کیا تیرہ سو سال تک جو تمام امت آنحضرت ﷺ کی تعریف کرتی چلی آئی ہے اس سے بھی محمد کا مفہوم مکمل نہیں ہوسکا، جب تک قادیان میں احمد نبی (جو دراصل غلام احمد ہے) پیدا نہ ہوا۔

کیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بعثت بلکہ پیدائش سے پہلے آنحضرت، محمد نہ تھے؟ یقیناً تھے (غور سے پڑھئے محمد رسول اللہ و الذین معہ ۔ الآیہ) اس وقت ان کی حمد کرنے والا کون تھا۔ پس ثابت ہوا کہ مضمون نگار کا یہ استدلال مغالطات عامۃ الورود کی قسم سے ہے۔

دوسری طرح سے : مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو احمد کہنا مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب کرنے کے مترادف ہے، کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی بعثت کا ثبوت سورہ **و العصر** سے دیا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں :

و العصر کے تیرہ سو اعداد ہیں اور میرے نام، مرزا غلام احمد قادیانی، کے اعداد بھی تیرہ سو ہیں۔ (ازالہ اوہام)۔

اگر مرزا صاحب قادیانی کا نام صرف احمد ہوتا تو سورہ **و العصر** سے استدلال نہ کرتے۔ پس یا تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا استدلال غلط ہے، یا نامہ نگار (مولوی اکمل قادیانی) کا خیال غلط۔ ہم الگ ہوکر حدیث نبوی کے الفاظ تلاوت

کرتے ہوئے کہتے ہیں: ا حد کما کا ذب

اس کے بعد مولوی اکمل صاحب قادیانی نے خاتم کے لفظ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ

آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین اس لئے کہا گیا ہے کہ مہر کے سارے نقوش عکس میں آجاتے ہیں۔ جو شخص آنحضرت ﷺ کا پورا متبع ہو، اس کو آنحضرت ﷺ کے سارے اوصاف سے موصوف ہونا چاہیے جس میں نبوت بھی داخل ہے۔ (الفضل قادیان ۶ جنوری ۱۹۴۴ء)

مطلب آپ کا یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی نبوت جو نبوت محمد یہ کا عکس ہے اتباع محمدی سے حاصل ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی کئی وجہ سے غلط ہے۔

اول ۔ یہ کہ اتباع محمدی میں اگر نبوت ملنے کیلئے علت تامہ ہوتا، تو مرزا صاحب سے پہلے بہت سے کامل مسلمان نبی ہو جاتے۔ اگر کوئی نہیں ہوا تو آپ کے حسب تسلیم ہر صدی کا مجدد تو ضرور نبی ہوتا۔ خلفاء اربعہ بھی ضرور نبی ہوتے۔ آئمہ اربعہ بھی ضرور نبی ہوتے۔ پھر علت سے معلول کا تخلف کیوں ہوا۔

دوم۔ اصل خاتم میں جو نقش ہے اس میں صاحب شریعت ہونا بھی داخل ہے۔ تو کیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی صاحب شریعت نبی تھے؟

ہرگز نہیں۔ بلکہ صاحب شریعت نبی کے آنے کا عقیدہ انکے ہاں کفر ہے۔ غور سے پڑھو

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ (ازالہ اوہام)

سوم ۔ مولوی اکمل صاحب قادیانی کی تشریح مرزا صاحب قادیانی کی تصریح کے خلاف ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

آیت خاتم النبیین فسّرہ النبی الکریم لانبی بعدہ ۔ (حمامۃ البشری)۔

یعنی اس آیت کی تفسیر خود آنحضرت ﷺ نے فرما دی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

چہارم: شیشہ میں جو عکس آتا ہے وہ اپنے اصل کے برابر نہیں ہوتا۔ ہاں بٹیر بازوں میں یہ دستور ہے کہ بٹیرے کو لڑائی کی مشق کرانے کے لئے آئینہ کے سامنے

کرتے ہیں۔ وہ اپنے عکس کو دوسرا بٹیر سمجھ کر منہ اور پاؤں مارنا سیکھ جاتا ہے۔

احمدی دوستو! لا یعقل حیوانوں کی ریس نہ کرو بلکہ ذی عقل بنو۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ تمہارے جیسے شاعروں نے بھی اپنے معشوق کے عکس کو اصل کے برابر سمجھ کر یوں نصیحت کی ہے:

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جنوری ۱۹۴۴ء مطابق ۱۷ محرم ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱۔ نمبر ۲ ص ۷)

(جن مولوی قاضی اکمل قادیانی کے جواب میں درج بالا مضمون لکھا جارہا ہے یہ وہی شخص ہے جس نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی شان میں کہا تھا کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں قادیان میں، اور پہلے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں۔،

مسلمان تو ابتداء ہی سے اس شعر پر نفرت کا اظہار کر رہے تھے، پھر مرزا محمود احمد نے بھی بوجوہ اپنے مرید قاضی اکمل کے اس شعر پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور بعد ازاں مولوی محمد علی لاہوری نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس پر قاضی اکمل اور لاہوری گروپ کے درمیان مخالفانہ تحریریں لکھی گئیں۔ ذیل میں پیغام صلح لاہور سے دو تحریریں نقل کی جارہی ہیں۔

قاضی اکمل صاحب جواب دیں

خلیفہ صاحب کی تنبیہ پر کیوں خاموش رہے

جناب قاضی اکمل صاحب نے الفضل مورخہ ۲۲۔ اگست میں ایک مضمون لکھا ہے کہ حضرت امیر (مولوی محمد علی) نے قاضی صاحب کے شعر

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
مگر پہلے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

کو بگاڑ کر قادیانی خلافت کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ قرار دیا ہے، حالانکہ یہ شعر اس نظم کا حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ نظم بدر میں بھی چھپی۔ اس وقت بدر کی پوزیشن وہی تھی بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر جو اس عہد میں الفضل کی ہے۔

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزا کم اللہ تعالی کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی نہیں پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری وقلت ایمان کا ثبوت دیتا۔

اس کے علاوہ قاضی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکابر جماعت لاہور اور حضرت امیر (مولوی محمد علی) کو اس نظم میں کوئی امر ناپسندیدہ ہوتا تو وہ انہیں اس وقت کہہ سکتے تھے یا مفتی محمد صادق ادیٹر بدر سے کہہ کر اس کی تردید یا کم از کم تشریح یا قاضی صاحب کو تنبیہ کرا سکتے تھے۔

ان واقعات کے پیش نظر حضرت امیر (مولوی محمد علی لاہوری) الزام لگانے میں حق بجانب نہیں اس لئے انہیں صفائی کے ساتھ اسے واپس لینا چاہیے۔

دراصل اس مضمون میں قاضی اکمل صاحب نے حضرت امیر (مولوی محمد علی لاہوری) کو سامنے رکھ کر اپنے ہمدم دیرینہ خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) کو کوسا ہے قاضی صاحب کو بعض نامساعد حالات کی وجہ سے خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کی شان میں قصائد کہہ کر بین السطور لکھنے کی مہارت ہوگئی ہے کیونکہ وہ قصائد دراصل قاضی صاحب کے شکووں اور خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کی سردمہری کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

اگر یہ درست ہے کہ یہ نظم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حضور پیش ہوئی اور حضور نے اسے پسند فرمایا اور قاضی اکمل صاحب کو جزا کم اللہ تعالی کا صلہ دیا تو پھر خود قاضی صاحب کے پیش کردہ اصول کے مطابق خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) نے ۱۹۔ اگست ۳۴ کے الفضل میں انہیں تنبیہ کر کے اپنی کمزوری ایمان وقلت عرفان کا ثبوت دیا۔

زاغ و بوم آشفتہ تر گویند ایں فسانہ را۔ کا مصداق بنے۔کیا خلیفہ (محمود احمد) صاحب اس حقیقت سے واقف نہ تھے کہ یہ نظم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے عہد میں لکھی گئی۔ خلیفہ صاحب (مرزا محمود) اور قاضی اکمل صاحب کا ان دنوں چولی دامن کا ساتھ تھا۔اگر اس حقیقت کو جانتے ہوئے خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) نے انہیں تنبیہ کی تھی تو اس مضمون میں قاضی اکمل صاحب کا روئے سخن دراصل خلیفہ صاحب کی طرف ہے۔انہیں خلیفہ صاحب سے بھی ایسا ہی مطالبہ کرنا چاہیے جو انہوں نے حضرت امیر (مولوی محمد علی) سے کیا ہے۔ قاضی اکمل صاحب مکرم جواب دیں کہ آج سے دس سال قبل خلیفہ (مرزا محمود) صاحب کی تنبیہ پر وہ کیوں خاموش رہے اور انہوں نے اپنی خاموشی سے پبلک کو کیوں دھوکے میں رکھا؟ اگر خلیفہ

صاحب اس زمانہ میں حدیث العہد تھے جس زمانہ میں یہ نظم لکھی گئی تھی تو اس زمانہ میں تو وہ حدیث العہد نہیں تھے جس زمانہ میں انہوں نے قاضی صاحب کو تنبیہ کر کے اس معمہ کو حل کیا۔ اگر جواب میں قاضی اکمل صاحب فرمائیں کہ وہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب کے رعب، کمشن کے ڈر، اور کارخاص، کے خوف سے خاموش رہے تو اس کی ذمہ داری بہرحال ان پر عائد ہوتی ہے اور ہر ایک حدیث العہد یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ ۱۹۳۴ء میں آپ نے خاموش رہ کر انتہائی اخلاقی کمزوری کا ثبوت دیا اور آج حضرت امیر (مولوی محمد علی لاہوری) کا نام لے کر،۔ یاروں، کا ماتم کیا ہے اور جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔

(پیغام صلح لاہور ۲۳۔ اگست ۱۹۴۴ء مطابق ۳ رمضان ۱۳۶۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۳۳ ص ۱)

قاضی اکمل صاحب کے شعر کا صحیح مفہوم

تحریر: شیخ عبدالرحمٰن مصری

قاضی اکمل صاحب کی ایک نظم ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر قادیان میں شائع ہوئی تھی اس نظم میں ایک شعر تھا:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

جناب میاں محمود احمد صاحب کے سامنے یہ شعر اس وقت آیا جب کہ آپ قاضی موصوف پر بعض خاص وجوہ کی بنا پر، جن کی تفصیل کی اس وقت ضرورت نہیں، سخت غضب ناک تھے اور اپنے انتظام کی چکی میں انہیں بری طرح پیس رہے تھے۔ اور اپنی جماعت کی نظر میں انہیں کلیۃً گرا دینے کا پورا تہیہ کئے بیٹھے تھے۔ چنانچہ اس شعر کے سامنے آتے ہی انہوں نے اس کو بھی قاضی اکمل صاحب کے گرانے کا ایک ذریعہ بنا لیا۔ الفضل خود راوی ہے کہ اس شعر کی وجہ سے قاضی صاحب کو جناب میاں (محمود احمد) صاحب کی طرف سے تنبیہ کی گئی جس پر قاضی قہر درویش بر جان درویش کی مثل کو سامنے رکھتے ہوئے بالکل خاموش رہے چونکہ خود جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے اس شعر کو قابل اعتراض قرار دیا اس لئے حضرت امیر (محمد علی لاہوری) نے بھی اسے قابل اعتراض لکھ دیا جناب میاں (محمود احمد) صاحب کے اپنے ایک

مرید کے شعر کو قابل اعتراض ٹھہرا دینے کے بعد انہیں ضرورت نہ تھی کہ وہ اس امر کی تحقیق کرتے کہ یہ شعر کب کہا گیا اور کس مفہوم کو مدنظر رکھ کر کہا گیا ہے اس پر قاضی اکمل صاحب کو حضرت امیر (مولوی محمد علی لاہوری) کو سامنے رکھ کر جناب میاں (محمود احمد) صاحب کے خلاف اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کا موزوں موقعہ میسر آ گیا اور انہوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جناب میاں (محمود احمد) صاحب کو خوب سنائیں اور ثابت کر دیا کہ ان کا اس شعر پر اعتراض کرنا ایک کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ انہیں سلسلہ کے لٹریچر اور اس کے علم کلام سے قطعاً کوئی واقفیت نہیں اور یہ کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اصلی مقام کو بالکل سمجھے ہی نہیں۔

قاضی اکمل صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ نظم انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حضور پڑھی حضور نے اس کو پسند فرمایا اور حضرت اقدس کے پسند فرمانے کے بعد کسی احمدی کا کیا حق ہے کہ اس شعر کو قابل اعتراض ٹھہرائے۔ گو اخبار بدر کا وہ پرچہ تو جس میں یہ نظم شائع ہوئی ہے قاضی اکمل صاحب کے اس بیان کے متعلق خاموش ہے لیکن میں قاضی صاحب کے اس بیان کو درست تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔ اس تمام نظم میں ایک شعر بھی ایسا نہیں جو قابل اعتراض ٹھہرائے جانے کے قابل ہو یا اسلامی عقائد یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقاید کے منافی ہو....(پیغام صلح لاہور ۳۰ نومبر ۱۹۴۴ء ص ۷)

اصلی اور نقلی احمد۔۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین پچھلے پرچہ میں اس سلسلے کا نمبر اول ملاحظہ کر چکے ہیں۔ آج اس کا دوسرا نمبر درج کیا جاتا ہے۔

الفضل کے مضمون نگار نے آنحضرت ﷺ کی بڑی تعریف کی ہے جس سے اس کا مقصود یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی کو ظلی نبی بنا کر اوصاف مذکورہ سے موصوف ثابت کیا جائے۔

اگر وہ اس دعوی میں کامیاب ہو جاتا تو ہم خوشی سے دستخط کر دیتے مگر افسوس ہے کہ کامیاب نہیں، بلکہ بری طرح فیل ہوا۔ نامہ نگار (مولوی اکمل قادیانی) لکھتا ہے کہ:

کسی نبی کا صاحب کمالات عظمی ہونا بجز اس کے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی امت میں ان کمالات کو منتقل کرنے والا ہو... اگر کوئی نبی اپنی فیض رسانی سے کسی کو اپنے رنگ میں رنگین نہیں کر سکتا تو پھر کس کو معلوم ہو کہ وہ خود بھی صاحب کمالات عظمی ہے۔ (الفضل قادیان ۵ جنوری ۱۹۴۴ء)

نقض اجمالی: بتایئے حضرت موسیٰؑ نے اپنے جیسا با کمال نبی کس کو بنایا تھا؟ کسی کا نام لیجئے۔ اور نام لیتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب کی تصنیفات کا مطالعہ کر لیجئے گا۔ کہیں ان میں آپ کی تردید نہ مل جائے۔

اس کے علاوہ آپ کا مقصود یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مجموعہ کمالات مع کمال نبوت امت کی طرف منتقل کئے۔

اگر یہ ٹھیک ہے تو کیا مرزا صاحب سے پہلے کوئی ایسا مدعی صاحب کمالات بتا سکتے ہو؟ ھا تو ابر ھا نکم۔ ہرگز نہیں بتا سکو گے تو ہم کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ یہ تعریف نہیں دراصل آنحضرت ﷺ کی تنقیص ہے۔ ہاں آپ نے یہ خوب کہا کہ:

مرزا صاحب نے رسول خدا ﷺ کی تعریف بہت کی ہے باوجود تعریف کرنے کے آپ قائل ہیں کہ میں پوری تعریف نہیں کر سکا۔ (حوالہ مذکور)

ہم ناظرین کو بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آنحضرت ﷺ کی کیا تعریف کی ہے اور وہ کہاں تک صحیح ہے۔ توضیح مرام کے صفحہ ۱۱ پر آپ کا ایک جامع شعر یہ ہے

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جو احمد تھے ترقی کرتے کرتے احد (اللہ) کے مصداق بن گئے۔

کیا یہی اسلام کا عقیدہ ہے؟

اگر آپ اس عقیدے کو صحیح مانیں گے تو عیسائیوں کے سامنے کھڑے نہیں رہ

سکتے۔ قرآن مجید عیسائیوں کے اس عقیدہ پر اظہار نفرت کرتا ہوا فرماتا ہے

لقد کفر الذین قالوان الله هو المسیح ابن مریم

(کافر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے)

اس شعر کے ماتحت آپ کو یہ کہنا چاہیے

نشهد ان محمداً هو الله احد

غالباً مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے آپ ہی لوگوں کے حق میں کہا ہے

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں

ناظرین کرام! کیا کسی نبی یا صدیق یا ولی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میں آپ کو یہ دعوی ملتا ہے کہ انا الله الاحد۔ ہرگز نہیں۔ ہاں اس کے خلاف صاف لفظوں میں یوں ملتا ہے: انما انا بشر مثلکم

نامہ نگار کے کلام کا نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنخضرت ﷺ باوجود جامع کمالات ہونے کے منصب تعلیم میں فیل رہے، کیونکہ آپ کی امت میں تیرہ صدی کے خاتمہ تک کوئی بھی باکمال نبی پیدا نہ ہوا۔ مرزا صاحب بھی اس نفی کے قائل ہیں۔ اس کی مثال آج کل کی اصطلاح میں یہ ہے کہ علی گڈھ کالج جو بہت بڑا کالج ہے جب سے بنا ،اسنے ایک بھی باکمال بی اے یا ایم اے پیدا نہیں کیا۔ تو اس حالت میں کیا اس کالج کو کامیاب سمجھا جائے گا؟ ہرگز نہیں

احمدی دوستو! ایسی تعریف کرنے پر تمہارے حق میں یہ کہنا بجا ہے

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جنوری ۱۹۴۴ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳ ص ۴)

اصلی اور نقلی احمد۔۳

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین گذشتہ پرچوں میں اس سلسلہ کے دو نمبر ملاحظہ کر چکے ہیں آج تیسرا نمبر درج ہے۔ اس نمبر میں قادیانیوں کے عقیدہ کے علاوہ ان کی علمی کھینچ تان کا

علم بھی بخوبی حاصل ہو جائے گا۔ قرآن مجید میں جو ارشاد ہے

و وجدك عائلاً فاغنی (اللہ نے تجھ کو غریب پایا تو غنی کر دیا)

قادیانی نامہ نگار (مولوی اکمل قادیانی) لفظ اغنی کی تفسیر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خدا نے جملہ کمالات انبیاء سابقین کے ساتھ موصوف کیا۔ پھر اس پر یہ از خود اضافہ کرتا ہے کہ تجھ کو ایسا غنی کیا کہ تو اپنے کامل متبعین کو ان اوصاف کے ساتھ موصوف کر کے نبی بنا سکتا ہے چنانچہ مرزا صاحب قادیانی، آنحضرت ﷺ کے اتباع سے نبی بن گئے۔ انہی معنی میں یہ قادیانی شعر آنحضرت ﷺ کے حق میں کہا گیا ہے

جو آئے ابتداء میں رونق غار حرا ہو کر
گئے آخر نبی گر اور ختم الانبیاء ہوکر

نامہ نگار کے اصلی الفاظ یہ ہیں:

پس اے سننے والو سنو! اور اے سوچنے والو! سوچو کہ اللہ تعالی نے اپنے پیارے محبوب کو تمام نبیوں کے کمالات اور ان تمام کمالات سے بھی بڑھ کر کمالات دیکر آپ کا نام غنی رکھا۔

اور پھر ساری دنیا کو سنا کر کیسے شاندار انداز سے دنیا کو بتادیا سارے انعامات سابقہ آنحضرت ﷺ کی بدولت حاصل ہو سکتے ہیں جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اب نہ صرف ایک نبی کے انعامات حاصل ہو سکتے ہیں بلکہ جس جس نبی کے کمالات آنحضرت ﷺ میں جمع ہیں وہ سب مل سکتے ہیں۔ اور اس طرح صرف موسی وعیسی کی امتوں کے انعام حاصل کر کے صرف شہید اور صدیق کے مقام تک ہی نہیں ٹھہر سکتے بلکہ آنحضرت ﷺ کے طفیل اور آپ کی تاثیر قدسی سے موسی بھی بن سکتے ہیں اور عیسی بھی اور ابراہیم بھی اور داؤد بھی، کرشن بھی، اور رام چندر بھی، یحی بھی زکریا بھی۔ یہی وہ رمز ہے جس کا انکشاف آنحضرت ﷺ کے بعد آج تک صرف ایک انسان پر ہوا یعنی حضرت مسیح (مرزا قادیانی) پر جس نے کہا:

میں کبھی آدم کبھی موسی کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

اور جب یہ سارے انعامات اس سائل کو آنحضرت ﷺ کی بدولت مل چکے اور آپ نے ان سے دنیا کو بہرہ ور کرنا شروع کیا تو ساتھ ہی اس راز حقیقی سے سب کو واقف اور خبر دار کرتے ہوئے فرمایا:

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا وہم
یک قطرۂ ز بحر کمالِ محمد است

(الفضل قادیان ۷ جنوری ۱۹۴۴ء ص ۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اللہ رے جرأت! پہلے تو یہی غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نام غنی بتایا ہے جو قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ غور سے پڑھو

یا ایھاالنّاس انتم الفقراء الی اللّٰہ و اللہ ھوالغنی الحمید

(فاطر: ۱۵) بنی آدم سب خدا کے محتاج ہیں خدا کی ذات ہی غنی اور حمید ہے کسی آیت یا حدیث میں نہیں ملتا کہ آنحضرت ﷺ کا نام غنی ہے۔

اغنی سے مراد یہ ہے کہ وہ غریبی جو حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح سے پہلے تھی اسے خدا تعالی نے دور کر دیا۔

قادیانی اور لاہوری ممبرو! ہوشیار ہو کر سنو ہم کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ بتاؤ انبیاء سابقین میں حضرت موسیٰ جیسے صاحب شریعت اور داؤدؑ اور سلیمانؑ جیسے صاحب سیاست بھی گذرے ہیں۔ ان سب کے اوصاف مجموعی حالت میں آنحضرت ﷺ میں جمع ہوئے اور بقول تمہارے آنحضرت ﷺ کے اتباع سے متبعین کو پہنچے۔ سب سے آخر اس زمانہ میں ان اوصاف سے موصوف مرزا صاحب قادیانی ہوئے۔

اول: اب بتاؤ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں صاحب شریعت اور صاحب سیاست ہونے کا وصف تھا؟ اگر نہیں تھا، تو آپ کا یہ دعوی کبھی آدم کبھی موسی وغیرہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔

دوم، مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں چودھویں صدی کے شروع میں مبعوث ہوا ہوں (تریاق القلوب)۔ آپ سے پہلے تیرہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کتنے انبیاء جامع کمالات پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا شمار مع اسماء بتایئے۔

لا ہوری ممبرو! بقول خود اس اشاعت دجل (جماعت احمدیہ لاہوریہ کا عقیدہ ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ ہر ایک مدعی نبوت دجال ہے۔ اسی کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) کب تک خاموش رہو گے۔

کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء مطابق یکم صفر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۴ ص ۴۔۵)

و اذا العشار عطلت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس آیت زیب عنوان کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز اونٹ جیسا جانور جو عرب میں بہت محبوب ہے، چھوڑ دیا جائے گا۔ اس آیت کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے حق میں لیا ہے بایں تفسیر کہ اونٹ چھوڑے جائیں گے ان پر کوئی سواری نہیں کرے گا کیونکہ ریل جاری ہو جائے گی اس وقت مسیح موعود آجائے گا۔

سلطان عبد الحمید خان مرحوم نے عرب میں ریل جاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ دمشق سے لے کر مدینہ شریف تک سڑک بھی بن گئی اور گاڑی کی آمد و رفت بھی شروع ہو گئی۔ زائرین مدینہ نے دیکھا ہو کہ ریل کا انجن وہاں کھڑا ہے۔

ناظرین! مرزا صاحب قادیانی بڑے زمانہ شناس تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ چونکہ سلطان عبد الحمید خان جیسا قاہر بادشاہ اپنے ارادہ کو عملی صورت دیئے بغیر نہیں چھوڑے گا، اسلئے یہ تصور کر لیا کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو چکی ہے، اس تصور کو تصدیق کا جامہ پہنانے کے لئے لکھ دیا کہ مکہ مدینہ میں ریل کا جاری ہونا مسیح موعود کی آمد کی نشانی ہے پس میں مسیح موعود ہوں۔ (اعجاز احمدی۔ص ۲)

قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر دفتر اہل حدیث سے اشتہار نکلا کرتا ہے اس دفعہ جو اشتہار نکلا تھا، وہ اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۷ جنوری ۱۹۴۴ء میں درج ہو چکا ہے جس کے ضروری الفاظ یہ ہیں کہ:

حاجیوں سے پوچھ لو کہ ابھی تک مکہ مدینہ میں ریل جاری نہیں ہوئی جسکا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔

اس کے جواب میں اخبار الفضل قادیان میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں حسب عادات اہل قادیان مدیر اہل حدیث امرتسر کو پہلے تو خوب کوسا ہے۔ پھر جواب دیا تو اپنے ہی حق میں مضر دیا۔ مضمون نگار کے الفاظ یہ ہیں:

افسوس مولوی ثناء اللہ صاحب کے اخبار نے نہ صرف واقعات پر پردہ ڈالنا چاہا ہے بلکہ دیانت سے بھی کام نہیں لیا یعنی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی اس بارہ میں مکمل عبارت عمداً نقل نہیں کی۔ چنانچہ اعجاز احمدی کی پیش کردہ عبارت یوں شروع ہوتی ہے۔

آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی، مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بے کار ہوگئے اور پیشگوئی آیت کریمہ اذا العشا ر عطلت پوری ہوئی اور پیش گوئی حدیث ولیترکن القلا ص فلایسعی علیھا نے اپنی پوری پوری چمک دکھلا دی۔

یہاں تک کہ عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیش گوئی کا ظہور ہے جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے (اعجاز احمدی ص۲)

(الفضل قادیان ۲۲ جنوری ۱۹۴۴ء ص۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ عبارت جو قادیانی مجیب صاحب نے نقل کی ہے اپنا مطلب بتانے میں صاف ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عرب وعجم کے اڈیٹروں کے نام سے جو قول نقل کیا ہے وہ قرآن وحدیث کی صحیح تشریح سمجھ کر اپنی تائید میں لکھا ہے۔ مگر چونکہ واقعہ ایسا نہیں ہوا کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوگئی ہو، اس لحاظ سے اڈیٹروں کا یہ قول جسے مرزا صاحب قادیانی نے صحیح تسلیم کیا ہے مرزا صاحب کی تردید

میں ہوایا تائید میں؟

بس یہی ایک بات سوچنے کی ہے۔اس کی صحیح مثال یہ ہے کہ ایک مدعی اپنی شہادت میں کسی شخص کو معتبر اور ثقہ جان کر پیش کرتا ہے۔مگر اس کی شہادت مدعی کے خلاف ہوتی ہے۔تو بتایئے اس سے مدعی کے دعوی کی تائید ہوگی یا تردید؟ یقیناً تردید ہوگی۔

اس کے آگے مجیب نے جو لکھا ہے وہ لطیف تر ہے۔آپ کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اس بیان میں قرآن کریم اور حدیث شریف کو پیش کر کے بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود کا ایک نشان اونٹ بیکار ہونا ہے، خواہ وہ موٹر کار کے جاری ہونے سے ہو، یا ریل کے، اور خواہ ہوائی جہاز کے باعث ہو....

اسی نشان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ ملک کے اخبارات نے پکار پکار کر کہہ دیا ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کا جاری ہونا بھی قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے نشانات کے مطابق ہے اس نشان کا مدعا مسیح موعود کے زمانہ میں نئی سواریوں کے نکل آنے اور اونٹوں کی سواری کے بیکار ہو جانے سے ہے اور چونکہ حضرت مسیح موعود مرزا کے زمانہ میں ہی اخبارات میں مدینہ اور مکہ وغیرہ کو ریل جاری ہونے کی خبریں شائع ہوئیں اس لئے حضور نے وہاں ریل کا ذکر اخبارات کے حوالہ سے (نہ کہ اپنی طرف سے) فرمایا مگر کیا یہ امر واقع نہیں کہ وہاں اب بھی اونٹ کی سواری بیکار ہے کیونکہ یہی اصل چیز ہے جسے حضور نے قرآن وحدیث کی رو سے اپنی صداقت کیلئے بطور نشان پیش فرمایا چنانچہ ان حجاج مکہ سے بجائے اونٹ کے ریل، موٹر اور جہازوں سے کام لیتے ہیں۔

(الفضل قادیان ۲۲ جنوری ۱۹۴۴ء ص ۴)

بہت اچھا صاحب! سارے کلام کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن وحدیث کی پیش گوئی کا اصل مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ان پر کوئی سواری نہیں کرے گا۔

آیئے اب ہم آپ کو روشن کمرے میں لائیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کا انتقال مئی ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ میں (ثناءاللہ امرتسری) سفر حج کو ۱۹۲۶ء میں گیا۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے، بلکہ کل حجاج نے اونٹوں پر سفر کیا۔ حالانکہ مسیح موعود ہونے کا مدعی پیدا ہو کر فوت بھی ہو چکا تھا مگر اونٹ اب تک چل رہے ہیں۔

راجپوتانہ میں چلتے ہیں۔ ارواڑ میں چلتے ہیں۔ مصر میں چلتے ہیں۔ سوڈان میں چلتے ہیں۔ مراکش میں چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ کی فوج میں اونٹ سوار رسالہ (کیمل کور) بھی ریگستانی ملکوں میں اونٹوں پر سفر کرتا ہے۔

قرآن و حدیث کا جو اصل مضمون آپ نے بتایا ہے وہ صحیح ہے لیکن اس کو خاص عرب یا حجاج سے خصوصیت نہیں بلکہ ساری دنیا سے تعلق ہے۔ حالت یہ ہے کہ جو اونٹ پہلے پچاس روپے میں ملتا تھا آج وہ تین چار سو روپے میں بمشکل ملتا ہے

فلا یسعی علیہا (ان پر کوئی نہیں چڑھتا) مختصر یہ ہے کہ آیت موصوفہ کی قادیانی تفسیر غلط ہے اس کے علاوہ یہ آیت مرزا صاحب قادیانی پر چسپاں بھی نہیں ہے حالانکہ بقول مرزا غلام احمد صاحب ان کی یہ علامت تھی۔ علامت نہ ہونے سے ذی علامت بھی معدوم سمجھا جاتا ہے جیسا کسی شاعر نے کہا ہے:

میرے معشوق کے دو ہی پتے ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ فروری ۱۹۴۴ء مطابق ۸ صفر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۵ ص ۴۔۵)

کاٹھیاواڑ کے دوست خبردار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی گزٹ میں خبر شائع ہوئی کہ قادیانی مبلغین کا وفد کاٹھیاواڑ میں بھیجا گیا ہے۔ ان لوگوں کے کام بڑی حکمت عملی سے ہوتے ہیں، جس سے ناواقف دھوکا کھا جاتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ لوگ اسلام کی تعریف اور تحسین کرتے ہیں۔ پھر اس کی تبلیغ کی ضرورت بتاتے ہیں۔ پھر یہ بتاتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کرنے والی قادیانی جماعت ہی ہے اور کوئی نہیں ۔ پھر اس کا نتیجہ ذہن نشین کرتے ہیں کہ یہ سب برکت حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی ہے جو اس زمانہ کے نبی تھے۔

ہمارے کاٹھیاواڑی دوستوں کو چاہیے کہ ان کے ساتھ حکمت اور دانائی سے پیش آئیں۔ یعنی یہ کہیں کہ اسلام اپنی ذات میں بے شک مستحق تعریف وتحسین ہے مگر قادیانی مسیح کا دعوی غلط ہے۔اس کے ثبوت میں لمبی چوڑی تقریر یا تحریر کی ضرورت نہیں مرزا صاحب کا وہ اشتہار ہی کافی ہے جسکا عنوان یہ ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

دفتر اہل حدیث سے منگوا کر حسب ضرورت چھپوا کر وہاں بکثرت شائع کر دیں اسکے علاوہ بھی دفتر اہل حدیث کی تصنیفات جو قادیانی مذہب کے متعلق شائع شدہ ہیں منگوا کر تقسیم کریں انشاء اللہ مخالف کا اثر نہ ہوگا۔مزید ضرورت ہو تو خط وکتابت کے ذریعہ بھی دریافت کرسکتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ فروری ۱۹۴۴ء مطابق ۸ صفر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۵ ص ۶)

مصلح موعود آیا اور چلا گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مصلح موعود کے متعلق لاہوری اور قادیانی جماعتوں میں اختلاف چلا آرہا ہے جو ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے بعد جنگ کی صورت اختیار کرگیا ہے۔

پیغام صلح لاہور نے قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) کی تردید میں ۲ فروری ۱۹۴۴ء کے پرچہ میں ایک مضمون شائع کیا ہے۔

ہمارے اور ان کے اختلاف کی مثال یہ ہے کہ دو بھائی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ ہمارے والد نے اس متروکہ مکان کے متعلق میرے حق میں

وصیت کی ہوئی ہے۔ دوسرا کہتا ہے نہیں والد مرحوم نے اس مکان کی وصیت اولاد میں سے کسی کے حق میں نہیں کی بلکہ فلاں مسجد کے حق میں تھی۔ تیسرا اجنبی شخص کہتا ہے کہ تم دونوں کا دعوی غلط ہے، بلکہ تمہارے والد نے یہ مکان خود بیچ کر اپنے قبضہ سے نکال دیا تھا۔نہ تمہارا ہے اور نہ تمہارے باپ کا۔

ناظرین اس مثال کو ذہن میں رکھ کر ہمارا مندرجہ ذیل مضمون پڑھیں۔

قادیانی جماعت اپنے فن میں ایسی ماہراور کامل ہے کہ اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ پھر کمال یہ ہے کہ اپنے اس کمال کو مذہبی شکل میں پیش کرتی ہے، حالانکہ مذہب ایسے کمال کا نام دجل اورفریب رکھتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی کی تحریرات میں ایک پیش گوئی یہ بھی تھی کہ میری اولاد میں ایک مصلح موعود ہوگا، جوکل دنیا کی اصلاح کرے گا۔ ایسا ہوگا ، ویسا ہوگا ۔کان اللہ نزل من السماء (گویا خود خدا آسمان سے اتر آئے گا)۔

اس مصلح موعود کے متعلق عرصہ دراز سے قادیانیوں کی تحریریں نکلتی رہی ہیں جن میں میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کو مصلح موعود بتایا جاتا رہا ہے۔ وہ خود بھی اپنی خاموشی سے اس لقب کو پسند کرتے رہے۔آخر ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے کھلے لفظوں میں کہا کہ مصلح موعود میں ہی ہوں۔

اس پر چاروں طرف سے مبارک مبارک کی آوازیں آنے لگیں، جلسے ہوئے، جشن ہوئے۔ ہمیں تو اس سے کوئی نقصان نہیں کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) مصلح موعود بنے یا مسیح موعود بنے، کیونکہ ہم نے بڑے میاں (مرزا غلام احمد) کو دیکھا ہوا ہے۔ جیسے وہ تھے ،ویسے ہی ان کے جانشین ہوں گے۔لیکن بغرض تحقیق حق اس امر کی تنقید کرنے کو آج ہم یہ نوٹ لکھتے ہیں۔

اخبار الفضل مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۴۴ء میں خلیفہ قادیان کو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء والے اشتہار کا مصداق بتایا گیا ہے۔مرزا غلام احمد صاحب نے اشتہار مذکور میں جس مصلح موعود لڑکے کی پیدائش کا الہام شائع کیا تھا وہ لڑکا ۷ ۔اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا جس پر اظہار خوشی کرتے ہوئے بعنوان خوش خبری مرزا صاحب قادیانی نے ایک

اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے صاف لفظوں میں لکھا:

اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جسکے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ ا۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خداتعالی سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا ...آج ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا فالحمدلله علی ذلك (قادیانی اشتہار ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء)

یہی لڑکا حسب الہام اور حسب تصریح مرزا صاحب مصلح موعود تھا جو سولہ مہینے زندہ رہ کر مرزا غلام احمد صاحب کو داغ مفارقت دے گیا اس کے مرنے پر جب شور و غوغا اٹھا تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مخالفوں کو چپ کرانے کیلئے ایک اشتہار دیا جس کے ضروری فقرے درج ذیل ہیں:

واضح ہو کہ اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات سے جو ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء روز یک شنبہ پیدا ہوا تھا، اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اسی روز یک شنبہ ہی میں اپنی عمر کے سولھویں مہینے میں بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف واپس چلا گیا۔ عجیب طور کا شور وغوغا عام لوگوں میں اٹھا اور رنگارنگ کی باتیں خویشوں وغیرہ نے کیں اور طرح طرح کی نافہمی اور کج دلی کی رائیں ظاہر کیں۔

(قادیانی اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

ناظرین! ان حوالجات کی روشنی میں غور فرمائیں کہ مصلح موعود لڑکا پیدا ہوکر فوت بھی ہوگیا، اس پر بھی قادیانی جماعت خلیفہ محمود احمد کو مصلح موعود ہونے کا دعوی کرنے پر مبارک بادیاں دے رہی ہے، تو ہم ان مبارک بادیوں کو کیوں نہ نامبارکبادیاں کہیں

مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلی۔ نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

دیکھئے! پیغام صلح اس پر کیا بولتا ہے۔ خلیفہ قادیان کو مصلح موعود کہنا لاہوری جماعت کے بھی خلاف منشاء ہے، اور ہماری تحقیق کے بھی خلاف ہے۔ ہم نے تو اپنا فرض ادا کردیا دیکھیں پیغام صلح کیا کرتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ فروری ۱۹۴۴ء مطابق ۱۵ صفر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۶ ص ۴۔۵)

لاہوری مصلح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین اوپر کے مضمون میں ملاحظہ فرما چکے ہوں گے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مصلح موعود سولہ مہینے زندگی پا کر فوت ہوگیا۔ بایں ہمہ ان کے مریدوں میں اس عہدہ کے تین مدعی ہیں:

اول، خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد)۔

دوم۔ مولوی عبداللہ تیماپوری (حیدرآباد دکن)

سوم۔ شیخ غلام محمد لاہوری۔

موخر الذکر نے ان دنوں ہمارے پاس دو خط برائے اشاعت بھیجے ہیں ان میں سے ایک کا مختصر مضمون یہ ہے:

خلیفہ قادیان اور مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور اپریل سنہ رواں تک توبہ کر کے میرے ہاتھ پر بیعت کرلیں ورنہ....،

۲۸ جنوری سنہ رواں کو خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے جب مصلح موعود ہونے کا دعوی کیا، تو لاہوری مصلح موعود نے خلیفہ قادیان کو ایک تادیبی خط لکھا۔ جس کی نقل دفتر اہل حدیث امرتسر میں بغرض اشاعت بھیج دی، جسکا ضروری حصہ درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مکرمی خلیفہ صاحب قادیان۔ السلام علی من اتبع الھدی

چونکہ آپ نے مصلح موعود کا سراسر جھوٹا دعوی ۲۸ جنوری کے جمعہ میں کردیا ہے، جسے ۳۰ جنوری کے الفضل میں چھاپا گیا ہے، اس لئے روح القدس نے چاہا ہے کہ آپ کا اور میرا آخری اور قطعی فیصلہ ہوجائے۔

لہذا میں ایک دعا ہمراہ ارسال کررہا ہوں آپ اس کو پڑھ کر الفضل و العرفان ہردو میں جلد سے جلد نمایاں چھپوانے کا انتظام کردیں۔

آپ کے حکم سے ہی آپ کے ادارے چھاپیں گے۔ میں ایک کاپی مولوی ثناء اللہ صاحب کو امرتسر بھیج رہا ہوں اور جگہ بھی ارسال کر رہا ہوں۔
آپ بھی اپنی صداقت کا ثبوت مرد میدان بن کر ایسی ہی دعائے مباہلہ یا یک طرفہ دعا سے دیں اور بلعم باعورانہ مکاریوں سے باز آئیں۔

غلام محمد لاہور یکم مارچ ۱۹۴۴ء

بارگاہ رب العزت میں آسمانی فیصلہ کی دعا

یہ احقر شیخ غلام محمد لاہوری مصلح موعود اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار بار قسم کھا کر نہایت کامل یقین وصدق اور اخلاص سے یہ اعلان کرتا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے اندر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا بہ حیثیت مصلح موعود کے میں ہی واحد مصداق ہوں۔ مجھے چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گذشتہ تیرہ سالوں سے روح القدس کی مخصوص تجلیات سے وحی خفی کے ذریعہ چودھویں سال میں ذوالحج کی تجلی میں میں کامل فرما دیا گیا ہے اس لئے ۱۹۴۴ء کے موسم بہار میں مجھے دوشنبہ مبارک مخصوص لیلۃ القدر بیعت رضوان صلح حدیبیہ کی مثل اور ان کے بعد مدنی محمدی ماموریت سے قادیانی خلیفہ و لاہوری امیر پر کامل فتح کا حاصل ہونا اٹل امر ہے۔
میری فتح اور روحانی غلبہ کی راہ میں خلیفہ قادیانی و امیر لاہوری فرعون مصر و مکہ اور بلعم باعور سے بڑھ کر خطرناک روک چل رہے ہیں۔
اور اب یہی ڈپٹی عبداللہ آتھم و سلطان محمد اور لیکھ رام کا کامل بروز ہیں مجھے اپنی مذہبی ماموری صداقت پر ایسا ہی کامل یقین ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی کامل توحید و حضور نبی کریم ﷺ کی و قرآن کریم کی اور حضرت مسیح موعود کی کامل صداقت پر یقین حاصل ہے
اور مجھے یہ کامل یقین ہے کہ میرے دشمن اس بات میں سراسر جھوٹے اور مفتری اور ظالم ہیں کہ میں پاگل یا شریر یا مفتری وغیرہ ہوں بلکہ جس طرح مجھے اپنی ماموارنہ صداقت پر کامل یقین ہے ویسے ہی مجھے اپنے مقابل خلیفہ قادیانی کے دعوی مصلح موعود، مثیل خلیفہ ثانی، فضل عمر کے افتراء و دجل اور

کذب ہونے کا کامل یقین حاصل ہے۔
ایسا ہی اپنے ما سوا ہر مدعی ماموریت مثلاً مولوی عبد اللہ تیما پوری و محمد صدیق حسن حیدر آبادی کے متعلق مجھے کامل یقین ہے کہ وہ سب بلعم باعور اور مسیلمہ کذاب کی مثل ہیں اور یہی حیثیت خلیفہ قادیانی کی ہے۔
میں اپنے اس اعلان پر اللہ تعالی کو بھی گواہ رکھتا ہوں اور اس کی جناب سے یہ آسمانی فیصلہ چاہتا ہوں کہ اگر اس کے علم اور فیصلہ میں، میں صادق اور محمدی مامور مصلح موعود نہیں ہوں، بلکہ میں وہی کچھ ہوں جو میرے مخالفوں نے میری نسبت مشہور کر رکھا یا سمجھ رکھا ہے، اور مصلح موعود میرے سوا کوئی اور ہے، تو
اے قادر قہار اور علیم وخبیر اور سمیع واحکم الحاکمین خدا تو بغیر اس کے کہ کوئی میرے مقابل اپنے صدق اور میرے کذب کی آزمائش میں دعائے مباہلہ کرے تو مجھ کو اپنے قہر کی تجلی سے ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء سے قبل الوصیت والے مقررہ موسم بہار میں اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے اٹھا لے تاکہ بندگان خدا میرے فتنہ سے محفوظ ہو جائیں اگر میں جہنم کے لائق ہوں تو وہی میرا ٹھکانہ ہو۔ غلام محمد۔ لاہور یکم فروری ۱۹۴۴ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ ان تینوں صاحبوں کا دعوی مرزا غلام احمد صاحب کے الہامی دعوی پر متفرع ہے۔ اور ہم مرزا صاحب قادیانی کے الہامی دعووں (وعدوں) کو جیسا کچھ جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں اسکی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ وہ استاد غالب کے اس شعر کا مصداق ہیں

تیرے وعدے پر جئے ہم یہ تو جان جھوٹ جاناں
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ فروری ۱۹۴۴ء مطابق ۱۵ صفر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۶ ص ۵۔۶)

علمی اور روحانی قابلیت کا معیار۔ا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرب کے لوگ بڑے جنگ جو اور بہادر تھے اس لئے ان کی عادت تھی کہ دشمن کی بہادری اور شجاعت کی تعریف کر کے اس پر اپنی فتح یابی کا اظہار کرتے۔

ان لوگوں کا خیال تھا کہ کمزور دشمن پر فتح پانا کمال نہیں بلکہ کمال یہ ہے کہ زور اور دشمن پر فتح حاصل کی جائے۔ مگر آج کل ہمارے زمانہ کے اہل قلم کا یہ دستور ہو رہا ہے کہ اپنے مخالف کی بات کا جواب دینے سے پہلے اس کو بے علم اور جاہل بتاتے ہیں پھر اتنے بڑے دعوی پر کوئی معتبر شہادت پیش نہیں کرتے بلکہ کسی مخالف کا قول پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں قادیانی اہل قلم میں یہ عام دستور ہے آج ہم اس کی ایک تازہ مثال پیش کرتے ہیں۔

اخبار الفضل مورخہ ۳ فروری ۱۹۴۴ء میں ایک مضمون نکلا ہے جسکی سرخی ہے،

مولوی ثناء اللہ صاحب کی علمی قابلیت

اس میں تمہیدی الفاظ قابل دید وشنید ہیں لکھا ہے:

احمدیت کے ناکام مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ اپنی علمی قابلیت کا ڈھنڈورا پیٹا کرتے ہیں۔ (الفضل ۳ فروری ۱۹۴۴ء ص ۴)

راقم مذکور نے اس میں دو لفظ صریح غلط لکھے ہیں:

اول احمدیت کے ناکام مخالف،

یہ اسلئے غلط ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کتاب حقیقۃ الوحی میں مجھ کو اشد ترین مخالف کے لقب سے عزت بخشی ہے اور اشتہار آخری فیصلہ مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں لکھتے ہیں کہ

جھوٹا آدمی اپنے اشد ترین مخالفوں کے سامنے ناکام مر جاتا ہے۔

ناظرین ان دونوں فقروں کو سامنے رکھیں۔ یعنی

میں (ثناءاللہ) قادیانی تحریک کا اشدترین مخالف ہوں،
مفتری شخص اپنے اشدترین مخالف کے سامنے ناکام مرجاتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب کو یہ دنیا چھوڑے ہوئے ۳۵ سال گذر چکے ہیں، اور دنیائے اسلام کو معلوم ہے کہ جس شخص کو مرزا صاحب قادیانی اپنا اشدترین مخالف کہہ کر عزت بخشتے تھے وہ عرصہ دراز تک ان کے بعد زندہ رہا۔ (میں سنتا اور دیکھتا ہوں کہ آج ۱۴ فروری ۱۹۴۴ء تک بھی مرزا صاحب قادیانی کا اشدترین مخالف (ثناءاللہ) زندہ ہے۔ رضاءاللہ)

پس ناظرین بتائیں کہ ان واقعات کے بعد ناکام کے معزز لقب کا مستحق کون ہے؟

مرزائی دوستو!

تمہیں تقصیر اس بت کی جو ہے میری خطا لگتی
ارے لوگو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

الفضل نے دوسری غلط بات یہ لکھی ہے کہ

مولوی ثناءاللہ ہمیشہ اپنی علمی قابلیت کا ڈھندورا پیٹا کرتے ہیں۔،

میں نے کبھی علمی قابلیت کا دھنڈورہ نہیں پیٹا۔ ہاں یہ کہا کرتا ہوں اور ڈنکے کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ کلمات مرزا قادیانی کے ماننے والے اور قادیانی علم کلام کے ماہر خواہ کتنے ہی ہوں، سارے مل کر بھی میرے سامنے اعلمیت کا دعوی نہیں کر سکتے اس کا ثبوت میں ہمیشہ دیتا رہا ہوں اور اب بھی دینے کو تیار رہوں۔

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں ۔تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

اس کے بعد قادیانی راقم مضمون نے جو لکھا ہے وہ اس سے بھی عجیب تر ہے روپڑی اخوان کا قول مندرجہ اہل حدیث ۱۴ جنوری ۱۹۴۴ء نقل کیا ہے کہ

مولوی ثناءاللہ علم منطق میں یتیم ہیں اور عربیت میں اتنے کمزور ہیں کہ جماعت اہل حدیث کی بدنامی کا باعث ہیں۔

اس بیان کو قادیانی راقم نے بڑا معتبر اور وقیع سمجھ کر نتیجہ نکالا ہے کہ علماء اہل حدیث کے نزدیک مولوی ثناءاللہ کی علمی قابلیت یہ ہے۔

میں حیران ہوں کہ یہ حواریان مسیح قادیانی عدل وانصاف سے اتنے دور

کیوں جاپڑے ہیں۔ پہلے تو میں ان حضرت سے منطقی سوال کرتا ہوں کہ آپ کے کلام کا موضوع (علماء اہل حدیث) کلیہ ہے یا مہملہ۔

اگر کلیہ ہے تو اس کا ثبوت ہر ایک عالم اہل حدیث کی شہادت سے ہونا چاہیے۔ اگر مہملہ ہے تو تلازم الجزیہ کی وجہ سے دلیل اور حجت نہیں ہوسکتا فافهم ولاتكن من القاصرين

اب اصل جواب سنئیے! اس میں کوئی شک نہیں کہ روپڑی اخوان میرے مذہبی اہل حدیث بھائی ہیں۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت یوسفؑ کے حق میں سگے بھائیوں نے کیا شہادت دی تھی۔ یاد نہ ہوتو سنئیے انہوں نے کہا تھا:

ان يسرق فقد سرق اخ له من قبل

بھائیوں کی شہادت سے صاف الفاظ میں چوری کرنے کا الزام ملتاہے، تو کیا آپ بھی اخوان یوسف کی شہادت کو معتبر جان کر یہ کہیں گے کہ یوسفؑ کی دیانت اورامانت کا اندازہ انکے بھائیوں کی شہادت سے ہوتا ہے۔

قادیانی ممبرو!

چھوڑ ان بردہ فروشوں کو کہاں کے بھائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر پائیں

۱۴ جنوری کے اہل حدیث میں، میں نے ایک قرآنی جملے ماانزل الله على بشر من شيء کی تعبیر ان لفظوں سے کی تھی

لا احد من الانسان بمنزّل عليه الكتاب

قادیانی راقم مضمون اس پر ناک بھوں چڑھا کرلکھتاہے کہ

اس فقرہ کی فصاحت کو دیکھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عربی دانی پر ترس آتا ہے (الفضل مذکور)

الفضل کی سرخی (مولوی ثناء اللہ صاحب کی علمی قابلیت) اور روپڑی اخوان کی شہادت پر نظر کرکے مجھے خوف ہوا کہ میرا یہ تعبیری فقرہ غالباً عربیت کی حیثیت سے غلط ہونے کے باعث جماعت اہل حدیث کی بدنامی کا باعث ہوگا۔

شکر ہے کہ معترض نے اس فقرے کوفصاحت سے گرایاہے صحت سے نہیں،

اب میں کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہ تعبیری فقرہ عربیت کی حیثیت سے صحیح ہے اگر چہ بقول معترض فصاحت سے خالی ہے۔ اس موقع پر میں معترض صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ قادیانی علماء سے مشورہ کر کے اس صحیح غیر فصیح فقرہ کو فصاحت کا لباس پہنا کر شائع کر دیں تو میں بھی فائدہ حاصل کرونگا دو نه خرط القتاد

آمدم بر سر مطلب: میں نے لکھا تھا کہ آیت کریمہ قل من انزل الکتاب الذی جاء به موسی ، یہ قضیہ موجبہ جزئیہ ہے اور پہلی آیت سالبہ کلیہ ہے یہ موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ کی نقیض کی شکل میں آیا ہے۔ اسی پر روپڑی برادران نے مجھ کو یتیم فی المنطق کہا تھا۔ قادیانی مضمون نگار اگر روپڑی اخوان کے بیان کو صحیح سمجھتے ہیں تو دونوں مل کر میرے سامنے کسی مجلس میں بیٹھ کر گفتگو کر لیں اگر منظور کریں تو کسی بڑے منطقی عالم کو منصف مان کر فیصلہ کرالیں تاکہ ثابت ہو جائے کہ یتیم فی المنطق کون ہے اور بالغ کون؟

سنو:

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنون
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ فروری ۱۹۴۴ء مطابق ۲۲ صفر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۷ ص ۵۔۶)

علمی اور روحانی قابلیت کا معیار۔۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ نمبر میں اخبار الفضل قادیان کے قابل نامہ نگار کے جواب کی پہلی قسط درج ہو چکی ہے، آج دوسری قسط درج کی جاتی ہے۔

موصوف نے مرزا غلام احمد صاحب کی روحانیت کا ثبوت دیتے ہوئے مرزا صاحب قادیانی کی طرح بہت سی غلط بیانیوں سے کام لیا ہے، جس کا ہمیں یا کسی اور صاحب کو افسوس نہیں ہونا چاہیے۔ کیوں

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

قادیانی نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں:

ہم احمدیوں کے نزدیک تو ظاہری علم قابل فخر چیز نہیں۔ اصل چیز روحانی علم ہے ...روحانی مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب ہر طرح سے ہزیمت خوردہ ہیں۔ مباہلہ کی دعوت سے انہوں نے گریز کیا۔ قبولیت دعا کے مقابلہ سے وہ عاجز آگئے۔ معارف قرآن کے بیان میں انہیں مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ عربی فصیح و بلیغ بتائید الٰہی لکھنے میں قصیدہ اعجازیہ نے ان کا عجز روز روشن کی طرح ثابت کر دیا۔ اس حقیقت باہرہ کے پیش نظر مولوی ثناء اللہ صاحب کی علمی تعلیاں بجوئے نازز دکی مصداق ہیں۔ (الفضل ۳ فروری ۱۹۴۴ء ص ۴)

ناظرین! یہ بیان واقعات کے سراسر خلاف ہے مرزا صاحب قادیانی کا بیان مباہلہ کے متعلق اخبار الحکم میں شائع ہوا تھا جسکے الفاظ یہ ہیں کہ

کتاب حقیقت الوحی بیس پچیس رروز تک چھپ جائے گی اس میں ہم نے اپنی سچائی کے دلائل لکھ دیئے ہیں اسکا ایک نسخہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھیج دیا جائے گا تا کہ وہ غور سے پڑھ لے اس کے بعد فریقین تحریری مباہلہ کریں گے۔ (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء)

یہی مضمون تتمہ حقیقۃ الوحی میں بھی ہے۔

اسکے بعد ۱۵ مئی ۱۹۷ء کو کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہوگئی مگر مجھے نہ پہنچی، تو میں نے حسب وعدہ مرزا صاحب قادیانی سے کتاب طلب کی۔ آپ کی طرف سے جو جواب ملا وہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جون ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اپنے سکرٹری سے لکھوایا کہ:

چونکہ .... بالقاء الٰہی حضرت صاحب نے تمہارے حق میں ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو دعا شائع کر دی ہے اس لئے اب مباہلہ کی حاجت نہیں رہی لہذا کتاب بھیجنے کی بھی ضرورت نہیں۔

اسکا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی روحانیت

کا مکمل آئینہ وہی ۱۵۔اپریل والی دعا ہے جس کی سرخی ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس روحانی آئینہ مجلی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جو تصویر دکھائی اسے سب دیکھ چکے ہیں۔

ایسا ہی اعجازی قصیدہ کا واقعہ بھی غلط لکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۹۰۲ء میں ایک کتاب لکھی جسکا نام اعجاز احمدی رکھا۔ اس میں آپ نے قصیدہ اعجازیہ کے نام سے ایک قصیدہ لکھا جسکے دو شعر نمونہ کے طور پر درج ذیل ہیں

ایا ارض مدّ قد دفاك مدمّر
و ارداكِ ضلّيل و اغراكِ موغر
أ آخيت ذئبا عايشاً او ابا الوفاء
أ وافيت مدّا او رأيت امرتسر

مد ایک موضع ہے۔ وہاں ۱۹۰۲ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں سے میرا مباحثہ ہوا تھا جس میں وہ کافی عزت پا کر یہ شعر پڑھتے ہوئے نکلے تھے

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے

انہوں نے قادیان پہنچ کر اپنی شکست و باصطلاح قادیانی، فتح، کا ذکر حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں عرض کیا تو مرزا صاحب بحکم:

عارف کہ برنجد تنک آب است ہنوز

بہت خفا ہوئے۔ اسی خفگی میں انہوں نے یہ رسالہ لکھا جس میں یہ قصیدہ بھی درج کیا۔ اسی لئے اس میں موضع مد کی زمین و مخاطب کر کے کہتے ہیں

اے مد کی زمین! تیرے پاس ایک تباہ کرنے والا اور گمراہ کرنے والا اور بھڑ کانے والا آیا ہے (پھر کسی غیر معین کو مخاطب کر کے کہتے ہیں) کیا تو بھیڑیئے کا بھائی ہے یا ابوالوفا (ثناء اللہ) کا بھائی بند ہے، کیا تو موضع مد میں کبھی گیا ہے یا امرتسر تو نے دیکھا ہے۔

ناظرین پہلے بیت کوملاحظہ کریں تواسکا آخری حرف (ر) مرفوع ہے وہاں توپیش صحیح ہے دوسرے بیت میں رئیت کامفعول بہ امرتسر ہے۔اسے بھی مرفوع لکھاہے ۔علم نحو کا کوئی قاعدہ اس رفع کو کو صحیح ثابت نہیں کرسکتا ایسے ہی کئی ایک اشعار اس قصیدہ میں ہیں جن میں فصاحت و بلاغت کے علاوہ علم نحو میں کمال دکھایا گیا ہے ے اسلئے ہم بھی تسلیم مرتے ہیں کہ یہ قصیدہ بےنظیر ہے اس جیسا غلط قصیدہ کوئی نہیں لکھ سکتا بایں ہمہ اس کے مقابلہ کے لئے بہت کم وقت (معدودایام) رکھ کر اعجازاحمدی جتنی مطبوعہ کتاب مجھ سے طلب کی گئی جسکا مطلب یہ ہے کہ کتاب اورقصیدہ کالکھنا توخاص میراکام تھا اس کے ساتھ ہی کاتب کی کتابت اورمطبع کی طباعت بھی میرے کام کا جزو بنائی گئی جوکسی طرح جائز نہیں ہوسکتا بحالیکہ ان دنوں پریس بھی میرااپنا نہ تھا

اس پر بھی میں خوش ہوا کیونکہ مرزا صاحب اپنا نام محمد ثانی رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ میں بروزمحمد ہوں اسی لئے نبوت محمدیہ کاعکس میرے اندرموجود ہے اس مضمون کو ایک شعر میں انہوں نے تریاق القلوب میں یوں ادا کیا

منم مسیح زمان منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

نبوت محمدیہ ﷺ کے متعلق قرآن شریف میں ارشاد ہے

ماعلّمناه الشّعر و ماینبغی له شعرگوئی نبوت محمدیہ کے لائق نہیں ہے

مرزاصاحب قادیانی بقول خوداعجازی شاعر تھے لہذاہمارامدعا ثابت ہوا کہ آپ کونبوت محمدیہ سے تعلق نہ تھا یہ سب ان دعاوی تھے جن کی بابت یہ کہنا بجا ہے

ما موا عید ھا الاالا با طیل

مختصرے ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی روحانیت سب لفظی تھی اورمحض دعوی ہی دعوی تھا جس کی بابت یہ کہنا بالکل صحیح ہے

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
جا کر کے جو دیکھا تو عمامہ کے سوا ہیچ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ فروری ۱۹۴۴ء مطابق ۲۹ صفر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۸ ص ۴-۵)

مصلح موعود قادیانی اور حضرت عمر خلیفہ ثانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل قادیانی اور لاہوری جماعتوں میں مصلح موعود کا مسئلہ بڑے زور سے زیر بحث آرہا ہے۔ قادیانی لوگ پروپیگنڈہ کرنے میں یورپ سے بھی زیادہ کمال رکھتے ہیں۔اسی بنا پر انہوں نے بیس فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے اپنے مصلح موعود ہونے کے متعلق خطبہ دیا۔

ہوشیار پور اس کام کے لئے کیوں منتخب کیا گیا؟ صرف اس لئے کہ مرزا غلام احمد صاحب فروری ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پور میں مقیم تھے۔اسی اثنا میں انہوں نے ۲۰ فروری کو اپنی نسل سے مصلح موعود پیدا ہونے کا اشتہار شائع کیا تھا۔بس اس مناسبت سے جلسہ کیلئے ہوشیار پور کو منتخب کیا گیا۔

ہوشیار پور والو شاباش! ہوشیار پور کے مسلمان بھی اس جلسہ کی دھوم دھام اور ضرر رسانی سے بے خبر نہ تھے اس لئے انہوں نے فوراً اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۱ فروری سے مضمون نقل کر کے بصورت اشتہار شائع کر دیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ بقول مرزا غلام احمد صاحب مصلح موعود پیدا ہوکر مر بھی گیا۔ہوشیار پور والوں نے اشتہار شائع کر کے اس شعر کو اپنے اوپر خود صادق کر دکھایا جو سر عبدالقادر لاہوری نے ہوشیار پور کے جلسہ میں پڑھا تھا جبکہ نواب وقار الملک مرحوم جلسہ اسلامیہ ہوشیار پور میں تشریف لائے تھے وہ شعر یہ ہے

اس کو ہوشیار پور کہتے ہیں
اس میں ہوشیار لوگ رہتے ہیں

ہم بھی ہوشیار پور والوں کی پھرتی اور ہوشیاری کی داد دیتے ہوئے کہتے ہیں

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اب اصل بات سنئے جس کیلئے یہ نوٹ لکھا گیا ہے

اخبار الفضل ۲۰ فروری سنہ رواں میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں قادیانی مضمون نگار نے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کو مصلح موعود کے علاوہ فضل عمر ثابت کرنا چاہا ہے اس سے زیادہ زبردست دلیل سے ثابت کیا ہے جو زمین کی گولائی ثابت کرنے کے لئے مشہور ہے۔ وہ کیا ہے یعنی چاول سفید ہیں اسلئے زمین گول ہے

مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلیفہ قادیان کی مشابہت چار وجوہ سے ہے آپکے الفاظ اس بارے میں یہ ہے:

اگر غور کیا جائے تو ایسی محکم علامات چار ہیں۔

۱۔ آپ کا حضرت مسیح کے تخم ذریت اور نسل سے ہونا۔

۲۔ آپ کا نو سالہ میعاد کے اندر پیدا ہونا۔

۳۔ آپ کا بشیر اول کے معاً بعد تولد ہونا۔

۴۔ اور آپ کا حضرت مسیح موعود کی جماعت کا دوسرا خلیفہ ہونا۔

اس مخصوص فضل کے سوا بعض اور فضیلتیں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہیں جو حضرت فضل عمر میں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتوحات بہت وسیع ہوگئی تھیں اور اسلام نے بہت ترقی کی تھی اور اکثر متمدن ممالک میں افواج اسلامیہ اور مبلغین اسلام جا پہنچے تھے اسی طرح حضرت فضل عمر کے زمانہ میں بھی احمدیت اور اسلام کے مبلغ دنیا کے اکثر ممالک اور زمین کے اکثر گوشوں اور کناروں تک پہنچ گئے ہیں یا پہنچ چکے ہیں اور سلسلہ کی کتابیں حالات اور اخبارت اکثر بیرونی اور اجنبی ممالک میں نفوذ کر چکے ہیں اور احمدیت کی فتوحات رعب وسعت اور غنائم محتاج بیان نہیں۔ (الفضل قادیان۔ ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء ص ٦)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین عموماً اور لاہوری جماعت کے اعیان خصوصاً ہمارا جواب غور سے پڑھیں اور پھر بتائیں کہ قادیانی لٹریچر میں ہم کو کہاں تک واقفیت حاصل ہے جناب مرزا صاحب کلاں اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں:

خدا کے خلیفہ کو ملک عظیم دیا جائے گا

اس فقرہ میں خدائی خلیفہ سے مراد مرزا غلام احمد صاحب کی ذات خاص ہے ۔اسی لئے انہوں نے اس مقام پر یہ حاشیہ لکھا ہے کہ:

کسی آئندہ زمانہ کی نسبت (مجھے ملک عظیم دینے کی) یہ پیشگوئی ہے جیسا کہ آنحضرتﷺ کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر ان کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروق کے ذریعہ سے ہوا (حقیقۃ الوحی۔ص ۹۱)

اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ مجھ (مرزا قادیانی) کو ملک عظیم دینے کا خدا کی طرف سے جو وعدہ ہے، وہ میرے خلیفہ کے زمانہ میں پورا ہوگا جس طرح آنحضرتﷺ کو فتوحات کا وعدہ دیا ہوا حضرت عمر خلیفہ ثانی کے زمانہ میں پورا ہوا۔

اب سوال قابل غور یہ ہے کیا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہی فتوحات تھیں کہ ممالک بعیدہ میں واعظوں اوراشتہاروں کے ذریعے سے تبلیغ کر دی گئی اور بس۔ (حاشا وکلا) ہرگز نہیں ، بلکہ ملکی فتوحات بذریعہ افواج قاہرہ کے حاصل ہوئی تھیں جس کی شہادت تاریخ اسلام خصوصا اور تاریخ دنیا عموماً دے رہی ہے۔

میاں محمود کو مصلح موعود اور فضل عمر کہنے والو! ہوش کرو۔ ایک عاجز انسان کو ایک قاہر سلطان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے اتنا تو خیال کرلیا کرو کہ دنیا تمہاری یہ باتیں سن کر کیا رائے قائم کرے گی۔ ایسی نادانی نہ کیا کرو جس پر ہندوستان اور دیگر ممالک کے رہنے والے سارے پنجابیوں کی پھبتیاں اڑائیں کہ یہ پنجابی لوگ ایک ایسے شخص کو جو معمولی حاکم کے سمن پر حاضر جناب، حاضر جناب، کہتا ہوا مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کی شہادت میں پیش ہوکر کھڑا ہوجائے، اس قاہر سلطان جلالۃ الملک خلیفہ رسول اورامیر المومنین (حضرت عمر فاروق) کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں جسکی ایک انگلی کے اشارہ سے روم، شام، فلسطین ،ایران وغیرہ اسلامی جھنڈے کے نیچے آ گئے ۔کیا ان لوگوں کو یہ کہتے ہوئے خیال نہیں آتا کہ عارفان خدا نے کیا کہا ہوا ہے

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر وشیر

لاہوری ممبرو! تمہیں میاں محمود کے مصلح موعود بننے اور کہلانے پر ضرور رنج ہوتا ہوگا، اور ہونا بھی چاہیے۔مگر اس بات پر بھی تم نے غور کیا کہ جس بنا پر تم کو میاں

محمود احمد کے اس دعوی پر صدمہ ہتا ہے اسی بنا پر ہم مسلمانوں کو بڑے میاں کے دعاوی (مسیح موعود، مہدی مسعود، موسی، عیسی، محمد، احمد وغیرہ) پر کیوں صدمہ نہ ہو، حالانکہ مصلح موعود اور مسیح موعود میں بہت فرق ہے جب کہ ہم دونوں کے نزدیک خفگی کا معیار ایک ہی ہے یعنی جھوٹے مدعی کا ادعا تو آپ لوگ ہم کو تکذیب مرزا غلام احمد قادیانی میں کیوں معذور نہیں سمجھتے اعدلوا هو اقرب للتقوى

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ مارچ ۱۹۴۴ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۹ ص ۴-۵)

(مرزا محمود احمد کے متعلق خود مرزائیوں کے خلیفہ اول حکیم نورالدین کی رائے بھی کوئی زیادہ اچھی نہیں تھی۔ انہوں نے اپنی وفات سے دس ماہ قبل کسی کو ایک خط میں اس دور کے قادیانی اکابرین کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا تھا:

رسول کریم ﷺ فداہ ابی وامی کو کیسے کیسے آدمی ملے۔ مرزا کو کس قدر آدمی ملے۔ یہ سب فضل، فضل، فضل ہے۔

مجھے ابتداء آپ لوگوں نے دبایا۔ مدت تک اس مصیبت میں رہا۔ جب کبھی نکلنا چاہا، رنگ برنگ مالی بدظنی ہوتی رہی۔ آخر بحمد اللہ نجات ملی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

پھر باہم تنازع شروع ہوئے۔ نواب، میر ناصر، محمود، نالائق، بے وجہ جوشیلے ہیں۔ یہ بلا اب تک لگی ہے۔ یا اللہ نجات دے۔ آمین۔ پھر میں خود بیمار ہوں۔ برسوں بیمار رہا۔ ذیابیطس کا رخ ہے۔ والسلام نورالدین ۱۳ مئی ۱۹۱۳ء

(پیغام صلح لاہور ۱۲۔ اپریل ۱۹۴۱ء ص ۸۔ نورالدین صاحب کے ایک تاریخی خط کا عکس)

مصلح موعود اور جلسہ ہوشیار پور

جواب طلب ایک سوال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی امت اپنے کام میں بڑی ہوشیار ہے اس نے یورپ کے پروپیگنڈہ کرنے والوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ ۱۸۸۶ء میں جب کہ ابھی مرزا غلام احمد صاحب

ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھے، آپ نے بمقام ہوشیار پور (پنجاب) ایک مکان میں چلہ کشی کی تھی (کیونکہ آپ عقیدۃً حنفی تھے) اسی مکان میں ایک اشتہار لکھا تھا جس میں ذکر تھا کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو امت مسلمہ کیلئے مصلح ہوگا۔

جب وہ پیدا ہوا تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اشتہار کے ذریعہ اعلان کیا کہ وہ لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ مگر غیرتِ قدرت کے ماتحت وہ سولہ مہینے عمر پا کر مر گیا، جس کی تفصیل اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۱ فروری میں شائع ہو چکی ہے۔ آج ہم اس واقعہ پر ایک اور طرح سے نظر کرتے ہیں۔

۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور میں قادیانی جماعت نے ایک مکان کے اندر جلسہ منعقد کیا جس میں خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے بذات خود اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا اور مکان مذکور اسلئے منتخب کیا گیا تھا کہ وہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے چلہ کیا تھا۔ اس جلسہ کی شرکت کے لئے قادیان سے جو قافلہ چلا اس کی کیفیت بڑی شان و شوکت سے بتائی گئی ہے۔ لکھا ہے کہ قادیان سے ایک بوگی گاڑی ریزرو کرائی گئی تھی اور راستہ میں پلیٹ فارموں پر اذانیں دے دے کر نمازیں ادا کی گئیں۔ تہجد کی نمازیں بھی پڑھی گئیں۔ تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے جلسہ میں شریک ہوئے۔ قادیانی قافلہ کے سفر کا حال پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا صحابہ کرام کی فوج مکہ مکرمہ فتح کرنے جا رہی ہے۔

اس مذہبی کیفیت پر ہمارا ایک سوال ہے کیا یہ سفر اس قسم کا تو نہ تھا جس قسم کا ان لوگوں نے کیا تھا جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شجرہ بیعت رضواں کو دیکھنے گئے تھے یا کسی اور قسم کا تھا۔ ذرا توجہ کر کے امیر قافلہ اس کا جواب دیں۔

دونوں پارٹیوں سے مشترکہ سوال:

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کا بتلایا ہوا مصلح موعود میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ہے۔ لاہوری کہتے ہیں کہ مصلح موعود ہمارا ہر ایک فرد ہے۔ اسلئے ہم دونوں سے سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں مگر سوال کرنے سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب کی عبارت نقل کرتے ہیں جو یہ ہے:

ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے موجود ہیں ہر ایک کے پیدا ہونے سے

پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیش گوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے، جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اس کی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا اور شریف جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اس کے تولد کی نسبت پیش گوئی ضیاء الحق او انوار الاسلام میں موجود ہے اب دیکھو کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔ (ضمیمہ انجام آتھم)

سوال یہ ہے کہ یہ موعود لڑکا کب پیدا ہوا تھا، اور اس کا نام کیا تھا، اور وہ کہاں ہے۔ دونوں جماعتیں اس کا جواب دیں۔ کیونکہ یہ بڑے میاں کا کلام ہے جسکو دونوں فریق مانتے ہیں۔ جواب محققانہ اور دیانت دارانہ ہو، اور یہ سمجھ کر دیا جائے کہ پوچھنے والا وہی ہے جسکا قول ہے:

نام میرا سن کے مجنوں کو جمائی آگئی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۰ ص ۴-۵)

مرزا محمود کی اہلیہ کا انتقال

خلیفہ قادیان کی بیوی جو عرصہ سے بیمار تھی اور جس کی صحت یابی کیلئے جماعت مرزائیہ بالحاح و زاری روزانہ دعائیں کرتی رہی ہے، فوت ہوگئی۔ خلیفہ قادیان کو دس کنواریاں ملنے کی جو بشارت ہے ان میں سے چھ کنواریاں تو مل چکی ہیں، باقی چار بھی ضرور مل جائیں گی، وہ تسلی رکھیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۰ ص ۶)

مصلح موعود لڑکا

اصلاح: اہل حدیث مورخہ ۱۰ مارچ میں صفحہ ۴ پر ضمیمہ انجام آتھم سے جو عبارت نقل ہوئی ہے اس سے پہلے کا کچھ حصہ سہواً رہ گیا تھا جو یہ ہے

پھر ایک اور الہام جو فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہو گا جو تین کو چار کرے گا سو ایک بہت بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہو گا اب دیکھو کہ یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افتراء کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

حضرت مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں: یہ کتاب ضمیمہ انجام آتھم جنوری ۱۸۹۷ء میں چھپی تھی چنانچہ کتاب کے آخری صفحہ پر یہی تاریخ مطبوع ہے۔ یہ عبارت جو اوپر نقل ہوئی ہے بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ ۱۸۹۷ء تک فروری ۱۸۸۶ء والا پسر موعود پیدا نہیں ہوا تھا اور عبارت منقولہ مندرجہ اہل حدیث مورخہ ۱۰ مارچ میں جن تین لڑکوں کے پیدا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں محمود، بشیر اور شریف۔

فروری ۱۸۸۶ء میں جس موعود لڑکے کے پیدا ہونیکی پیش گوئی کی تھی اس کی پیدائش مذکورہ تینوں لڑکوں کے بعد مقدر تھی اسی لئے آپ نے لڑکا لکھا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔

یہ مضمون اپنی صحت اور صفائی میں دو دونی چار سے کم نہیں ہے۔

پس اب ہمارا سوال یہ ہے کہ قادیانی پارٹی بتائے کہ میاں محمود احمد اپنی پہلی پیدائش کے بعد چوتھے درجے میں دوبارہ پیدا ہو کر مصلح موعود بنے ہیں یا پہلی پیدائش کے لحاظ سے۔

دونوں صورتیں غلط ہیں۔ چوتھے درجے میں ان کا دوبار پیدا ہونا کسی کے دیکھنے میں نہیں آیا، نہ بقاعدہ تناسخ ہو سکتا ہے کیونکہ تناسخ میں پہلی زندگی کا ختم ہونا ضروری ہے جو میاں محمود احمد کے حق میں نہیں ہوئی۔ پہلی پیدائش کے لحاظ سے بھی آپ مصلح موعود نہیں ہو سکتے کیونکہ بقول صاحب الہام موعود لڑکے کی پیدائش چوتھے درجے پر مقدر تھی۔ ہمارا یہ سوال تو قادیانیوں سے ہے وہ اس کا جواب دیں۔

لاہوری پارٹی سے سوال یہ ہے کہ مصلح موعودلڑ کا خواہ کوئی ہو، میاں محمود ہو، یا مولوی محمد علی ، یہ بتاؤ کہ چوتھالڑ کا جسکے انتظار کر نیکا مرزا صاحب قا دیانی نے حکم دیا تھا وہ کب پیدا ہوا اور وہ کون ہے؟

ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قا دیانی اس موعودلڑ کے کے انتظار میں یہ کہتے ہوئے چل بسے

انتظاری نے تیری خوب دکھایا لہرا
صبح سے شام ہوئی شام سے پچھلا پہرا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۴۴ء مطابق ۲۸ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۲ ص ۴)

لاہوری مصلح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خلیفہ قا دیان نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں بھی جلسہ کر کے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ چونکہ لاہور میں بھی مرزا غلام احمد صاحب کے مریدوں میں سے ایک صاحب اسی منصب (مصلح موعود) ہونے کے مدعی ہیں، اس لئے انہوں نے مرزا صاحب متوفی کی طرح بڑے غیظ وغضب سے بذریعہ خط ہمیں اطلاع دی ہے کہ مجھے الہام کے طور پر بتایا گیا ہے کہ خلیفہ قادیان ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء تک فوت ہوجائے گا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی نے مرزا صاحب قا دیانی کے حق میں لکھا تھا کہ ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک فوت ہوجائیں گے۔ یہ پیش گوئی پوری ہوئی تھی۔ دیکھئے لاہوری مصلح موعود کی پیش گوئی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۴۴ء مطابق ۲۸ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۲ ص ۴۔۵)

(مرزا محمود احمد قا دیانی کے مصلح موعود ہونے دعوی پر لاہوری حضرات نے تنقیدی تحریریں شائع کیں۔ ذیل میں اخبار پیغام صلح لاہور سے بطور نمونہ کچھ نقل کیا جا تا ہے۔ بہاء

پیش گوئی مصلح موعود اور جناب میاں صاحب کا تازہ کارنامہ

(ایس محمد آصف بی اے مدیر پیغام صلح)

الفضل ۳۰ جنوری ۱۹۴۴ء کے مختلف مضامین اور مقالہ افتتاحیہ میں یہ لکھا گیا ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء میں اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔

وہ خطبہ جمعہ چونکہ ابھی تک ہمارے پاس نہیں پہنچا، اس لئے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔ البتہ ہم میاں (محمود احمد) صاحب کے متضاد بیانات کو پیش کرتے ہیں اور ان کے مذکورہ اعلان کے پس منظر کو قارئین کے پیغام صلح کے سامنے نہایت اختصار کے ساتھ رکھتے ہیں جس کا اس اعلان سے گہرا تعلق ہے، تاکہ آئندہ اس پس منظر کی روشنی میں ان کے موجودہ اعلان کا جائزہ لیا جا سکے۔

یہ امر تمام احمدی دوستوں پر روشن ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے ایک عظیم الشان انسان اور مصلح کی آمد کی پیش گوئی فرمائی ہے، جس کا ذکر آپ نے سب سے پہلے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار.. میں کیا۔

اس پیش گوئی کو حضور (مرزا قادیانی) نے پہلے بشیر اول پر چسپاں کیا جو فوت ہو گئے۔

اور اس کے بعد تریاق القلوب میں مبارک احمد جو حضور (مرزا قادیانی) کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور آپ (مرزا قادیانی) کی زندگی ہی میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے کو اس پیش گوئی کا مصداق قرار دیا۔

لیکن ان کی وفات کے بعد آپ (مرزا قادیانی) نے کسی لڑکے کو اس پیش گوئی کا مصداق قرار نہیں دیا، اور حضور (مرزا قادیانی) پر یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ اس پیش گوئی کا تعلق ان کی موجودہ اولاد سے ہرگز نہیں۔ چنانچہ ساری احمدیہ اور جناب میاں (محمود احمد) صاحب خود بھی اس امر پر متفق رہے۔ اور سب کا یہی خیال رہا کہ اس پیش گوئی کا تعلق کسی معمولی لڑکے کی پیدائش سے نہیں، بلکہ ایک عظیم الشان مصلح سے ہے جو آئندہ ہو گا اور صاحب شکوہ وعظمت ہو گا وہ دنیا میں آئے گا، اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماری سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔،

جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی وفات کے بعد مخالفین نے پیش گوئیوں پر اعتراض کئے تو جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے:
صادقوں کی روشنی کون دور کرسکتا ہے۔
اس کتاب میں (مرزا محمود احمد) رقم طراز ہیں:

تیسری بات جس پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ پانچویں بیٹے کی پیش گوئی ہے جس کی نسبت مخالفین سلسلہ کا خیال ہے کہ وہ اب تک پوری نہیں ہوئی کیونکہ حضرت اقدس (مرزا غلا احمد) نے مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۲۹ پر صاف طور پر لکھا ہے کہ

بشر نی بخامس فی حین من ا لا حیان
یعنی مجھے ایک پانچویں بیٹے کی بشارت دی گئی ہے۔
اور اسی طرح اور بہت سے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ مثلا یہ کہ

انا نبشر ك بغلا م حليم ينز ل منز ل المبا ر ك سا هب لك غلا ما ذكيا ر ب هب لى ذرية طيبة انا نبشر ك بغلا م، اسمه يحى مظهر الحق و العلا ء كأ ن الله نز ل من السماء ...

پس جب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور انہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دیں اور بتایا کہ میری نسل سے ایک ایسا لڑکا ہوگا جس کی ہیبت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اس کی مدد کے لئے اتر آیا تو کیا ہوا اس سے تو ان کی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اس وقت کے لوگ اس پیش گوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اٹھائیں گے ...
ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں کہ یہ بیٹے کی پیش گوئی ایسے لڑکے کی نسبت ہے جو آپ کی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اس کے ساتھ ہوگی اور یہ بھی ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدس (مرزا غلام احمد) کے الہامات میں ہی اس قسم کے استعارات نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں اور قرآن مجید وحدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ اس اقتباس میں میاں (محمود احمد) صاحب نے مصلح موعود کا ذکر نہیں کیا لیکن علامات سب کی سب مصلح موعود کی ہیں مثلاً غلاما زكيا۔ ذرية طيبة ۔ غلام حليم ۔ یہ سب مصلح موعود کی علامات ہیں اور اس مضمون میں جو شان اس لڑکے کی بیان کی گئی ہے یعنی مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء یہ الہام مصلح موعود کی شان میں اور اس کی تصدیق الفضل کئی مرتبہ کر چکا ہے حضرت مسیح موعود نے کبھی ان علامات کو اپنی موجودہی اولاد پر چسپاں نہیں کیا اور جناب میاں (محمود احمد) صاحب کی آئندہ لڑکے کو ان علامات کا مصداق قرار دیتے رہے ہیں تو اب یہ تبدیلی کیوں رونما ہوگئی۔ کیا وہ علامات میاں صاحب میں نمایاں ہوگئی ہیں کہ میاں (محمود احمد) صاحب مصلح موعود بن سکیں۔ حضرت مسیح موعود نے بھی جناب میاں محمود احمد صاحب کو ان علامات کا مصداق قرار نہیں دیا۔

(پیغام صلح لاہور ۲ فروری ۱۹۴۴ء ص ۲)

ایک قادیانی کا سوال اور اس کا جواب

ایک قادیانی دوست لکھتے ہیں.....

معروض کہ خاکسار نے حقیقت الوحی انجام آتھم اور ایک غلطی کا ازالہ کے متعلق تحریر کیا تھا صرف انجام آتھم ملا ہے۔ حقیقت الوحی، رسالہ ایک غلطی کا ازالہ نہیں ملا۔

انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا ایک الہام پڑھا گیا جو کہ صفحہ ۵۸ میں مندرج ہے

انا نبشرك بغلام حليم مظهر الحق و العلاء كأن الله نزل من السماء اسمه عمانوايل يولدلك الولد و يدنى منك الفضل ۔

اس کے متعلق جواباً تحریر کریں کہ یہ الہام حضور کا کس لڑکے کے متعلق ہے۔ کیا وہی نہیں جس نے مصلح موعود کا دعویٰ بھی کر دیا ہے۔ خدارا غور کریں ہم کو بھی تفصیلاً جواب سے مشرف فرماویں ۔ فقط والسلام خاکسار محمد حسین فٹر۔ احمدی

جواب: آپ نے کتاب انجام آتھم میں سے جو الہام انا نبشرك بغلام حليم وغیرہ کا حوالہ دے کر دریافت کیا ہے کہ یہ کس لڑکے کے متعلق ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس

لڑکے کے متعلق ہے جو ان کا مصداق ہوگا خود حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے لڑکے مبارک احمد کی نسبت قیاس کیا تھا کہ وہ ان کا مصداق ہوگا۔ لیکن وہ چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا اور ان کا مصداق نہ بنا تو حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کو الہام ہوا انا نبشر ك بغلام حليم ينزل منزل المبارك یعنی ہم نے تجھے ایک حلیم لڑکی کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک کی جگہ لے گا۔

پس میاں محمود احمد تو مصلح موعود نہیں ہو سکتے خواہ وہ اب دعوی بھی کر رہے ہوں کیونکہ وہ مبارک احمد کے بعد نہیں پیدا ہوئے۔

صرف دعوی کرنے سے کوئی مصلح موعود نہیں بن سکتا اس کے لئے کوئی ثبوت چاہیے۔

اور علاوہ ازیں میاں محمود احمد صاحب کا تو مذہب ہی حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے مذہب کے خلاف ہے وہ ان کے خلیفہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

ہاں چونکہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) مثیل نوح بھی تھے، اس لئے وہ نوح کے بیٹے کے مثیل ہیں جو ان کی تعلیم کو نہیں مانتا تھا۔...

حضرت (مرزا قادیانی) صاحب تو مباحثہ عبدالحکیم (کلانوری) میں لکھ دیں کہ میرا دعوی نبوت کا نہیں، محدثیت کا ہے اور میاں محمود احمد) صاحب کہیں کہ حضرت (غلام احمد) صاحب کا دعوی نبوت کا تھا اور انکار صرف اس لئے کرتے تھے کہ آپ کو نبی کی تعریف نہ آتی تھی۔ اور جب ۱۹۰۱ء میں نبی کی تعریف سمجھ میں آئی تو آپ نے نبی ہونے کا دعوی کر دیا، اور نبی کی تعریف بدل دی۔

شاباش! اچھے خلف الرشید اور مصلح موعود ہیں کہ اپنے والد بزرگوار (مرزا غلام احمد) کو نادان بھی قرار دیں اور چالاک بھی۔ ایسے شخص کی تو صحبت سے بھی گریز کرنا چاہیے نہ کہ اس کی بیعت کر کے اس کو مصلح موعود مان لینا....

خاکسار عزیز بخش آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(پیغام صلح لاہور ۲۱ جولائی ۱۹۴۶ء ص ۷)

لاہوری امیر کی رائے قادیانی جماعت کے متعلق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲۲ مارچ ۱۹۴۴ء کے پیغام صلح لاہور میں مولوی محمد علی لاہوری کا خطبہ جمعہ قادیانی جماعت کے متعلق شائع ہوا ہے جس میں پہلا ہی فقرہ یہ ہے:

پیر پرستی لعنت ہے۔

ہم بھی اس کو لعنت ہی سمجھتے ہیں مگر اس کی تشریح کیا ہے؟ اسکی تشریح وہی ہے جو حدیث میں آئی ہے کہ کسی پیرو مرشد کی بات کو خدا اور رسول کے مقابلہ میں ماننا پیر پرستی ہے۔ اگر یہ تعریف صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو ہم مولوی صاحب موصوف کی پیر پرستی کا ذکر بعد میں کریں گے پہلے ناظرین ان کا مضمون غور سے پڑھیں۔ مولوی محمد علی صاحب اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں

قادیانی جماعت کی موجودہ حالت:

پیر پرستی ایک لعنت ہے کیونکہ یہ شرک ہے آپ قادیان کی جماعت کو دیکھیں گے کہ اب ان کو دلیل کی ضرورت نہیں رہی اس بات پر فخر کیا جاتا ہے کہ میاں صاحب (مرزا محمود احمد) کی ایسی وفادار جماعت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ جو چاہیں ان سے کام لیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ میاں صاحب کا کمال ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ کیا پیر پگاڑو سے زیادہ وفادار جماعت پیدا ہوگئی۔ کیا انہوں نے سر آغا خان سے زیادہ وفادار جماعت بنالی ہے؟ جو کچھ ان جماعتوں میں ہوتا ہے وہی کچھ ان کی جماعت میں ہو رہا ہے۔ میاں صاحب نے لوگوں کی قوت متفکرہ کو بے کار کرنے والی باتوں پر زور دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو شخص مجھ پر سچے اعتراض کرتا ہے وہ بھی جہنم میں جائے گا کیونکہ اس نے خلیفہ کی ذات پر اعتراض کیا ہے۔ اصول تو یوں ہونا چاہیے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

قال النبی و احب الجهاد الی اللہ کلمۃ حق یقال لا مام جائر ۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں خدا کے نزدیک سب سے محبوب جہاد وہ کلمہ حق ہے جو کسی ظالم امام کے سامنے کہا جائے ،

مگر آج ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر اگر سچا اعتراض بھی کرو گے تو جہنم میں جاؤ گے ۔ آج جو قادیان میں ہو رہا ہے وہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ لوگوں کی قوت متفکرہ بے کار کر دی گئی ہے ۔ (پیغام صلح لاہور ۲۲ مارچ ۱۹۴۴ء ص۲)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں ، مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل صحیح ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لاہوری جماعت بھی اس وصف میں قادیانیوں کے ساتھ شریک ہے ۔ مثلاً مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے میرے ساتھ آخری فیصلہ کے متعلق جو اشتہار دیا تھا وہ محض دعا تھی جسکا مختصر مضمون یہ تھا کہ

اے خدا ! ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ امرتسری) میں سے جو جھوٹا ہے اسکو سچے کی زندگی میں مار دے ۔

لیکن جب یہ دعا قبول ہوگئی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر گیا تو نہ قادیانی جماعت نے مانا ، اور نہ لاہوری جماعت نے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ مارچ ۱۹۴۴ء مطابق ۵ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۳ ص ۴ ۔ ۵)

پیر پرستی لعنت ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ فقرہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا خطبہ جمعہ میں بولا ہوا پیغام صلح میں نقل ہو کر اہل حدیث امرتسر ۳۱ مارچ ۱۹۴۴ء میں درج ہو چکا ہے ۔ پیر پرستی کے معنی بھی ہم نے وہاں بتا دیئے تھے کہ پیر کی بات غلط ثابت ہونے پر بھی اس کو صحیح مانتے جانا ۔ پرچہ مذکورہ پر ہم نے ایک طرح سے نظر ڈالی تھی آج دوسری طرح نظر کرتے ہیں ۔ ہماری اس نظر کا باعث الفضل قادیان کی عبارت مندرجہ ذیل ہے :

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی کے مطابق یہ عید کا دن ہمیں نصیب ہوا کہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح کے وجود مبارک میں اس بشارت کو پورا ہونا ہم نے اپنی آنکھوں دیکھ لیا۔

سو اے وہ لوگوں جو صحابی حضرت مسیح موعود ہو، آج سب ملکر عید مناؤ اور خوشی سے اچھلو اور سب مل کر اس سلامتی کے شاہزادے کے لئے یہ آواز بلند کرو

مبارک برتو اے مرد مبارک ۔

سلامت برتو اے مرد سلامت ۔

کرامت برتو اے مرد کرامت ۔ (الفضل ۱۶ مارچ ۱۹۴۴ء صفحہ اول)

الفضل نے اس مسرت نامہ میں جس اشتہار کا حوالہ دیا ہے اس کے ضروری فقرے ہم ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں جو یہ ہیں:

سو تجھے (اے مرزا قادیانی) بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اسکا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اسکو مقدس روح دی گئی ہے ...

کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (تبلیغ رسالت ۔ص ۵۹۔۶۰)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اعلان کے بعد کیا ہوا اس کا ذکر ہم اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۴ مارچ میں کر چکے ہیں جسکے اعادہ کی ضرورت نہیں ۔ یہاں پر ہم صرف اتنا بتاتے ہیں کہ اسی الہام کے مطابق مرزا صاحب قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں مندرجہ ذیل عبارت لکھی تھی:

پھر ایک اور الہام جو فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں، نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کرے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اسکا پورا ہوگا یعنی خدا نے تین

لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں، صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہو گا۔

اب دیکھو کہ یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افتراء کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں

اس منقولہ عبارت میں مرزا صاحب نے دو باتوں کا اظہار کیا ہے:

اول: تین لڑکے پیدا ہو چکے ہیں جن میں محمود احمد موجودہ خلیفہ قادیان مدعی مصلح موعود نمبر اول پر ہے۔دوسرے، تین کو چار کرنے والا یہ فقرہ الہامی ہے حالانکہ پورا نہیں ہوا۔ پس قادیایوں سے ہمارا سوال صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے اس قول کے مطابق میاں محمود احمد مصلح موعود کیسے ہو سکتے ہیں۔مصلح موعود ان کے علاوہ ان کے دو بھائیوں کے بعد پیدا ہونے والا تھا جو نہیں ہوا، اس لئے تمہارا دعوی غلط۔

اس کے بعد قادیانی اور لاہوری دونوں پارٹیوں سے مشترک سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی یہ الہامی پیشین گوئی کب پوری ہوئی جب کہ مرزا صاحب قادیانی کا کوئی لڑکا ایسا نہیں ہے جو حسب بیان مرزا صاحب قادیانی تین کو چار کرنے والا ہو۔اس سوال کیلئے دونوں فریق ہمارے مخاطب ہیں کیونکہ اس کا اثر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الہامی دعوی پر پہنچتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ پیشین گوئی کے مطابق چوتھا لڑکا اگر پیدا ہوا ہے تو اس کا نام و نشان بتائیں اور اگر نہیں ہوا تو پیر پرستی کی لعنت سے بچنے کے لئے مرزا غلام احمد صاحب سے اپنا تعلق ہٹا لیں۔

من نہ گوئم کہ ایں مکن آں مکن
مصلحت بیں و کار آساں کن

اس بارے میں ہم قادیانیوں کی جرأت کی داد دیتے ہیں کہ وہ اس سوال کا جواب دینے کی بجائے مختلف شہروں میں جلسوں کی دھوم مچا رہے ہیں۔ان جلسوں میں یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ یہی نا کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کی آواز دنیا کے ہر کونے میں پہنچ گئی ہے بس یہی ان کے مصلح موعود ہونے کا ثبوت ہے یہ بات سن کر ہمیں حیرت ہوتے ہے کہ یہ لوگ علم کلام سے ایسے ناواقف کیوں ہو رہے ہیں عرب میں

ایک سنہری مقولہ ہے

ثبت العرش ثم انقش (پہلے تخت بناؤ پھر اس پر نقش کرو)

اس مقولہ کے مطابق جماعت احمدیہ (بہر دو صنف) کا فرض اولین ہے کہ وہ حسب مضمون ضمیمہ انجام آتھم چوتھے لڑکے کا نام ونشان بتائیں، پھر اس کی شہرت کا ذکر کریں بغیر نام ونشان بتانے کے یہ سب کچھ ہوائی قلعہ سمجھا جائے گا۔

بے جا شکایت: اخبار الفضل قادیان سخت شاکی ہے کہ لدھیانہ کے احراری مسلمانوں نے ہمارے جلسہ کے ایام میں سخت اوباشانہ حرکتیں کیں۔ مرزائیت کا مصنوعی جنازہ بنا کر بازاروں میں پھرایا، اور کلمات ناشائستہ منہ سے نکالتے رہے۔

ہم کہتے ہیں یہ طریقہ ہمیں بھی پسند نہیں مگر واقعات بتار ہے ہیں کہ اس حرکت کی ابتداء بھی قادیانی جماعت نے کی ہوئی ہے۔ کیا قادیانی جماعت ان مظالم کو بھول گئی ہے جو اس نے قادیان میں اسلامی جلسہ پر توڑے تھے جو احرار کے ظہور سے پہلے وہاں ہوا کرتا تھا۔ گیس لیمپ توڑ دیئے۔ شیم شیم کہتے ہوئے جلسہ گاہ میں سوئے ہوئے اشخاص پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان کو خوب مارا۔ یہاں تک کہ بعض ملزم عدالت سے سزایاب بھی ہوئے۔

کیا یہ بھی ان کو یاد نہیں کہ گورداسپور سے چلی ہوئی لاری میں ان کے ایک غازی نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا، دوسرے کو سخت زخمی کیا۔ جب اس سزا سے وہ ہائی کورٹ تک پہنچ کر بھی بری نہ ہو سکا، تو تم لوگ اس کا کیس پریوی کونسل لندن تک لے گئے۔ جب وہاں سے بھی نہ چھوٹا تو تم نے اس کی پھانسی کی سزا پر ایک الہام بنایا جو نہایت مضحکہ خیز ہے۔

اس کے علاوہ اس قسم کے کئی ایک واقعات تمہارے قادیان میں ہوئے اور ہو رہے ہیں جن پر یہ کہنا بجا ہے

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔ اپریل ۱۹۴۴ء مطابق ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۴ ص ۴۔۵)

احمدیت کے غلبہ کے لئے دعا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے ابتداء ہی سے قبولیت دعا کو اپنا بڑا معجزہ قرار دیا ہوا ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

قبولیت دعا ہی بڑی کرامت ہے۔ (اخبار بدر قادیان ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

اسی اصول کے مطابق خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) بھی آج کل دعاؤں میں بڑے مشغول ہیں۔ بیوی کی بیماری میں بھی دعاؤں میں مشغول رہے اور اپنے اتباع کو بھی دعا کرنے کا حکم دیتے رہے۔ اسی طرح اپنے ماموں میر اسحاق کی بیماری میں بھی دعاؤں پر بڑا زور دیتے رہے۔ نتیجہ جو کچھ ہوا ناظرین نے سن لیا ہوگا۔ اب ایک اور کام کے لئے دعاؤں کا سلسلہ شروع کیا ہے اس کے متعلق الفضل کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت امیر (خلیفہ) نے کل بعد نماز مغرب اعلان فرمایا تھا کہ میں آئندہ چالیس روز تک اسلام واحمدیت کی کامیابی غیر معمولی کامیابی کے لئے خاص دعائیں کروں گا۔ احباب بھی میرے ساتھ شریک ہوں۔

چنانچہ آج مورخہ ۸۔ امان (مارچ) کو بعد نماز عصر حضور خدام کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ بہشتی مقبرہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے مزار کی چاردیواری میں داخل ہونے سے قبل دروازہ پر کھڑے ہوکر حضرت نے تمام خدام سے خطاب فرمایا جسکا ملخص میں اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔

حضور (مرزا محمود احمد) نے فرمایا کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ساری دنیا اسلام و احمدیت کی حلقہ بگوشی میں داخل ہوجائے اور الٰہی قانون یہ ہے کہ امت کو وہی فتوحات حاصل ہوتی ہیں اور وہی ملک دیئے جاتے ہیں جو اس امت کے نبی کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے اسلام کی فتوحات کے لئے دعا سے

پیشتر یہ نہایت ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درد دل سے درود پڑھا جائے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر درود بھیجا جائے تا اللہ تعالی ان کیلئے دنیا کے ممالک اور اقالیم فتح مقدر فرمائے جس جس ملک کے متعلق آسمان پر فیصلہ ہوتا جائے گا کہ وہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود کی غلامی میں داخل ہو جائے وہ ملک ہماری تبلیغ کے لئے کھل جائے گا اور اللہ تعالی اپنے فضل سے اس میں احمدیت کو غلبہ اور کامیابی عطا فرماتا جائے گا۔

(الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۴۴ء ص۔ اول)

اس اقتباس کو پڑھ کر ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دعاؤں کی قبولیت کے ہم پہلے ہی سے قائل ہیں کیونکہ ان کی دعا جو ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو انہوں نے کی تھی یقیناً قبول ہوئی۔ جسکا ملخص یہ تھا کہ

اے خدا اگر میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ کے سامنے مجھے موت دے میری موت سے اس کو اور اس کی جماعت کو خوش کر۔

یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مرزا صاحب قادیانی کے انتقال پر کون خوش ہوا۔ ہاں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کی دعا خدا تعالی نے منظور فرمائی۔ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کا مندرجہ ذیل قول جو منقولہ بالا عبارت سے ملتا ہے ہمارے لئے بھی موجب مسرت ہے بلکہ حق و باطل کا معیار ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

الٰہی قانون یہ ہے کہ امت کو وہی فتوحات حاصل ہوتی ہیں اور وہی ممالک دیئے جاتے ہیں جو اس امت کے نبی کو حاصل ہوتے ہیں۔ الخ

نبی اسلام ﷺ کو جو فتوحات حاصل ہوئیں ان کی نوعیت کیا تھی۔ کسی سے مخفی نہیں کہ یہ فتوحات ملکی سیاسی اور دینی نوعیت کی تھیں جو امت محمدیہ کو حاصل ہوئیں قرآن مجید میں اسی کی طرف اشارہ ہے

الّذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر (الحج: ٤١)

(یعنی مسلمان فتوحات حاصل کر کے نماز قائم کرائیں گے اور نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے)۔

نبی اسلام ﷺ کی فتوحات محض تبلیغی نہ تھیں، بلکہ تبلیغ اس پر مرتب تھی۔ دراصل وہ فتوحات سیاسی تھیں اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس سے کسی اپنے بیگانے کو اختلاف ہو۔

پس ہم منتظر ہیں کہ وہ دن جلدی آئے کہ احمدیت کا ملکی جھنڈا قادیان کے مسیحی منارہ پر لہرایا جائے اور قادیانی فوج مسلح ہوکر ملکی فتوحات حاصل کرے۔ دنیا کو دکھا دے کہ یہ ہماری سچائی کا نشان ہے کہ ہم عرب کی مسلم افواج قاہرہ کی طرح ممالک غیر کو اسلام کے جھنڈے تلے لا رہے ہیں

خلیفہ قادیان نے جس تبلیغ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

وہ ملک ہماری تبلیغ کیلئے کھل جائے گا۔

یہ کوئی فتوحات نہیں کیونکہ یہ کلام اس معیار کے خلاف ہے جو خلیفہ نے خود بتلایا ہے کہ امت کو وہی فتوحات حاصل ہوتی ہیں جو نبی کو حاصل ہوتی ہیں۔

پس یہ معیار ان بڑے معیاروں میں ایک ہے جو قادیانی تحریک کو سچا یا جھوٹا ثابت کرنے کیلئے پیش ہو سکتے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ یہ معیار قادیانی جماعت کو ملحوظ رہے اور وہ اسکے نتیجہ سے فائدہ حاصل کریں اس معیار کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ نہ کریں جیسا کہ اس سے پہلے معیاروں کے ساتھ کر چکے ہیں جو ان کے خلاف منشاء ظاہر ہوئے۔

مثلاً پندرہ ماہ کے اندر آتھم کی موت کی پیشگوئی، منکوحہ آسمانی کے خاوند کے مرنے کی پیش گوئی، اور منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کی پیش گوئی، اور اپنے آخری فیصلہ مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء والی پیش گوئی۔ یہ سب کے سب معیار اس شعر کے مصداق ثابت ہوئے

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اپریل ۱۹۴۴ء مطابق ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۵ ص ۵۔۶)

پیغام صلح کیوں نہیں بولتا؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

داناؤں کا قول ہے

دو چیز طیرہ عقل است دم فرو بردن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

یعنی بے عقلی کے دو نشان ہیں:

اول، بولنے کے وقت خاموش رہنا۔

دوم، خاموش رہنے کے وقت بولنا۔

اس حکیمانہ شعر کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت انسان کا بولنا ضروری ہو، اس وقت چپ نہ کرے۔ اور جب چپ رہنا مفید ہو، تو نہ بولے۔ اگر اس کے خلاف کرے گا تو بے عقل ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ لاہوری جماعت مرزائیہ کا پیغام صلح اس کے خلاف کر رہا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ

قادیانی جماعت اپنی خاص غرض کے تحت مختلف شہروں میں جلسے کر رہی ہے جن میں صرف میاں محمود خلیفہ قادیان کے مصلح موعود ہونے کا ڈنڈھورہ پیٹا جاتا ہے۔ قادیان کی یہ آواز لاہوری جماعت کے بالکل خلاف ہے۔اسی طرح اہل حدیث کے بھی مخالف ہے۔ پیغام صلح لاہور نے معمولی طریق سے اس پر توجہ کی ہے مگر پوری نہیں کی۔ اہل حدیث امرتسر نے اپنا فرض پورا ادا کرنے کو اہل حدیث ۱۱ فروری اور ۲۴ مارچ ۱۹۴۴ء میں مرزا صاحب قادیانی کی عبارات نقل کی ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ تین لڑکوں کے بعد یعنی محمود احمد (موجودہ خلیفہ) بشیر احمد اور شریف احمد کے بعد جو لڑکا پیدا ہوگا وہ مصلح موعود ہوگا۔ (انجام آتھم ضمیمہ ص ۲۰) ۔ پرچہ مذکور میں ہم نے پوچھا تھا کہ چوتھا لڑکا جو محمود کے بعد چوتھے درجے پر پیدا ہونے والا تھا وہ کہاں ہے؟

ہماری غرض اس سے یہ تھی کہ چوتھا لڑکا پیدا ہی نہیں ہوا۔ اگر پیدا ہو کر مر گیا تو بانس رہا، نہ بانسری بجی، سارا قصہ ہی ختم ہوا۔

یہ ایک ایسا صاف اور سیدھا راستہ ہے کہ پیغام صلح لاہور کو بھی ہماری تائید کرنی چاہیے تھی، لیکن چونکہ اس سے بڑے میاں کی پیش گوئی پر بھی زد پڑتی ہے اس واسطے پیغام صلح ہماری تائید کرنے سے خاموش رہا۔ مگر کیا اس خاموشی سے واقعہ بدل سکتا ہے۔ عرب کا مشہور شاعر صاحب معلقہ کہتا ہے

مهما يكن في امرءٍ من خليقة
و ان خالها تخفى على الناس تعلم

(کسی انسان میں کوئی بات بھی ہو وہ اگر چہ سمجھے کہ چھپی رہے گی مگر وہ ظاہر ہو جائے گی)

پیغام صلح لاہور کی اس خاموشی سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ پس اگر وہ اس مصلحت سے خاموش ہے کہ اس سے بڑے میاں (مرزا غلام احمد) کی پیش گوئی پر زد پڑتی ہے، تو وہ تسلی رکھے کہ خاموش رہنے سے وہ اس زد سے نہیں بچ سکتے کیونکہ اہل حدیث بفضلہٖ تعالیٰ زندہ ہے، وہ اس کو مرزا غالب مرحوم کے الفاظ میں توجہ دلاتا رہے گا

کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اپریل ۱۹۴۴ء۔ مطابق ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۶ ص ۳۔۴)

امیر جماعت لاہوری کا فیصلہ

مرزا صاحب مسیح موعود نہ تھے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان ہے کبھی کبھی سخت سے سخت متعصب کے منہ سے بھی صحیح بات نکل جاتی ہے۔ اسی مضمون کو شعراء نے اس پیرائے میں بیان کیا ہے

گاہ باشد کہ کودکِ ناداں۔ بغلط بر ہدف زند تیرے

امیر جماعت لاہور (مولوی محمد علی) کے منہ سے ایک بات ایسی نکل گئی ہے جو اس شعر کی پوری مصداق ہے، اور جو مرزا صاحب قادیانی کے دعویٰ مسیحیت موعودہ پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔خلیفہ قادیان نے اپنے مصلح موعود ہونے کے متعلق جو خواب بیان کیا تھا، اس میں مثیل موعود کا لفظ تھا۔اس پر پیغام صلح لاہور، قادیانی خلیفہ کو آڑے ہاتھوں لیتا ہوا لکھتا ہے کہ:

(خلیفہ کے جواب میں) موعود کا لفظ مفقود ہے.... خلیفے اور مثیل تو سینکڑوں ہو سکتے ہیں۔فرض کر لیجئے کہ وہ مثیل ہیں تو وہ مثیل ہونے سے موعود کس طرح بن گئے۔مثیل اور چیز ہے اور موعود اور چیز ہے۔(پیغام صلح ۸ مارچ ۱۹۴۴ء ص ۲)

مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا یہ قول صحیح ہے اور بالکل صحیح ہے۔اصل اور چیز ہے اور اس کی مثل یا مثیل اور چیز ہے۔اس مضمون کو فارسی شاعر نے بڑی خوبی سے یوں ادا کیا ہے:

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے حق میں مثیل مسیح موعود لکھا ہے اور اپنے حق میں مسیح موعود رکھنے والوں کو نادان قرار دیا ہے۔فرماتے ہیں:

اس عاجز نے مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔(ازالہ اوہام طبع اول۔ص ۱۹۰)۔

مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے اس عبارت میں دو باتیں کہی ہیں:

ایک تو یہ کہ میں مثیل مسیح موعود ہوں۔

دوسری یہ کہ مجھ کو نادانوں نے مسیح موعود سمجھ لیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے قول کے مطابق بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتے اگر کوئی ان کو مسیح موعود کہے تو وہ بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کم فہم یعنی نادان ہے۔

تعجب ہے کہ باجود اس کے مولوی محمد علی صاحب لاہوری اپنے رسالے کا نام مسیح موعود رکھتے ہیں اور مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں۔اس لئے مرزا

صاحب قادیانی گویاان کومخاطب کر کے کہتے ہیں

ناصحا ! اتنا تو دل میں تو سمجھ اپنے کہ ہم
لاکھ نادا ن ہیں کیا تجھ سے بھی ناداں ہوں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔اپریل۱۹۴۴ء مطابق ۳ جمادی الاول۱۳۶۳ھ جلد۴۱ نمبر۷اص ۴)

مکتوب مفتوح بنام چوہدری ظفراللہ قادیانی

بخدمت آنریبل چوہدری سرظفراللہ خاں صاحب جج فیڈرل کورٹ دہلی

چوہدری صاحب ! اس خط کے لکھنے کا باعث یہ ہے کہ مرزامحموداحمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنے مصلح موعود ہونے کے متعلق جو جلسہ دہلی میں کیا حسب بیان اخبارات آپ بھی اس میں شریک تھے۔اس سے میں سمجھا کہ اس امر میں آپ کو خاص دل چسپی ہے۔

میں جانتا ہوں کہ آپ مرزاصاحب قادیانی کے راسخ مرید ہیں،اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ ملک کی سب سے بڑی عدالت کے جج بھی ہیں۔

اس لئے میں آپ کواپنے خاص معاملہ میں جج تجویز کرتا ہوں ۔

معاملہ یہ ہے کہ مرزامحموداحمد اپنے والدکی زبانی مصلح موعود ہونے کے مدعی ہیں اوراسی دعوی کا اعلان کرنے کومتعدد شہروں میں جلسے کرچکے ہیں۔

میرادعوی ہے کہ آپ مصلح موعود والی پیش گوئی کے مصداق نہیں ہیں، بلکہ وہ پیش گوئی سرے سے صحیح بھی ثابت نہیں ہوئی۔

آپ ہم دونوں کے بیانات باقاعدہ سن کرفیصلہ دیں کہ حق بجانب کون ہے۔غالباً اس امر کے اظہارکرنے کی ضرورت نہیں کہ آپ فیصلہ کرتے ہوئے اپنے عقیدہ سے الگ ہوکرمحض فریقین کے بیانات پر فیصلہ دیں گے۔

اس امر کے ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ فریقین کے بیانات کا خلاصہ بیان کر کے فیصلہ تحریر فرمائیں گے۔

یہ بیانات تحریری ہوں گے۔فریق ثانی کی منظوری آنے پر میں اپنا پرچہ آپ کی خدمت میں بھیج دونگا۔

پرچوں کی تعداد مقرر کرنے میں عدالتی قانون ہم دونوں کو مسلّم ہونا چاہیے۔

نوٹ: تاریخ اشاعت سے دس روز تک میں جواب کا منتظر رہوں گا اس کے بعد ناامید ہوکر اس تجویز کو چھوڑ دونگا۔

آپ کا ہوا خواہ:

ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔اپریل ۱۹۴۴ء مطابق ۳ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۷ص ۷)

بہائیہ اور مرزائیہ میں مشابہت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہماری تحقیق تو یہ ہے کہ تحریک مرزائیہ تحریک بہائیہ کی فرع یا اس کی نقل ہے۔ ہماری اس رائے سے کسی کو اختلاف ہو تو ہم اسے منع نہیں کر سکتے، مگر اس امر میں تو کسی کو اختلاف نہ ہو گا کہ ان دونوں تحریکوں میں ایک خاص وصف ضرور مشترک ہے، وہ ہے طول کلامی اور قلیل معانی۔

اخبار کی ضخامت اجازت نہیں دیتی، ورنہ ہم ان دونوں تحریکوں کی بے معنی طول کلامی کی مثال اخبار الفضل مورخہ ۲۷۔اپریل ۱۹۴۴ء اور رسالہ پیامبر جنوری ۱۹۴۴ء سے دکھاتے۔ یہ ان دونوں جماعتوں کا خاص طرہ امتیاز ہے۔

ہم اپنے رسالہ تحریک خاکساری میں اس بات کا ثبوت دے چکے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے بعض اہل قلم اس وصف میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس میں اول نمبر پر ہیں۔ بہائی بھی ان سے کم نہیں ہیں۔ پادری برکت اللہ اور لیڈر خاکساران بھی انہیں کے ہم وزن ہیں۔ خیر اس بنا پر تو ہم ان کو مورد طعن نہیں بناتے کیونکہ ہر ایک کا مسلک جدا جدا ہے۔بعض اہل قلم کا اصول ہے

خیر الکلام ما قلّ و دلّ اوربعض کا اصول اسکے برعکس وہ ہے جس کی مرزا غالب نے خواہش کی ہے

ملے تو حشر میں لے لوں زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لئے

الفضل کے پرچہ مذکور میں خلیفہ قادیان (مرزامحموداحمد) کا خطبہ جمعہ چھپا ہے۔ مرید تو سر دھنتے ہوئے کہتے ہوں گے سبحان اللہ مرحبا کیا علم کا دریا بہہ رہا ہے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ خلیفہ قادیان کو یہ وصف آبائی وراثت میں ملا ہے۔ مضمون صرف اتنا ہے کہ نبی کی بعثت بھی ایک قسم کی قیامت ہے جو بہائی عقیدہ کی موافقت ہے

بہائی ممبرو! قادیان کا توافق تمہارے ساتھ مبارک ہو

میرے پہلو سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

مگر طول کلامی اتنی ہے کہ الامان والحفیظ

اسی طرح رسالہ پیامبر کی اشاعت مذکورہ میں کتاب الفرائد سے ایک مضمون کا ترجمہ نقل ہوا ہے جسکی سرخی ہے:

عقائد اہل بہاء اور دلائل۔

اس میں پہلا عقیدہ یہ بتایا ہے کہ سارے ادیان کے موعود دو شخص ہیں۔ ایک علی محمد باب (مہدی) اور دوسرا بہاء اللہ (مسیح موعود)۔

خیر ہمیں اس سے کیا مطلب؟ کوئی اپنے لڑکے کا نام یوسف رکھے، کوئی اس کو حاتم طائی کہے:

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

ہمیں تو دو باتوں سے مطلب ہے۔ ایک طول کلامی جو اتنی ہے کہ پڑھتے پڑھتے طبیعت ملول ہو جاتی ہے۔ دوسرے اصل مدعا، جس پر ہمیں نظر کرنا ہے طول کلامی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

اصل مدعا بہت مختصر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں حدیثوں میں دو بزرگوں کی بابت وعدے آئے ہیں۔ امام مہدی اور حضرت مسیح ابن مریم۔، یہی دعوی بہائیوں کا

اپنے ان دونوں بزرگوں کے حق میں ہے لیکن غضب یہ ہے کہ جس زبان مبارک سے موعود کا لفظ حاصل کرتے ہیں اسی زبان فیض ترجمان سے اس کی جو تفسیر آئی ہے اسے قبول نہیں کرتے تلك اذا قسمة ضيزى

مثلاً امام مہدی اور مسیح موعود کے حق میں یقیناً ایسے الفاظ آئے ہیں جن سے ان کا باسیاست ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے

يملأ الارض قسطاً كما ملئت جوراً

(زمین جس طرح ان سے پہلے ظلم سے بھری ہوگی اسی طرح وہ اس کو انصاف سے بھر دینگے)

یہ قدر مشترک دونوں بزرگوں کے حق میں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مہدی مسعود ایسے کمزور ہوں گے کہ حکومت کرنے کے بجائے خود حکومت وقت کے حکم سے قتل کئے جائیں گے جیسے علی محمد باب قتل ہوا۔ مسیح موعود ایسے کمزور ہوں گے کہ چالیس سال کا طویل عرصہ جیل میں مقید رہیں گے جیسے شیخ بہاء اللہ ایرانی عکہ میں مقید رہے۔ اصل مہدی اور مسیح کے مقابلہ میں ایسے مہدی اور مسیح کے حق میں یہ کہنا بالکل بجا ہے

شیر قالین دگر است شیر نیستان دگر

لطیفہ: بہائیوں نے یہ دونوں منصب مہدی اور مسیح الگ الگ دو اشخاص کے حق میں تسلیم کئے ہیں، مگر قادیانیوں نے حسب تعلیم مرزا صاحب قادیانی یہ کمال کیا کہ یہ دونوں منصب ایک ہی بزرگ کے حق میں تجویز کر لئے۔

ہمیں اس پر بھی کلام نہیں۔ ہاں ہمیں یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ جس زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہیں ان کی تفسیر اور تشریح بھی اسی زبان سے نکلی ہوئی منظور کرنی چاہیے ورنہ مثال مشہور آدھا تیتر آدھا بٹیر صادق آئے گی ان دونوں گروہوں (بہائیوں اور قادیانیوں) کا یہ کہنا کہ ہمارے بزرگ (باب بہاء اللہ اور مرزا صاحبان) بزبان رسالت مآب موعود ہیں مگر رسالت مآب کی تشریح کو نہ ماننا اس شعر کا مصداق ہے

اكرم بها خلة لو انها صدقت
موعودها او لو ان النصح مقبول

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ مئی ۱۹۴۴ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۸ ص ۳۔۴)

خلیفہ قادیان کا چیلنج تفسیر نویسی

پھر دوبارہ عشق کا دل میں اثر پیدا ہوا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۳۔ اپریل ۱۹۴۴ء سے معلوم ہوا کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے دہلی کے جلسہ میں علماء اسلام کو اپنے مقابلے میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا ہے۔ ناظرین آگاہ ہوں گے کہ ان کا یہ چیلنج نیا نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے آپ کے والد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۹۰۰ء میں علماء اسلام کو عموماً اور پیر مہر علی شاہ مرحوم ساکن گولڑہ (راولپنڈی) اور مجھ خاکسار کو خصوصاً تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا مگر جب میں اور دیگر علماء مقررہ تاریخ کو لاہور پہنچ گئے تو آپ قادیان سے نہ نکلے۔

اس کے بعد ۱۹۲۵ء میں خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے اپنے باپ (مرزا غلام احمد) کی ریس میں علماء اسلام کو چیلنج دیا۔ اس کے جواب میں ہم نے صاف لکھ دیا کہ ہم اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں۔

بے شک آپ سادہ قرآن شریف لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں جو آپ سے قریب ہے، آجائیں اور میرے سامنے بیٹھ کر تفسیر لکھیں۔ ترجمہ والا قرآن شریف بھی ہاتھ میں نہ ہو، اور کوئی تفسیر بھی ساتھ نہ ہو اور تفسیر عربی زبان میں لکھی جائے۔

اس کے جواب میں آپ نے لکھا تھا میں کوئی عربی دان عالم نہیں ہوں۔ میں تو کلید قرآن بھی ساتھ رکھوں گا اور تفسیر بھی رکھوں گا پھر اپنے والد ماجد (مسیح موعود مرزا) کے لکھے ہوئے نکات بتاؤں گا۔

اس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ والد کے بتائے ہوئے نکات لکھنا اور ان کو اپنی لیاقت کا ثبوت بنانا (معاف کیجئے) آریوں کے نیوگ کے مشابہ ہے۔

یہ سلسلہ کلام جولائی ۱۹۲۵ء سے ۲۴ مارچ ۱۹۳۱ء تک جاری رہا۔ اسی عرصہ

میں بعض مخلص احمدیوں (بابوعمردین وغیرہ) نے خلیفہ قادیان کو غیرت بھی دلائی۔ جلسہ سالانہ میں ایک رقعہ بھی دیا کہ آپ اس امر کا ذکر بھی کریں کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو جو چیلنج دیا تھا اسکا انجام کیا ہوا۔ مگر آپ اس پر بھی خاموش رہے۔ کیوں:

نام میرا سن کے مجنوں کو جمائی آ گئی

اس سارے مکالمے کی روئیداد مرقع قادیانی بابت جنوری ۱۹۳۲ء میں درج ہے۔شائقین اس کا ملاحظہ کر کے صحیح رائے قائم کریں۔

دوبارہ اب جو خلیفہ قادیان نے علماء اسلام کو عام طور پر چیلنج دیا ہے سب سے پہلے ہم اس کی قبولیت میں سبقت کرتے ہیں۔ کیوں

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے

پس خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) اوران کے مریدین سن رکھیں۔ ہم اس چیلنج کی قبولیت میں بسہ شروط سبقت کرتے ہیں:

اول: اپنے والد یا کسی اور مصنف کے بتائے ہوئے نکات نقل نہیں کرنے ہوں گے، کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب کے نکات بیان کر دینے میں کون سا کمال ہے ۔یہ تو ہرایک مرزائی کرسکتا ہے اوراس میں نیوگ کا اشتباہ بھی ہے۔

دوم: اس مقابلہ میں لکھی ہوئی تفسیروں کی صحت کے کیلئے کوئی غیر جانبدار منصف ہونا چاہیے ۔

سوم: اس تفسیر نویسی کے مقابلہ میں کوئی فریق غالب آ جائے (میں یا آپ) تو اس کے مذہبی عقیدے پر اثر نہیں پہنچ سکتا۔مثلاً میں غالب آ گیا تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ میرا مذہبی عقیدہ قادیانی صحیح ہے یہ کمزوری میری علمی کمزوری ہے عقیدہ کی نہیں ۔اس لئے لازمی ہے کہ اس مقابلے کے بعد آپ کے عقیدہ کے بنیادی پتھر پر بھی بحث کی جائے، وہ ہے مرزا صاحب قادیانی کی مسیحیت موعودہ کا موضوع۔

اس موضوع پر اچھی بسیط بحث ہونی چاہیے اور اس کے لئے بھی کوئی ذی فہم اور ذی علم منصف مقرر ہونا چاہیے۔ میری رائے میں اس بحث کے لئے کوئی ایسا شخص منصف ہو جو ہائی کورٹ کا جج یا سیشن جج رہ چکا ہو یا اتنی قابلیت رکھتا ہو۔

ارخاء عنان۔ اگر مسیحیت موعودہ پر بحث کرنا آپ کو ناگوار یا مشکل معلوم ہوتا

ہوتو آپ اپنے مصلح موعود ہونے پر بحث کرلیں۔ ہم اس کے ابطال کے لئے بھی تیار ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ ہم ٹھوس کام کرنا چاہتے ہیں جس سے ہمارے اور آپ کے مذہبی اختلاف میں فیصلہ ہو سکے اور کوہ کندن وکاہ برآوردن کا مصداق نہ ہو۔ پس آپ تیار ہوکر اور ہوش سنبھال کر آیئے اور میں آپ کو اعلان کردوں تو بے جانہ ہوگا

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ مئی ۱۹۴۴ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۸ ص ۴)

(تفسیر نویسی کے مرزا محمود احمد کے چیلنج کو احمد یوں کے لاہوری گروپ نے بھی قبول کیا تھا۔ جیسا کہ ذیل کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ عبدالرحمٰن مصری احمدی نے اس چیلنج کے قبول کرنے کا اعلان کیا تو میاں محمود احمد صاحب نے بذات خاموشی اختیار کر کے اپنے مریدوں کے شیخ صاحب مصری کے پیچھے لگا دیا۔ بنابریں شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب نے پیغام صلح لاہور میں لکھا:

<u>مولوی اللہ دتا و مولوی جلال الدین شمس صاحب کا چیلنج تفسیر نویسی کن شرائط پر قبول کیا جا سکتا ہے</u>

جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے دنیا کے تمام علماء کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا۔ اس چیلنج میں یہ دعوی تھا کہ انہیں تمام کا تمام قرآن دیگر تمام مسلمانوں سے زیادہ آتا ہے۔

چونکہ یہ دعوی میرے نزدیک بے جا تعلّی پر مبنی ہونے کی وجہ سے بالکل غلط اور خلاف واقع تھا اس لئے میں نے اس کو قبول کر لیا تھا۔

جناب میاں (محمود احمد) صاحب کو تو میدان مقابلہ میں آنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی لیکن ان کے دو رفیقوں یعنی مولوی اللہ دتا صاحب و مولوی جلال الدین صاحب شمس نے مجھے مقابلہ کے لئے للکارا ہے۔

تمام احباب جانتے ہیں کہ میں نے تو جناب میاں (محمود احمد) صاحب کی طرح اس قسم کی کوئی تعلّی نہیں کی کہ میں دنیا کے تمام مسلمانوں سے بڑھ کر قرآن کا علم رکھتا ہوں۔ میں نے تو صرف جناب میاں (محمود احمد) صاحب کا غرور و تکبر توڑنے کے لئے ان کے چیلنج کو قبول کیا

تھا،سو خدا کے فضل سے اس میں مجھے کامل اور نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ جناب میاں (محمود احمد) صاحب کا چیلنج تفسیر نویسی ایک ناواجب تعلّی سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہ رکھتا تھا۔

ان کے چیلنج کو قبول کر لینے کے بعد انہیں مقابلہ میں آنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ مولوی جلال الدین صاحب شمس نے بھی ایک رنگ میں ان کے دعوی کو توڑ دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سورہ یاسین دوسرے رکوع کی تفسیر جو انہوں نے لکھی ہے، وہ پہلے کسی نے نہیں لکھی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے بھی نہیں لکھی۔

اگر وہ تفسیر درست ہے تو کم از کم قرآن کے اس حصہ کا علم تو ان کا جناب میاں (محمود احمد) صاحب سے بڑھ گیا ہے جس سے جناب میاں صاحب کا یہ دعوی کہ وہ تمام مسلمانوں سے قرآن کا علم بڑھ کر رکھتے ہیں ٹوٹ گیا۔

گو میں نے نہ کوئی چیلنج دیا ہے، اور نہ مجھے کسی قسم کی تعلّی کا ادعاء ہے، تاہم میں ان دونوں صاحبان کے چیلنج کو دو شرطوں سے قبول کرنے کے لئے تیار ہوں:

شرط اول: یہ (جلال دین شمس اور اللہ دتا قادیانی) بھی جناب میاں (محمود احمد) صاحب کی طرح سب سے بڑھ کر قرآن دانی کا دعوی کریں۔ پھر میں ان کے دعوی کو توڑنے کے لئے بھی میدان میں انشاء اللہ و بتوفیقہ نکل آؤنگا۔ آیت خاتم النبیین اور آیت استخلاف کی تفسیر سے اگر یہ لوگ گریز کریں گے، تو قرعہ اندازی کے ذریعہ انتخاب شدہ آیات کی تفسیر لکھنے کے لئے اللہ تعالی مدد سے خاکسار تیار ہو جائے گا۔

دوسری شرط۔ اگر یہ نہیں تو جناب میاں (محمود احمد) صاحب سے یہ شائع کرا دیں کہ اگر مولوی اللہ دتا صاحب یا مولوی جلال الدین صاحب شمس تفسیر نویسی کے مقابلہ میں شکست کھا گئے تو یہ شکست جناب میاں (محمود احمد) صاحب کی متصور ہو گی اور آئندہ کے لئے وہ تسلیم کر لیں گے کہ قرآن دانی کا جو دعوی ان کا ہے وہ غلط ہے۔

ان شرائط کے پورا ہوتے ہی خاکسار ان کے مقابل میں تفسیر نویسی کے میدان میں نکل آئیگا۔

(پیغام صلح لاہور یکم نومبر ۱۹۴۴ء ص ۵)۔

ظفر اللہ کا جواب اور میرا جواب الجواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

میں نے ایک کھلی چٹھی سر ظفر اللہ خان صاحب کے نام اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۸۔ اپریل ۱۹۴۴ء میں درج کی تھی۔ مجھے امید تھی کہ سر ظفر اللہ خان صاحب میری درخواست کو قبول کر کے بحیثیت ہمدرد اسلام فریقین میں فیصلہ فرمائیں گے۔ آپ نے میرے معروضہ کا جواب اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ مئی ۱۹۴۴ء میں دیا ہے۔ شکریہ۔ مگر فریقین میں منصف بننے سے انکار کر دیا۔ کیوں انکار کیا، اس کا جواب انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

اہل حدیث کے پرچہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۴۴ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے خاکسار کو مخاطب کر کے ایک کھلی چٹھی شائع کی ہے جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ انہیں میرے عقاید کا علم ہے لیکن پھر بھی وہ چاہتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی پیش گوئی بابت مصلح موعود کے متعلق جماعت احمدیہ کے دلائل اور مولوی صاحب کے دلائل کا موازنہ کر کے محض دلائل کی بنا پر فیصلہ دوں کہ کون سا فریق حق پر ہے۔

مولوی صاحب کی غرض اس دعوت سے صرف اس قدر تو ہو نہیں سکتی کہ وہ اپنے دلائل پر مجھے غور (بے شک میری یہی نیت ہے کہ آپ میرے دلائل پر غور کریں مگر فیصلہ سے پہلے فریق ثانی کا بیان بھی میرے جواب میں ملاحظہ فرمالیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اور قانون عدالت بھی یہی ہے۔ ثناء اللہ) کرنے کا موقعہ مہیا کریں کیونکہ اگرچہ یہی غرض ان کے پیش نظر ہو تو یہ تو اس طرح پوری ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے دلائل مجھے بھیج دیں (آپ کے حسب منشاء بھیجتا ہوں۔ ثناء اللہ) اور میں اپنے طور پر ان پر غور کر لوں۔ مجھ سے دلائل کی بنا پر فیصلہ چاہنے کی غرض تو یہی ہو سکتی ہے کہ اس فیصلہ کی بنا پر کسی تنازعہ یا قضیہ کو ختم کیا جائے اور فریقین

یاان میں سے کسی کو پابند کیا جائے۔ جماعت احمدیہ کو تو مجھ سے ایسے کسی فیصلہ کی احتیاج نہیں اور نہ انہوں نے مجھ سے ایسا فیصلہ (جب فریق احمدیہ نے آپ سے فیصلہ طلب نہیں کیا اور نہ وہ اس کا خواہش مند ہے تو پھر آپ کا فیصلہ دراصل فیصلہ بین الفریقین نہ ہوگا بلکہ یک طرفہ محض اظہار رائے ہوگا۔ ثناء اللہ) طلب کیا ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو میرے فیصلہ پر اعتماد ہے اور وہ اپنے تئیں اس کا پابند کرنے کو تیار ہیں تو میں ان کی طرف سے یہ اعلان ہونے پر انشاء اللہ جس قدر وقت ضروری ہوگا فریقین کے دلائل پر غور کرنے کیلئے نکال کر اللہ تعالی عطا کردہ توفیق سے محض ان دلائل کی بنا پر فیصلہ صادر کرنے کے لئے تیار رہوں گا اور اگر مولوی صاحب کی یہ غرض نہیں یاانہیں میرا فیصلہ قبول کرنے میں کوئی تامل ہے تو پھر محض ایک مشغلہ کے طور پر ان کا میرے وقت (اسی طرح مرقوم ہے۔ ثناء اللہ) کا مطالبہ کرنا کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کرسکتا۔

خاکسار۔ظفر اللہ خان (الفضل قادیان ۲ مئی ۱۹۴۴ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سر ظفر اللہ خان صاحب نے کمال بلاغت سے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کو فریق نہ بننے کا ایماء کیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آپ میری چٹھی پڑھنے کے بعد خلیفہ موصوف کو لکھتے کہ آپ بھی مجھ کو منصف مانتے ہیں تو منظوری دیجئے۔ پھر وہ جو کچھ کہتے اس کی اطلاع مجھے دیتے۔ مگر انہوں نے کسی مصلحت سے ایسا نہیں۔ قانون شریعت اور قانون عدالت تو یہ ہے کہ فریق مدعی کا بیان مع وجوہات کے فریق ثانی کو دیا جائے۔ ان وجوہات کے جواب میں فریق ثانی جو کچھ کہے اس کو ملحوظ رکھ کر دونوں پر غور کیا جائے۔ یہ تو ہے فیصلے کا اصل طریق جس سے سر موصوف نے انکار کیا۔ باوجود اس کے کہ آپ کا یہ فرمانا کہ

فریقین کے دلائل پر غور کر کے فیصلہ صادر کروں گا۔،

میری سمجھ سے بالا ہے۔ کیونکہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) جب تک میرے دلائل کا جواب نہ دیں وہ فریق ثانی کے نام سے موسوم نہیں ہوسکتے۔ ان کو میرے ساتھ ملا کر فریقین کہنا کیا معنی رکھتا ہے۔

خیر بین الفریقین با قاعدہ فیصلہ کرنے سے تو موصوف (سر ظفر اللہ) نے انکار کر دیا، مگر میرے دلائل مجھ سے طلب کئے ہیں۔ اسکا بھی شکریہ ہے۔

میں اپنے دلائل کا مفصل بیان بصورت اشتہار بھیجتا ہوں۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب متوفی نے ضمیمہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں مصلح موعود کے حق میں لکھا ہے کہ وہ موجودہ تین بیٹوں کے بعد چوتھے درجے میں پیدا ہوگا اور موجودہ تین بیٹوں کے نام یہ بتائے ہیں: محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد۔

میرا سوال یہ ہے کہ ان تینوں بیٹوں کے علاوہ چوتھا بیٹا جو مصلح موعود ہونا تھا کون ہے اور کہاں ہے؟

اس کے جواب میں جو کچھ آپ فرمائیں گے وہ فیصلہ بین الفریقین نہ ہونے کی وجہ سے کسی فریق پر حجت نہیں ہوگا بلکہ آپ کی طرف سے محض اظہار رائے ہوگا۔

سر! اعدلوا هو اقرب للتقوى

پس اب میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں، ابوالوفاء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ مئی ۱۹۴۴ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۱۹ ص ۵)

واقعہ دہلی کا اثر خلیفہ قادیان کے دماغ اور زبان پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دہلی میں بتاریخ ۱۶۔ اپریل ۱۹۴۴ء قادیانیوں نے مصلح موعود کے متعلق جو جلسہ کیا تھا اس میں جو ہنگامہ اور زدوکوب ہوئی اس کی تفصیل بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں اور نہ یہ بیان کرنا مطلوب ہے کہ ابتداء کس فریق نے کی۔ بلکہ ایک خاص بات کا اظہار کرنا مقصود ہے کہ خلیفہ قادیان پر اس واقعہ ہائلہ کا اس قدر اثر ہوا کہ باوجود کئی روز گذر جانے کے ان کی زبان اور دماغ ٹھکانے پر نہیں آئے (اسی پریشانی کا اثر ہے کہ آپ کو ۴ مئی کی شب کو بھی ایک منذر خواب آیا جو الفضل قادیان ۱۱ مئی میں چھپا ہے۔ اس میں بھی آپ نے اپنی جماعت احمدیہ کو مع عورتوں کے پٹتے ہوئے پایا۔ اگر یہ خواب واقعہ دہلی کا اثر نہیں ہے تو شائد آئندہ کیلئے پیش گوئی

ہے بہرحال آپ کے دماغ میں ابھی پریشانی باقی ہے۔ثناء اللہ) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تقریر کرتے ہو سنبھلنے کی بہت کوشش کرتے ہیں، مگر سنبھل نہیں سکتے۔شائد اس کی وجہ ہے کہ ان کے داماد عبدالرحیم احمد کو اور بعض دیگر تعلق داروں کو بڑی خطرناک چوٹیں آئی ہیں۔ہمیں اس تکلیف میں خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) سے ہمدردی ہے۔اسی ہمدردی میں ہم کہتے ہیں کہ آپ نے مصلح موعود ہونے کا جو منصب اختیار کیا ہے اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ آپ ان تکلیفوں میں مبتلا ہوں۔بقول:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

آپ کو اپنے منصب (مصلح موعود) کا لحاظ کر کے اپنے دماغ اور زبان کو قائم رکھنا چاہیے۔ایسی بہکی بہکی باتیں نہیں کہنی چاہییں جن سے مخالفوں کو ہنسی کا موقع ملے

آپ نے ۲۱۔اپریل کو خطبہ جمعہ میں واقعہ دہلی (جلسہ دہلی کے فساد کی بنا یہ ہوئی خلیفہ قادیان کے بیٹے ناصر احمد نے آیت کریمہ انّ قرآن الفجر کان مشھو دا کی تلاوت کرتے ہوئے قرآ نِ الفجر پڑھ دیا تھا۔ ثناء اللہ) بیان کرتے ہوئے جو کہا ہے اس کے چند فقرات بطور نمونہ نقل کرتے ہیں:

عزیزم مرزا ناصر احمد نے تلاوت قرآن کریم شروع کی تو ایک لفظ میں زیر کی جگہ زبر ان کے منہ سے نکل گئی انہوں نے قرآن الفجر کی بجائے قرآنِ الفجر کہہ دیا۔بس یہ الفاظ ان کے منہ سے نکلنے تھے کہ یہ لوگ جو منتظر تھے کہ شور و غیرہ کرنے کا کوئی موقعہ مل سکے فوراً کھڑے ہو گئے اور شور مچانے لگے کہ قرآن کریم غلط پڑھا جا رہا ہے (الفضل ۲ مئی ۱۹۴۴ء ص ۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس چھوٹے سے فقرے میں کتنا تضاد ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا صحیح لفظ خلیفہ جی کے نزدیک اصل میں مکسور (زیر والا) ہے بقول آپ کے غلطی سے ناصر احمد کے منہ سے زیر نکل گئی حالانکہ قرآن میں زبر ہی صحیح ہے۔پھر اس کو غلط کہنا خلیفہ جی کی زبان کا اضطراب ہے یا قرآن سے ناواقفی نہیں تو اور کیا ہے۔علاوہ اس کے اگر زیر پڑھی ہوتی تو مسلمان سامعین اس پر شور کیوں مچاتے۔

ناظرین! دوسرا فقرہ ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں:

اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ ان کے منہ سے زبر کی بجائے زیر نکل گئی مگر اس پر اتنا شور مچانے کی تو کوئی وجہ نہ تھی۔ اتنا کافی تھا کہ ان میں سے کوئی صاحب کھڑے ہوتے اور کہہ دیتے کہ قاری صاحب قرآن کے لفظ پر زبر نہیں بلکہ زیر ہے تو ہم لوگ ان کے ممنون ہوتے (الفضل تاریخ مذکور)

ناظرین اس فقرے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ جی کے نزدیک اصل لفظ زبر سے ہے اور یہی صحیح ہے ان قرآن الفجر کان مشھوداً، اگر صاحبزادہ نے زبر سے پڑھا تو واقعی غلطی کی۔ لیکن پہلے اقتباس میں خلیفہ جی کہہ آئے ہیں کہ اصل قرآنی لفظ زیر سے ہے اس کی بجائے ناصر احمد نے زبر پڑھ دی اور یہ غلطی کی۔ سبحان اللہ! زیر بھی غلط اور زبر بھی غلط۔ اب اس کی اصلاح سنئے فرماتے ہیں

معترض کہہ دیتے کہ قاری صاحب زبر نہیں زیر ہے

کیا خوب اصلاح ہوتی خلیفہ جی کا مطلب یہ ہے کہ سامعین بھی زبر کی بجائے زیر بتا کر ان کی طرح اپنے دماغی اضطراب کا ثبوت دیتے مگر سامعین ایسی کچی گولیاں نہیں کھیلے تھے کہ خلیفہ جی کے حسب منشاء غلطی کر کے اپنے دماغی توازن کا ثبوت دیتے۔

لطیفہ: ایک طالب علم کا قصہ مشہور ہے کہ وہ فقہ کی کتاب کنزالدقاق پڑھتا تھا۔ کسی نے پوچھا کیا پڑھتے ہو؟ کہا کِنز الدقائق۔

اس نے کہا، کیا، کہ نہیں کنز الدقائق (ک کی پیش کے ساتھ)

اس نے پھر زور سے کہ کیا کہتے ہو۔

طالب علم نے سمجھا اب تیسری صورت رہ گئی غالباً یہی صحیح ہوگی کہا کہ کَنز الدقائق

ناظرین: مزید لطیفہ سنئے خلیفہ جی اپنے بیٹے (ناصر احمد) کی غلطی کو معمولی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھر جو غلطی ہوئی وہ ایسی نہ تھی جو صرف ونحو کے اصول سے بالکل ناجائز ہوتی۔ یہ عربی میں جوار کے لحاظ سے بھی اعراب آجاتے ہیں اور قرآن کریم میں اس کی بعض مثالیں موجود ہیں پس اگر قاری کے منہ سے ایسی غلطی نکل جائے تو یہ کوئی ایسی غلطی نہیں جو علمی لحاظ سے زیادہ قابل اعتراض

ہو (الفضل تاریخ مذکور)

اس فقرے میں آپ نے علم نحو کے ساتھ صرف ملا کر اپنی ناواقفی کا پورا ثبوت دیا ہے جر جوار کا زمسئلہ علم نحو میں تو ہے لیکن علم صرف سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہاں ایک شعر یاآیا اسی طرح کا تعلق ہوگا

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا

الا یا ایھا الساقی ادر کاسا و ناولھا

اچھا صاحب! یہاں کون سا جوار (پڑوسی) ہے جس کی وجہ سے قرآن الفجر کے نون کے نیچے جرّ آسکتی ہے اور یہ علم نحو کا کون سا قاعدہ ہے کہ حرف انّ کا اسم مجرور ہوسکتا۔

رفع تعجب: ناظرین خلیفہ جی (مرزا محمود احمد) کی اس علمی قابلیت سے تعجب نہ کریں، آپ کے والد ماجد بھی خیریت سے ایسی ہی باتیں کہہ دیا کرتے تھے آپ کے قصیدہ اعجازیہ میں ایک شعر ہے جو اس کی مثال کے لئے کافی ہے

أ آخیت ذئبا عایشاً او ابا الوفاء

أ وافیت مدّا او رأیت امرتسر

رأیت کا مفعول بہ (امرتسر) مرفوع بنانا قادیانی اعجاز کا نمونہ ہے

ناظرین کرام! یہ وہی خلیفہ جی ہیں جو دنیا بھر کے علماء اسلام کو اپنے مقابلہ میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا کرتے ہیں جن کے اضطراب اور علمی قابلیت کا کچھ نمونہ آپ کو دکھایا گیا ہے۔

حق تو یہ ہے مجھے خلیفہ جی کی ایسی مضطربانہ باتوں سے تعجب نہیں ہوتا کیونکہ وہ خیریت سے اسی ذہنیت اور قابلیت کے مالک ہیں جسکا ذکر لائل پور کی تقریر میں آپ نے خود ہی کیا تھا کہ میں پانچویں جماعت سے دسویں تک برابر فیل ہوتا رہا بلکہ تعجب قادیان کے ان علماء سے ہے جو باوجود معقول مشاہرات پانے کے خلیفہ جی کی ایسی بہکی بہکی باتوں کی اصلاح نہیں کرتے شاید اس لئے نہیں کرتے کہ بقول اخبار پیغام صلح لاہور وہ اپنی عقلوں کو خلیفہ جی کے ہاتھ پر بیچ چکے ہیں۔ اس لئے ان کے حق میں یہ شعر موزوں ہے

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹مئی ۱۹۴۴ء مطابق ۲۵ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۰ ص ۴۔۶)

ثناء اللہ کا انجام کیا ہوگا

اچھا ہوگا انشاءاللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خلیفہ قادیان (مرزامحمود احمد) نے اظہار کیا ہے کہ خواب میں مجھے میرے والد ماجد (بڑے مرزا صاحب قادیانی) کی زیارت ہوئی کیا سوال جواب ہوئے۔اس کا ذکر انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی وفات کے قریباً دوسال کے بعد جب یہ سوال اٹھا ہوا تھا کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کا انجام کیا ہوگا۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودتشریف لائے ہیں۔

میں دوڑ کر گیا تا کہ آپ کے آنے کی لوگوں کوخبر دوں۔

جب آپ پہونچے اور گفتگو فرمانے لگےتو میں نے پوچھا: ثناءاللہ کا انجام کیا ہوگا۔

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔اور دوسری بات شروع کردی۔

میں نے پھر پوچھا۔پھرآپ نے اسی طرح کیا۔

مگرمیں نے اصرار سے پوچھا۔

تو آپ نے فرمایا۔انجام کیا ہوگا۔ انجام کیا ہوگا۔انجام کیا ہوگا۔ میرے الہام میں جوموجود ہے کہ طاعون سے ہلاک ہوگا۔

طاعون کا مفہوم کئی رنگ میں پورا ہوسکتا ہے۔گویا تین دفعہ آپ نے انجام کیا ہوگا، کے الفاظ دہرائے اور پھراپنے ایک الہام کی طرف اشارہ فرمایا۔

اس کے بعد میں نے آپ کی ایک کاپی دیکھی جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق بقیّة الطاعون الہام درج تھا۔(الفضل ۱۰مئی ۴۴۔۶)

مولانا ثناء اللہ کہتے ہیں ہم اس کی تحقیق سناتے ہیں۔مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۰۸ پر یہ الہام درج ہے جس کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے الفاظ یہ ہیں

اریت قرطاساً من ربی العلام و اذا نظرت فوجدت عنوانه بقية الطاعون (مجھے ایک کاغذ دکھایا گیا جس پر بقية الطاعون لکھا تھا)

یہ کتاب ۱۹۰۳ء میں چھپی ہوئی ہے۔غالباً الہام اس سے پہلے کا ہوگا۔اس میں میرا یا کسی اور کا کوئی ذکر نہیں (اس وقت آخری فیصلہ کا کوئی اشتہار نہیں تھا) علاوہ اس کے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ بقية الطاعون کی ترکیب کیا ہے۔مبتداء ہے یا خبر۔فاعل ہے یا مفعول ہے۔

میری وجہ سے قادیانی امت میں جو اضطراب ہے وہ مرزا صاحب قادیانی کے اعلان آخری فیصلہ کی وجہ سے ہے جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون سے ہلاک ہو جائے گا۔

یہ اعلان ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو کیا تھا اس لئے ۱۹۰۳ء والے الہام کو ۱۹۰۷ء والے واقعہ پر چسپاں کرنا سخت بے انصافی ہے۔

بہت اچھا یہ بھی سہی۔مرزا غلام احمد صاحب ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گئے۔آج اس پر ۳۶ برس گزر گئے۔خدا کے فضل سے اس الہام کا ظہور اب تک نہیں ہوا۔(ویسے جب ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب مر کر اپنا جھوٹا ہونا ثابت کر گئے تو اس بات کی کوئی اہمیت نہیں رہتی کہ ثناء اللہ اگلے ہی روز کسی بھی مرض سے مر جاتے، کیونکہ فیصلہ تو ہو چکا۔ مزید یہ کہ مولانا کی وفات جب ہوئی تو طاعون کا دور دور تک نشان نہیں تھا۔بہا)۔ خلیفہ جی کو چاہیے تھا کہ اپنے والد سے یہ بھی کہہ دیتے کہ ثناء اللہ ہیضے سے مرے یا طاعون سے۔اس سے ہمیں کیا فائدہ؟ فائدہ تب ہوتا اگر وہ آپ کے بقول آپ سے پہلے مرتا۔اب وہ طاعون سے مرے یا بخار سے ہمیں اس سے کیا مطلب۔

خلیفہ جی کہتے ہیں کہ بڑے مرزا صاحب کے انتقال کے دو سال بعد خواب میں مجھ سے یہ بات چیت ہوئی تھی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات مرزا کے دو سال

بعد تک بھی قادیان میں اضطراب باقی تھا کہ مرزا صاحب قادیانی کا اعلان بابت وفات ثناء اللہ کیوں غلط ہو گیا۔ اس کی کوئی صحیح توجیہ چاہیے۔ اسی لئے خلیفہ جی نے پریشانی کی حالت میں اپنے والد صاحب سے اس عقدہ کو حل کرانا چاہا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حل نہیں ہو سکا۔

تمثیل: عرب کا ایک شاعر کسی دوکان پر بیٹھا تھا۔ ایک بڑھیا لاٹھی ٹیکتی ہوئی جا رہی تھی۔ اس نے پوچھا بڑی اماں کہاں جا رہی ہو۔ بڑھیا نے کہا سر کے سفید بالوں کیلئے وسمہ لینے جا رہی ہوں۔ شاعر نے کہا:

تروح الی العطار تبغی شبابها
و لن یصلح العطار ما افسد الدهر

(یہ بڑھیا عطار سے اپنی جوانی لینے جا رہی ہے بھلا جس چیز کو زمانہ کے دور نے خراب کر دیا ہو عطار اس کی کیا اصلاح کرے گا)

یہی مثال خلیفہ قادیان کی ہے۔ خدائی واقعات کا جواب مرزا صاحب متوفی سے پوچھتے ہیں۔ بھلا ان کے اختیار میں ہوتا تو مولوی ثناء اللہ سے پہلے مرتے ہی کیوں، حالانکہ ان کا الہامی قول ہے

اعطیت صفت الاحیاء و الافناء (خطبہ الہامیہ)

مجھے زندہ کرنے اور مار دینے کی طاقت دی گئی ہے۔

پھر یہ طاقت یہاں کیوں استعمال نہیں کی؟ قادر و قیوم کے تصرف سے نہیں کر سکے۔

اظہار تعجب: ہمارے ناظرین مولوی ظفر علی آف زمین دار لاہور کو جانتے ہونگے۔ آپ نے ایک دفعہ قادیانیت کے متعلق قصیدہ لکھا تھا۔ اس میں ایک شعر تھا جسے اس وقت شاعرانہ تخیل سمجھا گیا مگر اب اسکی حقیقت کھل گئی موصوف لکھتے ہیں:

خدا شرمائے اس ظالم ثناء اللہ کو جس نے
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

قبر کے مضمون کو شعراء نے کئی طرح باندھا ہے، مگر میرے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی کے حق میں وہ مصرع بڑا موزوں ہے جو مرزا صاحب زبان حال سے کہتے ہیں

قبر میں تیرے خنجر کا مزہ یاد آیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء مطابق ۲ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۱ ص ۴۔۵)

لاہور قادیان اور دہلی کیوں خاموش ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے مصلح موعود ہونے کا دعوی کیا ہے لاہوری اور قادیانی جماعتوں میں اس موضوع پر ایک حرکت پیدا ہوگئی ہے۔ جس قدر قادیانی جماعت، خلیفہ قادیان کے دعوی پر مصرّ ہے، اسی قدر لاہوری جماعت اس سے متنفر ہے۔

اسی زمانہ سے ہم یہ مطالبہ کرتے آئے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کی عبارت مندرجہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۰ کا مصداق چوتھا لڑکا کون سا ہے اور کہاں ہے۔

یہی سوال ہم نے سر ظفر اللہ خان جج فیڈرل کورٹ دہلی کی خدمت میں بھی بذریعہ اخبار اہل حدیث پیش کر کے جواب طلب کیا تھا۔ مگر وہ بھی خاموش رہے۔

ایک مثال: شیعہ اور سنی دو گروہ خلافت صدیقیہ پر جھگڑ رہے ہیں۔ اتنے میں ایک آریہ آ کر یہ سوال کرنے لگے کہ تم لوگ تو خلافت صدیقیہ پر جھگڑتے ہو جو دراصل رسالت محمدیہ کی فرع ہے، مجھے تو نفس رسالت پر ہی اعتراض ہے۔ پہلے اسے تو دفع کرو۔

کیا اس وقت ان دونوں گروہوں شیعہ سنی برادران اسلام کا فرض نہ ہوگا کہ وہ خلافت کا جھگڑا چھوڑ کر منکر رسالت کی طرف متوجہ ہوں اور اس کی تشفی کریں۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو ان کے دعوی اسلام پر کہا جائے گا:

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

اس مثال کی تکمیل کے لئے میں کہتا ہوں کہ مولوی محمد علی لاہوری بار بار خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کو مباحثہ کا چیلنج دیتے ہیں۔ چنانچہ پیغام صلح لاہور ۷ امئی ۱۹۴۴ء

میں ایک چیلنج شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے :

میاں صاحب (خلیفہ قادیان) مقابلہ میں کیوں نہیں نکلتے (پیغام صلح مذکور۔ص۳)

میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے الفاظ کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ پیش کر کے کہتا ہوں کہ :

مولوی محمد علی لاہوری اور میاں محمود احمد قادیانی میرے مقابلے میں کیوں نہیں نکلتے ؟

میرا دعوی ہوگا کہ مرزا غلام احمد صاحب متوفی کی اصل پیش گوئی جو چوتھے بیٹے (مصلح موعود) کے متعلق تھی سرے سے غلط ثابت ہوئی۔

اس گفتگو کیلئے بٹالہ، امرتسر، لاہور تینوں شہروں میں سے جو شہر وہ پسند کریں وہیں میں پہنچ جاؤنگا۔ مناظرے کا طریق وہی ہوگا جو مرزا غلام احمد صاحب اور ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی مناظر کے مابین ۱۸۹۳ء میں تھا۔

اگر اس پر بھی فریقین خاموش رہیں گے تو ہم مرزا غالب مرحوم کا یہ شعر ان کی نذر کریں گے

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

لاہوری مصلح موعود خبر دار :

اخبار اہل حدیث امرتسر کے ناظرین واقف ہوں گے کہ لاہوری جماعت میں سے ایک صاحب شیخ غلام محمد مصلح موعود اور صاحب الہام ہونے کے مدعی لاہور میں رہتے ہیں۔ ان کا ایک منذر الہام اخبار اہل حدیث ۲۴ مارچ ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء تک مولوی محمد علی لاہوری اور میاں محمود احمد قادیانی دونوں وفات پا جائیں گے۔

۳۱ مئی گزر چکی ہے ان دونوں کی وفات کی خبر ہم تک نہیں پہنچی۔

کیا شیخ غلام محمد صاحب مصلح موعود اس کی کوئی تاویل کریں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ فن تاویل میں شیخ صاحب، مرزا غلام احمد صاحب متوفی کے شاگرد رشید ہیں، مگر

ہم ان کی زبانی سننا چاہتے ہیں :

کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جون ۱۹۴۴ء مطابق ۹ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۲ ص ۳ ۔ ۴)

یہ تصحیح ہے یا تسلیم؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۴۴ء میں خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے خطبہ متعلقہ فساد دہلی پر جو نکتہ چینی کی گئی تھی، اس کے جواب میں الفضل قادیان نے کتابت کی غلطیاں تسلیم کر کے تصحیح کی ہے۔ مگر تصحیح ایسی کی ہے جو تسلیم کے برابر ہے ۔ لکھا ہے کہ خلیفہ صاحب نے یہ کہا تھا کہ ناصر احمد نے زبر کی جگہ زیر پڑھ دی، تو مخالفوں نے شور مچایا۔ حالانکہ اتنا کہنا کافی تھا کہ قاری صاحب زیر نہیں زبر ہے صحیح انّ قرآن الفجر ہے۔

بہت اچھا تمہارے کاتب کی غلطی ہو، یا مرتب خطبہ کی ، یا خود خطیب کی، اسے ہم نظر انداز کئے دیتے ہیں ۔ مگر خلیفہ جی کا یہ علمی نکتہ کیا معنی رکھتا ہے کہ

صرف نحو کے قواعد سے بعض وقت جر جوار بھی ہوا کرتی ہے

ہم نے پوچھا تھا یہاں کون سا جوار ہے جس کی وجہ سے بقاعدہ علم صرف نحو جر (زیر) کا آنا جائز ہوسکتا ہے ۔ الفضل نے اس ضروری سوال کا جواب بھی نہیں دیا۔ ہم اس کا جواب دیتے ہیں الفضل کو پسند ہو تو اسے شائع کر دے۔

شائد خلیفہ قادیان کے نزدیک جرّ جوار سے انّ قرآن الفجر میں انّ کے ہمزہ (الف) کا کسرہ مراد ہے بہت ٹھیک ہم بھی اس کی داد دیں گے اگر خلیفہ جی تسلیم کر کے اخبار الفضل میں شائع کرا دیں تو ان کو انعام بھی دیں گے۔

قادیانی ممبرو! تم کہا کرتے ہو کہ ثناء اللہ ہماری مخالفت کی کوششوں میں

نامراد ہے۔ کیا کوئی مسلمان قرآن خوان آیت شریفہ قتل داؤد جالوت پڑھ کر بھی حضرت داؤد کو ناکام کہہ سکتا ہے۔ سوچ سمجھ کو جواب دو۔

تمہارا خلیفہ اپنے والد ماجد (مرزا غلام احمد قادیانی) کو گھبراہٹ سے پوچھتا ہے کہ ثناء اللہ نے جو ہمیں بہت ستایا ہے اس کا انجام کیا ہوگا۔

والد بزرگوار جواب دیتے ہیں وہی ہوگا جو میرے الہام میں درج ہے کہ طاعون سے مرے گا۔

خلیفہ جی کو اس پر بھی تسکین نہیں ہوتی اس لئے طاعون کو وسیع معنوں میں لے کر کہتے ہیں کہ

طاعون کا مفہوم کئی رنگ میں پورا ہوسکتا ہے

(الفضل ۱۰ مئی ۱۹۴۴ء مندرجہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء)

کیا خوب! طاعون ایک بیماری کا نام ہے۔ اس کو بھی عام کر کے دکھانا گویا اپنے الہام کی خود تردید کرنا ہے۔ کیا ایسے مخالف کو بھی ناکام کہا جاسکتا ہے جس سے تنگ آکر بڑے میاں نے چیختے چلاتے دعا آخری فیصلہ میں اسکی کی موت کا اعلان کیا ہو، مگر بحکم لا یحق المکر السیء الا با ھلہ عزرائیل امرتسر آتا آتا احمدیہ بلڈنگ لاہور میں چلا گیا، جہاں سے مرزا صاحب کی نعش مبارک کو اٹھا کر قادیان میں لا کر دفن کیا گیا۔ اب تو مرزا صاحب قادیان کے قبرستان سے گویا مجھے آواز دے رہے ہیں

کبھی تو شہیدوں کی قبروں پہ آؤ
یہ سب گھر تمہارے بسائے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جون ۱۹۴۴ء مطابق ۱۶ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۳ ص ۴)

صداقت مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

رسالہ ریویو آف ریلی جنز قادیان میں عنوان بالا کے تحت ایک مضمون نکلا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مرزا صاحب اپنے دعوی میں اسلئے سچے تھے کہ وہ کسی کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوئے بلکہ انکی جماعت ان کے قائم مقام ہوکر کام کر رہی ہے یہ ان کی سچائی معیار ہے۔ (ریویو مذکور۔ جون ۱۹۴۴ء)۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ کسی وکیل کا بیان موکل کے بیان کے خلاف صحیح نہیں سمجھا جا سکتا ہم مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ میں مدعی کا معیار صدق کذب بتاتے ہیں۔آپ اپنے اشتہار آخری فیصلہ میں لکھتے ہیں:

اگر میں جھوٹا ہوں جیسا کہ مولوی ثناء اللہ اپنے اخبار میں میری نسبت لکھتے ہیں تو میں ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہو جاتا ہے۔

(اشتہار آخری فیصلہ مطبوعہ اپریل ۱۹۰۷ء)

ناظرین یہ ہے معیار صدق کذب مسلمہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، قرآن شریف بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ارشاد ہے:

فمن اظلم ممن افترى على الله كذباً او كذب بآياته انه لا يفلح المجرمون ۔

اس معیار کے مطابق بتائیے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے اشد مخالف کے سامنے فوت ہوئے یا نہیں۔اشد دشمن کون تھا؟ وہی تھا جس کی موت اپنی زندگی میں بتا کر اپنی صداقت کا ثبوت دیا تھا۔

ذلت کی موت سے مراد وہی موت ہے جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہوئی جس کے جنازہ پر اینٹ پتھر کے علاوہ کچھ اور بھی ڈالا گیا تھا اور یہ نعرہ لگایا:

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

ان فی ذلك لعبرة لاولی الابصار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جون ۱۹۴۴ء مطابق ۲۳ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۴ ص ۳،۴)

(پیغام صلح لاہور میں میں کامیابی اور ناکامی سے متعلق ذیل کا مضمون شائع ہوا:

حضرت مسیح موعود اور آپ کے مخالفین: کامیاب کون ہے؟

کسی شخص کی کامیابی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ جس مقصد کو لے کر وہ دنیا میں آئے اس میں ہر قسم کی مخالفت کے باوجود اسے پوری کامیابی حاصل ہو۔ اسی سے اس تحریک کے بانی کی کامیابی و ناکامی کو پرکھا جاسکتا ہے کہ آیا وہ اپنے مقصد و مراد میں کامیاب ہوا یا نہیں۔

(مرزا صاحب کی بعثت کے مقاصد خود ان کی زبانی کسر صلیب، وغیرہ ہیں۔ مرزا صاحب چل بسے، صلیب بھی موجود ہے، عیسی پرستی بھی موجود ہے۔ بنابریں مرزا صاحب کی ناکامی واضح ہوجاتی ہے۔ بہاء)

اس کے بیسیوں نظائر ہمارے سامنے ہیں حضرت مسیح موعود ایک تحریک لے کر اٹھے ...مولوی محمد حسین بٹالوی کی فتوی بازی نے تمام طول وعرض ہند بلکہ دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی ایک آگ لگا دی ایک ہیجان برپا کر دیا جس کے ہلاکت خیز نتائج سے حضرت مسیح موعود اور آپ کے ساتھیوں کا بچ نکلنا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا لیکن وہ قادر خدا جس نے اپنے مامور کو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجا تھا اس فتنہ وفساد کی آگ بجھانے اور اپنے پاک بندوں کو صحیح سلامت باہر نکالنے کا موجب ہوا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراهیم کا نظارہ پھر ایک دفعہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جو اس آگ کو مشتعل کرنے کا موجب تھے خود اس کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر ہوگئے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی جس نے کہا تھا کہ میں نے مرزا کو اٹھایا اور میں ہی اس کو گراؤں گا ذلت وخواری کا عبرت ناک نظارہ دیکھنے والے اب تک موجود ہیں۔

نذیر حسین دہلوی، عبدالحق غزنوی، چراغ دین جمونی، الہی بخش لاہوری، مہر علی شاہ گولڑوی اور اسی قسم کے بیسیوں مخالفین کے نام آج کون جانتا ہے، سوائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی کتابوں میں ان کی افسوس ناک کرتوتیں اور عبرت ناک انجام کا ذکر ہے، کون ان کے ناموں سے واقف ہے۔

بالمقابل خدا کا وہ مامور جس کی مخالفت میں ان لوگوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا آج بھی زندہ ہے اس کے شاندار کارنامے آج بھی نوک زبان ہیں...

اور اس کی جماعت کے شاندار کارنامے جو آج زبان زد خلائق ہیں رہتی دنیا تک اس کے نام لکھے جائیں گے۔

ہاں ایک مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری اب تک زندہ ہے اور اپنی زندگی سے آپ کی صداقت کو ثابت کر رہا ہے اس نے خود کہا تھا اور مسیح موعود کی دعوت مباہلہ کا یہ جواب دیا تھا:

بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے ...خدا تعالی جھوٹے دغاباز اور نافرمان لوگوں کو بھی لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔،

پس اس نے اپنی زندگی اور لمبی عمر پا کر یہ ثابت کر دیا کہ اس کو خدا کی طرف سے جو مہلت ملی ہے وہ اس کو جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں میں شامل کرنے کے لئے ہے۔

لیکن صرف یہی نہیں کہ محض اس کا لمبی عمر پانا ہی اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے بلکہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے اس زندگی اور لمبی عمر سے کیا فائدہ اٹھایا اور کون سے ایسے کام سرانجام دیئے جو اس کی پاکیزگی اور نیکی پر دال ہیں کیا اس کو کوئی خدمت اسلام کی توفیق ملی کیا اس نے اعلائے کلمۃ اسلام کے سلسلہ میں کوئی ایسا کام کیا جو خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی کا موجب ہوا کیا الہامات مرزا وغیرہ کتب اس کے اسلامی کارناموں میں شمار ہو سکتی ہیں...

(اس مضمون میں مرزا غلام احمد صاحب کی کامیابی کے جو دلائل دیئے گئے ہیں، اس سلسلہ کتب میں جابجا ان کے جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ قادیانیوں کا یہ کمال تھا کہ وہ ایک جھوٹ کو دوہرائے جاتے تھے۔

نیز مرزا صاحب نے اس کے علاوہ کیا کیا کہ چند قادیانیوں کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ یہ اتنی اتنی بڑی خدمت ہے کہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی ؟ بہا)

(پیغام صلح لاہور ۴۔اپریل ۱۹۴۵ء ص ۳۔۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ)

لاہوری مصلح موعود کا جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

شیخ غلام محمد لاہوری جماعت کے ایک فرد ہیں انہوں نے مرزا صاحب کلاں کی پیش گوئی کے ماتحت مصلح موعود ہونے کا دعوی کیا تو لاہوری جماعت نے ان کو علیحدہ

کر دیا۔ شیخ صاحب موصوف نے پیش گوئی کی مولوی محمد علی صاحب لاہوری اور میاں محمود احمد قادیانی ۳۱ مئی تک مر جائیں گے۔ جب وہ نہ مرے تو ہم نے اہل حدیث ۲ جون ۱۹۴۴ء میں لاہوری مصلح موعود سے سوال کیا کہ آپ کے دونوں مخاطب نہیں مرے۔ آپ اس کی صحیح تاویل کیجئے۔

شیخ غلام محمد صاحب کا جو مراسلہ آیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل اللہ کے نزدیک زندگی روحانی ہوا کرتی ہے جسمانی زندگی کوئی چیز نہیں۔ بقول استاد

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں:

آپ کو خوب معلوم ہے کہ خلیفہ قادیانی و امیر لاہوری نے مارچ سے مئی تک کے تین مقررہ مہینوں میں میرے مقابل اپنی روحانی زندگی کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں دیا بلکہ قتل و موت کے خوف سے پامال و مضطرب ہوکر اپنے حیوانی دن کاٹے ہیں اور میری پیش گوئی کی آخری غرض اس دفعہ یہی تھی جسے خدا تعالی نے پورا فرمالیا ہے۔ شیخ غلام محمد از لاہور ۳ جون ۱۹۴۴ء

مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں: حق یہ ہے کہ ہم ظاہر بین قادیانی روحانیت کو نہیں سمجھ سکتے اس کا سمجھنا انہی لوگوں کا کام ہے جنکے حق میں کہا گیا ہے

سرّ مستاں منطق الطیر است جامی لب بہ بند
جز سلیمانے نہ باید فہم ایں گفتار را

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جون ۱۹۴۴ء مطابق ۲۳ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۴ ص ۴)

قادیان میں تقسیم کار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

امت مرزائیہ میں ایک خاص وصف یہ ہے کہ وہ تقسیم کار کے اصول پر کام کرتی ہے۔ یعنی ہر صیغہ کے لئے الگ الگ آدمی رکھے ہوئے ہیں۔ ایک صیغہ ان میں

دشنام طرازی بھی ہے۔اس کے انچارج منشی قاسم تھے۔ان کے انتقال کے بعد معلوم نہیں کون مقرر ہوا ہے۔ایک صیغہ ان میں تقسیم انعام بھی ہے۔اس کے انچارج سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی ہیں۔جب سے وہ اس صیغہ کے انچارج ہوئے ہیں لاکھوں کے وعدے دے چکے ہیں۔گو ان کے وعدے عرب کی محبوبہ سعاد سے کم نہیں ہیں جس کی بابت کیا گیا ہے ما مواعیدھا الا الاباطیل

آپ نے الفضل ۱۱ جون ۱۹۴۴ء میں ایک انعامی چیلنج شائع کرایا ہے جس میں بیالیس ہزار روپیہ میرے حصے میں رکھا ہے آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے بڑے مخالف سمجھے جاتے ہیں۔ان کو یہ چیلنج دیا گیا کہ وہ اس سلسلہ کے خلاف جو عقاید رکھتے ہیں، وہی عقاید ایک پبلک جلسہ میں حلفاً بیان کریں،تو ان کو اکیس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا مگر اکیس سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ وہ ٹالتے ہی رہتے ہیں۔...

مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے دوسرا انعام:

آخری فیصلہ کی دعا کے متعلق حلف اٹھانے پر گیارہ ہزار روپیہ انعام۔

(الفضل قادیان ۱۱ جون ۱۹۴۴ء ص ۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے اس بیان میں وہی کرتب دکھایا ہے جو بڑے میاں مرزا صاحب کلاں نے دکھایا تھا کہ کتاب اعجاز احمدی مطبوعہ ۱۹۰۲ء میں مجھے قادیان پہنچ کر مباحثہ کرنے کا چیلنج دیا اور کل انعام ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ رکھا۔جس کی تفصیل یہ بتائی کہ اس وقت میری ڈیڑھ سو پیش گوئی ہے۔ہر پیش گوئی کے ابطال پر سو روپیہ یعنی کل پندرہ ہزار روپیہ جیب خاص سے دوں گا۔اس کے علاوہ اس وقت ایک لاکھ اشخاص میرے مرید ہیں،ان سے بھی ایک ایک روپیہ بطور انعام تم کو دلا دونگا۔ کل ایک لاکھ پندرہ ہزار ہوگا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ تم (ثناء اللہ) دو دو آنے کا کفن بیچ کر گزارہ کرتے ہو،ایک لاکھ ۱۵ ہزار تمہارے لئے بہشت ہو جائے گا۔

موصوف نے سمجھا ہوگا کہ میں قادیان پہنچنے سے ڈر جاؤنگا۔ ڈرتا کیوں؟ میں تو سبعہ معلقہ پڑھا ہوا ہوں جس میں شاعر کہتا ہے

اذا القوم قالوا من فتی قلت اننی
اتیت فلم اکسل و لم اتبلد

میں اور پیچھے رہوں؟ حالانکہ لوگ مجھے شیر پنجاب کہتے ہیں۔
پیچھے رہتا تو شیر پنجاب نہ ہوتا، شیر قالین ہوتا۔

پس مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء کو بوقت دو پہر قادیان جا پہنچا۔ جاتے ہی اطلاعی خط لکھا کہ میں حسب دعوت حاضر ہو گیا ہوں۔ بس آپ میدان میں تشریف لائیے۔ جواب قلمی خط میں آیا (یہ خط آج تک میرے پاس موجود ہے اگر ضرورت ہوئی تو بطور تبرک کسی نمائش میں رکھوا دونگا) خط کا لہجہ بہت ہی شریفانہ تھا۔ فرماتے ہیں کہ

تم چوروں کی طرح خاموشی سے آ گئے تمہیں مباحثہ کا موقعہ نہیں دیا جائے گا کیونکہ میں نے خدا کے ساتھ وعدہ کر لیا ہے کہ میں مولویوں کے ساتھ مباحثہ نہیں کرونگا (حالانکہ یہ بھی غلط ہے کبھی وعدہ نہیں کیا کوئی مرزائی یا احمدی اس وعدے کا ثبوت دے تو ہم سے ایک سو روپیہ انعام لے)

ناظرین! ایک لاکھ پندرہ ہزار لینے کے لئے جب میں قادیان گیا تو وہی محبوبہ سعاد والا جواب ملا۔ بڑے میاں نے جب اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تو ان کے کسی مرید سے کیا امید ہوسکتی ہے۔

ہاں میں غلط بیانی کا مرتکب ہونگا اگر اعتراف نہ کروں کہ انعامی وعدہ سچا کر دینے والے مرزا غلام احمد صاحب کے مریدوں میں سے دو صاحب ہیں۔ ایک منشی قاسم علی قادیانی دوسرے بابو عمر الدین جالندھری جنہوں نے تین سو روپیہ اپنی شکست کی صورت میں انعام رکھا تھا جسے انہوں نے اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لدھیانہ منصفوں کے فیصلے سے مجھے ادا کر دیا۔ جس پر کسی اہل قلم نے کہا ہوا ہے:

مال موذی نصیب غازی

اب سنئیے سیٹھ عبد عبداللہ سکندر آبادی کا قصہ۔ اس کا جواب موصوف نے تو اپنے پیشوا رسول قادیانی سے بھی زیادہ کمال دکھایا ہے۔ اس کی تفصیل سنئیے۔

۱۹۲۳ء میں جب میں حیدر آباد دکن گیا اور وہاں تقریروں کا غلغلہ ہوا تو قادیانی کیمپ میں بھی حرکت عظیمہ پیدا ہوئی۔ سیٹھ عبداللہ نے اشتہار دیا کہ حلف اٹھاؤ حلف کے بعد ایک سال تک اگر زندہ رہے، تو تم انعام کے مستحق ہوگے۔

میں نے فوراً اسی جگہ جواب دیا جو ہزارہا کے جلسہ میں پبلک سے منظور کرا کر شائع کیا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ

سیٹھ صاحب! آپ نے میری زندگی کی حد بعد حلف سال بھر لگائی ہے آپ کی اس تحریر کے مطابق اگر میں سال کے اندر مر گیا تو یقیناً جھوٹا، لیکن سال پورا ہونے کے بعد ایک دن بھی زندہ رہا تو پھر میں سچا ٹھہرونگا۔

بس آپ اپنا روپیہ اپنے پاس رکھئے مجھے اس سے مطلب نہیں، مجھے صرف یہ لکھ دیجئے کہ حلف کے بعد پورا سال گزار کر مولوی ثناء اللہ سچا ٹھہرے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیے گا۔ میں آپ کے روپئے کو چھوتا بھی نہیں۔

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے زبانی جواب دیا کہ میں روپیہ دیتا ہوں، تو پھر دوسری شرط کیوں لکھوں۔ میں یہی کہتا رہا کہ میں آپ کو لینا چاہتا ہوں آپ کا روپیہ لینا نہیں چاہتا۔

ناظرین کیسا بے لاگ اور بے طمع جواب ہے۔ مگر سیٹھ صاحب جیسے منصف مزاج نے اس کو نہیں مانا۔ کیوں نہیں مانا اسلئے کہ صیغہ تقسیم (فرضی) انعام کے خاص انچارج ہیں۔ اسی لئے وہ اپنا اشتہار انعامی میرے نام بلکہ مولوی محمد علی لاہوری کے نام پر بھی وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہتے ہیں جس کی حقیقت صرف اتنی ہوتی ہے:

لینے دینے کے سر خاک ڈالو پاک محبت اچھی ہے

اچھا صاحب پچھلا قصہ جانے دیجئے۔ آپ اپنی نئی عبارت مندرجہ ذیل کو سامنے رکھئے:

مولوی ثناء اللہ کو یہ چیلنج دیا گیا کہ وہ اس سلسلہ کے خلاف جو عقاید رکھتے ہیں وہی عقاید ایک پبلک جلسہ میں حلفاً بیان کریں تو ان کو ۲۱ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ (الفضل قادیان ۱۱ جون ۱۹۴۰ء ص ۳)

اگر آپ کی اس دعوت میں کچھ صداقت ہے تو آپ موعودہ رقم کسی معتبر آدمی کے پاس دہلی امرتسر یا لاہور میں رکھوا دیں، بایں شرط کہ میں (ثناء اللہ) تحریر بالا کے مطابق حلف اٹھا جاؤں تو روپیہ مجھ کو مل جائے گا۔

اس کے بعد بٹالہ تحصیل قادیان امرتسر یا لاہور جو شہر آپ معین کریں گے میں وہاں پہنچ کر حلف اٹھا لوں گا۔ انشاء اللہ

بس اب دیر نہ کیجئے۔ میں مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں لعنة الله علی من تخلف

میرا مطالبہ بھی سنئیے۔ اس فیصلہ حلف کے بعد میں آپ سے اور آپ کی ساری جماعت سے مطالبہ کروں گا کہ آپ لوگ جو آج کل خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے مصلح موعود ہونے کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں جناب مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۰ پر جس چوتھے بیٹے کو مصلح موعود لکھا ہے وہ کون ہے۔ اور کہاں ہے۔

میرا مطالبہ پورا کرنے والے کو لدھیانہ میں تین سو روپیہ لیا ہوا واپس دے دوں گا۔ پس آپ جلدی کیجئے اور یہ بات دل سے نکال دیجئے کہ میں یا میرے دوست اس مطالبہ کو چھوڑ دیں گے

ستعلم لیلی ای دین تداینت
و ای غریم فی التقاضی غریمها

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ جون ۱۹۴۴ء مطابق ۳۰ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۵ ص ۳-۵)

مولوی محمد علی لاہوری کو دعوت بیعت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۱۸ جون ۱۹۴۴ء میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے نام ایک خط شائع ہوا ہے جس میں ان کو مصلح موعود (محمود احمد) کی بیعت کرنے کی

دعوت دی گئی۔ دعوت کے الفاظ یہ ہیں:

مولوی محمد علی صاحب سے عرض ہے کہ آپ جلد مصلح موعود کی بیعت کرلیں۔ (الفضل قادیان ۱۸ جون ۱۹۴۴ء ص ۳)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں: مولوی محمد علی صاحب سے امید ہے کہ آپ اس دعوت پر کامل غور وفکر سے کام لے کر کوئی رائے قائم کریں گے ۔آج کئی ہفتوں سے اہل حدیث، امت مرزائیہ کے دونوں گروہوں سے تقاضا کر رہا ہے۔ اگر آپ نے مصلح موعود کی بیعت کر لی تو دونوں فریقوں کا بوجھ آپ کے کندھوں پر آ پڑے گا۔ یعنی اہل حدیث کے اس سوال کا جواب دینا آپ ہی کے ذمہ ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے انجام آتھم ضمیمہ کے صفحہ ۱۶ پر مصلح موعود کی جو پیش گوئی کی ہوئی ہے جس کی رو سے موجودہ تین بیٹوں کے علاوہ چوتھا بیٹا پیدا ہونا مقدر تھا، وہ کون ہے؟ اور کہاں ہے؟ بیعت کرنے کے بعد آپ کا یہ عذر نہیں سنا جائے گا کہ میاں محمود احمد کے مریدوں نے اپنی عقل میاں صاحب کے ہاتھ بیچ دی ہوئی ہے۔

احمدی دوستو! کیا اہل حدیث تمہاری نظروں سے نہیں گزرتا۔ یا کیا اس کی زبان چینی یا جاپانی ہے، جسکا سمجھنا آپ لوگوں کو مشکل ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس سوال کا جواب نہیں دیتے۔

کیا اس سوال کو حل کئے بغیر مولوی محمد علی صاحب کو بیعت میں داخل کر لینا تم کو کچھ مفید ثابت ہوگا۔ ہرگز نہیں، بلکہ مولوی محمد علی صاحب پر ہماری گرفت موجودہ حالت کی نسبت ڈبل ہو جائے گی۔

دیکھئے مولوی محمد علی صاحب لاہوری اس کا کیا جواب دیتے ہیں اور امت مرزائیہ بہر دونوع ہمارے اس سوال کو حل کرنے پر کب توجہ کرتی ہے

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسی سے سوا ہو
جب جانیں کہ درد دل عاشق کی دوا ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جون ۱۹۴۴ء مطابق ۸ رجب ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۶ ص ۳۔۴)

قادیان میں علم وعرفان کی بارش

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یوں تو قادیان میں علم وعرفان کے دریا سالہا سال سے جاری ہیں مگر آج کل بقول اخبار الفضل (چاہے لاہوری جماعت اس کو برا منائے) بڑے جوش سے بہہ رہے ہیں۔ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے ملفوظات اور الہامات اور تفسیرات شائع ہوتی ہیں۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو اپنے حق میں سارے انبیاء اور اسماء اور القاب چسپاں کر کے کہا کرتے تھے

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

مگر حال ہی میں قادیان کے دریائے عرفان میں بہتا ہوا ایک جدید موتی ہمارے پاس پہنچا ہے۔قادیانی اخبار الفضل خلیفہ قادیان کے ملفوظات میں لکھتا ہے کہ

انا اعطینا ک الکوثر میں جو الکوثر ہے اس سے مراد مرزا صاحب ہیں۔

اس سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کچھ کمی نہیں چھوڑی تھی۔ کل انبیاء کرام کے اسماء و القاب اپنے حق میں لینے کے علاوہ جملہ اولیاء کو اپنے اندر دکھاتے ہوئے درثمین میں کہا تھا:

آدمم نیز احمد مختار   در برم جامہء ہمہ ابرار

بلکہ اپنی ذات کو ایک ایسی چیز کا مصداق بھی بتایا تھا جس کا مصداق اپنے کو کسی نہیں بتایا اور نہ کوئی ایسا کہہ سکتا ہے۔آپ نے اپنے استفتاء عربی کے صفحہ ۴۱ پر لکھا تھا کہ :

حجر اسود میں ہوں۔

پس جب یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے تو اب اس پر کوئی کیا کہہ سکتا ہے :

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

مرزا صاحب قادیانی کے مریدو! تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ حضرت مرزا

صاحب قادیانی کی ساری نعش مبارک نہ سہی، صرف سر مبارک الگ کر کے اس کے اندر مشک عنبر بھر کر کعبہ شریف کی دیوار میں حجر اسود کے اوپر جڑ وا دیتے اور اس پر مرزا صاحب قادیانی کے یہ عربی الفاظ لکھوا دیتے

لا لہ الا اللہ مرزا حجر اسود رسول اللہ (حقیقۃ الوحی، الاستفتاء قادیانی)

اس سے آریہ اور دیگر مخالفین کا اعتراض (حجر اسود کے متعلق) اٹھ جاتا اور آپ کا نام بھی روشن ہوتا، اور کسی شاعر کی یہ تمنا بھی پوری ہو جاتی

ثنا خوانوں کو تیرے رخ پہ گر کندہ کیا ہوتا
ہمارا ذکر بھی ہوتا تیرا چرچا جہاں ہوتا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جولائی ۱۹۴۴ء مطابق ۱۵ رجب ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۷ ص ۳۔۴)

مباہلہ کہاں ہوگا؟ امرتسر میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ دراز سے جماعت احمدیہ کے دونوں گروہوں میں ایک نزاع چلی آ رہی ہے۔ لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی کہتے ہیں کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے چونکہ مرزا غلام احمد صاحب کی رسالت کو بھی جز و ایمان بنالیا ہے اس لئے کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان کے نزدیک نجات کے لئے ناکافی ثابت ہو کر گویا منسوخ ہو گیا ہے۔

خلیفہ قادیان کی طرف سے اس کے متعلق جوابات نکلتے رہے۔ آخر کار بحکم تنگ آمد بجنگ آمد، خلیفہ قادیان نے مولوی محمد علی صاحب کو اس مضمون کا چیلنج دیا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ میں کلمہ طیبہ کو منسوخ کہتا ہوں، میں اس کو افتراء جانتا ہوں۔ اس لئے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ اس موضوع پر میرے ساتھ مباہلہ کر لیں۔ اپنی جماعت اور بیوی بچوں کو میدان میں لے آئیں، میں بھی لے آؤنگا اور پھر مل کر مباہلہ کریں گے۔ (الفضل مورخہ ۷ جولائی ۱۹۴۴ء)

دوم تحریر ۱۱ جولائی تک (اس کے بعد پیغام صلح ۱۲ جولائی ۱۹۴۴ء میں دعوت مباہلہ کا جواب نکلا ہے لیکن بات طے نہیں ہوئی۔آئندہ جو کچھ ہوگا ناظرین تک پہنچایا جائے گا۔ثناءاللہ)

ہم نہیں کہہ سکتے کہ مولوی محمد علی اس کا کیا جواب دیں گے اور مباہلہ ہوگا بھی یا نہیں۔ ہاں ہم اتنا ضرور کہتے ہیں کہ اگر یہ مباہلہ ہو تو امرتسر میں ہونا چاہیے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے ساری عمر میں ایک ہی مباہلہ کیا تھا جو صوفی عبدالحق غزنوی کے ساتھ ۱۸۹۳ء میں امرتسر ہی میں ہوا تھا۔ اس لئے مرزا صاحب قادیانی کی نسبت دونوں فریقوں کے لئے بحکم کفی به قدوة واجب العمل ہے۔

ہم خوشی سے اس بارے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ میدان مباہلہ میں انتظام ہم کریں گے۔فریقین کا ایک ایک نمائندہ ہمارے پاس آ جائے، وہ نشست کا جو نقشہ ہمیں بتائے گا ہم اسی کے مطابق تیار کرا دینگے۔

اس میں ہماری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ بلکہ صرف امرتسری ہونے کی حیثیت سے ہم یہ خدمت اپنے ذمہ لیتے ہیں۔

ہاں آپ دونوں فریق اگر اجازت دیں گے تو بعد مباہلہ اسی میدان میں ہم درخواست کریں گے کہ آج کل جو مصلح موعود والی پیشگوئی کا چرچا ہو رہا ہے، اس کے متعلق ہمارے ساتھ بھی گفتگو کر لی جائے۔

ہمارا دعوی ہوگا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ میں یہ پیش گوئی بالبداہت غلط ثابت ہوئی ہے۔

اس گفتگو کا ایک عمدہ نتیجہ آپ دونوں فریقوں کے حق میں یہ ہوگا کہ آپ دونوں فریق (لاہوری قادیانی) باوجود بین مخالفت کے ہمارے مقابل میں یک جا نظر آئیں گے کیونکہ ہمارا اعتراض قادیانی یا لاہوری مصلح پر نہیں ہوگا بلکہ سرے سے اس کی زد شجر قادیان کی بیخ پر پڑے گی جس کی حفاظت کرنا آپ دونوں کا فرض ہے۔ پس اس درخواست کو نامنظور نہ کیجئے گا بلکہ موجب خیر و برکت جان کر قبول کیجئے گا۔شاید بحکم

خدا شرے برانگیزد کہ درآں خیر ما باشد

آپ کے لئے یہ گفتگو خیر و برکت کا باعث ہو،اور آپ دونوں فریق ایک دوسرے کو اس کام کیلئے یوں بلائیں جیسے شاعر بلبل کو بلاتا ہے

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جولائی ۱۹۴۴ء مطابق ۲۹ رجب ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۹ ص ۴۔۵)

متفرقات مرزائیہ

بہائیوں اور مرزائیوں میں مباحثہ

حشمت اللہ صاحب بہائی نے خلفیہ قادیان کو چیلنج دیا ہے کہ ہم سے بحث کرلو کہ بہاءاللہ ایرانی اور مرزا صاحب قادیانی میں سے کون سچا موعود ہے۔

ہم بھی اس مباحثہ کو سننا چاہتے ہیں بلکہ ہمارے متعلق کوئی خدمت ہو تو ہم اس کو بھی انجام دینے کے لئے تیار ہیں۔ فریقین اگر منظور کریں گے تو ہم بھی اپنا حصہ ڈالیں گے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر

قادیانیوں کا مباحثہ سے فرار:

دہلی میں مسٹر عابد مرزائی سے میری قرارداد ہوئی کہ ہم میں ان تین باتوں پر مباحثہ ہوگا:

۱۔ خلیفہ قادیان اعلم الناس ہیں اور ان کے مقابلے میں تفسیر لکھنے کے لئے کوئی تیار نہیں

۲۔ سیٹھ عبداللہ الہ دین، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو حلف دیتے ہیں وہ کیوں حلف نہیں اٹھاتے۔

۳۔ مرزا صاحب کا آخری فیصلہ

باوجود قرارداد کے مسٹر عابد مذکور بحث مباحثہ کرانے سے منحرف ہو گئے افسوس۔ راقم: حافظ گوہردین آف ورک۔ گورداسپور

(نوٹ از نائب اڈیٹر: سیٹھ عبداللہ الہ دین والے معاملے کا جواب اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۳ جون ۱۹۴۴ء میں دیکھئے۔ مولانا نے اس پر پوری آمادگی ظاہر کی ہے)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جولائی ۱۹۴۴ء مطابق ۲۹ رجب ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۲۹ ص ۸)

شانِ محمدیہ سے بڑھنا ممکن ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تو کسی خاص غرض کے ماتحت اپنی کتاب فتح اسلام میں یہ مدحیہ شعر لکھا تھا

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

یعنی رسول کریم احمد مصطفیٰ کی شان خدا کے سوا کون جان سکتا ہے وہ تو اتنی ترقی کر گئے ہیں کہ آپ کے نام احمد سے میم نکل گئی یعنی آپ ھو اللہ احد کے مصداق ہو گئے۔

یہ وہ مبالغہ ہے جو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے حق میں کیا اور کر رہے ہیں آپ کے صاحبزادہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے ۱۳ جون کو ایک خطبہ دیا جو ۱۶ جون کے اخبار الفضل قادیان میں چھپا ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر آدمی جو چاہے وہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔

اس پر مسلمان اخباروں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ بلکہ قادیانیوں کے علاتی بھائیوں (لاہوریوں) میں بھی ناراضگی کا جوش پیدا ہوا۔ پیغام صلح لاہور نے اس کو آنحضرت ﷺ کی توہین قرار دیا اس پر قادیان کا اخبار الفضل اور خلیفہ بہت بگڑے۔ بجواب پیغام صلح غصہ میں آ کر متضاد باتیں بھی کہہ گئے۔ مثلاً

۱۔ ہم (قادیانی) یہ کہتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے، خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا۔ (الفضل قادیان ۹ جولائی ۱۹۴۴ء ص ۱)

۲۔ اڈیٹر الفضل نے اس کی تشریح میں لکھا ہے:

آج تک آنحضرت ﷺ سے بڑا مرتبہ پانے والا انسان کسی ماں نے نہیں جنا اور نہ قیامت تک جنے گی۔ یہ امر نہ صرف بلحاظ واقعہ محال ہے بلکہ عقلاً بھی

محال ہے۔ (الفضل ۹ جولائی ۱۹۴۴ء ص ۱)

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ خلیفہ کا کلام، بڑھ سکتا ہے، جو قضیہ ممکنہ عامہ ہے اور اڈیٹر لکھتا ہے کہ ایسا واقع ہونا عقلاً محال ہے ۔ یہ دونوں بلکہ شائد سارے قادیان کے اہل علم بھی بھول گئے ہوں گے کہ مادہ محال قضیہ ضرور یہ ہوتا ہے اور ضروریہ اور ممکنہ میں تناقض ہوتا ہے پھر ان دونوں متناقض کلام بولنے والوں کے حق میں یہ مقولہ کیوں صحیح نہ ہو: من چہ مے سرائم وطنبورہ من چہ سرائد

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کا مذہب تو معلوم ہو گیا کہ وہ رسول کریم ﷺ سے کسی شخص کا بڑھ جانا ممکن سمجھتے ہیں۔ اس دعوی پر آپ کی دلیل قابل غور بلکہ مضحکہ خیز ہے۔ پیغامیوں پر خفگی کے لہجہ میں فرماتے ہیں کہ:

تم میرے سامنے وہ آدمی لاؤ جو محمد ﷺ سے مقاماتِ قرب کے حصول میں زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم اٹھانے والا ہو۔ ہوسکتا اور چیز ہے اور ہونا اور چیز ہے ۔قرآن کریم میں اللہ تعالی رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو عیسائیوں سے کہدے کہ اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔

اب اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ واقعہ میں خدا کا کوئی بیٹا ہے۔

اسی طرح ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ سے اپنے درجہ میں آگے نکل گیا ۔(الفضل قادیان ۹ جولائی ۱۹۴۴ء ص ۱)

یہ سوال علم منطق سے ناواقفی پر مبنی ہے خلیفہ جی کا کلام قضیہ ممکنہ کا مادہ ہے اور قضیہ ممکنہ کے وقوع سے سوال کرنا علم منطق کو نہ جاننے کا اقرار کرنا ہے۔

آپ کو معلوم نہیں یا دانستہ تجاہل کرتے ہیں کہ آپ کے بھائی پیغامی اور دیگر مسلمان آپ کے قضیہ ممکنہ ہی کو غلط سمجھتے ہیں ۔ یہ نہیں ہے کہ اسکے وقوع پر بحث کرتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ آپ کا اپنے دعوی پر ان کان للرحمان ولد آیت کریمہ کو پیش کرنا بھی بے علمی کا اعتراف کرنا ہے کیونکہ آیت موصوفہ قضیہ شرطیہ ہے اور شرطیہ میں مقدم کا محال ہونا بھی جائز ہے کیونکہ قضیہ شرطیہ کی صحت کا مدار شرط اور جزاء کے تلازم پر ہے اور یہ تلازم آیت موصوفہ میں موجود ہے۔

ناظرین کرام! یہ ہیں وہ خلیفہ جی جن کا دعوی ہے کہ دنیا کے علماء میری تصنیفات سے فائدہ اٹھاتے ہیں میری ہی تصنیفات سے اسلام کو غلبہ حاصل ہے اور ہوسکتا ہے کیا ہی سچ ہے

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جولائی ۱۹۴۴ء مطابق ۶ شعبان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۰ ص ۴-۵)

مصلح موعود کی پیشگوئی مرزا کی صداقت کیلئے تھی، تو نتیجہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اہل منطق کا قول ہے کہ ہر قضیہ کا عکس لازم ہے اسی طرح ہر مدعی کے بیان کے دو پہلو ہوتے ہیں بیان سچا ہے تو قائل سچا۔ بیان جھوٹا ہے تو قائل بھی جھوٹا۔

محدثین کرام کا اصول ہے کہ جس راوی کا کذب ایک دفعہ معلوم ہو جائے اس کی کوئی روایت معتبر نہیں ہوتی یہ اصول مرزا صاحب قادیانی کو بھی مسلّم ہے (حقیقت الوحی) شکر ہے کہ ہم میں اور ان میں بناء کلام مسلّم ہے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے ایک خطبہ میں کہا ہے کہ:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے پسر موعود اور مصلح موعود کے متعلق جو پیش گوئی کی ہے وہ اپنے دعوی کی صداقت کے ثبوت کے لئے کی ہے جب ہوشیار پور میں آپ نے دعا کی تو یہی کی کہ الٰہی میں جو دعوی صداقت اسلام اور برتری کا دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں لوگ اسے نہیں مانتے۔ اے خدا تو میری صداقت کا کوئی زندہ نشان دکھا۔ اس دعا کی قبولیت میں آپ کو پسر موعود کا نشان دیا گیا۔ اب پسر موعود کا ظہور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے دعوی کی تکمیل کے لئے ہے اس سے علیحدہ کوئی چیز نہیں...

جہاں تک اس کے نام مصلح موعود کا تعلق ہے وہ غیر احمدیوں کے لئے ہے۔

(الفضل ۵ جولائی ۱۹۴۴ء ص ۳)

چونکہ یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ اس پیش گوئی کے مخاطب ہم محمدی مسلمان ہیں اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم اس کی تحقیق کریں۔ خلیفہ جی اور ان کے اتباع بلکہ کل اتباع مرزا کا فرض ہے کہ وہ ہماری تسلی کریں۔

ہم صرف یہ پوچھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے مصلح موعود بیٹے کا نمبر شمار اپنے بیٹوں میں چہارم بتایا ہے اور اس بیٹے نے اپنی ماں کے پیٹ میں سے دو مرتبہ اپنے بھائیوں کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ میں تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ (فرمایئے یہ قول کس نے سنا۔ ماں نے، یا باپ نے، بھائی نے، اور وہ کس زبان میں تھا۔ پنجابی میں، اردو میں، وہ زبان اس نے کیسے سیکھی تھی یہ سوالات معقول ہیں جن کا دفعیہ کرنا اتباع مرزا کا فرض ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) اسی بیٹے کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ پر مصلح موعود قرار دے کر انتظار کا حکم دیا ہے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ چوتھا لڑکا (مصلح موعود) کہاں ہے اور اس کا نام کیا ہے۔

جواب دینے سے پہلے تریاق القلوب مصنفہ مرزا صاحب قادیانی کو بھی مطالعہ کر لیں ورنہ ہمیں عبارت نقل کرنے پڑے گی۔ پھر کیا ہوگا

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اگست ۱۹۴۴ء مطابق ۱۳ شعبان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۱ ص ۴۔۵)

خلیفہ قادیان نے چوتھی شادی

مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان نے چوتھی شادی ۲۹ سالہ باکرہ لڑکی سے کی ہے۔ اسی روز ضعف قلب کے باعث بے حس ہو گئے۔ مقویات و مفرحات دی گئیں۔ ایسی حالت میں کون دانا خلیفہ صاحب کو مبارک باد کہہ سکتا ہے، دیکھئے اہل پیغام کیا کہتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اگست ۱۹۴۴ء مطابق ۱۳ شعبان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۱ ص ۷)

فتاوی

سوال: یا بنی آ دم امّا یأتینکم رسل منکم یقصو ن علیکم آ یاتی فمن اتقی و ا صلح فلا خو ف علیھم و لاھم یحز نو ن (الاعراف:۳۵)

مذکورہ بالا آیت سلسلہ نبوت کے جاری رہنے پر صریح دال ہے کیونکہ اس میں مخاطب لفظ بنی آدم سے امت محمدیہ ہی ہے اور نون مشدّد کا استعمال یہ بتا رہا ہے کہ رسولوں کی آمد ضروری ہوگی یقصو ن علیکم. الخ وہ ہماری آیتیں سناتے رہیں گے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے کیونکہ خود نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہو رہی ہے اور آپ اس کو صحابہ کے سامنے سنا رہے ہیں۔اور اس کے بعد کسی قسم کی صراحت مذکور نہیں۔اسلئے اس آیت کو قادیانی اپنے دعوی کی دلیل بنا رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل اور تحریف نہیں ہے۔لہذا جواب سے مطلع فرمائیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جواباً لکھتے ہیں:

قادیانی مباحث میں یہ آیت بہت مدت سے زیر بحث ہے۔ اس کے جوابات کئی دفعہ دیئے گئے ہیں اما یأتینکم دو لفظوں سے مرکب ہے امّا یہ اصل میں ان ما ہے۔دوسرا لفظ موکد با نون ثقیلہ ہے اس آیت کی مثال دوسری آیت ہے امّا ینزغنك من الشیطان نزغ ان دونوں آیتوں کا مضمون شرطیہ ہے۔

منطقی قانون میں یہ مسلّم ہے کہ شرطیہ میں مقدم کا امکان بھی ضروری نہیں ہوتا کجا تحقق۔

پس اگر سائل کی پیش کردہ آیت سے بعد ختم رسالت وقوع یا امکان نبوت کا ثبوت ملتا ہے تو ہماری پیش کردہ آیت سے نزغ شیطان بحق رسالت کیوں ثابت نہیں حالانکہ یہ عقیدہ (نزغ شیطان بحق رسالت) قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

قرآن میں ہے ان عبادی لیس لك علیھم سلطان

حدیث میں آیا ہے لکنّ الله اعاننی علی الشیطان فاسلم،
پس قادیانیوں کا فرض ہے کہ اس آیت کا جواب دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مباحث میں اس قسم کے مضمونوں کو زیر بحث لانا قادیانیوں کی ایک حکمت عملی ہے۔ حق یہ ہے کہ جس شخص کی نبوت کی بابت بحث کی جاتی ہے اس کو پرکھا جائے کہ وہ کیا ہے۔ قیاس کا صغری ہی جب صحیح نہیں ہے، تو کبری کیا کام دے گا۔ مگر قادیانی اپنی عقل مندی سے اس مضمون کو زیر بحث لاتے ہیں اور ہمارے دوست اپنی سادہ لوحی سے اس میں الجھ جاتے ہیں فا فهم و تدبر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اگست ۱۹۴۴ء مطابق ۲۰ شعبان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۲ ص ۲)

مرزا محمود کا خطبہ نکاح خلاف سنت، اور نکاح ناجائز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے اپنے نکاح کا خطبہ بھی آپ ہی پڑھا اور قبول بھی آپ ہی کیا (بہت اچھا)۔

آپ کا خطبہ اخبار الفضل قادیان یکم اگست ۱۹۴۴ء کے آٹھ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ خطبہ کیا ہے، الف لیلہ کا پورا مقابلہ ہے ۔نہ کوئی آیت ہے اور نہ حدیث۔ اپنے خواب اور حالات اور سسرال جدید کے حالات کہ فلاں مرد نے یہ کہا اور فلاں عورت نے یہ کہا۔ اس نے وہ خواب دیکھا، میں نے یہ خواب دیکھا۔ ساری دنیا کی بے جوڑ باتیں جمع کر کے خطبہ مرتب کیا گیا ہے۔

ہم سفارش کرتے ہیں کہ مخالفین خلیفہ قادیان یعنی لاہوری جماعت کے ممبر جب کبھی مجلس میں تفریح کرنا چاہیں تو اس خطبہ کو پڑھ لیا کریں۔

اہل قادیان کے کسی فعل کو خلاف سنت کہنے کی حاجت نہیں کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اصل دعوی ہی خلاف سنت ہے، تو فرع کا کیا کہنا۔ مگر چونکہ یہ لوگ اسلام اور سنت کے مدعی ہیں، اس لئے ان کے اقوال و افعال کی تنقید کرنے کا

خیال آجاتا ہے۔

حدیثوں میں صاف ملتا ہے کہ خطبہ نکاح آنحضرت ﷺ یوں پڑھا کرتے تھے۔ حمد وصلوۃ کے بعد تین آیات مندرجہ ذیل تلاوت فرماتے

یا ایھاالناس اتقوا ربکم

یا ایھا الذین آمنوا اتقوااللہ حق تقاتہ

یاایھا الذین آمنوا اتقوااللہ و قولوا قولاً سدیداً

اس کے بعد ایجاب وقبول ہوتا۔ ایجاب لڑکی یا لڑکی کے ولی کی طرف سے درخواست کا نام ہے، اور قبول ناکح کی طرف سے قبولیت کا نام ہے۔

ایجاب قبول مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے ہونا چاہیے۔ صرف ایجاب یا محض قبول سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

خلیفہ قادیان نے کیا کیا۔ الف لیلہ کی طرح طویل لیکچر دے کر اخیر میں کہا میں اس نکاح کو قبول کرتا ہوں۔ منکوحہ یا ولی منکوحہ کی طرف سے مجلس نکاح میں ایجاب کا ذکر نہیں ملتا۔

پس کیا فرماتے ہیں علماء لاہور اور قادیان کہ بغیر ایجاب کے صرف ناکح کے قبول کرنے سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے؟

ہم جانتے ہیں کہ یہ کہا جائے گا کہ مجلس نکاح منکوحہ کے ولیوں کی منشاء سے منعقد ہوئی تھی، یہی ان کی طرف سے ایجاب ہے۔ میں کہتا ہوں یہ جواب غلط ہے۔ اگر مجلس کا انعقاد فریق منکوحہ کی طرف سے ایجاب ہے، تو فریق ناکح کی طرف سے قبول بھی یہی ہوگا۔ پھر ناکح کو قبول کہنے کی حاجت کیا۔ اصل یہ ہے کہ دونوں رکن ایجاب اور قبول مجلس نکاح میں واقع ہونے چاہییں جو نہیں ہوئے۔

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے نکاح کی علت یہ بتائی ہے کہ پہلی بیوی کے بچوں کی حفاظت یہی منکوحہ کر سکے گی کیونکہ یہ اس کی بھتیجی ہے۔

میں کہتا ہوں یہ عذر بھی خلاف شرع ہے۔ جس بچے کی ماں انتقال کر جائے اس بچے کی پرورش کا حق شرع نے نانی کو دیا ہے۔ ان بچوں کی نانی زندہ ہے، اسکو اس حق سے محروم کر کے دوسری کے سپرد کرنا قادیانی شریعت میں جائز ہوگا اسلامی شریعت

میں نہیں۔

خاص اس خطبہ نکاح کو ہم نے خلاف سنت کہا ہے حالانکہ خلیفہ جی کے سارے خطبے خلاف سنت ہوتے ہیں۔ قادیان میں خطبہ کا یہ طریق وضع کیا گیا ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھ کر کسی مضمون کا لیکچر دے دیتے ہیں حالانکہ حدیثوں میں آنحضرت ﷺ کے خطبہ کے متعلق یہ الفاظ آئے ہیں

کانت لرسول الله ﷺ خطبتان یقرأ القر آن ویذکر الناس فیهما۔ آنحضرت ﷺ جمعہ کو دو خطبہ دیتے ان میں قرآن پڑھتے اور مخاطبین کو نصیحت فرماتے

قادیان کے خطبے سننے والے کوئی صاحب ہمیں بتائیں کہ قادیان کے خطبے اس حدیث کے مطابق ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہوتے۔ پس اہل قادیان شیخ سعدی کی نصیحت غور سے سن لیں

مپندار سعدی کہ راہ صفا۔ تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اگست ۱۹۴۴ء مطابق ۲۰ شعبان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۲ ص ۵۔۶)

قادیانیوں کے سات تبلیغی مراکز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے اعلان کیا ہے ہمیں ضرورت ہے کہ ہم بڑے بڑے شہروں میں تبلیغی مرکز قائم کریں۔ بمبئی، کراچی، کلکتہ، دہلی، لاہور، پشاور اور مدراس۔ ان مقامات پر ہماری کوئی بڑی مسجد ہو۔ کتب خانہ ہو۔ مہمان خانہ ہو۔ اور مبلغ خانہ ہو۔ ہر ایک مرکز کی تعمیر کے لاکھ لاکھ روپیہ کے حساب سے سات لاکھ روپیہ تجویز کیا ہے جس میں سے بہت سی رقم وصول ہونے کا اعلان کیا ہے اور بہت سے وعدوں کا بھی اظہار کیا ہے۔

ان مرکزوں میں کیا ہوگا، وہی جو آج کل قادیان میں ہو رہا ہے۔ یعنی صوبوں کا ہیڈ آفس مقامات مذکورہ میں ہوگا۔ باقی اردگرد مقامات پر مبلغین پھرتے

رہیں گے۔ یہ انتظام ایسا ہی ہے جیسے عیسائیوں کے مشن کا۔

ہم بحیثیت انتظام اور بلحاظ ہمت کے اس سکیم کی تحسین کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ قادیانی مشن میں جو ضعف اور کمزوریاں ہیں، ان میں قوت کیسے آئے گی۔

عیسائیوں کی طرف سے کوئی مناظر آ پہنچا اور اس نے آ کر آتھم والی پیشگوئی پیش کر دی تو مبلغ صاحب کیا جواب دیں گے۔

دوسرے مرکز میں کوئی معترض آ پہنچا اور اس نے آ کر آسمانی نکاح والی پیش گوئی پیش کر دی تو کیا جواب ہوگا۔

تیسرے مرکز میں کوئی آریہ معترض آ پہنچا اور اس نے ہمارا رسالہ لیکھ رام اور مرزا ہاتھ میں لے ثابت کر دیا کہ پنڈت لیکھ رام کا قتل ہونا کذب مرزا کی دلیل ہے۔ پھر کیا جواب ہوگا۔

چوتھے پانچویں چھٹے مرکز میں آ کر کوئی صاحب مرزا صاحب قادیانی کا آخری فیصلہ لے بیٹھا تو کیا جواب ہوگا۔

ساتویں مرکز میں کوئی شخص مصلح موعود والی پیش گوئی لے کر پوچھ بیٹھا کہ یہ چوتھا بیٹا کون ہے جو مصلح موعود ہونا تھا۔ اس کا جواب کیا ہوگا۔

یہ مصلح موعود والا سوال اگر ساتوں مرکزوں میں پیش ہو گیا تو سب مراکز کے لئے مشکلات پیدا کر دے گا۔ بہتر ہے اس کا فیصلہ بٹالہ امرتسر یا لاہور میں ہمارے ساتھ کر لیں۔ سوال صرف اتنا ہی ہے کہ بقول مرزا صاحب (ضمیمہ انجام آتھم) مصلح موعود جو ان موجودہ بیٹوں کے بعد پیدا ہونا تھا وہ کب پیدا ہوا اور کہاں ہے؟

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

اس کے بعد ہم مسلمانان ہندوستان سے عموماً اور دینی غیرت رکھنے والے اہل حدیثوں سے خصوصاً سوال کرتے ہیں کہ اس قادیانی حملہ کی روک تھام ان کے خیال میں بھی کچھ ضروری ہے یا نہیں۔ ہم نے سر دست اس کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے مصلح موعود۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ قادیانی زہر کے لئے تریاق کا کام دے گا۔ انشاء اللہ کاغذ کی تنگی کی وجہ سے سر دست اس کے معدود نسخے چھپوانے کا خیال ہے۔ اگر فضا اچھی ہو گئی اور احباب کرام نے توجہ کی تو لاکھوں کی تعداد میں چھپوا

کر مفت شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

مسلمان اور اہل حدیث دوستو! ہم نے قبل از وقت آپ لوگوں کو اس حملہ کی اطلاع دے کر اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ آپ لوگ اپنا فرض کیا ادا کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اگست ۱۹۴۴ء مطابق ۲۷ شعبان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۳ ص ۴)

قادیانی اور لاہوری جماعتوں میں اختلاف شدید

بابت شان محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اور لاہوری جماعتوں میں جو بھی اختلاف رونما ہوتا ہے، وہ شدت اور غلاظت اختیار کر جاتا ہے۔ ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ شدت کی ابتداء کس کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہتے ہیں کہ شدت کسی کی طرف سے بھی ہو اچھی نہیں۔ شدت کی ابتداء کرنے والے کے حق میں حدیث شریف میں آیا ہے

المستبان ما قالا فعلی البادی منهما مالم یعتدی المظلوم۔

یعنی دو بدگوئی کرنیوالوں کا سارا گناہ شروع کرنیوالے پر ہے جبتک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے

مظلوم کے حق میں عارفان خدا نے کہا ہے:

درعفو لذتے است کہ در انتقام نیست

سچ تو یہ ہے کہ ہم ان دونوں فریقوں کو سمجھا بھی نہیں سکتے کیونکہ ہر ایک امت اور قوم اپنے نبی اور پیشوا کی سنت پر چلنے کی شائق ہوتی ہے۔ دونوں فریقوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کا خلق یہ تھا کہ علماء کو کھلے لفظوں میں کہا کرتے تھے:

او بدذات فرقہ مولویاں۔ او یہودی خصلت مولویو!۔ (انجام آتھم ص ۱۲)

اس لئے دونوں فریق اتباع سنت مرزا قادیانی کے رنگ میں رنگے ہوئے جو چاہیں کہیں ہم کون ہیں کہ اس سنت مرزا سے ان کو روک سکیں۔ خطرہ ہے کہ وہ ہمیں

یہ شعر سنا دیں

یا عازل العاشقین دع فئةً
اضلّها الله کیف ترشدھا

ان دونوں جماعتوں میں جو جدید اختلاف پیدا ہوا ہے اس کی بنیاد ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں آج مکرر بتاتے ہیں۔ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے بلند آواز سے خطبہ جمعہ میں کہا تھا کہ:

اگر محمد ﷺ سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا۔ (الفضل قادیان ۹ جولائی ۱۹۴۴ء ص ۱)

لاہوری جماعت اس کے مخالف ہے۔ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے اس فقرہ میں دو باتوں کا اظہار کیا ہے سب سے بڑی اور پہلی بات یہ ہے کہ کمالات محمدیہ کو یا ان کے امثال کو کسبی قرار دیا ہے حالانکہ اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ کسبی نہ تھے بلکہ وہبی تھے۔

دوسری بات یہ کہی ہے کہ ان کمالات کے برابر کیا، ان سے بڑھ جانا بھی ممکن ہے۔

یہ بھی اہل اسلام کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

اس پر لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح اور دیگر اسلامی اخباروں نے مخالفت کی آواز اٹھائی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عقیدہ گو غلط ہے، مگر دراصل اس کے بانی بھی مرزا غلام احمد صاحب متوفی ہیں جنہوں نے اپنے حق میں لکھا ہوا ہے کہ:

خدا نے مجھے کہا تیرا تخت سب تختوں سے اونچا بچھایا گیا۔

(اشتہار ملحق بہ تریاق القلوب)

سب سے اونچا، کا لفظ ان سب باکمال انسانوں کو شامل ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے پہلے گزرے ہیں۔

ایک اور مقام پر مرزا قادیانی نے کہا ہے

انّ قد می ھذہ علی منارةٍ ختم علیھا کل رفعةٍ

یعنی میرا قدم اس روحانی منارہ کے اوپر ہے جہاں سارے روحانی کمالات ختم ہو جاتے ہیں

اس لئے میاں محمود احمد کا یہ کہنا غالباً اپنے باپ کے اقوال پر مبنی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ باپ نے اپنا کمال بتایا ہے، اور بیٹے نے غیر کی شکل میں اظہار کیا ہے۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

ہم عقیدۃً لاہوری جماعت کو اس خصوص میں حق پر سمجھتے ہیں اور قادیانیت کے بانی کو غلط رو جانتے ہیں۔ مگر موجودہ خلیفہ قادیان کی غلط روی کو بانی سلسلہ کی غلطی پر متفرع سمجھتے ہیں کیوں:

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵۔ اگست ۱۹۴۴ء مطابق ۵ رمضان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۴ ص ۴)

مولوی محمد علی لاہوری جواب دیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پیغام صلح لاہور ۹۔ اگست ۱۹۴۴ء میں مولوی محمد علی کا ایک مضمون نکلا ہے جس کی سرخی ہے: میاں محمود صاحب جواب دیں۔

اس میں موصوف نے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کو مباحثہ اور مباہلہ کی دعوت دی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر جو افتراء میاں محمود احمد نے کئے ہیں میں ان کو افتراء ہی کہتا رہا ہوں اور کہتا رہونگا۔ اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ میری اس دعوت کو قبول کریں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاآنگا ورنہ جو الزام میں ان پر دے رہا ہوں وہ ایک ثابت شدہ حقیقت قرار پائے گا۔ دیکھئے میں پھر صاف الفاظ میں ان الزامات کو دہراتا ہوں

۱۔ جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود

(مرزا غلام احمد قادیانی) پر یہ افتراء کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعوی میں تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوی نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سال ہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

۲۔ جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر یہ افتراء کیا ہے کہ آپ خود یہ فرمایا کرتے تھے ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

۳۔ جناب میاں محمود احمد نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افتراء کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے قریب حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرأت ہے تو ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں وہ مجھ سے بحث کر لیں جن میں میں ان کے اپنے مریدوں کو ثالث بناؤنگا اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کر لیں۔ یعنی وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ ان کے عقاید جو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر درج ہیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے عقاید کے مطابق ہیں۔ اور میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤنگا کہ ان کے یہ عقاید حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے قطعی خلاف ہیں۔ مگر مباہلہ سے پہلے مباحثہ بہرحال ضروری ہوگا۔

(پیغام صلح لاہور۔ ۹۔ اگست ۱۹۴۴ء ص ۴)

حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم بھی مولوی صاحب لاہوری کے تتبع میں موصوف کو مباحثہ کی دعوت دیتے ہیں مضمون مباحثہ آخری فیصلہ یا مصلح موعود والی پیش گوئی ہوگا۔ دونوں میں سے جو آپ پسند کریں، آپ کی آسانی کے لئے ہم اپنا سوال قبل از انعقاد مجلس پیش کئے دیتے ہیں پس آپ توجہ سے سن کر جواب کیلئے تیار ہو جائیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۴، ۱۵ پر جس چوتھے بیٹے کا الہامی مصلح موعود ہونا بتایا ہے وہ کون ہے اور کہاں ہے۔ اس کا انتظار کب تک ہے۔

اس مباحثہ کے لئے آپ امرتسر آ جائیں یا مجھے لاہور بلالیں میں حاضر ہوجاؤنگا۔

ہم قادیانیوں اور لاہوریوں کی طرح بنیوں کی سی لڑائی لڑنا نہیں چاہتے بلکہ ہم فوراً میدان میں پہنچ جانے والے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ۱۹۰۲ء میں بذریعہ کتاب اعجاز احمدی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجھے قادیان میں بالمشافہ گفتگو کے لئے بلایا تھا۔ میں فوراً وہاں پہنچ گیا

اذا القوم قالوا من فتی قلت اننی
عنیت فلم اکسل و لم اتبلّد

مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے میاں محمود احمد کو چیلنج قبول نہ کرنے کی صورت میں مندرجہ ذیل الفاظ سے یاد کیا ہے:

اور اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھئے میں ان الزامات کو دہراتا رہوں گا یہاں تک کہ ان کے مریدوں میں یہ ایمانی جوش پیدا ہو کہ وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں۔

(پیغام صلح تاریخ مذکور)

کیا مولوی محمد علی صاحب لاہوری مجھے بھی اجازت دیں گے کہ میں بھی آپ سے یہی سوال دہراتا رہوں اور آپ کے انکار کرنے پر آپ کو کہتا رہوں:

آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵۔اگست ۱۹۴۴ء مطابق ۵ رمضان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۴ ص ۴۔۵)

یہ جواب ہے یا تسلیم اعتراض

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزائی اخباروں کا عام طرز کلام خصوصاً اہل حدیث امرتسر کے ساتھ یہ ہے کہ جواب دینے سے پہلے دو چار خوش کلامیاں کر کے اپنے ناظرین کو قابو رکھنے

کی کوشش کیا کرتے ہیں۔مثلاً میری نسبت عام طور پر ان کے اصطلاحی الفاظ یہ ہیں:

سلسلہ احمدیہ کا ناکام دشمن، جھوٹ بولنے والا، افتراء کرنے والا وغیرہ

اگر ان سب الفاظ کی بجائے الفاظ ذیل لکھ دیا کریں تو کافی ہے کیونکہ ان کا ثبوت بھی تو مرزا غلام احمد صاحب کی تحریروں میں ملتا ہے۔ وہ یوں لکھ دیا کریں:

ہمارے اعلیٰ حضرت کو ستانے والا، اور ان کو سخت تکلیف پہنچانے والا، اور ان کی زبانی آخری فیصلہ کرانے والا، اور پھر کوشش کر کے عزرائیل کو امرتسر سے قادیان بھجوانے والا۔

یہ القاب ایسے صحیح ہیں کہ ہم کیا کوئی بھی ان کی تردید نہیں کرسکتا۔

خیر! یہ تو ہمارا مشورہ ہے آگے ان کو اختیار ہے جو چاہیں لکھیں۔ان کی خوش کلامی اور دل آزاری ہمارے نزدیک کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ جب یہ لوگ بڑے میاں کے معتقد ہیں تو انہی کی چال چلیں گے: روبسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

آج کے نوٹ کی اصل بنا یہ ہے کہ ہم نے لکھا تھا خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کا نکاح جو حال ہی میں ہوا ہے، ناجائز ہے کیونکہ نکاح کے دو رکن ایجاب اور قبول ہیں، جو مجلس میں سب کے سامنے ہونے چاہییں۔ خلیفہ جی کے مطبوعہ خطبہ میں تو ایجاب کا ثبوت نہیں ملتا۔

اڈیٹر الفضل قادیان نے بہت سی آئیں بائیں کے بعد جواب دیا ہے کہ ایجاب کا ذکر اخبار میں نہیں ہے، مگر عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔یعنی منکوحہ کی جانب سے ایجاب ہوگیا تھا مگر اخبار میں ذکر نہیں ہے۔ (الفضل ۱۷، ۱۸۔ اگست ۱۹۴۴ء)

ہمارا خیال ہے کہ ہمارا اعتراض کمیٹی میں پیش ہوا ہے۔ بعد حیص وبیص کے پاس کر کے یہ بات بنائی گئی ہے کہ عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ یہ مقولہ براہین احمدیہ سے نقل کیا گیا ہے جسے نہ اعلیٰ حضرت نے سمجھا اور نہ ان کے اتباع نے۔

اگر عدم شئے لازم نہیں آتا تو عدم ذکر سے ثبوت بھی تو نہیں ہوتا۔ ہمارا اعتراض مطبوعہ مسل پر تھا جس کی مثال محکمہ اپیل ہے کہ جو کچھ مسل میں ہوتا ہے محکمہ اپیل اسی پر فیصلہ کرتا ہے۔

بہرحال ثابت ہوا کہ ہمارا اعتراض مطبوعہ تحریر پر صحیح ہے، اور الفضل کا جواب

ثبوت طلب واقعہ پر مبنی ہے۔

میں ایک مثال پیش کر کے قادیانی علماء اور وکلاء سے پوچھتا ہوں وہ اس کا جواب دیں۔

خون کے مقدمہ میں ملزم سیشن سپرد ہو گیا۔ سیشن جج کہتا ہے کہ مسل میں قاتل ومقتول کی عداوت کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس لئے مقدمہ بناوٹی معلوم ہوتا ہے۔

وکیل استغاثہ اگر کہے کہ حضور عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا، تو سیشن جج اپنے فیصلہ میں صاف لکھے گا کہ وکیل استغاثہ قانون نہیں جانتا، لہذا ملزم بری ہے۔

ہم نے اخبار الفضل کی بنا پر اعتراض کیا تھا جیسے ہماری پیش کردہ مثال میں سیشن جج نے مسل کی بنا پر ملزم کو بری کر دیا اور اس قاعدہ کو نہیں مانا کہ عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ جہاں ذکر کی ضرورت ہو، وہاں ذکر ہونا چاہیے عدم لزوم کا موقعہ اور ہے۔

مختصر یہ ہے کہ ہمارے اعتراض کی صحت الفضل نے تسلیم کر لی۔ واقعی الفضل میں ایجاب کا ذکر نہیں ہے، اس لئے نکاح ناجائز ہے۔ یہی ہمارا مقصد تھا اور اگر واقعہ میں ایجاب ہوا ہے تو ہمیں کیا۔ یہ قصور تو مضمون نگار کا ہے۔ اخبار الفضل چونکہ خلافت قادیان کا جانب دار گواہ ہے، اس لئے ہم اس کی روایت کو صحیح نہیں سمجھتے۔ اس کا جدید ثبوت خود اس کے اسی بیان میں ملتا ہے۔ ہم نے عدم جواز نکاح کی دلیل عدم ایجاب بتائی تھی چنانچہ استفتاء بخدمت علماء قادیان میں ہمارے الفاظ یہ تھے:

کیا فرماتے ہیں علماء قادیان کہ بغیر ایجاب کے صرف ناکح کے قبول کرنے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے (اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اگست ۱۹۴۴ء ص ۶)۔

مگر اڈیٹر الفضل اپنی معمولی دیانت سے عدم جواز نکاح کی علت ہماری طرف منسوب کرتا ہے۔ ناظرین اس کے الفاظ یہ ہیں:

اب نکاح کے ناجائز ہونے کی دلیل بھی سن لیجئے، یعنی نانی کا ہونا۔

(الفضل قادیان ۱۸، اگست ۱۹۴۴ء ص ۱)

حالانکہ ہم نے نانی کا وجود عدم جواز نکاح کی دلیل نہیں ٹھہرایا۔ یہ معمولی قادیانی صنعت ہے: جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ان سے سیکھ جائے۔

ہم اخبار الفضل قادیان کی کوئی روایت بلا تحقیق قبول نہیں کر سکتے ۔ یہی طریق محدثین کا ہے۔

نوٹ: اخبار الفضل قادیان نے اس مضمون کا جواب دینے کی تو جلدی کی مگر مصلح موعود کے متعلق جو سوال ہم فروری ۱۹۴۴ء سے لے کر آج تک کر رہے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

مرزا صاحب قادیانی کی تحریر مورخہ ۱۸۹۷ء کے مطابق چوتھا لڑکا جو مصلح موعود ہونا تھا، وہ کہاں رہتا ہے؟ ابھی بالغ ہوا ہے یا نابالغ ہی ہے؟

غار سرمن رائے میں ہے، یا قادیان میں؟

اس سوال کے جواب میں اتنی لمبی خاموشی کیوں ہے ۔کیا مرزا غالب مرحوم کا یہ شعر تو صادق نہیں ہے:

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم ستمبر ۱۹۴۴ء ۔ ۱۲ رمضان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۵ ص ۴)

خلیفہ قادیان کے خطبے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان میں پیر پرستی کا اتنا غلبہ ہے کہ اتنا پیران کلیر اور اجمیر میں بھی نہ ہوگا ۔خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کوئی فعل کتنا ہی خلاف سنت کرے مگر آپ کے مرید اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔شائد اس لئے کہ بقول مولوی محمد علی صاحب لاہوری خلیفہ قادیان کے مرید اپنی عقل خلیفہ کے ہاتھ بیچ چکے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ شائد بالکل معدوم کر چکے ہیں ۔ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۱۔ اگست ۱۹۴۴ء میں لکھا تھا کہ قادیان میں جمعہ کے خطبہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ خلیفہ قادیان سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنی جماعتی ضروریات پر ایک لمبی تقریر کر دیا

کرتا ہے جو خاص ان کے فرقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ کبھی کسی پر حملہ ہوتا ہے، اور کبھی کسی کا جواب ہوتا ہے۔ کبھی کانگریس کا ذکر ہوتا ہے، تو کبھی لیگ کا۔ ہم نے ایسے خطبوں کو خلاف سنت قرار دیا تھا اور یہ حدیث لکھی تھی:

کانت لرسول اللہ ﷺ خطبتان یقرأ القرآن و یذکّر الناس فیھما

اور یہ ثابت کیا تھا کہ قادیانی خطبوں میں یہ نمونہ نہیں ملتا کہ قرآنی آیات مقررہ کے ماتحت تقریر کی جائے۔

الفضل نے اس کا جواب دیا ہے کہ خلیفہ صاحب سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اس کے نکات بیان کرتے ہیں اسلئے قادیانی خطبہ خلاف سنت نہیں ہوتا۔

ہم خوش ہوتے اگر واقعی ایسا ہوتا، حالانکہ نہیں ہے۔ الفضل کسی مہینے کے سارے خطبے جمع کر کے ہمیں دکھائے کہ اس میں سورہ فاتحہ کے فلاں فلاں نکات بیان ہوئے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو ہم یہ شعر پڑھنے میں حق بجانب ہوں گے

گرز عشقت خبرے ہست بگوائے واعظ

تقاضا: تعجب ہے کہ الفضل ایسی باتوں کا جواب تو فوراً لکھتا ہے اگر نہیں لکھتا تو اس تقاضا کا جواب نہیں لکھتا کہ مرزا صاحب قادیانی کے قول مندرجہ ضمیمہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء کے مطابق محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد کے بعد چوتھا لڑکا مصلح موعود کون ہوا تھا اور وہ کہاں ہے؟

اخبار الفضل قادیان یادرکھے کہ اس کی خاموشی سے ہمارا تقاضا ٹلے گا نہیں کیونکہ یہ تقاضا اس شعر کا مصداق ہے

ستعلم لیلی ای دین تداینت
و ای غریم فی التقاضی غریمھا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ ستمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۹ رمضان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۶ ص ۳۔۴)

خلیفہ قادیان کا بڑا بول

کبرت کلمة تخرج من افواههم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے خطبہ میں کہا ہے کہ کوئی شخص جو آنحضرت ﷺ سے مراتب میں بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے، جس کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتسر میں بھی کئی دفعہ آیا ہے۔ اسلامی جرائد میں عموماً اس فقرہ پر نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ پٹی کا اخبار، ایمان، جو اسلامی فرقوں کے جھگڑوں سے بالکل الگ تھلگ رہا کرتا ہے، ان الفاظ پر خاموش نہیں رہ سکا مندرجہ ذیل مضمون اسی سے ماخوذ ہے۔

کائنات کا دل کباب ہو گیا

محمود! اپنے الفاظ واپس لو

تاریخ انسانی کے سب سے بدتر الفاظ یہ ہیں:

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ بعض صحابہ سے بھی بڑا درجہ حاصل کرنا چاہیں تو حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہم اپنے درجے میں ترقی کر کے وہ مقام بھی حاصل کر سکتے ہیں جب ہم رسول کریم ﷺ کے بروز بن جائیں، بلکہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کیا محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے؟ تو میں (محمود قادیانی) کہا کرتا ہوں خدا نے اس مقام کا دروازہ بند نہیں کیا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے (مرزا محمود خلیفہ قادیان)

اخبار ایمان:

اسلام بلکہ کفر کی گود میں آج تک کوئی ایسا کم ظرف اور سفلہ انسان پیدا نہیں

ہوا جو مخدوم انسانیت ، برگزیدہ ہستی خواجہ کائنات حضرت محمد ﷺ کی بزرگی کے ساتھ اس طرح کھیلا ہو جس طرح بشیر الدین محمود کھیلا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں حضرت عیسیٰ معذرت پیش کریں گے
اے رب العالمین! میں نے عیسائیوں کو یہ تعلیم نہیں دی تھی کہ وہ مجھے خدا کا بیٹا کہیں میں ان کے اس قول سے بری ہوں۔،

لیکن اب حضرت عیسیٰ سے زیادہ حضرت آدم اور حضرت حواء کو بارگاہ الٰہی میں معذرت پیش کرنی ہوگی کہ ان کی نسل میں ایک ایسی شخص کو جگہ مل گئی جو سرور موجودات عالم کے متعلق ایسے الفاظ کہہ رہا ہے جو سر بسر انسانیت سوز ہیں۔

قرآن عظیم عیسائیوں کی زبان درازی کا شکوہ سنج تھا مگر خدا کی قسم! مرزا محمود کی تازہ زبان درازی ان سے بھی میلوں آگے نکل گئی ہے۔

مرزا محمود نے وہ بوجھ اٹھایا ہے جس کے اٹھانے کی کوئی بھی انسان جرأت نہیں کرسکتا۔ مرزا محمود نے وہ الفاظ کہے ہیں جو انسانیت کی حد سے باہر ہیں ان الفاظ نے چہرہ انسانیت کو سیاہ کر دیا ہے۔ یہ الفاظ قیام قیامت کا نشان ہیں:

میں کہا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے۔،

میں کہا کرتا ہوں، یہ کس قدر ذلیل فقرہ ہے ،
میں کہا کرتا ہوں، یہ کس قدر منحوس اور ناپاک الفاظ ہیں۔
میں کہا کرتا ہوں، یہ کس قدر نجس اور مکروہ قول ہے ۔

اے ہندی غلام کے بیٹے! تم اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے؟ تم حضرت محمد ﷺ پر حکم لگاتے ہو۔
اے محمود! اپنے الفاظ واپس لو ۔
وہ ہوا جس میں تمہارے الفاظ جذب ہوئے رو رہی ہوگی،

وہ فضا جس میں تمہاری صدا گونجی، تڑپ رہی ہوگی۔
وہ زمین جس پر کھڑے ہوکر تم نے یہ ناروا تعلّی کی، فرط حیرت سے جاں بلب ہوگی۔
وہ سورج کی کرنیں جنہوں نے تمہارے الفاظ سنے غش کھا گئی ہوں گی،
اے محمود! اپنے الفاظ واپس لو، اور خدا کی معصوم ہوا کو، بے گناہ فضا کو، اور اس پاک زمین کو درد و مصیبت سے بچالو،۔
اے محمود! میں تمہارے سامنے اس پوری انسانیت کا نہیں بلکہ اس پوری کائنات کا مطالبہ پیش کر رہا ہوں:
اپنے الفاظ واپس لو، بلا تاویل واپس لے لو۔
اس دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک مکھی ستارے توڑنے کے لئے اڑی ہو
کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک مچھر چہرہء ماہتاب پر ڈنگ چلانے کیلئے دوڑا ہو۔
اے قادیانی! تم میں اور رسول جن و انس میں تو مچھر اور ماہتاب کی نسبت بھی نہیں، پھر زبان درازی کا کیا مطلب؟
کیا تم اپنے بعد ایسے برے الفاظ کا ورثہ چھوڑ رہے ہو جن پر اس کرہ ارض کا ہر ذرہ قیامت تک لعنت کرے گا۔
محمود! اپنے الفاظ واپس لو (اخبار ایمان، ۲۰۔ اگست ۱۹۴۴ء ص ۷)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ ستمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۹ رمضان ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۶ ص ۴۔۵)

مصلح موعود اور ہماری ذمہ داریاں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
رسالہ ریویو آف ریلی جنز میں ایک مضمون نکلا ہے جس کی سرخی ہے:
ظہور مصلح موعود اور ہماری ذمہ داریاں۔
اس میں مصلح موعود کے زمانہ کی فتوحات لکھتے ہوئے راقم مضمون بڑی

مسرت سے (بالفاظ خلیفہ) لکھتا ہے:

اللہ تعالی یقیناً ایسا دن لائے گا جب دنیا کی حکومتیں اور طاقتیں ہمارے قبضہ میں آجائیں گی مگر جب ان حکومتوں کو سنبھالنے کی ہمارے اندر قابلیت نہیں ہوگی جب تعلیم کے لئے ہمارے پاس مدرس نہیں ہوں گے، جب وعظ و نصیحت کے لئے ہمارے پاس علماء نہیں ہوں گے، جب روحانیت کا درس دینے کے لئے ہمارے پاس عارف نہیں ہوں گے۔ جب تبلیغ وتربیت کے لئے ہمارے پاس مبلغ نہیں ہوں گے، جب زہد واتقا کی روح قائم کرنے کے لئے ہمارے پاس سالک اور عابد نہیں ہوں گے، تو اس وقت ہم کیا کر سکیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ چونکہ اس جائیداد کو ہم سنبھال نہیں سکیں گے، اس لئے وہ اسلام کے لئے فتح کئے ہوئے دل، وہ اسلام کیلئے فتح کی ہوئی جانیں، وہ اسلام کے لئے فتح کئے ہوئے قبائل، وہ اسلام کے لئے فتح کی ہوئی قومیں کچھ دن تو ہمارا انتظار کریں گی مگر پھر ان کے دلوں میں زنگ لگنا شروع ہو جائے گا پھر خدا کی جائیداد دوبارہ شیطان کے قبضہ میں جانی شروع ہو جائے گی۔ (ریویو آف ریلی جنز۔ ستمبر ۱۹۴۴ء ص ۸)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: واقعی یہ دور اندیشی کی بات ہے جو خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے بتائی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت جو آپ کے فرائض ہوں گے وہ ملک داری اور سیاست مدن کے لحاظ سے ہوں گے جس کے حق میں ہم بڑی خوشی سے کہتے ہیں:

خدا ترا بت کافر دراز سن تو کرے
جفا کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

مگر آج کل آپ کے فرائض اس بارے میں کچھ نہیں ہیں۔ سب سے اول آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ مرزا غلام احمد کی تصریحات مندرجہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۴، ۱۵ کے مطابق مصلح موعود کیسے بن سکتے ہیں؟

کیا اخبار اہل حدیث کا تقاضا فروری سے آج تک آپ کے سمع مبارک تک نہیں پہنچا۔ سنو اور یاد رکھو:

مفت اٹھنے کے نہیں در سے تیرے یار کبھی
ایک مطلب کیلئے باندھ کے اڑ بیٹھے ہیں

(اہلحدیث امرتسر ۱۵۔۲۲ستمبر۱۹۴۴ءمطابق ۲۶ رمضان ۳ شوال ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۷۔۳۸ ص ۴۔۵)

قادیانی وعدے اورعرقوب عرب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرب میں ایک شخص عرقوب نامی مشہور تھا جس کی وعدہ خلافی کی اتنی شہرت تھی کہ شعراء اپنی محبوبہ کی وعدہ خلافیوں کواس کے وعدوں کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے قصیدہ بانت سعاد کا مصنف لکھتا ہے

كانت مواعيد عرقوب لها مثلاً
و ما مواعيدها الا الاباطيل

یہی حال قادیانی وعدوں کا ہے۔قادیانی امت نے اپنی نبی سے یہی سیکھا ہے کہ وعدے کئے جاؤ اور وفا کی بابت وہی کہو جو متنبّی شاعر نے اپنی محبوبہ کی وعدہ شکنی کے متعلق کہا ہے

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها
و من عهدها الا يدوم لها عهد

(محبوبہ جب وعدہ خلافی کرے تو اس کو وعدہ وفائی سمجھو کیونکہ اس کے وعدہ میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ وعدہ پورا نہیں کرے گی)

مرزا صاحب نبی قادیان نے کئی ایک لوگوں سے انعام دینے کا وعدہ کیا۔ منجملہ ان کے مجھ سے کتاب اعجاز احمدی میں ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔لیکن جب دینے کا وقت آیا تو جواب ملا

لینے دینے کے سرخاک ڈالو پاک محبت اچھی ہے

سکندر آباد متصل حیدر آباد دکن میں ایک مسنّ بزرگ رہتے ہیں۔قادیانی

امت میں آپ بہت بڑے سخی واقع ہوئے ہیں۔ ہر ایک مخالف کو ہزاروں روپیہ دینے کا وعدہ، یہاں تک کہ اپنے علاتی بھائی مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو بھی ہزاروں دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ معلوم نہیں وہ لیتے ہیں یا نہیں۔ ہم اپنا معاملہ سمجھیں تو یہی کہیں گے کہ دیتے ہی نہیں۔

۱۹۲۲ء میں میں حیدرآباد دکن گیا تھا تو موصوف نے انعامی اشتہار میرے حق میں دیا تھا۔ اس کے بعد بھی کبھی کبھی یاد فرماتے رہے۔ پچھلی مرتبہ آپ نے (سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے) مجھے الفضل ۱۱ جون ۱۹۴۴ء میں یاد کیا تھا جس کا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۳ جون ۱۹۴۴ء میں بالفاظ ذیل دیا گیا

میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں

اچھا صاحب! پچھلا قصہ جانے دیجئے آپ اپنی نئی عبارت مندرجہ ذیل سامنے رکھئے کہ: مولوی ثناء اللہ کو یہ چیلنج دیا گیا کہ وہ وہ اس سلسلہ کے خلاف جو عقائد رکھتے ہیں وہی عقائد ایک پبلک جلسہ میں حلفاً بیان کریں تو ان کو اکیس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ (الفضل ۱۱ جون ۱۹۴۴ء ص ۳)

سیٹھ صاحب! اگر آپ کی اس دعوت میں کچھ صداقت ہے تو آپ یہ رقم موعودہ دہلی امرتسر یا لاہور کے کسی معتبر آدمی کے پاس امانت رکھوا دیں بایں شرط کہ میں (ثناء اللہ) تحریر بالا کے مطابق حلف اٹھاؤں تو روپیہ مجھ کو مل جائے اس کے بعد بٹالہ (تحصیل قادیان) امرت سر یا لاہور جو شہر آپ معین کریں میں وہاں پہنچ کر حلف اٹھالوں گا۔ انشاء اللہ۔ بس آپ دیر نہ کیجئے میں مرزا صاحب کے الفاظ میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں لعنت الله على من تخلف (اہل حدیث امرتسر ۲۳ جون ۱۹۴۴ء ص ۵)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں؛

اخبار اہل حدیث کے متعدد پرچے قادیان میں تو جاتے ہی ہیں، سیٹھ صاحب کو بھی یہ خاص پرچہ سکندرآباد بھیج دیا گیا۔ اسکے بعد ہم منتظر تھے کہ رقم مذکور (۲۱ ہزار) کسی معتبر شخص کے پاس رکھوا کر ہم کو حلف اٹھانے کیلئے بلایا جائے گا اور ہم مندرجہ بالا الفاظ میں حلف اٹھا کر یہ حقیر رقم وصول کرلیں گے۔

سیٹھ صاحب کو بذریعہ خط بھی توجہ دلائی مگر سیٹھ صاحب نے بجائے رقم موعودہ رکھوانے کے اور دعوت دینے کے دوسرا پہلو اختیار کیا۔ یعنی الفضل ۸ ستمبر ۱۹۴۴ء میں پھر ایک انعامی چیلنج شائع کر دیا جس میں اپنے پہلے چیلنج اور ہمارے جواب کا مطلق کوئی ذکر نہیں کیا، گویا جواب ہی نہیں دیا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔

اول سیٹھ صاحب بوڑھے ہیں، کان سے بہرے ہیں۔ ان کے سر پر قادیان کے ایک دو پولیٹکل ایجنٹ بشکل مبلغ بیٹھے رہتے ہیں، جو کان بھرتے رہتے ہیں۔ چند روز گزرنے کے بعد کوئی مضمون لکھ کر سیٹھ صاحب کی طرف سے بھجوا دیا کرتے ہیں۔ بس یہ ہے ان کے پہلو بدلنے کی حقیقت۔

پہلو بدلنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم نے مذکورہ پرچہ اہل حدیث میں سیٹھ صاحب اور تمام قادیانی امت سے ایک مطالبہ کیا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

> میرا مطالبہ: بھی سنیئے اس فیصلہ حلف کے بعد میں آپ سے اور آپ کی ساری جماعت سے مطالبہ کرونگا کہ آپ لوگ جو آج کل خلیفہ قادیان کے مصلح موعود ہونے کا ڈھنڈورہ شہر بشہر پیٹ رہے ہیں جناب مرزا متوفی نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵ پر جس چوتھے بیٹے کو مصلح موعود لکھا ہے وہ کون ہے اور کہاں ہے۔ میرا یہ مطالبہ پورا کرنے والے کو لدھیانہ میں بطور انعام حاصل کیا ہوا تین سو روپیہ واپس دیا جائے گا۔ (اہل حدیث ۲۳ جون ۱۹۴۴ء ص ۵)۔

مولانا امرتسری فرماتے ہیں چونکہ یہ کام قادیانی جماعت پر مشکل بلکہ محال ہے اس لئے آپ نے ہمارے جواب کو لاجواب سمجھ کر چھوا بھی نہیں۔

سیٹھ صاحب! دنیا چند روزہ نہیں بلکہ چند سانس ہے، بلکہ کسی سانس کا بھی یقین نہیں۔ آپ کب تک قادیانی بھول بھلیوں میں پھنسے رہیں گے اور اپنے مبلغین کو پھنسائے رکھیں گے، کیوں سیدھی سڑک پر نہیں آجاتے۔ آپ حلف دیجئے ہم حلف اٹھانے کو تیار ہیں۔ ہمارا مطالبہ پورا کیجئے پس زیادہ باتوں کی ضرورت نہیں:

نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں عرض ستم ہائے جدائی کا

(اہلحدیث امرتسر ۱۵۔۲۲ ستمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۲۶ رمضان ۳ شوال ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۳۷۔۳۸ ص ۵۔۶)

قادیانی تلون

لا تدوم علی حال تکون بها
کما تلوّن فی اثوابها الغول

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ درج بالا شعر میں عرب کا شاعر اپنی محبوبہ کی تلون مزاجی کا ذکر کرتا ہوا کہتا ہے کہ وہ کبھی ایک بات پر قائم نہیں رہتی، جنگلی چھلاوے کی طرح مختلف شکلیں بدلتی رہتی ہے۔

محبوب اور معشوق کے لئے یہ وصف حسن رکھتا ہے، مگر کسی مذہبی جماعت اور مذہبی اشخاص کے لئے نہایت قبیح ہے۔ جو لوگ مذہبی کاموں میں اس قسم کی تلون مزاجی کریں ان کا اعتبار نہیں رہتا۔ قادیانی جماعت اپنے نبی کی متبع ہے اس لئے لازمی ہے کہ اس میں بھی وہ وصف پایا جائے جو متوفی مرزا غلام احمد میں تھا۔ بات کہہ کر پھر جانا اور وعدہ کر کے مکر جانا، یہ معشوقانہ انداز متبوع اور تابع دونوں میں پایا جاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں اور اپنے دعوی پر شہادات رکھتا ہوں کہ میں قادیانی وعدے سنتے سنتے اس حد تک پہنچ گیا ہوں کہ میرے منہ سے یہ شعر بے ساختہ نکلتا ہے:

ہزار وعدوں میں گر ایک ہی وفا کرتے
قسم خدا کی نہ ہم تم کو بے وفا کہتے

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۹۰۲ء میں ایک کتاب اعجاز احمدی لکھی اس میں مجھے دعوت دی کہ میں قادیان پہنچ کر آپ سے آپ کی پیش گوئیوں پر گفتگو کروں۔ جب میں حسب دعوت مرزا غلام احمد صاحب ۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچ گیا تو فوراً معشوقانہ انداز میں مجھے فرمایا:

میں تم سے مباحثہ نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے خدا سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ علماء سے بحث نہیں کرونگا (حالانکہ یہ بھی غلط ہے اور بالکل غلط)

یہ تو متبوع کے وعدے کی مثال ہے۔ اب تابعین کی مثال بھی سنئے

۱۹۲۲ء میں میں حیدر آباد دکن گیا تھا۔ وہاں قادیانی خیالات کا ذکر وعظوں میں ہوتا رہا۔ وہاں کی قادیانی جماعت میں سیٹھ عبداللہ الہ دین بڑے سید ھے سادھے بزرگ ہیں، انہوں نے اشتہار دیا کہ میں اپنے عقائد کی تصدیق پر اور مرزا صاحب کے عقاید کی تکذیب پر حلف اٹھاؤں۔ اس کے بعد سال تک زندہ رہوں تو دس ہزار روپیہ وہ مجھے انعام دیں گے۔ میں نے وہیں جواب شائع کر دیا کہ دس ہزار روپیہ آپ اپنے پاس رکھیں مجھے اس کی حاجت نہیں ما آتانی اللہ خیراً ہاں یہ لکھ دیں اور اپنے خلیفہ سے بھی اس کی منظوری لے دیں کہ اگر میں حلف کے بعد سال تک زندہ رہا تو آپ اور خلیفہ قادیانی، قادیانی نبی کو چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

اس شرط کو خلیفہ جی (مرزا محمود احمد) نے ماننے سے انکار کر دیا بلکہ سیٹھ صاحب کو بھی ماننے سے منع کر دیا۔ اس کا مفصل ذکر ایک رسالہ کی صورت میں ملتا ہے جس کا نام ہے: قادیانی حلف کی حقیقت۔ اس کو انجمن اہل حدیث سکندر آباد نے شائع کیا تھا

اس کے بعد قادیانی تلون مزاجی نے دوسرا رنگ دکھایا۔ یعنی سیٹھ عبداللہ الہ دین نے اخبار الفضل قادیان ۱۱ جون ۱۹۴۴ء میں یہ اعلان شائع کیا کہ مولوی ثناء اللہ اپنے ان عقاید پر جو وہ احمدیوں کے خلاف رکھتے ہیں، حلف اٹھائیں تو ۲۱ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اس کے جواب میں ۲۳ جون ۱۹۴۴ء کے اہل حدیث امرتسر میں، میں نے قبولیت کا اعلان شائع کر دیا۔ میری اس قبولیت پر انعامی رقم امانت رکھنے کی بجائے قادیانی محبوب نے پھر رنگ بدلا، یعنی الفضل ۱۲ ستمبر ۱۹۴۴ء میں مولوی اللہ دتہ قادیانی نے سیٹھ عبداللہ صاحب کی وکالت میں ایک مراسلہ میرے نام شائع کیا جس کا مضمون یہ ہے کہ میں موکد بعذاب حلف اٹھاؤں اور سال تک انتظار کروں۔ ایک سال کے اندر مر جاؤں تو جھوٹا ٹھہروں، سال گزرنے بعد زندہ رہوں تو انعام پاؤں۔

اس امر کی شرائط طے کرنے کے لئے مولوی اللہ دتہ صاحب، سیٹھ مذکور کی طرف سے امرتسر آئیں گے۔

میں کہتا ہوں بہت اچھا آیئے تشریف لایئے۔ میری طرف سے منشی محمد عبد اللہ صاحب معمار مصنف محمدیہ پاکٹ بک وکالۃً گفتگو کریں گے۔ گفتگو مندرجہ ذیل

امور پر ہوگی:

اول: الفضل ۱۱ جون ۱۹۴۴ء میں شائع شدہ سیٹھ عبداللہ کا چیلنج اور اہل حدیث ۲۳ جون میں شائع شدہ مولوی ثناء اللہ کا جواب کیوں چھوڑا جائے۔

دوم۔ منکر رسالت یا منکر دعوی ملہم کو حلف دینے کا ثبوت کتاب وسنت میں کہاں ہے

سوم: سال کی مدت کا ثبوت کہاں ہے۔

چہارم: سال گزر جانے پر حلف اٹھانے والے فریق کو کیوں سچا نہ مانا جائے۔

پنجم: اگر سچا ہے تو اس کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہ کی جائے۔

یہ امور زیر بحث ہوں گے۔ پس آپ یا آپ کے وکیل امرتسر میں ڈاکٹر منیر امیر جماعت احمدیہ کے مطب میں (جو دفتر اہل حدیث کے قریب ہی ہے) بیٹھ کر گفتگو کریں ان دونوں صاحبوں کو اختیار ہوگا کہ یہ گفتگو خاص مجلس میں کریں یا عام میں۔ ہاں جو شرط طے ہو جائے وہ دونوں کے دستخطوں سے قلم بند ہو جائے۔

کیا قادیانی حضرات وعدہ پورا کریں گے؟

ہم اپنا خیال ظاہر کئے دیتے ہیں کہ نہیں کریں گے۔ کیوں؟ مرزا غالب اس کے جواب میں کہتا ہے

تیرے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

نوٹ۔ قادیانی نبی کی غلط بیانی پر حلف اٹھانا میرے لئے کوئی نئی بات نہیں (قادیان کے جلسہ اسلامیہ میں) ایک دفعہ قادیانیوں نے مجھے حلف اٹھانے پر دوسو روپیہ انعام دینے کا چیلنج کیا۔ بلکہ منشی قاسم روپیہ لینے کے لئے گھر بھی چلے گئے۔ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے مجھے مشورہ دیا کہ روپئے کا خیال بھی مت کرو اور بغیر روپیہ لئے حلف اٹھا لو۔ چنانچہ میں نے حلف اٹھائی کہ:

مرزا صاحب اپنے دعوی میں سچے نہ تھے۔

جس کا ذکر الفضل قادیان ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء میں درج ہے۔

اس کے بعد پھر کسی تقریب پر اخبار اہل حدیث امرتسر میں اس مضمون پر حلف اٹھائی پھر اسی مضمون کو اشتہار کی صورت میں بھی شائع کر دیا جس کی سرخی ہے:

خدا کی قسم مرزا صاحب اپنے دعوی الہام میں صادق نہ تھے

اس کے باوجود سیٹھ عبداللہ الہ دین کا ان حلفوں کو بھول جانا اور نئے حلف کا تقاضا کرنا بالکل دفع الوقتی یا بالفاظ دیگر تلون مزاجی ہے جس کی تہ میں یہ راز ہے کہ اپنے حلقہ کے لوگوں کو کسی نئے شغل میں رکھا جائے اور یہ شہرت دی جائے کہ دیکھو ہمارا عقیدہ ایسا صحیح ہے کہ مخالف باوجود انعام کثیر کے حلف اٹھانے پر جرأت نہیں کرتا۔ یہ ہماری سچائی کا ثبوت ہے۔

میں کہتا ہوں یہ سچائی کا ثبوت نہیں بلکہ کسی اور وصف کا ثبوت ہے جس کا ذکر حدیث شریف اذا لم تستحی فا صنع ما شئت میں آیا ہے۔ میں چونکہ اپنے دعوی پر پختہ ہوں، میں دیکھتا ہوں کہ خدا نے اس میں میری بار بار مدد کی ہے، اور کر رہا ہے، اس لئے میں بغیر کسی ایچ پیچ کے آج پھر وہی اپنا حلف شائع کرتا ہوں:

خدا کی قسم مرزا صاحب قادیانی اپنے دعوی نبوت و الہام میں صادق نہ تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ ستمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۰ شوال ۱۳۶۳ھ ص ۴۔۵)

مرزا صاحب کا حسب نسب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ہر تحریر اور ہر دعوی اپنے اندر دو رنگی بلکہ سو رنگی رکھتا ہے۔ اسی دو رنگی سے آپ کے اتباع میں یہ شگاف پیدا کر دیا ہے کہ وہ دو گروہوں (لاہوری اور قادیانی) میں منقسم ہو گئے ہیں۔ لاہوری مرزا صاحب قادیانی سے نبوت کی نفی کرتے ہیں۔ مرزا صاحب صاحب کے کلام کو اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ قادیانی اثبات نبوت کرتے ہیں۔ وہ بھی ممدوح ہی کے کلام کو پیش کرتے ہیں۔ آج ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حسب نسب کے متعلق ایک مضمون الفضل سے نقل کرتے ہیں جو قادیانی جماعت کے ایک معزز رکن (ڈاکٹر میر محمد اسماعیل ماموں خلیفہ قادیان مرزا محمود) کا لکھا ہوا ہے۔

آج تک ناظرین سنتے آئے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی، مغل تھے۔ آپ کے گاؤں کو اسی بنا پر قادیان مغلاں کہا جاتا تھا۔ ڈاکٹر اسماعیل صاحب نے نیا انکشاف کیا ہے کہ مرزا صاحب مغل نہ تھے بلکہ پٹھان تھے۔ آپ کا یہ مضمون دیکھنے سننے کے قابل ہے، اس لئے ہم اس کو نقل کرتے ہیں۔ ناظرین بغور پڑھیں اور قادیانی محققین کی داد دیں اسکے بعد ہمارا جواب بھی پڑھیں۔ ڈاکٹر اسماعیل صاحب لکھتے ہیں

سوال۔ محمود آباد جہلم کے ایک دوست دریافت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب تو سلمان فارسی کی آل سے ہیں بنی فاطمہ میں سے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ سلمان فارسی کس قوم میں سے تھے۔

جواب: حضرت مسیح موعود (مرزا) سلمان فارسی کی نسل میں سے نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ:

جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا (۱) تو اہل فارس میں سے ایک شخص یعنی فارسی الاصل انسان اسے ثریا سے زمین پر واپس لائے گا۔ اور ساتھ ہی سلمان فارسی پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ وہ انسان ان لوگوں میں سے ہوگا۔

اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ سلمان فارسی کی اپنی اولاد میں سے ہوگا بلکہ یہ مراد ہے کہ جس طرح سلمان فارسی اہل عرب میں سے نہیں ہیں بلکہ فارس والوں میں سے ہیں اسی طرح مسیح موعود بھی عرب نہ ہوگا بلکہ فارس والوں میں سے ہوگا

اہل فارس ہونے سے مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے قدیم بزرگ یا اصل ان لوگوں میں سے تھی جو فارس کے متوطن تھے...

اور مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ جس طرح سلمان فارس کے رہنے والے ہیں اسی طرح مورث اعلی (۲) حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے بھی ملک فارس کے رہنے والے ہوں گے۔

اب رہا یہ سوال کہ حضور بنی فاطمہ بھی ہیں، یہ اس طرح سے ہے کہ حضور کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں، اس وجہ سے آپ بحیثیت نسل بنو فاطمہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں کیونکہ سیدوں کی نسل آنحضرت ﷺ کے کسی لڑکے کی

معرت نہیں چلی تھی بلکہ ایک لڑکی حضرت فاطمہ کی وساطت سے چلی تھی۔ پس جب اور بنی فاطمہ سید کہلاتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود بھی سید کہلا سکتے ہیں اوروہ جو مہدی کیلئے بعض احادیث میں آیا ہے کہ وہ بنی فاطمہ میں سے ہوگا وہ بات حضور میں پوری ہوجاتی ہے۔

سوال۲: نبی ہونے کی رو سے مسیح موعودتو سید ہیں مگر سادات خاندان میں سے نہیں ہیں۔ اگر حضور خاندان سادات میں سے ہوتے تو اپنے نام کے پہلے بجائے میرزا کے سید ضرور لکھا کرتے۔

جواب: یہ صحیح ہے کہ بحثیت نبی ہونے کے حضور سید بمعنی سردار ہیں اورعرفاً سادات کے خاندان سے نہیں ہیں لیکن آل رسول یا بنی فاطمہ ضرور ہیں کیونکہ بعض سید عورتوں کی وجہ سے آپ نے آنحضرتﷺ کا خون اوراثر اپنے اندرلیا ہے لیکن نسباً چونکہ دنیا کے خاندان نرینہ لائن پر چلتے ہیں اس وجہ سے آپ نے بھی اپنے تیئں اپنے آباء کی طرف ہی منسوب کیا ہے نہ کہ امہات کی طرف۔

سوالات کے جواب کے بعد میں یہ بتاتا ہوں کہ مرزا صاحب کوالہاماً معلوم ہوا تھا کہ حضور مغل بھی نہیں ہیں میرزا کا لفظ عزت وتکریم کے طور پر حضور کے آباء و اجداد کو بادشاہان وقت کی طرف سے ملا ہوا تھا نہ یہ کہ حضور خاندان مغلیہ میں سے تھے۔ چنانچہ حضور نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے:

کہ ان تمام کلمات الہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہوگیا۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور اپنی اصلیت کے لحاظ سے ملک فارس سے تعلق رکھتے ہیں، مگراسے ذات یا قوم نہیں کہا جاتا۔ اورالہام الٰہی نے یہ بتایا کہ آپ مغل نہیں ہیں، پھرآپ کی ذات کیا ہوئی؟

اس سوال کے جواب میں میں خود کچھ مدت سرگرداں رہا اور آخر یہ سمجھ میں آیا کہ جب الہام الٰہی نے مغل ہونے کی نفی کی ہے تو ضرور ہے کہ الہام الٰہی ہی حضور کی ذات بتائے اورکوئی نہیں بتاسکتا۔ اسکے بعد میں اس معاملہ کی

نسبت الہامات کی پڑ تال کرتا رہا اور اشارۃ النص کے طور پر یہ معلوم کیا کہ حضرت مسیح موعود کے فرزند موعود کا نام خدا کی وحی میں کلمۃ اللہ خان ، اور شادی خان ، رکھ کر کلام الٰہی نے یہ اشار کر دیا ہے کہ حضور کی ذات دراصل پٹھان ہے (جو بنی اسرائیل ہی کی ایک شاخ ہے) اور مزید غور کرنے پر معلوم ہوا کہ دو اور قرینے بھی اس بات کی تائید میں موجود ہیں ایک یہ کہ حضور کی دونوں لڑکیاں منشائے الٰہی کے ماتحت پٹھانوں میں بیاہی گئیں ہیں گویا خدا تعالیٰ نے حضور کی لڑکیاں حضور کے اپنے اصلی اہل کفو میں دلوائی ہیں بلکہ دو بیٹے بھی ۔ اور جیسے کہ خان سے مخاطب کرنا الٰہی قول تھا اسی طرح پٹھانوں سے لڑکیوں کا رشتہ کرانا الٰہی فعل ہے۔

دوسرا تائیدی قرینہ یہ ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) کے خاندان میں پٹھانوں والی نمایاں خاصیتیں پائی جاتی ہے نہ کہ مغلوں والی ۔

مغل بادشاہوں کی بڑی مشہور خاندانی بات یہ ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہوا کرتے تھے بلکہ اکثر باپ کے بھی ۔ اور تخت پر بیٹھتے ہی پہلے اپنے خاندان کا صفایا کیا کرتے تھے اور اس کا نام انصاف تیموری رکھا ہوتھا ۔

برخلاف اس کے پٹھان بادشاہ اپنے بھائیوں کو اپنا دست راست اور قابل تعظیم و محبت سمجھتے تھے ۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے جس محبت اور عزت سے اپنے بڑے بھائی صاحب کو یاد کیا ہے اور حضور کی اولاد میں جس قدر بھائیوں کا آپس میں تعلق اور سلوک ہے وہ مغلیہ سلوک نہیں ہے، بلکہ پٹھانوں والا سلوک ہے حتیٰ کہ مرزا سلطان احمد صاحب جو سوتیلے بھائی تھے ان کو بھی رام اور گرویدہ کر کے جنت میں پہنچا دیا ۔ پس یہ سلوک قومی خاصیت کی طرف اشارہ کرتا ہے ان وجوہ سے میرا کچھ مدت سے یہی خیال ہے کہ ملک و وطن کے لحاظ سے آپ کی اصلیت فارس کی ہے اور نسب کے لحاظ سے آپ پٹھان ہیں ۔

اب مجھے دو اعتراضوں کا جواب دینا ہے ۔ پہلا یہ کہ حضور کے الہامات میں

مرزا کا لفظ بھی آیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ محض عرف کی پابندی ہے جو جس نام سے مشہور ہوتا ہے اسی نام اور عرف سے الہام میں بھی پکارا جاتا ہے لیکن خدا کی وحی نے حضور کو یہی بتایا ہے کہ آپ مغل نہیں ہیں۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ خان کا لفظ بھی صرف اعزازی لفظ ہے جیسے مرزا کا۔ اس سے ذات کیوں کر ثابت ہوئی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ پرانے زمانہ میں تو خان کا لفظ اعزاز کا لفظ ہی تھا مگر اس زمانہ میں تو وہ پٹھان قوم کیلئے مخصوص ہو گیا ہے اور الہام بھی اسی زمانہ کا ہے نہ کہ قدیم زمانہ کا۔ پس موجودہ زمانہ کا الہام جسے خان کہے اس سے مراد ہم افغان یا پٹھان ہی لیں گے۔

غرض بنیاد اس سارے استنباط کی یہ ہے کہ حضور کو وحی الہی نے کہا ہے کہ آپ بنی فارس ہیں مگر بنی فارس ہونا نسباً کوئی ذات یا قوم نہیں ہے صرف اصلی اور قدیم ملک کی طرف نسبت ہے جیسے کسی کو ہندوستانی یا جاپانی کہنا۔ ساتھ ہی حضور کو وحی الہی نے سمجھا دیا تھا کہ تم مغل نہیں ہو۔،

اب ہم اپنے پاس سے حضور کی ذات یا قوم نہیں بتا سکتے جب وحی نے ہی انکار کیا ہے تو وحی الہی ہی صحیح قوم بھی بتا سکتی ہے اور وہ خان بتائی گئی ہے اور نہ صرف الہی قول سے ثابت ہے بلکہ کفو کے متعلق خدا کے فعل سے بھی ثابت ہے اور ایک بڑی قومی خصوصیت سے بھی ثابت ہے ۔ ہاں اگر کسی دوست کے پاس کچھ دلائل اس کے برخلاف ہوں تو مہربانی کر کے آگاہ فرما کر مشکور کریں۔ (الفضل قادیان ۲۱ ستمبر ۱۹۴۴ء ص ۳)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے اس مضمون میں بھی عجیب دورنگی دکھائی ہے۔ آپ کو خیال ہوا کہ میں شیخ محی الدین ابن عربی کی پیشگوئی کا مصداق ہوں جس میں شیخ موصوف نے ظاہر کیا کہ قیامت کے قریب جو آخری بچہ پیدا ہوگا وہ چین میں ہوگا اس کے بعد کوئی انسانی بچہ پیدا نہیں ہوگا یکون مولده بالصين ولغته لغت بلده اس کی پیدائش چین میں ہوگی اور اسکی زبان بھی چینی ہوگی۔ ..

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک سے ہوگا پھر اس پیش گوئی کو اپنے حق میں لگایا ہے (ملاحظہ ہو تر تاق القلوب طبع اول۔ص ۱۵۸)۔

اس کے بعد جب آپ کو خیال ہوا کہ میں حدیث سلمان کا مصداق ہوں جس کے الفاظ یہ ہیں لوکا نت الدین عند الثر یا لنا له ر جل من ابناء فارس۔ جسکا ترجمہ ڈاکٹر اسماعیل نے یوں کیا ہے:

جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو اہل فارس میں سے ایک شخص یعنی ایک فارسی الاصل انسان اسے ثریا سے زمین پر واپس لائے گا۔

یہ غلط ترجمہ کرنے سے مرزا صاحب قادیانی نے اور ان کے اتباع نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ مرزا صاحب فارسی الاصل ہیں حالانکہ صحیح ترجمہ کرنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ حرف لو جو اس حدیث کے سر پر ہے اس کی اصل وضع ماضی کیلئے ہے نہ کہ مستقبل کیلئے قرآن مجید میں اس کی کئی ایک مثالیں ملتی ہیں۔ ارشاد ہے

لوکان فیهما آلهة الاالله لفسدتا (الانبیاء:۲۲)

(یعنی اگر آسمان زمین میں متعدد معبود ہوتے تو دونوں برباد ہو گئے ہوتے)۔

چونکہ ان معنی سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کام نہیں بنتا تھا اس لئے انہوں نے اور ان کے مریدوں نے خلاف قاعدہ عربیت بجائے ماضی کے مستقبل کے معنی کر کے فارسی الاصل بنا دیا۔

ایک اور لطیفہ سنئیے ! مرزا غلام احمد صاحب کے بیٹے کتاب سیرۃ المهدی میں مرزا صاحب قادیانی کو برلاس کے خاندان سے بتاتے ہیں جس کی بابت مرزا صاحب قادیانی، براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ یہ مغل تھے۔

یہ سب کچھ جو ہو ہوا کر ڈاکٹر اسماعیل نے اپنی تحقیق یہ بتائی ہے کہ مرزا صاحب پٹھان تھے کیونکہ ان میں پٹھانوں کی علامت پائی جاتی ہے۔ وہ علامت اولاد کی باہمی محبت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ علامت ڈاکٹر اسماعیل صاحب کی تجویز کردہ ہے مرزا صاحب نے پٹھان قوم کی جو خاص علامت بتائی ہے وہ کچھ اور ہے وہ یہ ہے کہ ان میں جس لڑکے اور لڑکی کی باہمی نسبت ہو جاتی ہے وہ بسا اوقات آپس میں ملنا جلنا بھی شروع کر دیتے ہیں موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

بسا اوقات آبتنی مے شود (کتاب ایام الصلح فارسی)

یعنی قبل از نکاح منسوبہ لڑکیوں کوحملہ بھی ہو جاتا ہے

کیا ڈاکٹر اسماعیل صاحب یہ مخصوص علامت خاندان مرزائیہ کے افغانوں میں دکھا سکتے ہیں۔ ہمارا گمان ہے کہ نہیں۔

قادیان سے ایک کتاب احمدی جنتری شائع ہوئی تھی اس میں بھی مرزا صاحب کوخاندان مغلیہ سے لکھا تھا ہم سے کوئی پوچھے تو ہم یہ بات کہنے سے نہیں رکتے کہ مرزا صاحب قادیانی کے کمالات میں سے دو وصف تھے متضاد کلامی اور غلط بیانی۔

میرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔اکتوبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۷ شوال ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۰ ص ۳۔۵)

مصلح موعود والا الہام پورا ہو گیا؟

ایں کرامت ولی ما چہ عجب گربہ شاشید گفت باراں شد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

خدا اس پیری مریدی کی غلط عقیدت کو دنیا سے اٹھالے تو دنیا راستی سے بھر جائے۔شعر مذکور پیری مریدی کی عقیدت کا مظہر ہے کسی پیر نے اپنا الہام ظاہر کیا تھا کہ کل بارش ہوگی۔ بارش تو نہ ہوئی پختہ مکان میں بلی نے پیشاب کر دیا۔مریدوں نے اسی کو بارش قرار دے کرخوشی کا اظہار کیا۔ یہ شعر اسی مضمون کو ادا کر رہا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء جو ایک الہام شائع کیا تھا کہ میری اولاد میں ایک لڑکا مصلح موعود پیدا ہو گا جو ایسا اور ویسا ہو گا۔اسیروں کو نجات دلائے گا اس کے کمالات کا شمار ہی کیا کانّ الله نزل من السماء۔ (گویا خدا آسمان سے اتر آیا)

اسی الہامی پیش گوئی کا ذکر کرتے ہوئے ۱۸۹۷ء میں ضمیمہ انجام آتھم میں

لکھتے ہیں مصلح موعود لڑ کا ان تینوں لڑکوں (محمود، بشیر، شریف) کے بعد پیدا ہوگا۔

مطلب یہ کہ ان تینوں میں سے کوئی بھی مصلح موعود نہیں ہے، بلکہ ان تینوں کے بعد چوتھا پیدا ہوگا۔

ہم فروری سن رواں سے آج تک لگا تار پوچھتے رہے کہ وہ چوتھا لڑکا جو مصلح موعود بننے والا تھا۔ کہاں ہے۔ احمدیت کی دونوں پارٹیاں اس کے جواب سے خاموش ہیں .. بہت اچھا ان کی مرضی جواب سے خاموش رہیں ہم تو یہی کہیں گے

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اخبار الفضل قادیان ۲۸ ستمبر ۱۹۴۴ء میں ایک مضمون نکلا ہے ممکن ہے کوئی ذکی الحس اس کو ہمارا جواب سمجھ لے۔

راقم مضمون نے کمال مریدانہ عقیدت مندی سے افریقہ کی بعض وحشی قوموں کا ذکر لکھا ہے جس میں بتایا ہے کہ وہ لوگ بالکل وحشت اور جہالت میں مبتلا تھے ہماری تعلیم سے وہ ہوش میں آ گئے۔ یہی معنی ہیں اسیروں کو رہائی دلانے کے۔

کیا اب بھی کسی کو شعر مذکور کا مصرع ثانی صادق آنے میں کچھ شبہ ہے، حالانکہ خود ہی لکھتے ہیں کہ وہ لوگ احمدیت کی وجہ سے قید بھی ہوئے مگر روحانی طور پر آزاد ہو گئے۔

ہم نے سمجھا تھا کہ افریقہ کی جنگ میں (جو حبشہ اور اٹلی کے درمیان ہوئی تھی) فریقین کے جو لوگ قید ہوئے تھے شاید وہ چھوٹ گئے ہوں مگر نہیں قادیان کا بابا آدم ہی نرالا ہے۔ یہاں اسیری کے معنی بھی اور ہیں اور آزاد کے معنی بھی اور۔ بہر حال ہمارا سوال حل نہیں ہوا۔ ناظرین کی خاطر ہم اپنا سوال پر دہراتے ہیں پس وہ غور سے سنیں:

ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو تین بیٹوں کے بعد چوتھا بیٹا مصلح موعود بتایا تھا وہ کون ہے اور کہاں ہے۔

اب ہم حوصلہ کر کے بتانے والے کے لئے ایک بہت بڑا انعام مقرر کرتے ہیں یعنی ایک روپیہ۔ قادیانی ممبرو! انعام کے لئے دوڑو بھاگو۔ کوئی مشکل کام نہیں۔ صرف نام بتا دینا کافی ہے، بشرطیکہ وہ ان تینوں کے بعد پیدا ہو۔

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

اعلان: مصلح موعود رسالہ چھپ گیا ہے جس میں اس پیش گوئی پر مفصل بحث کی گئی ہے ...جواب دینے والے کے لئے سو روپیہ انعام۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔اکتوبر ۱۹۴۴ء مطابق ۲۴ شوال ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۱ ص ۴۔۵)

قادیان میں دواء اور شفاء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ایک زمانہ تھا کہ قادیان کی تحریک جدید میں یہ شعر لکھا جاتا تھا

چہ گوئم، با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

یہاں تک دعوی کیا جاتا تھا کہ طاعون کے مریض بھی قادیان میں آجائیں تو اچھے ہو جاتے ہیں (دافع البلاء مصنفہ مرزا صاحب) اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا الہام تھا انی احافظ کل من فی الدار (میں تیرے گھر کے رہنے والے سب لوگوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھوں گا)۔

خدا جانے قدرت کو کیا ضد ہے کہ جو بات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منہ سے نکلی قدرت نے اسکا جواب دیا۔

تقسیم بنگالہ کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب نے الہام شائع کیا کہ یہ تقسیم منسوخ نہیں ہوگی، البتہ بنگالیوں کی دل جوئی کی جائے گی۔

قدرت نے اس کے جواب میں شاہ جارج پنجم کو دہلی بھیج کر اس کی منسوخی کا اعلان کرا دیا۔

۲۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے الہام شائع کیا کہ حجاز میں جو ریل بن رہی ہے، یہ میری مسیحیت موعودہ کی دلیل ہے۔(اعجاز احمدی)۔

قدرت نے کہا گو اس میں فائدہ عامہ ہے مگر مرزا قادیانی کی تردید کرنے میں اس سے زیادہ دینی فائدہ ہے، اس لئے قدرت نے حجاز ریلوے کو بند کرا دیا۔

ٹھیک اسی طرح قادیان کی دارالشفاء ہونے کی تردید آج کل خوب ہو رہی ہے۔ قادیانی نبوت کے خاندان کے ممبروں کی بیماری کا ذکر اخبار الفضل قادیان میں روزانہ چھپتا رہتا ہے۔ آج ہم بطور نمونہ یکم اکتوبر سے ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء تک نقل کرتے ہیں:

الفضل یکم اکتوبر۔ نواب محمد علی خان (داماد مرزا صاحب کلاں جو عرصہ سے بیمار چلے آئے ہیں ان کی بابت لکھتے ہیں) خدا کے فضل سے خون میں (جو پیشاب کے راستے آتا ہے) اب کمی ہے مگر درد زیادہ ہے۔

الفضل ۲۔ اکتوبر بوجہ تعطیل شائع نہیں ہوا۔

الفضل ۳۔ اکتوبر حضرت خلیفہ (مرزا محمود احمد) کو پاؤں میں نقرس کا درد زیادہ ہے۔ بیگم مرزا بشیر احمد (ولد مرزا کلاں) کو دل کے دورہ کی تکلیف ہے اور بلڈ پریشر بھی کچھ بڑھ گیا ہے۔ صاحبزادی امۃ الوکیل کی طبیعت پھر زیادہ خراب ہو گئی ہے بخار بھی ہو گیا ہے اور کمزوری بھی زیادہ ہے اور ساتھ ہی بے چینی بھی۔

الفضل ۴۔ اکتوبر۔ حضرت خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) پر جمعہ و ہفتہ کی درمیانی رات دانت درد کا شدید ترین حملہ ہوا جو تقریباً چار سے پانچ گھنٹے تک رہا۔ ہفتہ کی صبح کو دائیں ٹخنے کے جوڑ پر درد نقرس کا حملہ ہوا جو رات کے آخری حصہ میں شدید ہو گیا۔ بیگم مرزا بشیر احمد کی طبیعت ابھی تک پوری صاف نہیں ہوئی۔

الفضل ۵۔ اکتوبر۔ حضرت خلیفہ (مرزا محمود احمد) کی طبیعت ناساز ہے۔ صاحبزادی امۃ الوکیل کی طبیعت بدستور خراب اور تشویشناک ہے۔ اہلیہ مولوی عبدالسلام بن حکیم نور الدین بعارضہ بخار بیمار ہیں۔

الفضل ۶۔ اکتوبر۔ حضرت خلیفہ (مرزا محمود احمد) کے درد نقرس میں پہلے کی نسبت کمی ہے لیکن اب تک پاؤں پر بوجھ ڈال کر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ زوجہ مرزا صاحب کلاں کی طبیعت بوجہ سر درد اور قبض ناساز ہے۔ صاحبزادی خلیفہ قادیان کے بخار میں کمی ہے لیکن ابھی حرارت ہو جاتی ہے۔

الفضل ۷۔ اکتوبر۔ حضرت خلیفہ (مرزا محمود احمد) کے درد نقرس میں کمی ہے مگر پورے طور پر رفع نہیں ہوا گذشتہ رات سے گلے میں بھی تکلیف ہے۔ زوجہ مرزا کلاں کو زکام کی شکایت ہے۔
الفضل ۸۔ اکتوبر۔ صاحبزادی امۃ الوکیل بدستور علیل ہے بخار اور بے چینی کسی قدر زیادہ ہے۔
الفضل ۹۔ اکتوبر بوجہ تعطیل شائع نہیں ہوا۔
الفضل ۱۰۔ اکتوبر۔ حضرت خلیفہ (مرزا محمود احمد) کو دانت درد کی تکلیف ہے۔ پاؤں کے درد میں نسبتاً آرام ہے۔
الفضل ۱۱۔ اکتوبر۔ حضرت خلیفہ (محمود احمد) کی طبیعت دانت کے درد کی وجہ سے زیادہ خراب ہے اور حرارت بھی ہے۔ زوجہ مرزا کلاں کو سر درد کی شکایت ہے۔ صاحبزادی امۃ الوکیل کو ٹیکے لگائے جا رہے ہیں لیکن بخار اور بے چینی کی کیفیت وہی ہے۔
الفضل ۱۲۔ اکتوبر۔ حضرت خلیفہ (مرزا محمود احمد) کو ابھی دانت درد کی تکلیف بدستور ہے اور بخار بھی ہے۔ زوجہ مرزا کلاں کی طبیعت ناساز ہے سر درد اور نزلہ ہے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ان واقعات ہائلہ اور امراض شتی کی وجہ سے ہمیں خاندان قادیان سے ہمدردی ہے مگر واقعات ہی کی بنا پر ہم مجبور ہیں کہ شعر مذکور کی ترمیم یا اصلاح یوں کریں جو بالکل صحیح ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
وبا بینی، خزاں بینی ،غرض دار الزیاں بینی

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء مطابق ۲ ذی قعد ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۲ ص ۵۔۶)

ناظرین اہل حدیث ہوشیار ہو جائیں

مرزائیت کا بم آتا ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

خلیفہ قادیان نے اپنے مریدوں کو سخت ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں

کے گھر جائیں اوران کواحمدیت کی تبلیغ کریں اور کہہ دیں کہ :

اب مجھے یہاں سے مر کر ہی اٹھنا ہے ورنہ یا تم مجھ کو سمجھا دو کہ میں غلط راستہ پر ہوں یا تم خود سمجھ لو کہ تم غلط راستہ پر جا رہے ہو (الفضل ۲۰۔اکتوبر ۱۹۴۴ء ص ۲)

ناظرین اہل حدیث مرزائیت کی اس تعلیم کو معمولی نہ سمجھیں بلکہ یوں سمجھیں کہ دشمن نے اپنے خیال میں ایک بم تجویز کیا جس کا توڑ ہمارے پاس بحمد اللہ موجود ہے۔ جدید رسالہ مصلح موعود ہر ناظر اہل حدیث جس کو مرزائیوں سے رشتہ داری ہو یا نہ ہو وہ اس کے پاس آئیں یا نہ آئیں، خود مرزائیوں کو تلاش کرے جہاں کوئی مرزائی اسے ملے اس کو پکڑ کر محبت سے کہے کہ تم اپنے خلیفہ کی ہدایت کے مطابق ہم کو سمجھا دو کہ مرزا غلام احمد صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم میں جس چوتھے لڑکے کو مصلح موعود بتایا تا وہ کہاں ہے۔ جب تک وہ نہ بتائے اس کو چھوڑے نہیں ۔موعود لڑکے کا پتہ بتائے یا مرزائیت سے توبہ کرے۔صحیح بتائے تو حسب اشتہار ایک سو روپیہ انعام بھی پائے زیادہ بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۳ نومبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۶ ذی قعد ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۴ ص ۶)

سکندر آبادی سیٹھ کو چیلنج

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب! آپ تو سیٹھ ہیں جو ہزاروں بانٹتے ہیں۔ ہم تو غریب آدمی ہیں ہم تو اتنا انعام تجویز کرتے ہیں جتنا ہم دے سکیں۔یعنی یک صد چہرے دار۔پس آپ ہماری جدید تصنیف (محمود مصلح موعود؟) کا جواب لکھ دیں یا لکھا دیں تو ہمارے اعلان کے مطابق یک صد چہرے دار ہم سے وصول کر لیں۔

اسی پرچے کے ساتھ رسالہ بھی بھیجا جاتا ہے۔ اخبار کی اشاعت کے بعد ۱۵ روز تک آپ کے جواب کا انتظار کیا جائے گا۔اس مختصر سے کام کے لئے یہ وقت کافی ہے جواب میں طول طویل بحث کی ضرورت نہیں ۔صرف یہ دکھا دینا ہوگا کہ حسب تحریر

ضمیمہ انجام آتھم چوتھا لڑکا کون ہے جو مصلح موعود بننے والا تھا
(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۳ نومبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۶ ذی قعد ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۴ ص ۶)

مکذوبہ پیش گوئی، صادقہ کی شکل میں قادیان سے ہم کو دو انعام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مدینہ شریف میں ایک شریف قوم رہتی تھی جس میں ایک بڑا وصف یہ تھا کہ وہ آدھی بات ظاہر کرتی اور آدھی کو چھپا جاتی، جس کے حق میں قرآن مجید میں آیت کریمہ تبدو نہا و تخفو ن کثیرا (کچھ ظاہر کرتے ہو اور کچھ چھپا جاتے ہو) نازل ہوئی۔ اس قوم کا نمونہ جو صاحب دیکھنا چاہیں وہ قادیان میں دیکھ سکتے ہیں۔

قادیانی جماعت میں یہ خاص وصف ہے کہ وہ اپنے ناظرین کی آنکھوں پر مضبوط پٹی باندھ کر ان کو مغالطہ میں رکھتی ہے۔ اس کا فیصلہ ہم نہیں کرتے کہ علی ابصا ر ھم غشا وۃ کا وصف لکھنے والوں میں ہے یا سننے والوں میں بھی ہے۔ آج جس مضمون کو ہم پیش کرتے ہیں وہ ہمارے دعوی کا ایک بین ثبوت ہے۔

اخبار الفضل قادیان کے ایک نامہ نگار وکیل صاحب نے موجودہ جنگ (جنگ عظیم دوم) کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے جو نہایت دلفریب ہے۔ اور عجیب پیرائے میں چراغ بکف داشتہ، مدینہ کی شریف قوم کی مثال دکھائی ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک پیش گوئی سخت زلزلہ کے متعلق کی تھی۔ لکھا تھا کہ ظاہر تو اس سے مراد زلزلہ ہی ہے، مگر کوئی اور مصیبت بھی مراد ہو سکتی ہے۔

ہم اس وقت اس بحث میں جانا نہیں چاہتے کہ اس مرزائی پیش گوئی میں خاص زلزلہ (بھونچال) ہی مراد ہے یا کوئی اور مصیبت۔ بلکہ جو کچھ بھی مرزا غلام احمد صاحب خود یا الفضل کے نامہ نگار صاحب مراد لیں، ہم وہی مانے لیتے ہیں۔ اور اس کا جواب خود نہیں دیں گے بلکہ مرزا صاحب قادیانی کے کلام سے پیش کریں گے۔

اب ناظرین الفضل کے نامہ نگار وکیل صاحب کی وکیلانہ تحریر سنیں۔آپ لکھتے ہیں:

تمام دنیا جو اس وقت اللہ تعالی کی عبرت ناک سزا کا مورد بنی ہوئی ہے یہ آخر کیوں ہے۔

خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ

ما کنا معذّ بین حتّی نبعث رسو لا

جب خدا کی طرف سے شیطان اور اس کی ذریت سے جنگ چھڑی ہوئی ہو تو یہ (بغیر) الٹی میٹم دینے والے سفیر کے نہیں چھڑ سکتی۔عذاب تو اس وقت موجود ہے۔سوچنا چاہیے کہ وہ سفیر کہاں ہے۔

خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے آج سے ۳۸ سال پہلے اس عذاب کی ہو بہو تصویر الفاظ میں کھینچی ہے۔اب جائے غور ہے کہ جب بالکل مطابق پیش گوئی وہ عذاب واقع ہو رہا ہے، تو یہی ماننا پڑے گا کہ اس کے موجبات بھی وہی ہیں جو پیش گوئی کرنے والے نے بیان فرمائے۔

میں یہاں اس پیش گوئی کے الفاظ حضور (مرزا قادیانی) کی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۵۷ سے نقل کر دیتا ہوں تا جس کے کان ہوں سنے، اور فائدہ اٹھائے۔ حضور (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں:

یاد رہے کہ خدا نے بھی عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیش گوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے، ایسا ہی یورپ میں بھی اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔اس موت سے پرند چرند بھی جان بر نہیں ہوں گے۔اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقل مند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ

نہ لگے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔
اور بہتیرے نجات پائیں اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔
اور وہ دن نزدیک ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہے کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔
یہ اس لئے کہ نوع انسانی نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے۔
اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی، پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے، ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا

ما کنّا معذّ بین حتّی نبعث رسو لا

اور توبہ کرنے والے ایمان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں، ان پر رحم کیا جائے گا۔
کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں ہو گے، یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔
یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک محفوظ رہیگا۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا نمونہ دیکھو گے۔
اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔
میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔
میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ یہ ضروری تھا

کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اورلوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔توبہ کرو، تاتم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔

(الفضل قادیان ۱۵۔اکتوبر ۱۹۴۴ء ص ٦۔۷)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ ہے نامہ نگار مذکور کی ساری کوشش۔کس ہوشیاری سے اپنے ناظرین کے ذہن نشین کرتے ہیں کہ اس وقت دنیا میں جنگ کی صورت میں جو کچھ ہو رہا ہے مرزا صاحب قادیانی کا بتایا ہوا ہے۔

نامہ نگار چونکہ وکیل ہیں اس لئے جواب دینے سے پہلے میں ایک عدالتی مثال پیش کرتا ہوں۔

مدعی دعوی کرتا ہے کہ زید نے مجھ سے سو روپیہ یکم جنوری ۱۹۴۴ء کو قرض لیا تھا قرضدار کی رسید اور شہادت بھی پیش کرتا ہے۔

وکیل صاحب بھی دھواں دھار تقریر کر کے حاکم کے ذہن نشین کرتے ہیں کہ میرے موکل کا دعوی ثابت ہے۔اس لئے ڈگری ملنی چاہیے۔

مدعا علیہ نہایت متانت کے ساتھ شہادت کا بیان اور وکیل کی تقریر سنتا ہے۔

حاکم جب اس کی طرف خود متوجہ ہو کر جواب پوچھتا ہے تو وہ چپکے سے مدعی کی نوشتہ رسید مورخہ یکم فروی ۱۹۴۴ء پیش کر کے کہتا ہے کہ حضور یہ ملاحظہ فرمالیں۔

مدعی تو جانتا ہی تھا کہ اس نے رسید دی ہوئی ہے،مگر وکیل صاحب اس رسید کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو کر کمال ایمان داری سے گویا ہوتے ہیں کہ میرے موکل کا دعوی صحیح نہیں۔اس نے مجھ سے اس رسید کا ذکر کیا ہوتا تو میں آج یہ مقدمہ لے کر شرمندہ نہ ہوتا۔

ناظرین اس مثال کو سامنے رکھ کر مرزا صاحب قادیانی کا بیان سنئے جو غالبًا نامہ نگار مذکور کی نظر سے اوجھل رہا ہے یا دانستہ انہوں نے نظر انداز کر دیا ہے۔بہر حال

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان درج ذیل ہے۔آپ اس زلزلہ کا زمانہ اور مقام دونوں بتاتے ہیں، مرزا صاحب قادیانی مذکورہ پیش گوئی کا مفصل ذکر کر کے فرماتے ہیں:

اب ذرا کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی، یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلت تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔(ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم۔ص ۹۷)

ناظرین ملاحظہ فرمایئے زلزلہ کی پیش گوئی کو جنگ یورپ پر چسپاں کرنا بحالیکہ نہ مرزا صاحب قادیانی اس وقت زندہ ہیں، نہ یہ جنگ مرزا صاحب کے ضلع گورداسپور یا ملک پنجاب میں ہے۔ بالکل اس شعر کا مصداق ہے

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ نومبر ۱۹۴۴ء مطابق ۲۳ ذی قعد ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۵ ص ۴۔۶)

قادیان سے ہم کو دو انعام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی کبھی کبھی ہم کو انعام دیا کرتے ہیں۔ ۱۹۱۲ء میں تین سو روپیہ لدھیانہ میں انعام دیا تھا، اس کے بعد خاموشی رہی۔

۲۲۔اکتوبر ۱۹۴۴ء کو تقسیم انعام کا پھر ولولہ اٹھا۔اخبار الفضل کے مذکورہ پرچے (یعنی الفضل مورخہ ۱۵۔اکتوبر ۱۹۴۴ء) میں ہمارے لئے دو انعام تجویز ہوئے ہیں۔ رقم قلیل ہے، مگر خیر انعام دینے والے کی حیثیت اتنی ہی ہوگی۔ پانچ پانچ روپئے کے دو انعام رکھے ہیں۔

اول سائل احمد علی سیالکوٹی کہتے ہیں کہ تم (اہل حدیث) نے جو لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا الہام تھا کہ تقسیم بنگالہ منسوخ نہیں ہوگی، اگر یہ مضمون دکھا دو تو پانچ روپیہ انعام پاؤ۔

دوم، قادیان میں طاعون کے متعلق پرچہ (اہل حدیث) ۲۰۔اکتوبر ۱۹۴۴ء میں جو دعوی کیا ہے وہ دکھا دو، تو پانچ روپیہ انعام پاؤ۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں؛

سر دست ہم ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حقیقۃ الوحی میں صفحہ ۲۹۶ پر تقسیم بنگالہ کی بحالی کو الہامی بتایا ہے۔پس اس حوالہ کو دیکھ کر پانچ روپیہ کا منی آرڈر بھیج دیں۔

ہم دوسرا حوالہ پیش کر کے دوسرا انعام بھی حاصل کرینگے۔انشاء اللہ۔خدا نہ کرے کہ آپ بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرح ایک لاکھ پندرہ ہزار انعام (اعجاز احمدی میں) کا وعدہ کر کے پھر جائیں جس پر مجھے کہنے کا موقع ملے

کیوں کر مجھے باور ہو کہ ایفاء ہی کرو گے
کیا وعدہ تمہیں کر کے مکرنا نہیں آتا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ نومبر ۱۹۴۴ء مطابق ۲۳ ذی قعد ۱۳۶۳ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۵ ص ۶)

مصلح موعود کے دو جھوٹ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور سخت شاکی ہیں کہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے دو جھوٹ بولے ہیں۔مولوی محمد علی صاحب، خلیفہ صاحب قادیان سے پوچھتے ہیں کہ تم جو کہتے ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعوی نبوت کیا تھا یا غیر احمدیوں کا کافر کہا تھا وغیرہ، یہ مرزا صاحب قادیانی کے حق میں جھوٹ ہے۔

اس سوال کو بارہا دہرایا اور دہراتے چلے جارہے ہیں اور سوال پر سوال

کررہے ہیں۔ہمیں ان دوجھوٹوں سے کوئی سروکارنہیں: محتسب را درون خانہ چہ کار ہم تو صرف یہ پوچھتے ہیں اور دونوں صاحبوں سے عرصہ دراز سے پوچھ رہے ہیں اب پھر دونوں کوایک ہی صف میں کھڑا کر کے پوچھتے ہیں کہ مہربانی کرکے اپنے اختلافات کوالگ رکھواور ہمارے سوال کا جواب دو کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵پر جس چوتھے بیٹے کو مصلح موعود قرار دیا تھا وہ چوتھا بیٹا کہاں ہے؟

دونوں صاحب مل کراس سوال کوحل کیجئے۔یہ سوال کسی خاص فریق پرنہیں ہے، بلکہ آپ دونوں پر ہے۔

ایسا موعود بیٹا جس نے باپ کی پشت سے اور ماں کے پیٹ سے بھائیوں کو آواز دی تھی کہ میں عنقریب تمہارے بعد آتا ہوں۔اسکا نام ونشان کیوں نہیں بتایا جاتا۔ آخر وہ پیدا ہوا کہ نہیں۔کیا پیدا ہوکر مر گیا، یا کیا ہوا؟

جو کچھ ہوا ہوہمیں اس کی اطلاع دیجئے تاکہ ہماری تسلی ہو۔

ایک فریق خود مصلح موعود بنتا ہے دوسرا اس کواس دعوی میں جھوٹا کہتا ہے۔ ہم خاموشی سے دونوں کی باتیں سنتے ہیں اور دل میں سوچتے ہیں کہ الٰہی ان کوکیا ہوگیا کہ ہماری طرف توجہ ہی نہیں کرتے حالانکہ ہمیں دونوں سے مساوی نسبت ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ نومبر ۱۹۴۴ء مطابق ۳۰ ذی قعد ۱۳۶۴ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۶ ص ۴)

قادیانی پیش گوئیوں کی حقیقت

خلیفہ قادیان کے الفاظ میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کسی نجومی نے کسی عورت کا پیٹ ابھرا ہوا دیکھ کر بچہ پیدا ہونے کی پیش گوئی کی تھی اور کہا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ لڑکا پیدا ہو، اور ممکن ہے کہ لڑکی پیدا ہو۔

ایسی پیش گوئیوں کو جو اپنے اندر دونوں پہلو رکھتی ہیں کون جھوٹا کہہ سکتا ہے کیونکہ وہ اس شعر کی مصداق ہوتی ہیں

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

اسی طرح بڑے مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئیاں بھی گول مول ہوتی تھیں۔ مثلاً

دو بکریاں ذبح کی جائیں گی،

یا، بڑے بڑے لوگ قبروں میں چلے جائیں گے،

یا، میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ وغیرہ وغیرہ

اس لئے ان کی کوئی مثال بتانے کی ضرورت نہیں مگر آج ہم دکھاتے ہیں کہ خود خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) بھی مرزا غلام احمد صاحب کی پیش گوئیوں کو ایسی ہی گول مول بتاتے ہیں۔ اخبار الفضل کا مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ ہو:

آنر ایبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے ذریعہ اسلام کو جو غلبہ حاصل ہوگا وہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی (تذکرۃ الشہادتین۔ ص ۶۵) اس سے مراد آیا جسمانی غلبہ ہے یا روحانی؟

حضرت امیر المومنین (خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد) نے فرمایا اس غلبہ سے جسمانی غلبہ بھی مراد ہوسکتا ہے جیسے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے تحریر فرمایا ہے کہ جو بزرگ ہماری جماعت میں شامل نہیں ہوں گے، رفتہ رفتہ وہ ایسے ہی ذلیل اور بے حیثیت ہو جائیں گے جیسے چوڑھے چمار ہوتے ہیں۔ اور اس سے روحانی غلبہ بھی مراد ہے۔ اور پھر ممکن ہے کہ تنزل سے مراد صرف روحانی تنزل ہی نہ ہو بلکہ ظاہری تنزل بھی ہو۔

درحقیقت انبیاء کی پیش گوئیاں اپنے وقت پر ہی کھلتی ہیں۔ وقت سے پہلے ان کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اگر ایک طرف یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ غلبہ قیامت تک رہے گا، تو دوسری طرف آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا، اور بعض

بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے، اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی، اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے (تذکرہ۔ص ۲۱۳)...

پس حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی جہاں یہ فرمایا ہے کہ ایسا غلبہ قیامت تک رہے گا اس سے بھی موجوہ دور کا آخر ہے ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) یہ کیوں فرماتے کہ ایک زمانہ پھر ایسا آئے گا جب عیسائیت دنیا پر غالب آ جائے گی۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں عیسائیت سے مراد احمدیت سے پیدا ہونے والی خرابیاں ہیں یہ مطلب نہیں کہ موجودہ عیسائیت پھر دنیا پر غالب آ جائے گی۔ اس مسیح کا جہاں تک تعلق ہے وہ مر گیا اور اب دوبارہ اسکی قوم کو عروج حال نہیں ہو سکتا مگر چونکہ الفاظ ایسے ہیں جن سے عیسائیت کی طرف خیال جاتا ہے اسلئے میرا خیال ہے اس زمانہ میں جب لوگوں کو ان کی گمراہی کی طرف توجہ دلائی جائے گی اور کہا جائے گا کہ اس کی پہلے سے خبر موجود تھی تو وہ یہی کہیں گے کہ اس سے مراد ہم کہاں ہیں یہاں تو عیسائیت کی خرابیوں کا ذکر کیا گیا ہے ہم تو ان غلطیوں سے پاک ہیں۔

پس میرے نزدیک اس جگہ عیسائیت کی خرابیوں سے مراد احمدیوں کے آخری دور کی خرابیاں ہیں کیونکہ ہر جماعت کے آخر ایک تنزل کا وقت بھی ہے یہ تنزل کسی زمانہ میں جماعت احمدیہ پر بھی آئے گا اور وہ غالباً ان لفظوں سے ناجائز فائدہ اٹھائیں گے۔ (الفضل قادیان۔ ۷ نومبر ۱۹۴۴ء صفحہ اول)

مولانا امرتسری لکھتے ہیں: مرزائیوں کو شاباش! جن کا قول ہے کہ:

پیر من خس است و اعتقاد من بس است

وہ کیوں کسی بات میں شک کرنے لگے۔ لیکن غیر جانبدار لوگ الگ رہ کر غور کریں کہ ایسی گول مول پیش گوئیوں کو جو اپنے اندر کئی کئی پہلو رکھتی ہیں، فریق مخالف کیسے قبول کر سکتا ہے۔

بہت اچھا! ہم اس بحث کو یہیں چھوڑ کر خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) سے ایک

سوال کرتے ہیں جس کو حل کرنا آپ کا فرض ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب کا دعوی تھا کہ میں بروز محمد ہوں یعنی آنحضرت ﷺ کی مثل ہوں چنانچہ درثمین میں آپ کا شعر ہے

آدم نیز احمد مختار۔ در برم جامہء ہمہ ابرار

چونکہ ہم پوچھنے کا حق رکھتے ہیں اس لئے پوچھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ شروع نبوت سے لے کر انتقال فرمانے تک ضلالت (گمراہی) ہی رہا، یا ہدایت سے پر ہو گیا۔ اور قرآن مجید میں جو آیا ہے کہ اذا جاء نصر الله والفتح و رأيت الناس يد خلو ن فی دين الله افوا جاً جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی تم دیکھو گے کہ لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہو جائیں گے، یہ وعدہ آنحضر ﷺ کی زندگی میں پورا ہوا یا نہیں۔

اس تمہید کو ہم یہیں چھوڑ کر آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۹ پر لکھا ہے:

مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام اطراف واکناف عالم میں پھیل جائے گا۔

اس فقرہ کو ملحوظ رکھ کر ہم اصل اور بروز (محمد ﷺ اور مسیح قادیانی) کے زمانوں کا مقابلہ کر کے دیکھتے ہیں تو بے ساختہ ہمارے منہ سے نکل جاتا ہے:

شیر قالین دگر است وشیر نیستان دگر

زمانہ محمدی کا جو نقشہ ہم پاتے ہیں اس کا اظہار ان لفظوں میں کرتے ہیں

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
نئ اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اک آواز سے سوتی بستی جگا دی
پڑا غل یہ ہر طرف پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

مگر جب ہم بروز محمد کا زمانہ دیکھتے ہیں تو اسلام میں کفار کا داخلہ تو الگ رہا، برعکس بت خانوں کی طرح مزارات آباد ہیں۔ مخلوق کو سجدے ہو رہے ہیں۔ شراب

نوشی، قمار بازی اور زنا کاری کا عام رواج ہے۔ بداخلاقی کی حد نہیں رہی۔

غرض مسلمانوں مسلمانوں کی حالت اس شعر کی مصداق ہے

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

کیا مسیح موعود کا اتنا ہی کام تھا کہ اپنی تعریفمیں چند کتابیں اور چند اشتہارات لکھے اور چلتے بنے۔

آیئے ہم آپ کو ایک غیر مدعی الہام بندہء خدا کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مقابلہ کر کے دکھائیں۔ تعصب اور سخن پروری کو الگ رکھ کر سنیئے

مولانا اسماعیل شہید قدس سرہ کی آواز نے ایسا اثر کیا کہ لاکھوں نہیں کروڑوں بندگان خدا کو توحید کی سمجھ آ گئی۔ خدا پرستی اور قبر پرستی وغیرہ میں امتیاز حاصل ہو گیا۔

اے کاش! مسلمانوں سے صرف مزار پرستی کی بیماری ہی رفع ہو جاتی تو بھی ہم مرزا صاحب قادیانی کے حق میں کہہ سکتے: اے آمدنت باعثِ آبادی ما

مگر افسوس کہ کچھ نہ ہوا۔ مزارات پہلے کی طرح مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں۔ لاہور، اجمیر، پیران کلیر، گونڈہ (مزار سالار غازی) وغیرہ میں بڑے بڑے معبد نظر آتے ہیں، جن کو دیکھ کر بے ساختہ ہمارے منہ سے نکل جاتا

ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان

(اہلحدیث امرتسر ۲۴ نومبر۔ یکم دسمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۷۔۱۴ ذی الحج ۱۳۶۴ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۷۔۴۸۔ ص ۳۔۵)

خلیفہ قادیان کا دوبارہ تاکیدی حکم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) اور ان کی وزارت آئے دن ایسے تاکیدی حکم جاری کرتے رہتے ہیں جن سے مرزائیت ترقی کرے۔ ہمارے دوست ان تدبیروں

کے جوڑ توڑ سے غافل ہیں۔ غفلت کا نتیجہ جو ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے پہلے بھی اپنے مریدوں کو ایک حکم دیا تھا کہ اپنے رشتہ داروں پر زور ڈالو کہ وہ احمدیت قبول کریں۔ ان کے ہاں جاؤ ان کو پکڑ لو، اور چھوڑو نہیں جب تک وہ ہمارے ساتھ متفق نہ ہو جائیں۔ اس کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۳ نومبر ۱۹۴۴ء میں ہو چکا ہے۔ اب پھر انہوں نے تاکیداً یہی حکم جاری کیا ہے، اس لئے یہاں ہم زمانہ سلف کا ایک واقعہ سنا کر اپنا جواب دہراتے ہیں۔

صحابہ کرام کے زمانہ میں ایران کے ساتھ جو جنگ ہوئی اس میں ایرانی فوج کے افسر کی لڑکی بڑی خوش شکل اور جمیلہ تھی۔ اس کو بڑے بڑے تاجدار اپنے لئے چاہتے تھے۔ اس افسر نے یہ چال کی کہ اعلان کر دیا کہ جو ایرانی سپاہی مسلمان افسر کا سر کاٹ کر میرے پاس لائے گا، میں اس کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہ دوں گا۔

اس کا اثر مسلمان افسر کے دل پر بہت گہرا ہوا۔ وہ متفکر تھا کہ اس کا کیا انتظام کیا جائے کیونکہ ایرانی فوج میں اس طمع کی وجہ سے غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا تھا۔

مسلم افسر کے مشیر نے مشورہ دیا کہ اس کا جواب آسان ہے۔ آپ بھی اعلان کر دیجئے کہ جو مسلمان سپاہی ایرانی افسر کا سر کاٹ کر لائے گا، میں اس ایرانی افسر کی لڑکی اس کے ساتھ بیاہ دوں گا۔

اس اعلان کا نتیجہ خاطر خواہ ہوا۔

اسی قصہ کے تتبع میں ہم بھی اعلان کرتے ہیں کہ

خلیفہ (مرزا محمود احمد) کے حکم کے مطابق کوئی مسلمان کسی مرزائی رشتہ دار سے ملے، یا کوئی غیر رشتہ دار مرزائی سامنے آئے، تو اس کو روک لے، اور بڑی نرمی سے پوچھے کہ مرزا صاحب کلاں نے جو پیشگوئی کی تھی کہ میرے تین بیٹوں کے بعد چوتھا بیٹا مصلح موعود ہو گا، وہ چوتھا بیٹا کون ہے؟

یہ سوال جب تک حل نہ ہو جائے اس مرزائی شخص کو محبت اور نرمی کے ساتھ روک رکھے اور نہ چھوڑے جب تک اس سوال کا صحیح جواب نہ دے یا مرزائیت سے تائب نہ ہو جائے۔ اس کام کے لئے رسالہ مصلح موعود دفتر اہل حدیث امرتسر سے منگوا لیں۔

اس مرزائی کو کہہ دیں کہ بس ہمارا سوال صرف اتنا ہے۔ زیادہ کرید کرنے کی ضرورت نہیں۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ دسمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۲۱ ذی الحج ۱۳۶۴ھ جلد ۴۱ نمبر ۴۹ ص ۴)

قادیانی انعام کی حقیقت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیان سے ہمارے لئے دو انعام پانچ پانچ روپے کے تجویز ہوئے تھے جن کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۴۴ء میں ہو چکا ہے۔

انعام دینے والے صاحب نے جو حوالہ طلب کیا تھا ہم نے اس حوالہ کا پتہ مع صفحہ کتاب بتا دیا تھا۔ ملاحظہ ہو اہل حدیث مذکور۔

اس کے جواب میں انعام دہندہ نے اصل عبارت نقل کرنے کا مطالبہ کیا تھا ہم اس کا مطالبہ پورا کرنے کو بھی تیار ہیں مگر چونکہ خطرہ ہے کہ کوئی کج فہم اس عبارت میں تحریف نہ کرے، اسلئے اس عبارت کے صحیح معنی بتانے کیلئے ہم مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کو تجویز کرتے ہیں۔

مولوی محمد علی آج کل کا محمد علی نہیں، بلکہ اسی زمانہ کا محمد علی ہے جب وہ پیش گوئی شائع کی گئی تھی۔ یعنی بقول، مرزا صاحب کلاں تقسیم بنگالہ منسوخ نہ ہوگی۔

دیکھئے فریق ثانی اس قابل منصف کو مانتا ہے یا نہیں۔

اس فیصلہ کے بعد انعام پہنچنے پر ہم دوسرا مطالبہ طاعون قادیان بھی پورا کر دیں گے۔ پس جلدی کیجئے جتنی دیر ہوگی آپ کی طرف سے ہوگی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ دسمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۲۸ ذی الحج ۱۳۶۴ھ جلد ۴۱ نمبر ۵۰ ص ۴)

مردہ باپ کا جنازہ اور استغفار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جو اصحاب پوچھا کرتے ہیں کہ قادیانی مردہ کا جنازہ پڑھنا چاہیے یا نہیں، ان کے جواب کیلئے اخبار الفضل قادیان سے ایک فتوی نقل کرتے ہیں۔ غور سے پڑھیں۔

سائل پوچھتا ہے کہ:

جب میرے والد صاحب فوت ہوئے تو میں نیا نیا احمدی تھا۔ میں نے لاعلمی میں ان کا جنازہ بھی پڑھا۔ اور اس کے بعد ان کی قبر پر جا کر فاتحہ بھی پڑھا کرتا تھا کہ ایک دوست نے بتایا کہ غیر احمدی باپ کی قبر پر جا کر فاتحہ پڑھنا اور ان کی مغفرت کی دعا کرنا منع ہے۔ اب میں کیا کروں؟

جواب: جو غلطی آپ لاعلمی سے کرتے تھے اور علم ہونے پر آپ نے وہ چھوڑ دی تو گویا آپ نے سچی توبہ کرلی۔ اب مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں سوائے اس کے کہ والد کی جگہ اپنے لئے استغفار کریں۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قادیانی مفتی نے یہ نہیں بتایا کہ تم اپنے باپ کے ترکہ سے بھی کچھ نہ لینا کیونکہ علم الوراثت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مورث اور وارث کے دین کا اختلاف بھی مانع ارث ہوتا ہے۔

ہمارے احباب متنبہ رہیں کہ جہاں کسی متوفی کی اولاد میں کوئی وارث مرزائی ہوگیا ہو اور وہ متوفی کے جنازہ میں شریک نہ ہو جیسا کہ ان کو حکم ہے، تو مورث کے ترکہ سے اسکو حصہ نہ دیں ۔ یہ کوئی انصاف نہیں ہے کہ جنازہ کے مسئلہ میں باپ کو کافر سمجھا جائے اور ترکہ کے مسئلہ میں اس کو مسلمان سمجھ کر اس کا مال لیا جائے تلك اذاقسمة ضیزی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ دسمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۲۸ ذی الحج ۱۳۶۴ھ جلد ۴۱ نمبر ۵۰ ص ۴)

ہٹلر آف جرمنی اور سیٹھ عبداللہ سکندر آبادی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا جانے ہٹلر کو اسکا کیا بدلہ ملے گا جو اس نے اپنی کتاب (میری جدو جہد) میں یہ اصول لکھ مارا ہے کہ جھوٹ کو باور کرانے کا یہی طریقہ ہے کہ کہ بار بار کہتے جاؤ یہاں تک کہ اس کے سننے والے باور کر لیں۔

اسی طریق کو قادیانیوں کے وکیل سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی نے اپنا معمول بنا رکھا ہے۔ بارہا لکھ چکے ہیں پھر بھی لکھتے چلے جاتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کو اکیس ہزار روپیہ انعام، مولوی محمد علی صاحب کو بیس ہزار روپیہ انعام، فلاں صاحب کو اتنے ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ کس کام پر؟ صرف اس بات پر کہ مولوی ثناء اللہ اپنے عقاید کی صحت اور ہمارے عقائد کی غلطی پر حلف اٹھائے تو اکیس ہزار روپئے انعام لے۔ حالانکہ ہم کئی دفعہ حلف اٹھا چکے ہیں یہاں تک کہ قادیان کے جلسہ اسلامیہ میں بھی حلف اٹھایا تھا۔ مگر یہ ہٹلر کی طرح اپنی ہی رٹ لگائے جاتے ہیں تا کہ لوگ ان کی غلط بیانی کو باور کر لیں چنانچہ ہمارے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

> مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ انہوں نے حلف اٹھایا ہے مگر ہماری شرط تو یہ ہے کہ حلف موکد بعذاب ہو، اور ایک خاص پبلک جلسہ میں ہو۔ مگر یہ ان کے لئے موت ہے۔ اسی لئے تو وہ اکیس سال سے ٹالتے ہی رہتے ہیں اور مرتے دم تک ٹالتے ہی رہیں گے۔
>
> عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن۔ (الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۴۴ء ص ۶)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: اس اقتباس میں سیٹھ صاحب کو تسلیم ہے کہ میں نے حلف اٹھایا مگر ان کی شرط کے مطابق نہیں۔ وہ شرط کیا ہے۔ شرط یہ ہے کہ درصورت جھوٹا ہونے کے اپنے لئے عذاب طلب کروں۔

عذاب ان کی اصطلاح میں ایسی کلی مشکک ہے کہ امرتسر سے لاہور کا سفر بھی

اس کا ایک فرد ہوسکتا ہے۔ نزلہ اور زکام تو بہت بڑے اکمل فرد ہیں ۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عبداللہ آتھم عیسائی کے متعلق پیش گوئی کی میعاد میں ان کے امرتسر سے فیروز پور تک آنے جانے کو ہاویہ قرار دیکر فرمایا تھا کہ یہی وہ ہاویہ ہے جسکے متعلق میری پیش گوئی تھی ۔ (رسالہ ضیاء الحق وانوار الاسلام)

ایسے لوگوں کا صحیح اور پختہ جواب یہی ہے کہ ان کو قرآنی نصوص سے انچ بھر بھی ادھر اودھر نہ جانے دیا۔ ان کو کہا جائے کہ اپنے خیالات اور شرائط اپنے پاس رکھئے اور مولوی محمد علی صاحب کے سامنے پیش کیجئے ہمارے نزدیک ان کی قیمت پرکاہ کے برابر بھی نہیں۔ ہم تو قرآن مجید اور حدیث شریف کے پابند ہیں۔ سنیئے:

قرآن شریف کافروں کا انکار متعلقہ رسالت محمدیہ ﷺ نقل کرتا ہے مگر ان سے کسی قسم کی حلف خصوصاً موکد بعذاب کا کوئی مطالبہ نہیں کرتا کیونکہ کافر کا کفر ہی اس کی سزا کے لئے کافی ہے حلف کی کیا ضرورت ہے غور سے پڑھو:

يقول الذين كفروا لست مرسلا ۔ قل كفى بالله شهيداً بيني و بينكم ۔ (الرعد:۴۳) یعنی کافر آنحضرت ﷺ کو کہتے ہیں کہ تو رسول نہیں ہے تم (ان کو) کہو کہ میرے تمہارے درمیان خدا کافی ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کافر پر انکار کے ساتھ قسم نہیں ہے، بلکہ نبی پر قسم ہے کہ وہ اپنا بیان حلفیہ شائع کرے ۔ پس آئندہ کو مرزائی لوگ ہشیار ہو جائیں اور ہم سے وہ مطالبہ نہ کریں جو قرآن وحدیث میں ہے۔ ورنہ:

آنچہ نہ قال است نہ قال الرسول
فضل بود و فضل مخواں اے فضول

رہا پبلک جلسہ تو قادیان کا جلسہ اسلامیہ بھی تو پبلک تھا جس میں ہم نے حلف اٹھایا تھا جسکا ذکر اخبار الفضل میں ملتا ہے۔

تازہ حلف: حلف کوئی کوئی روٹی یا چائے نہیں ہے جو روز کھائی جائے تاہم ہم جماعت قادیانیہ کی خاطر تازہ حلف اٹھاتے ہیں کہ:

خدا کی قسم ہم مرزا صاحب قادیانی کو ان کے الہامی دعوی میں سچا نہیں سمجھتے ۔

بتایئے! ہمارا یہ بیان آیت کریمہ لست مرسلا کے مطابق ہے یا نہیں۔

اور یہ بھی بتائیے کہ قرآن مجید کی آیت پر اپنی طرف سے اضافہ کرنا کس کا کام ہے۔

پس اگر آپ انعامی وعدے میں سچے ہیں تو اکیس ہزار کی رقم یوں تقسیم کر دیجئے کہ دس ہزار روپیہ ہمیں بھیج دیجئے اور پانچ ہزار پیغام بلڈنگ لاہور میں بھیج دیا جائے اور پانچ ہزار قادیانی مصلح موعود ((مرزا محمود احمد جو ہمیشہ بیمار رہتے ہیں)) کی اور ان کے اہل وعیال کی ضرویات طبیہ کیلئے محفوظ رکھیں اور ایک ہزار غریب احرار قادیان کو دے دیجئے۔

دیکھئے سیٹھ عبداللہ سکندر آبادی صاحب اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ ہمارا تو ان کی نسبت یہ پرانا حسن ظن ہے

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ دسمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۵ محرم ۱۳۶۴ھ جلد ۴۱ نمبر ۵۱ ص ۴)

قادیانیوں کی نئی چال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ قادیانی جماعت کے افراد یورپین مدبرین کی طرح نئی نئی چالیں سوچتے رہتے ہیں۔ ہمارے ناظرین اور عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان سے واقف رہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو متنبہ کریں۔

قادیانیوں نے دیکھا کہ ہمارے مقابلے میں جو مسلمان مناظر پیش ہوتے ہیں، وہ پرانے طریق کے تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ مولوی فاضل کی ڈگری ان کے پاس نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو بہت کم۔

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آجکل مناظرات میں قادیانیوں کی طرف سے منجملہ دیگر شرائط کے یہ شرط ضروری ہوتی ہے کہ ہمارے مقابل مناظر مولوی فاضل کی سند رکھتا ہو۔ اگر ایسا نہیں تو وہ قابل خطاب نہیں۔

اسکا جواب ہمیں ذاتی طور پر سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم فضلہ تعالی بہت پرانے مولوی فاضل ہیں۔ ہاں عام مسلمانوں کو اس کا جواب یہ دینا چاہیے کہ:

جناب مرزا غلام احمد صاحب مولوی فاضل نہ تھے۔ حکیم نورالدین مولوی فاضل نہ تھے۔ مولوی محمد احسن، مولوی عبدالکریم یہاں تک کہ خلیفہ وقت میاں محمود احمد بھی مولوی فاضل نہیں ہیں، بلکہ وہ انٹرنس تک تمام جماعتوں میں فیل ہوتے رہے ہیں جس کا اعتراف انہوں نے جلسہ لائل پور کی تقریر میں کیا ہوا ہے۔ پھر یہ شرط کیوں پیش کی جاتی ہے۔

دوسرا جواب ان سے قدرت نے یوں دلوایا ہے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) اپنے خطبہ میں بصراحت کہتے ہیں:

> اس زمانہ کے مولوی فاضل پاس اور پرانی طرز کے علماء میں بہت بڑا فرق ہے۔ مولوی فاضل کا امتحان ایک خاص قسم کا نصاب پڑھ کر دیا جا سکتا ہے، مگر اسے پاس کر کے کوئی شخص ایسا عالم نہیں ہوسکتا کہ ہر قسم کی علمی مشکل کو حل کرنے کے قابل ہو۔ بہت سی علمی کتابیں ایسی ہیں کہ جنہیں نہ وہ پڑھتے ہیں اور نہ ہی ان کے پڑھنے کا ان کو موقعہ مل سکتا ہے۔
>
> (الفضل قادیان ۲۸ نومبر ۱۹۴۴ء)

ناظرین اس شرط کو ہرگز منظور نہ کیا کریں بلکہ یہ کہا کریں کہ یہ شرط تمہارے مذہب کے بانی اور ان کے جانشینوں میں بھی نہیں پائی جاتی اس لئے ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ یہ کہیں کہ ہم مولوی فاضلوں کو حسب فتوی خلیفہ قادیان نا قابل سمجھتے ہیں ہمارے علماء تعلیم میں ان سے بدرجہا اچھے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ دسمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۵ محرم ۱۳۶۴ھ جلد ۴۱ نمبر ۵۱ ص ۴-۵)

مصلح موعود کون ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان اور لاہور کے سالانہ جلسوں کے موقع پر اہل حدیث کے شعبہ

اشاعت فنڈ سے اشتہار نکلا کرتا ہے جو قادیانیوں اور لاہوریوں کے جلسوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔امسال جو اشتہار شائع ہوا، وہ درج ذیل ہے۔

جماعت احمدیہ سے ایک فیصلہ کن سوال بتقریب جلسہ ہائے سالانہ

اس سال جماعت احمدیہ میں مصلح موعود کا سوال بہت زیر بحث رہا ہے، اس لئے میں بھی جماعت احمدیہ سے اسی پر ایک سوال کرتا ہوں جو فیصلہ کن ہے جناب مرزا صاحب متوفی نے مصلح موعود کی بابت جو لکھا ہے وہ یہ ہے:

میرے تین لڑکے اس وقت موجود ہیں محمود بشیر اور شریف۔ چوتھا لڑکا (مصلح موعود) ان تینوں کے بعد ہوگا۔(ضمیمہ انجام آتھم مصنفہ مرزا صاحب ص ۱۴-۱۵)

سوال: صرف یہ ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے جلسوں میں بتائے کہ وہ چوتھا لڑکا (مصلح موعود) کون ہے اس کا نام کیا ہے، وہ کہاں رہتا ہے۔تا کہ یہ فیصلہ ہو سکے کہ پیش گوئی سچی ہے یا جھوٹی۔ اور خلیفہ قادیان کا دعوی مصلح موعود ہونے کے متعلق صحیح ہے یا غلط؟

میرے اس سوال کے مخاطب قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتیں ہیں۔

اطلاع: دفتر اہل حدیث امرتسر سے ایک مختصر سا رسالہ مصلح موعود شائع ہو چکا ہے جسکے مجیب کے لئے ایک روپیہ انعام تجویز کیا گیا ہے اعیان احمدیہ اگر چاہیں تو ہمت کر کے انعام بھی حاصل کر سکتے ہیں خاموش رہنے سے یہ سوال ٹل نہیں جائے بلکہ ہمیشہ کیلئے بحال رہے گا

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر\
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

المشتہر۔رضاء اللہ مینجر دفتر اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ء

مدیر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: افسوس کی بات ہے کہ ایسے آسان سوال کا جواب نہ قادیانیوں نے دیا، نہ لاہوریوں نے۔لطف یہ ہے کہ قادیانی جماعت میں سے بہت بڑے بڑے انعامات تقسیم کرنے والے سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندرآبادی بھی ایسے خاموش رہے گویا انہوں نے سنا ہی نہیں۔

اب ہم ان کو پھر یاد دلاتے ہیں کہ وہ دوسروں کو انعام دینے کی بجائے خود انعام حاصل کرنیکی کوشش کریں۔ آخر دقت ہی کیا ہے۔ مرزا صاحب کے اتباع اس آسان سوال کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ ہمارا سوال بالکل مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ وہ چوتھا لڑکا (مصلح موعود) کون سا ہے اسکا نام بتاؤ اور شرط مذکورہ اس پر صادق کر کے دکھاؤ ورنہ ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں گے

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جنوری ۱۹۴۵ء مطابق ۱۹ محرم ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ا ص ۴،۵)

عقاید مرزائیہ

جناب ماسٹر محمد خان سیف منڈی بہاء الدین سے لکھتے ہیں:

برادران ملت! راقم التحریر آج کی صحبت میں امت مرزائیہ کے چند عقاید بیان کرتا ہے

۱۔ میر منکر کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۱۶۳)

۲۔ خدا عرش پر میری تعریف کرتا ہے۔ (انجام آتھم۔ ص ۵۵)

۳۔ میں خدا کے نزدیک اس کی اولاد کے رتبہ میں ہوں۔ (اربعین وغیرہ)

۴۔ میرے تمام دشمن سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر۔ (نجم الہدی ص ۱۷)

۵۔ مجھے مردوں کو زندہ کرنے اور زندوں کو مارنے کی قدرت دی گئی ہے (خطبہ الہامیہ)

۶، میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہوتی ہیں۔ (خطبہ الہامیہ)

۷۔ مرزا دنیا کا باوا آدم ہے۔ (الفضل ۱۴۔ فروری ۱۸۴۴ء) (گویا حضرت آدم کا درجہ معمولی ہے)

۸۔ مرزا کی ذہنی ترقی آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھی (ریویو قادیان بابت جون ۱۹۲۹ء قول محمود)

۹، مرزا کی اولاد میں انبیاء پیدا ہوں گے۔ (الفضل خاتم النبیین نمبر۔ ص ۱۰۸)

۱۰، مجھ کو خدا نے وہ معرفت و نور دیا جو تمام جہان میں کسی کو نہیں دیا۔ (خطبہ الہامیہ)

۱۱۔ آنحضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات تھے (چشمہ مسیحی۔ ص ۱۲) مگر میرے دس لاکھ

معجزات ہیں۔ (تذکرۃ الشہادتین)

۱۲، میں مسیح موعود ہوں نبی اللہ رسول اللہ ہوں (حقیقۃ الوحی وغیرہ) (کیا لاہوری جماعت کے لئے نبی اور رسول نہ تھے۔ سیف)

۱۳۔ میرے آنے سے پہلوں کے سورج ڈوب گئے ۔(خطبہ الہامیہ)

۱۴، میں خواب میں اللہ ہوگیا اور میں نے یقین کرلیا کہ واقعی میں اللہ ہوں ،(انجام آتھم)

۱۵۔ غیر احمدی سب ہمارے دشمن ہیں ، (الفضل ۲۵۔ اپریل ۱۹۳۱ء)

مسلمانو! سوچو اور بتاؤ ہم مرزائیوں کے نزدیک کیا درجہ رکھتے ہیں۔ کیا اب بھی مرزائیوں کو مسلمان سمجھو گے۔

۱۶۔ مرزا کے اتباع میں اولوالعزم نبی پیدا ہوں گے۔ (الفضل خاتم النبیین نمبر ص ۲۸)

۱۷۔ ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا نے قادیان کو اس کام (حج) کیلئے مقرر کیا ہے اب حج کا مقام قادیان ہے۔ (برکات خلافت)

۱۸، یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتی کہ حضرت محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (ڈائری خلیفہ قادیان)

جہاد اسلامی کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں شعر ملاحظہ ہو

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال

۱۹۔ غیر احمدی (مسلمانوں) کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ (انوار خلافت۔ ص ۹۸۳)

۲۰۔ غیر احمدی (مسلمان) معصوم بچے کا جنازہ بھی پڑھنا جائز نہیں۔ (ایضاً)

۲۱۔ مرزا صاحب کا دعوی تھا کہ حوض کوثر مجھے ملا ہے۔ الفاظ یہ ہیں

انااعطیناك الکوثر (انجام آتھم۔ ص ۵۸)

۲۲۔ سب مسلمانوں نے مجھے مان لیا مگر بدکار اور فاحشہ عورتوں کی اولاد نے نہیں مانا۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۵۴۷)

۲۳۔ ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور انکے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

مسلمانو! امت مرزائیہ کا ایک اور عقیدہ سینہ تھام کر سنئے

۲۴۔ حضرت مسیح موعود (مرزا) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں

تمدنی ترقی زیادہ ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو صرف مسیح موعود (مرزا) کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے نبی کریم ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا ظہور تمدن کے نقص کے باعث نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔ (ریویو آف ریلی جنز قادیان جون ۱۹۲۹ء)

ناظرین! کس دیدہ دلیری سے سردار دوجہان رئیس الانبیاء کی شان گرامی میں گستاخی سے کام لیا گیا ہے اعاذنا اللہ منہ

بھائیو! آپ نے امت مرزائیہ کے عقاید ملاحظہ فرما لئے۔ دعا ہے کہ اللہ میاں ہر مسلمان کو ان سے محفوظ و مصئون رکھے، اور شریعت محمدیہ پر کاربند ہونے کی توفیق بخشے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء مطابق ۲۶ محرم ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ۲ ص ۳۔۴)

مرزا کے گول مول الہامات

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کوئی مانے یا نہ مانے ہم تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مداح ہیں کہ آپ ایسی گول مول بات کیا کرتے تھے جس کے کئی پہلو ہوا کرتے تھے۔ مثلاً فرما دیا کہ دو بکریاں ذبح ہوں گی۔

اس الہام کو کبھی کہیں لگا دیا اور کبھی کہیں۔

انہی میں ایک پیش گوئی یہ بھی ہے کہ میری چار دیواری میں رہنے والے طاعون سے نہیں مریں گے (انی احافظ کل من فی الدار)۔

اس میں دو قسم کی وسعتیں ہیں۔ چار دیواری کے معنی کیا ہیں۔

اس سے چونے اور اینٹوں کی دیوار مراد نہیں، بلکہ ارادت اور عقیدت کی دیوار مراد ہے (کشتی نوح از مرزا صاحب قادیانی)

دوسرے قادیان میں جو کوئی رہتا ہو وہ مرزا صاحب قادیانی کی چاردیواری ہی میں رہتا ہے۔

پیغام صلح لاہور مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۴۴ء دوسری وسعت کو تو قبول کر لیتا ہے مگر پہلی وسعت کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بہت سے مرید بیرون قادیان طاعون سے مر چکے ہیں اور بہت سے قادیان میں بھی مرے ہیں اس لئے یہ پیش گوئی بھی اپنے معنی میں بالکل غلط ثابت ہوئی ہے اسی پر ہی کیا موقوف ہے مرزا صاحب قادیانی کی کل پیش گوئیاں ایسی ہی ہیں لیکن اس پر یہ کہنا صحیح ہے

ہزار وعدوں میں گر ایک ہی وفا کرتے
قسم خدا کی نہ ہم تم کو بے وفا کہتے

اس کی مفصل تشریح ہمارے رسالہ الہامات مرزا میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جنوری ۱۹۴۵ء مطابق ۴ صفر ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ۳ ص ۴۔۵)

خلیفہ قادیان کی بلند پروازی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ماضی میں ایک صاحب، شیخ چلی ہوئے ہیں۔ جو اپنی بلند پروازی میں بہت مشہور تھے بڑے بڑے بلند حوصلے رکھتے تھے بڑی بڑی سکیمیں سوچتے تھے۔ اسلئے بڑے نام آور اور ضرب المثل تھے۔ لوگ ان کا نام بڑی عزت سے لیتے تھے۔ جہاں کہیں کسی شخص نے بلند خیال سوچا بس لوگوں نے کہہ دیا حضرت شیخ چلی کی بڑ ہے۔

دراصل انسان میں بلند خیالی کا وصف قابل تعریف ہے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) میں یہ وصف کمال درجہ تک پایا جاتا ہے جو دراصل ان کو باپ سے وراثت میں ملا ہے آج ہم خلیفہ صاحب کی بلند خیالی کی ایک مثال ناظرین تک پہنچاتے ہیں تا کہ جو لطف ہم نے ان کی سکیم سے حاصل کیا ہے اسے ناظرین بھی حاصل کریں۔

آپ نے عراق عرب میں احمدیت کی اشاعت کا مضمون سوچا ہے جسکو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے جسے پڑھ کر ہمیں خیال گذرا کہ حضرت شیخ چلی گو مر گئے ہیں مگر بلند خیالی کا وصف ابھی دنیا میں موجود ہے خلیفہ قادیان کہتے ہیں:

ہماری طرف سے اس وقت تک شام، فلسطین اور مصر میں تو تبلیغ جاری ہے لیکن میں سوچ رہا تھا عراق میں ابھی تک ہماری طرف سے تبلیغ نہیں شروع کی گئی۔ حضرت مرزا صاحب کا ایک الہام ہے کہ

يدعون لك ابدال الشام (تذکرہ۔ص ۱۳۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی شام کی طرف ہماری جماعت کی ترقی کی صورت پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن آج مجھے یہ خیال آیا کہ عراق کا بھی حضرت مرزا صاحب کے الہام میں ذکر آتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ایک الہامی نام عبدالقادر رکھا ہے (تذکرہ۔ص ۹۱، ۵۰۷، ۶۵۷)

اور سید عبدالقادر صاحب جیلانی بغداد میں رہتے تھے۔

گویا شام کے متعلق یہ الہام ہے کہ يدعون لك ابدال الشام شام کے ابدال تیرے لئے دعائیں کرتے ہیں تو عراق کے متعلق یہ الہام ہے کہ تم ابدال العراق میں سے ہو یعنی جو کام عبدالقادر جیلانی نے کیا تھا وہی کام اس علاقہ میں ہم تم سے لیں گے (مدیر اہل حدیث حاشیہ میں لکھتے ہیں: اسی لئے حیدر آباد کے مرزائیوں کی طرف سے ایک نظم چھپی تھی جس میں مرزا صاحب قادیانی اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا مقابلہ اس طرح دکھایا تھا

سرمۂ چشم بناتے تیری خاک پا کو۔ غوث اعظم شاہ جیلانی رسول قدنی) کیونکہ سید عبدالقادر صاحب جیلانی ساری دنیا کے لئے نہیں بلکہ ایک مخصوص علاقہ کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے تھے اس طرح اللہ تعالی نے آپ کو عبدالقادر قرار دے کر اس امر کی طرف اشارہ فرما دیا کہ جیسے عبدالقادر صاحب عراق کے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ہوئے تھے ویسے ہی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ذریعہ عراق کے لوگ احمدیت کو قبول کریں گے۔

پھر میں نے سوچا کہ اللہ تعالی نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو ہندوستان میں پیدا کیا ہے اور ہندوستان میں جہاں مغلوں کی جسمانی حکومت رہ چکی ہے اللہ تعالی نے آپ کے ذریعہ پھر ایک روحانی حکومت مغلوں کی قائم کر دی ہے۔ دنیوی بادشاہ جب دین سے غافل ہو جاتے ہیں تو کئی قسم کے مظالم

پر اتر آتے ہیں، لیکن مغلوں کو یہ ایک بہت بڑی خوبی نصیب رہی ہے کہ انہوں نے فاتح ہوکر بڑی جلدی اسلام قبول کر لیا اور اس کی اشاعت میں مشغول ہو گئے۔ جب کسی قسم میں کوئی نیکی ہوتی ہے تو اللہ تعالی کسی نہ کسی رنگ میں اسے بدلہ دے دیتا ہے....

شاید انکی اس نیکی کی وجہ سے ہی اللہ تعالی نے اس زمانہ میں اپنا مامور مغلوں میں سے بھیجا ہے (خود مرزا صاحب قادیانی اپنے مغل ہونے سے انکاری ہیں۔ قادیانی ممبرو! بتاؤ باپ سچا ہے یا بیٹا احد هما کاذب۔ اڈیٹر اہل حدیث) اور تاریخ سے یہ امر ثابت ہے کہ مغلوں کا پہلا خروج بغداد پر ہوا جس کو انہوں نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ پس جیسے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہ لکھا ہے کہ پہلا آدم آیا اور اسے جنت سے نکالا گیا مگر یہ دوسرا آدم اسلئے آیا ہے تا کہ شیطان کو جنت سے نکال دے (مرزا صاحب تو لکھ چکے ہیں کہ میں شیطان کو مار ڈالنے کیلئے آیا ہوں خلیفہ صاحب لکھتے ہیں جنت سے شیطان کو نکالنے کیلئے آئے ہیں دونوں میں سے کون سچا ہے ۔اڈیٹر اہل حدیث) اور خود اس میں داخل ہو جائے پہلا مسیح آیا اور اسے دشمنوں نے صلیب پر لٹکا دیا لیکن یہ دوسرا مسیح اس لئے آیا ہے تا کہ صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے (عیسائیوں کی مردم شماری دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیب دن بدن ترقی پذیر ہے۔ براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ میں عیسائیوں کی آبادی پانچ لاکھ تھی آج نصف کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔ کیا صلیب توڑنا اسی کو کہتے ہیں۔اڈیٹر اہل حدیث) پہلا یوسف آیا اور اسے لوگوں نے زندان میں ڈالا لیکن یہ دوسرا یوسف اسلئے آیا ہے کہ لوگوں کو کاندان (غالبًا یہ لفظ غلط چھپا ہے صحیح زندان ہے۔اڈیٹر اہل حدیث) میں سے نکالے۔اسی طرح ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں مغلوں کو (گووہ مسلمان نہیں تھے) اللہ تعالی نے اس بات پر مامور کیا کہ وہ سزا کے طور پر بغداد میں داخل ہوں مگر اس زمانہ میں مغلوں کیلئے خدا نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ انعام کے طور پر بغداد میں داخل ہوں اور اسکے لئے ایک نئی زندگی کا موجب ہوں

ان دونوں نسبتوں سے میں نے یہ سمجھا کہ عراق بھی خدائی سکیم سے باہر نہیں

بلکہ اس میں شامل ہے اگر ہمیں شام کے متعلق بعض الہامات نظر آتے ہیں تو عراق کے متعلق بھی ایسے الہامات پائے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیت کا وہاں پھیلنا مقدر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عرب پر غلبہ حاصل کرنے کی پہلی سیڑھی عراق ہے اور ضروری ہے کہ اس علاقہ میں احمدیت کی اشاعت کی طرف توجہ کی جائے اگر عراق میں احمدیت کا غلبہ ہو جائے تو بحرین کے جزائر جو اس کے قرب میں ہی ہیں وہاں اثر پہنچ سکتا ہے اور پھر وہاں سے آہستہ آہستہ سارے عرب میں احمدیت پھیل سکتی ہے پھر اگر عراق میں احمدیت پھیل جائے تو افغانستان اور ایران دونوں گھر جاتے ہیں اور ان دونوں مما لک پر ایک طرف ہندوستان سے اور دوسری طرف عراق سے ایسا تبلیغی اثر ڈالا جا سکتا ہے کہ ان مما لک کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ رہے۔

(الفضل قادیان ۱۵ جنوری ۱۹۴۵ء ص ۱)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: کیسی دلفریب سکیم ہے۔ ہمیں اس سے بحث نہیں ہے کہ یہ سکیم پوری ہوگی یا نہیں، بلکہ ہماری نظر اس موقع پر یہ ہے کہ جس بنا پر یہ سکیم تیار کی گئی ہے وہ سرے سے ہی غلط ہے۔ بنا یہ کہ مرزا صاحب قادیانی مغل قوم سے تھے اور خدا تعالیٰ مغلوں سے روحانی خدمت لیتا رہا ہے اور اسی طرح احمدیت کی اشاعت بھی ان سے کرائے گا حالانکہ خود مرزا غلام احمد صاحب کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۷۸ پر اپنے مغل ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

جس کی اصل ہی نہیں ہے اس کی فرع کہاں ہوگی۔ ہم نے بارہا لکھا ہے کہ قادیانی اہل علم مرزا صاحب کے مقالات کے حوالے ہم سے پوچھ لیا کریں تاکہ انہیں شرمندگی نہ ہو مگر وہ اپنی تعلّی اور خود رائی سے کام لیتے ہیں اس لئے غلطی کر جاتے ہیں ہمیں مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالے بتانے میں کبھی بخل نہیں ہوگا دیکھئے سردست ایک حوالہ کیسا صحیح بتاتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے مولوی ثناء اللہ کی بابت دعا کی تھی کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے خدا نے مجھے الہام کیا اجیب دعوۃ الداع خدا فرماتا ہے کہ میں نے تیری دعا قبول کر لی یعنی جھوٹا پہلے مرے گا (اخبار بدر ۲۵۔

اپریل ۱۹۰۷ء) نتیجہ کیسا صحیح نکلا

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جنوری ۱۹۴۵ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ۴ ص ۴-۵)

آخری فیصلہ کا اثر قادیانی جماعت پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے میرے مواخذات سے تنگ آکر ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک دعا شائع کی تھی جس کا مضمون یہ تھا کہ ہم دونوں (مرزا و ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے، وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔ اس کا نتیجہ جو ہوا وہ اظہر من الشّمس ہے۔ اللہ تعالی نے مرزا صاحب قادیانی کی دعا قبول فرمائی۔

اس الٰہی فیصلہ کا اثر یہ ہونا چاہیے تھا کہ جماعت مرزائیہ مرزا صاحب کے حق میں وہی رائے رکھتی جس کا اظہار خود مرزا صاحب قادیانی کر گئے تھے ..مگر جماعت مرزائیہ نے پہلے تو اس مضمون پر بحث اٹھائی جس میں حسب فیصلہ منصفان ان کو تین سو روپیہ مجھے انعام دینا پڑا۔ یہ واقعہ اپریل ۱۹۱۲ء کا ہے۔ اس کے بعد بھی وہ کچھ نہ کچھ کہتے ہی رہے، یہاں تک کہ اخبار الفضل ۶ فروری ۱۹۴۵ء میں ایک بسیط مضمون اس کے جواب میں نکلا ہے جس کے اصل مطلب کا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر میں کئی دفعہ دیا گیا ہے مگر اب پھر الفضل میں بصورت جدیدہ یہ مضمون کیوں دیا گیا؟ صرف اس لئے کہ ۲ فروری کے اہلحدیث میں میری بیماری کا ذکر دیکھ کر اچھل پڑے اور مارے خوشی کے نعرے لگانے لگے۔ الفضل کے سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ مرزا صاحب کا مضمون دراصل مباہلہ تھا۔

۲۔ مولوی ثناء اللہ نے اس کو قبول نہ کیا لہذا مباہلہ منعقد نہ ہوا۔

۳۔ مولوی ثناء اللہ اپنی زندگی پر فخر کرتا ہے حالانکہ اس کی زندگی بقول اس

کے بدکاروں کی زندگی ہے۔

۴۔ اب وہ اپنی بیماری کا اعتراف ۲ فروری کے پرچہ اہل حدیث میں خود کرتا ہے۔

خدا جزائے خیر دے میاں محمود احمد گدی نشین کو جنہوں نے ان سب باتوں کا جواب خود دیا ہوا ہے، اس لئے مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ موصوف نے اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء میں لکھا تھا کہ جب حضرت صاحب کلاں نے ثناء اللہ کی بابت دعا کی اور خدا کی طرف سے اس کی قبولیت کا الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع، یہ دعا انذاری پیش گوئی ہوگئی۔

مطلب یہ کہ دعا جملہ انشائیہ ہوتی ہے جو صدق یا کذب سے موصوف نہیں ہوتی مگر پیش گوئی جملہ خبریہ ہوتی ہے جس کے لئے احد الوصفین (صدق یا کذب) ضروری ہوتا ہے۔ پس میاں محمود احمد کی تشریح کے مطابق کلام مرزا کا مطلب یہ ہوا کہ: ہم میں سے جھوٹا ضرور سچے کی زندگی میں مرے گا۔

اہل علم مرزائیو! میں تم کو تمہارے علم کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں ان دونوں باپ بیٹے کے متن سے اور شرح سے جو نتیجہ میں نے پیش کیا ہے آپ لوگ اس کی بابت کیا رائے رکھتے ہیں۔

الفضل کا میری علالت پر خوشی منانا بہت ہی بے موقع ہے کیونکہ ان کا نبی ہمیشہ بیمار رہتا تھا۔ آج بھی اس کا خاندان لاہور کے میو ہسپتال کا نمونہ نظر آتا ہے۔ کہیں خلیفہ جی (مرزا محمود احمد) کو کھانسی کا عارضہ ہے، کہیں ان کے بھائی کو نقرس کا دورہ ہے۔ کہیں بہنوئی دم شماری کر رہا ہے۔ اگر ان کی روزانہ رپورٹیں غلط نہیں ہیں، تو یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ قادیان دارالایمان بالکل لاہور کا میو ہسپتال ہے جس پر یہ شعر بخوبی صادق آتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
وبا بینی خزاں بینی غرض دار الزیاں بینی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ فروری ۱۹۴۵ء جلد ۴۲ نمبر ۷ ص ۴-۵)

مولانا محمد حسین مرحوم بٹالوی اور مرزا قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عنوان میں مذکور پنجاب کے یہ دونوں مشہور مصنف کسی زمانہ میں ایک دوسرے کے بڑے دوست اور یار غار تھے۔ جوں ہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خلاف شریعت دعوی کرنے شروع کئے مولانا محمد حسین موصوف ان سے علیحدہ ہونے لگے یہاں تک کہ مولانا موصوف نے مرزا صاحب قادیانی کے حق میں ایک فتوی مرتب کر کے علماء سے دستخط حاصل کئے۔ پھر تو ایسی بگڑی کہ قادیان کو چھوٹے کاف سے کادیان یعنی مکرو فریب کا مقام لکھنے لگے، ادھر مرزا صاحب بٹالہ کو ط کے ساتھ بطالہ یعنی جھوٹ کا مقام لکھنے لگے۔

لطیفہ: میں ایک دفعہ دینانگر کے جلسہ پر جارہا تھا کہ دو اچھے تعلیم یافتہ مرزائی میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ مختلف قسم کی باتیں متضمن مذاق کرتے رہے۔ بٹالہ کا سٹیشن آیا تو قادیان کی گاڑی پر بیٹھنے کے لئے اترنے لگے۔ ان میں سے ایک نے مجھے سنانے کے لئے کہا کہ بطالہ آ گیا۔ میں نے کہا جناب! قادیان کس تحصیل کے ماتحت ہے۔، اس کا جواب وہ نہیں دے سکے کیونکہ قادیان تحصیل بٹالہ کے ماتحت ہے۔

خیر دنیا میں تو ان دونوں صاحبوں کے آپس میں تعلقات رہے آخر بحکم كل من عليها فان دونوں اس دار فانی سے تشریف لے گئے۔

دونوں کا انجام خدا کو معلوم ہے مگر بظاہر ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں میں بہت فرق ہے مولانا محمد حسین بٹالوی کو اگر کوئی شخص کلماتِ تحسین کے ساتھ یاد نہیں کرتا، تو مذمت بھی نہیں کرتا۔

مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا حال عیاں راچہ بیان، سب جانتے ہیں۔ چاروں طرف سے آوازے کسے جارہے ہیں۔ کوئی کسی نام سے یاد کرتا ہے، کوئی کسی سے۔ کوئی نظم لکھتا ہے، کوئی نثر لکھتا ہے۔ غرض آئے دن یہ ہنگامہ بپا ہے۔

باوجود اس نمایاں فرق کے قادیانی گروہ مرزا صاحب قادیانی کو فوقیت مولانا موصوف پر ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً ۲۳ فروری کے اہل حدیث میں کسی صاحب نے پوچھا کہ مولانا محمد حسین مرحوم کی تاریخ وفات کیا ہے؟

معمولی بات تھی جسکا جواب اہل حدیث ہی کی فائل سے مل سکتا تھا۔ بس الفضل قادیان نے اس کورائی کا پہاڑ بنادیا اور اس کے متعلق ایک لمبا مضمون لکھ مارا کہ مولوی محمد حسین کی یہ عزت ہے کہ ان کی تاریخ وفات بھی کسی کو یاد نہیں ۔ ہمارے حضرت صاحب ایسے اور ویسے ساری دنیا میں مشہور ہیں۔

حیرت ہے کہ اس قسم کے واقعات سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ کیا مرزا صاحب قادیانی کے مقابل سوامی دیانند پنڈت لیکھ رام اور ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی مناظر کی تاریخ وفات لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ ایسا دعوی وہ لوگ کرتے ہیں جو اپنے نبی کی تاریخ پیدائش، وہ خود بھی صحیح نہیں بتاتے، کبھی چار سال آگے کر دیتے ہیں اور کبھی پانچ سال پیچھے۔

امرتسر میں حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے با کمال بزرگ گذرے ہیں۔ جن کے کمال اور بزرگی کا اعتراف خود مرزا صاحب قادیانی بھی کیا کرتے تھے۔ ان کی تاریخ وفات بھی کسی کو معلوم نہیں۔

اور اوپر چلئے آنحضرت ﷺ کی تاریخ وفات اور ولادت میں اختلاف ہے۔ تاریخ ابن خلدون وغیرہ ملاحظہ ہو۔

پھر یہ کیا کمال ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کی تاریخ وفات لوگوں کو معلوم ہے اور مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی تاریخ وفات معلوم نہیں، حالانکہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں ملتی ہے۔ یہ فضیلت اور کرامت تو اسی وزن کی معلوم ہوتی ہے جو کسی شاعر نے اپنے پیرومرشد کی بتائی ہے

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشد گفت باراں شد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ مارچ ۱۹۴۵ء مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ۱۰ ص ۴)

قادیانی مسیح موعود اور مصلح موعود۔۱

(الثمرة تبنیء عن الشجرة)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
درج بالا مثال کا مفہوم اردو زبان میں یوں ادا کیا جاتا ہے:
درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی مسیح موعود ہونے کا تھا، جو ہمارے نزدیک بالتحقیق غلط اور افتراء علی اللہ ہے۔ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی پیشگوئی میں اپنے ایک بیٹے کو مصلح موعود قرار دے کر اعلان کیا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

یہ اعلان بھی اسی طرح غلط ثابت ہوا جس طرح مرزا صاحب قادیانی کا اپنا دعوی غلط تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بقول درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، مرزا صاحب کی میسیحیت موعودہ کو بھی اس کا اثر پہنچا۔ اس کا مفصل ذکر ہمارے رسالہ مصلح موعود میں ہے۔ ناظرین اسے دیکھ سکتے ہیں۔ رسالہ مذکور میں جو کچھ لکھا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے مصلح موعود بیٹے کے حق میں لکھا ہے
۱۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔
۲۔ محمود، بشیر احمد، شریف احمد جو اس وقت زندہ ہیں وہ ان کے بعد پیدا ہوگا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۴۔۱۵)۔

بس ساری گفتگو کا مدار ان دو فقروں پر ہے۔ ظاہر ہے کہ دونوں فقرے اپنے معنی اور زبان اردو کے قاعدہ سے اپنے مفہوم میں بالکل صاف ہیں۔ میں قادیانی اہل قلم کی ہمت کی داد دیتا ہوں کہ ان میں یہ خاص ملکہ ہے کہ وہ علی الاعلان کہہ سکتے ہیں

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

باوجود اس کے کہ ان کے سب اہل قلم اس فن میں باکمال ہیں، مگر کلی مشکک کے ماتحت بعض افراد بعض پر فضیلت رکھتے ہیں۔۔ بہ نسبت دوسروں کے مولوی اللہ دتا

صاحب جالندھری کو اس فن میں خاص امتیاز حاصل ہے۔وہ اس امتیاز میں اس درجہ ترقی کر گئے ہیں کہ استاد داغ کا شعران پر صادق آتا ہے

آ گیا داغ اس کے دل میں یہ غرور
شکل ہے دنیامیں لا ثانی مری

موصوف نے ہمارے رسالہ کے جواب میں قلم اٹھایا،اس کا پہلانمبر جنوری ۱۹۴۵ء میں اخبار الفضل قادیان میں نکلا۔اس کے بعد نمبر دوم ایسا گم ہوا کہ ہم نے سمجھا کہ براہین احمدیہ کے باقی حصص کے ساتھ شائع ہوگا۔آخر دوسرا نمبر ۹ فروری کے پرچہ میں شائع ہوا۔

نمبر اول میں براہین احمدیہ جلد اول کی طرح ادھر اودھر کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔نمبر دوم میں جولکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء کے کلام میں آیات متشابہات بھی ہوتی ہیں اسی طرح مرزا صاحب قادیانی کے کلام میں بھی بعض الہام متشابہہ ہوتے تھے۔مقصود متکلم کا یہ ہے کہ مصلح موعود والا الہام بھی متشابہہ ہے۔

جواب یہ ہے کہ خود متکلم جس حصہ کلام کو محکم کہتے ہیں اس کو متشابہہ کہنے والا کون۔اگر اس کو بھی متشابہہ کہا جائے تو پھر اس مقولہ معقولہ کے کیا معنی ہوں گے

تاويل الكلام بمالا يرضي به قائله (فاندفع ما توهم)

یعنی متکلم کی تصریح کے خلاف کسی کلام کے معنی بیان کرنا غلط ہے۔

یہ تو نمبر دوم کا اصل جواب ہے۔باقی مولوی اللہ دتا کا میرے حق میں طعن تشنیع کرنا یا اہل حدیث کانفرنس کے کاموں کا ناقدری سے ذکر کرنا اصل مضمون سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔تاہم مولوی صاحب موصوف میرے جواب کے منتظر ہوں تو سن لیں کہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان خود معترف ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جن جن کاموں کے کرنے کے وعدے کئے تھے،ابھی تک ان کا اربواں حصہ بھی پورا نہیں ہوا۔استاد داغ اپنے محبوب کے مواعید میں سے ہزارویں حصہ پر اکتفا کرتے ہوئے کہتے ہیں

ہزار وعدوں میں گر ایک ہی وفا کرتے
قسم خدا کی نہ ہم تم کو بے وفا کہتے

مگر خلیفہ قادیان قادیان اوران کے اتباع اپنے نبی کے مواعید میں سے ار بواں حصہ بھی پورا نہ ہونے پران کو باوفا ہی سمجھتے ہیں ۔ سچ ہے:

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ مارچ ۱۹۴۵ء مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ۱۱ ص ۳۔۴)

قادیانی مسیح موعود اور مصلح موعود۔ ۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مجیب (مولوی اللہ دتا) نے مرزا غلام احمد صاحب کے مصلح موعود والے الہام کو متشابہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کا جواب پہلے نمبر میں آچکا ہے۔ اسی ضمن میں قادیانی مجیب نے اپنے جواب میں بڑے طمطراق سے الزام لگایا ہے کہ میں نے مرزا صاحب قادیانی کی عبارت میں سے تین کو چار کرنے والا فقرہ نقل کیا ہے۔ اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ، اس جملہ کے معنی سمجھ میں نہیں آئے ،نقل نہیں کیا۔

اس سے آپ کا مقصد غالبًا یہ ہے کہ یہ فقرہ اس پیش گوئی کو متشابہ قرار دیتا ہے۔ یہ الزام غلط ہے کیونکہ میں نے اپنے رسالہ مصلح موعود میں وہ فقرہ نقل کیا ہے جو مرزا صاحب قادیانی نے کہا تھا کہ اس لڑکے نے میری پشت اور ماں کے پیٹ میں اپنے بھائیوں کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ میں تمہارے پیچھے ایک دن کے بعد آتا ہوں ۔(رسالہ مصلح موعود۔ص ۸)

اور وہ تینوں بھائی یہی ہیں جن کے نام محمود، بشیر،شریف ،مرزا صاحب نے لکھے ہیں۔ بس اس سے زیادہ تشریح کیا ہوگی۔ ،محدثین کا اصول ہے کسی ایک حدیث سے عدم علم ثابت ہو اور دوسری سے علم تو علم والی حدیث موخر ہوتی ہے فا ندفع ما اورد

اسی نمبر میں مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے بڑا زور اس بات پر دیا ہے کہ تین کو چار کرنے والا فقرہ متشابہات سے ہے۔

میں کہتا ہوں یہ دعوی علم شریعت اور اقوال مرزا صاحب قادیانی کے سراسر

خلاف ہے۔ جب خود صاحبِ وحی اس فقرے کو محکم اور مفصل قرار دے تو اس کو متشابہ کہنے والا صاحبِ وحی کی مخالفت کرتا ہے۔ مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں تین کو چار کرنے والے سے بیٹا مراد لے کر لکھا ہے کہ وہ محمود، بشیر اور شریف کے بعد پیدا ہوگا (ضمیمہ انجام آتھم) اب کس کو یارا ہے کہ وہ احمدی ہو کر اس کے خلاف کہہ سکے۔ مرزا غلام احمد صاحب کی تصریحات صاف بتا رہی ہیں کہ تین کو چار کرنے والا جملہ متشابہ نہیں ہے بلکہ محکم ہے۔ اس کو متشابہ کہنے والا اہل زیغ ہی نہیں بلکہ اہل تحریف ہے۔

اس نمبر میں مولوی اللہ دتا صاحب نے تین کو چار کرنے والے کے متعلق جو کمال دکھایا ہے، وہ انہی کا حصہ ہے۔ آپ کی ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے سارے بیٹوں (سلطان احمد، فضل احمد، بشیر اول، محمود، بشیر ثانی، اور شریف) میں سے چوتھا لڑکا محمود ہے۔ یہی معنی ہیں تین کو چار کرنے والہ کے۔

حالانکہ اس وقت فضل احمد اور بشیر اول مر چکے تھے۔ موئے ہوؤں کو شمار میں لے کر محمود احمد کو چوتھا قرار دینا مرزا صاحب قادیانی کی تاویلات سے بڑھ کر رکیک تاویل ہے جو اس پنجابی مثل کی مصداق ہے: گورو جنہاں دے ٹپنے چیلے ننھ شڑپ

قبل از جواب ناظرین کو یہ بتانا مفید ہوگا کہ بشیر اول کون تھا۔ بشیر اول وہ لڑکا تھا جس کی بابت مرزا صاحب قادیانی نے بڑے زوردار الفاظ میں پیش گوئی کی تھی کہ ایسا ہوگا، ویسا ہوگا، کانّ الله نزل من السماء گویا خدا آسمان سے اتر آئے گا

وہ پیدا ہوا۔ چند مہینے زندہ رہ کر مر گیا۔ جس پر مخالفوں نے نظم و نثر میں اشتہار لکھے، جس کا ایک شعر یہ تھا

بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا
تیرا اعزاز اور اکرام مرزا

اس واقعہ کی بنا پر ہمیں یقین تھا کہ کوئی قادیانی بشیر اول کا نام نہیں لے گا۔ مگر قادیانیوں کو سب کچھ روا ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کی تاویل کی خبر مرزا صاحب کو ہو جائے تو وہ سخت ناراضگی سے کہیں گے کہ جالندھری کو اس علمی اصول کی بھی خبر نہیں کہ تاویل الکلام بما لا یرضی به قائله باطل یعنی متکلم کے خلاف منشاء کسی کلام کے معنی کرنا غلط اصول ہے۔ میں (مرزا کلاں) جب کہ صاف

لفظوں میں کہہ چکا ہوں کہ چوتھا لڑکا جو مصلح موعود ہوگا، وہ ان تین لڑکوں محمود، بشیر اور شریف کے بعد ہوگا، پھر کون ہے جو احمدی ہو کر میرے کلام کو بگاڑے۔ ایسے نادان دوست کے حق میں، میں (مرزا غلام احمد) کہوں گا

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مارچ ۱۹۴۵ء مطابق ۸ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ۱۲ ص ۴)

کیا اب بھی مسلمان پوچھیں گے قادیانی مسلمان ہیں؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی تحریک کو پچاس سال سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے ہر قسم کی تحریریں فریقین کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ یہاں تک کہ علماء اسلام کا متفقہ فتوی بابت تنسیخ نکاح مرزائیاں بھی شائع ہو چکا ہے۔ غرض قادیانی تحریک کا مسئلہ قد تبین الرشد من الغی کے ماتحت آچکا ہے۔ باوجود اس کے کسی نہ کسی جانب سے یہ سوال آجایا کرتا ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں یا غیر؟ ہم ایسے سائلوں کے جواب کے لئے آج ایک مضمون الفضل سے نقل کرتے ہیں۔ ایسے سائل، اس کو پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کر لیں کہ قادیانی کیا ہیں۔ خود قادیانی مسلمانوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ مضمون مندرجہ ذیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل قادیان اپنے اور مسلمانوں کے درمیان مرزا غلام احمد کی شخصیت کو حد فاصل جانتے ہیں جو ان کی طرف ہو وہ مومن جو اس طرف ہو وہ کافر۔ جس طرح نبوت محمدیہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں حد فاصل ہے۔ پس اس تمہید کے بعد ناظرین مندرجہ ذیل مضمون پڑھیں اور قادیانیوں کے اسلام اور غیر اسلام کا سوال چھوڑ دیں۔ وہ مضمون یہ ہے:

احمدیہ سلسلہ کی عورتوں پر جو ذمہ داریاں خداتعالی طرف سے ڈالی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی احمدی لڑکی کا نکاح غیر احمدی مرد کے ساتھ نہ ہونا چاہیے۔ یہ مسئلہ آج کا نہیں، بلکہ قدیمی ہے اور کسی نے کبھی یہ

نہ سنا ہو گا کہ اگلے زمانہ میں کسی مسلمان عورت کا کسی ہندو عیسائی یہودی مجوسی یا مشرک سے نکاح کیا گیا ہو، اور مسلمان قوم نے اس کو برداشت کرلیا ہو۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان مرد تو اہل کتاب عورت سے شادی کر سکتا ہے لیکن مسلمان عورت نہ کسی کافر سے شادی کرسکتی ہے، نہ اہل کتاب مرد سے ۔ اہل کتاب سے مراد یہودی عیسائی ہندو پارسی وغیرہ قومیں ہیں جو کسی شریعت پر چلتی ہیں اور کوئی کتاب ان کے پاس ہے ۔ مرد چونکہ عورت کے ماتحت نہیں ہوتا اس لئے اس کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ بوقت ضرورت کتابی عورت سے شادی کرلے، لیکن عورت چونکہ مرد اور اس کے خاندان کے دباؤ کے نیچے زندگی بسر کرتی ہے اس لئے اس کا دین محفوظ رکھنے کے لئے شریعت اسلامیہ کا یہی حکم ہے کہ وہ نہ کافر کے ماتحت ہو اور نہ اہل کتاب کے ورنہ اس کے بچے بے دین ہو جائیں گے اور خود اس کا ایمان بھی خطرہ میں پڑ جائے گا۔

یہاں تک ... لینا تو بالکل صاف بات ہے اب اس زمانہ میں جب خدا تعالی نے احمدیت کو دنیا میں ظاہر کیا تو اس سلسلہ نے بھی اسی مسئلہ پر عمل کرنا شروع کیا اور صرف اتنا زیادہ کر دیا کہ جس طرح احمدی عورت کسی ہندو عیسائی اور یہودی مرد سے نہیں بیاہی جاسکتی اسی طرح غیر احمدی مرد سے بھی اس کی شادی نہیں ہوسکتی ورنہ اس کے دین کی تباہی ہے اس لئے اس سلسلہ کے مقتداء اور خلفاء نے بار بار یہ حکم دیا کہ کوئی احمدی لڑکی غیر احمدی سے نہ بیاہی جائے کیونکہ مذہب کا کفو سب سے زبردست کفو ہے اور بغیر اس کے نکاح جائز نہیں ہوتا اور ہمارا مذہب وہ مذہب ہے جسے لوگ احمدیت کہتے ہیں اس پر بعض مردوں نے یہ چالاکی کرنی شروع کی کہ نکاح کے لئے وہ بظاہر احمدی ہو جاتے تھے اور نکاح کے بعد پھر غیر احمدی کے غیر احمدی، اس بات کی روک تھام یوں کی گئی کہ کسی ایسے احمدی سے کسی احمدی لڑکی کی شادی نہ کی جائے جسے بیعت کئے ہوئے ایک سال کا عرصہ نہ گزر گیا ہو اور اس ایک سال میں اس مرد نے اپنے تئیں عملی طور پر جماعت کا کارآمد فرد اور

سچا احمدی ثابت نہ کر دیا ہو مگر باوجود اس کے کہیں کہیں اب بھی کمزور والدین یا دوسرے رشتہ دار کسی دباؤ کے ماتحت غریب احمدی لڑکیوں کا رشتہ غیر احمدیوں میں دے دیتے ہیں لڑکی چونکہ قدرتاً ایسے رشتہ داروں کے زیر اثر ہوتی ہے اور شائد جانتی ہے کہ میں اب کیا کرسکتی ہوں کچھ شرم و حجاب بھی مانع ہوتا یا دین کی واقفیت نہیں ہوتی اس لئے وہ بھی خاموش رہتی ہے اور اس طرح اپنی اور اپنی آئندہ نسل کی زندگی تباہ کرلیتی ہے اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ لڑکیاں خود اس معاملہ میں دلچسپی لیں اور اپنے سلسلہ کے مفاد اور وقار کی خاطر اور اپنے دین و مذہب کے بچاؤ کے لئے اس اصلاح کی طرف خود متوجہ ہوں اور جب بھی وہ دیکھیں کہ ہمارا رشتہ کسی غیر احمدی مرد سے تجویز ہونے لگا ہے تو وہ فوراً اپنے والدین یا بزرگوں سے کہہ دیں کہ یہ بات ناممکن ہے ہمیں ساری عمر کنوارا رہنا منظور ہے مگر ہم خلاف شریعت بات کبھی نہ ہونے دیں گے یہ محال ہے کہ ہم کسی غیر احمدی سے نکاح کریں ہمیں اپنا دین اور مذہب تباہ کرنا کسی صورت میں منظور نہیں۔

اور اس قسم کے اعلان کو اپنی بہنوں سہیلیوں ماؤں اور خالاؤں وغیرہ رشتہ داروں کی معرفت اس طرح مشتہر کر دیں کہ سرپرست مجبور ہو جائیں کہ ایسی حرکت نہ کرسکیں اگر پھر بھی کامیابی کی صورت نظر نہ آئے تو ایسی مظلوم لڑکی کا فرض ہے کہ وہ اپنے مقامی جماعت کے امیر تک تحریری یا بوساطت کسی احمدی عورت کے اطلاع پہنچائے کہ میرا باپ یا ماں یا چچا یہ غضب کرنے لگے ہیں آپ لوگ میری مدد کریں یا مرکز میں امیر کی معرفت اطلاع کرائے یا خود اطلاع دے اور واقعات کا اظہار صفائی سے کرے تب وہ خدا کے روبرو بے قصور ٹھہر سکتی ہے ورنہ وہ خود بھی ایسی ہی گنہ گار ہوگی جیسے اس کے رشتہ دار نیز اس طرح سے ہمارے سلسلہ کی خواتین کی مذہبی غیرت بھی بیدار رہے گی کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ اگر کسی احمدی لڑکی کا رشتہ کسی ہندو یا عیسائی یا سکھ سے ہونے کا ذکر آئے تو لوگ ایسے آدمی کی گردن توڑنے کے لئے مستعد ہو جائیں مگر وہی رشتہ اگر غیر احمدیوں میں تجویز کیا جائے جن کے پیچھے نماز

تک حرام ہے جن کا جنازہ تک پڑھنے کی ممانعت ہے جن کے عقاید مشرکانہ ہیں جو خدا کی جماعت سے بالکل الگ ہیں اور جن کا سلوک احمدیوں کے ساتھ گذشتہ پچاس سال سے نہایت ظالمانہ چلا آ رہا ہے تو کہہ دیا جائے کہ کیا ہرج ہے لڑکی غیروں میں تو نہیں جا رہی اپنے غیر احمدی چچا کے ہاں ہی جا رہی ہے۔ ایسی مشکلات کا علاج اب یہی ہے کہ لڑکیاں خود دینی جرأت اور غیرت دکھائیں اور ایسے نالائق اور بزدل والدین یا رشتہ داروں کے مقابلہ میں سد سکندری کی طرح کھڑی ہو جائیں کہ ہمیں مرنا منظور ہے ہمیں کنوارا رہنا منظور ہے، مگر یہ ناجائز امر جو شرعاً حرام اور سلسلہ کے احکام کے برخلاف ہے کرنا منظور نہیں۔ (الفضل قادیان ۱۹ مارچ ۱۹۴۵ء ص ۳)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: کیسا صاف بیان ہے۔ ہم راقم مضمون کی صاف گوئی کی داد دیتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی غیرت دلاتے ہیں کہ وہ ایسی جماعت کے حق میں اسلام کا سوال کرنا چھوڑ دیں آج تک اسلامی دنیا میں جتنے فرقے ہوئے ہیں سب کا تنا نبوت محمدیہ ﷺ ہی رہا ہے، باقی سب اس کی شاخیں ہیں گو وہ شاخیں آپس میں بہت مختلف رہیں اور ہیں مگر تنا کی وحدت کی وجہ سے دین اسلام ایک ہی رہا لیکن قادیانیوں کے غلو کی وجہ سے تنے دو ہو گئے ہیں جب تنے دو ہو گئے ہیں تو اسلام بھی ایک نہ رہا، بلکہ دو ہو گیا۔ ایک مدنی دین ایک قادیانی دین۔ ایسا کہنے میں ہم کسی قسم کی غلطی اور جانبداری نہیں کرتے بلکہ حق یہ ہے کہ اس میں ہم قادیانیوں کی ترجمانی کرتے ہیں بس مختصر یہ ہے کہ جس طرح قادیانی مسلمانوں کو غیر مومن سمجھتے ہیں مسلمانوں کا بھی حق ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر سمجھیں

آہ مرزا صاحب قادیانی! آپ نے آ کر اسلام کو جو فائدہ پہنچایا اس کی بابت یہ کہنا بالکل بجا ہے

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔ اپریل ۱۹۴۵ء مطابق ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ۱۴ ص ۵۔۶)

قادیانی مسیح موعود اور مصلح موعود۔۳

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے رسالہ مصلح موعود کا جواب جو مولوی اللہ دتا جالندھری قادیانی نے دیا ہے وہ بالکل قادیانی لٹریچر کے مطابق ہے۔ قادیانی امت میں یہ کمال ہے کہ کوئی واقعہ خواہ کھلم کھلا ان کی تکذیب اور تردید کرتا ہو، وہ اپنے زور قلم سے اس کو اپنالیا کرتے ہیں۔ عبد اللہ آتھم کی پیش گوئی کا انجام کیسا صریح اور صاف تکذیب مرزا پر ہوا تھا مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کمال ہے کہ انہوں نے اس کو اپنی تائید بنانے کیلئے ہر طرح کی کوشش کی۔ یہاں تک لکھ دیا کہ ۱۵ ماہ کے اندر مرنے سے مراد یہ ہے کہ پیش گوئی کا مفہوم یہی تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا چنانچہ وہ مجھ سے پہلے مر گیا۔ مرحبا ہے ماننے والوں کو کہ انہوں نے بھی بقول: پیر من خس است و اعتقاد من بس است، اسی کو تسلیم کر لیا۔

اسی طرح مرزا صاحب قادیانی کی ہر پیش گوئی جو صاف لفظوں میں غلط ثابت ہوئی، مریدان باصفا نے نے اس کو صحیح مان کر اپنے ایمان کا ثبوت دیا۔

اس لئے قادیانی مجیب (مولوی اللہ دتا) کا اپنے مضمون کو ہمارے رسالہ مصلح موعود کا جواب سمجھنا کوئی نئی بات نہیں ہے، اصل مرکزی نقطہ اس بحث کا اتنا ہے کہ مصلح موعود فرزند کے لئے کیا کیا لفظ آئے ہیں۔ ہم نے وہ الفاظ اپنے رسالہ مصلح موعود کے صفحہ ۶، ۷ پر نقل کئے ہیں جو یہ ہیں؛

> سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے بزرگ وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح

الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (تبلیغ رسالت جلد اول۔ص ۵۹۔۶۰)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں؛ ہماری منقولہ عبارت پر مجیب نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا البتہ ایک خام الزام ہم پر لگایا ہے کہ ہم نے مرزا کا فقرہ:

تین کو چار کرنے والا ہوگا، اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے،

نقل نہیں کیا۔ مجیب نے اپنی عادت کے مطابق اس پر بہت سی زبان درازی کی ہے، حالانکہ یہ اس کی نافہمی یا ناانصافی کا ثبوت ہے کیونکہ ایک موقعہ پر اس فقرے کے معنی مرزا صاحب قادیانی کی سمجھ میں نہیں آئے تو دوسرے موقعہ پر آ گئے جو ہم نے رسالہ مصلح موعود کے صفحہ ۸ پر ضمیمہ انجام آتھم سے نقل کئے ہیں۔اس میں صاف ذکر ہے کہ تین بیٹوں کو شمار کر کے چوتھے بیٹے کا وعدہ کیا ہے۔ پھر مبارک احمد پیدا ہوا، تو مرزا صاحب قادیانی نے اس کو کھلے لفظوں میں تین کو چار کرنے والے کا مصداق قرار دیا ۔ملاحظہ ہو مصلح موعود صفحہ ۵، ۶ منقول از تریاق القلوب

مجیب کے رویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا حصہ مصلح موعود سے الگ کرتا ہے اور مصلح موعود اپنے خیال میں اور محض اپنی ذاتی رائے سے مرزا محمود احمد کو بناتا ہے۔ حالانکہ ساری بحث کا نچوڑ اتنا ہی ہے کہ تین کو چار کرنے والا ہی آسمانی برکتوں کے ساتھ آئے گا اور وہ دنیا میں نور پھیلائے گا۔ وغیرہ

یہی اوصاف مصلح موعود کے ہیں ان کو الگ الگ کرنا بال کی کھال اتارنے کے مشابہ ہے اسی کو کہتے ہیں: کون کندن وکاہ برآوردن

اب دیکھنا یہ ہے کہ تین کو چار کرنے والا مبارک احمد کو قرار دیا تھا اور سب اوصاف اس پر چسپاں کئے تھے جسکا حوالہ ہم نے رسالہ مصلح موعود کے صفحہ ۵، ۶ پر پورا کر دیا لیکن وہ فوت ہو گیا۔ اب اگر اس کی جگہ کوئی آئے تو اسپر بحث ہوگی۔

اس ساری بحث کا اختصار یہ ہے کہ تین کو چار کرنے والا حسب تصریح اشتہار بیس فروری مصلح موعود ہوگا اور وہ ان تینوں موجودہ بیٹوں کے بعد آنے والا تھا (ضمیمہ انجا

م آتھم ص ۱۴، ۱۵) اور تینوں بیٹے محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد ہیں۔ ان کے بعد چوتھا لڑکا جو تین کو چار کرنے والا مصلح موعود کا لقب پانے والا پیدا ہونا مقدر تھا وہ کون ہے؟

اگر مبارک احمد مصلح موعود نہیں تو ہماری بلا سے۔ اب بتاؤ ان تینوں کے بعد چوتھا لڑکا کون ہے۔ اگر کوئی نہیں ہے، تو پیش گوئی سرے سے غت ربود ہوگئی۔ یہ ہے بحث کا مرکز جس کا جواب دینا مجیب کے ذمہ تھا جو اس نے پورا نہیں کیا۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

نوٹ: ہماری مذکورہ تحریر سے مجیب کے باقی حصہ کا جواب بھی آ گیا جو الفضل مورخہ ۱۳ و ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء میں لکھا ہے۔ مجیب مطلع رہے کہ ضمیمہ انجام آتھم نے مہر لگا دی ہے کہ تین کو چار کرنے والا بیٹا موجودہ بیٹوں (محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد) میں سے کوئی نہیں ہے۔

اطلاع: رسالہ مصلح موعود کے سرورق پر ہم نے بطریق عدالت فیصلہ ہونے پر سو روپیہ روپیہ مجیب کے لئے رکھا ہے۔ بطریق عدالت یہی ہے کہ فریقین کی تقریریں ہوتی ہیں، دو مدعی کی ایک مدعی علیہ کی۔ چوتھی کوئی نہیں۔ تینوں تقریریں ہو چکیں، فریقین چاہیں تو مسلّمہ ثالث مقرر کر کے فیصلہ کرا لیں ہم فیصلے کے لئے تیار ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اپریل ۱۹۴۵ء مطابق ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ۱۵ ص ۴)

خلیفہ قادیانی کی دعا متعلق جنگ عظیم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچہ میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) اور ان کے حواری اتحادیوں کی فتح پر اپنی شیخی بگھارتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے خلیفہ نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ فتح اتحادیوں کی ہوگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پرچہ مذکورہ میں ہم نے بتایا تھا کہ فتح کی پیش گوئی وزیر اعظم برطانیہ بھی کرتے رہے، آپ نے اگر ان کی آواز میں اپنی آواز ملا دی، تو کیا کمال کیا۔

ہاں آپ کا کمال یہ ہوتا کہ آپ کی دعا سے فتح ہوتی اور دعا سے بھی اس طرح کہ انگریز آپ سے دعا کی درخواست کرتے ،اور اس پر آپ دعا کرتے اور انگریزوں کی فتح ہوتی تو آپ کا کمال ثابت ہوتا۔

ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ انگریز آپ کی ایسی باتیں سن کر آپ کو پاگل کہتے ہیں۔آج کے پرچے میں ہم اس بحث کو مفصل لکھتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ قادیانیوں کی مثال وہی لیموں نچوڑ کی سی ہے جو تھوڑا سا لیموں مسافر کے کھانے میں نچوڑ کر خود اس میں شریک ہو جاتا تھا۔

پس ناظرین نمبر وار سنیں خلیفہ قادیان کا قول ہے:

نمبر اول: اور یہ جو آفتیں آنے والی ہیں ان پر اصل غلبہ دعا کے ذریعہ ہی ہو گا اور کیا تعجب ہے کہ اس جنگ میں ایک وقت ایسا آ جائے جب کہ اتحادی ہم سے دعا کی درخواست کریں۔اور جیسا کہ رؤیا بتاتی ہے اگر وہ اخلاص سے اس طرف توجہ کریں تو خداتعالی میری دعا کی برکت سے یہ مصیبت ان سے دور کر دے گا۔لیکن ابھی ان کے دماغ ایسے مقام پر نہیں آئے کہ وہ اس حقیقت کو سمجھیں۔ بلکہ اس وقت اگر کسی انگریز کے سامنے میری اس تقریر کا یہ حصہ رکھ دیا جائے تو وہ کہے گا کہ یہ کوئی پاگل ہے جو پاگل خانہ سے چھوٹ کر آیا ہے۔کیا ہماری حفاظت کے لئے ہمارے پاس توپ خانے اور بحری بیڑہ اور ہوائی جہاز اور بڑے بڑے اسلحہ موجود نہیں۔اور اگر ان ہتھیاروں کے باوجود ہمیں فتح حاصل نہ ہو تو اس کی دعا سے فتح کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ (الفضل ۱۶ مئی ۱۹۴۵ء بحوالہ ۶۔اکتوبر ۱۹۳۹ء)

ناظرین! کتنی صاف اور واضح بات ہے کہ انگریزوں کی فتح کو اپنی دعا سے وابستہ کیا جاتا ہے، اور اپنی دعا کو انگریزوں کی درخواست پر مبنی کیا گیا ہے۔

اور انگریزوں کا دعا کرنا تو کجا انگریزوں کے قول میں معاذ اللہ خلیفہ صاحب کو پاگل اور مجنون بتایا گیا ہے (ہم اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ثناء اللہ)

اس مضمون کی مزید تائید مندرجہ ذیل اقتباس میں ملتی ہے۔خلیفہ جی (مرزا محمود احمد) فرماتے ہیں:

میں نے انگریزوں کو بار ہا توجہ دلائی ہے کہ اگر وہ چاہیں اور جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست کریں، تو اللہ تعالی ہماری دعا سے ان کی مشکلات کو دور کر دے گا...

اگر وہ ہماری طرف دعا کے لئے دل سے متوجہ ہوں تو اللہ تعالی اس فتنہ کو دور کر دے گا اور ان کے امن و آسائش کے ایام واپس لے آئے گا۔ مگر باوجود اس کے کہ ایک عرصہ سے یہ اعلان ہماری جماعت کی طرف سے ہو چکا ہے گورنمنٹ نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا،

(الفضل ۱۶ مئی ۱۹۴۵ء بحوالہ ۱۲ نومبر ۱۹۴۲ء)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں: یہ عبارت کیسی صاف ہے جو اپنے معنی بتانے میں بالکل واضح ہے۔ انگریزی حکومت نے خلیفہ جی کی درخواست کو بڑی توہین سے ٹھکرا دیا ہے جس کی شکایت خود خلیفہ (مرزا محمود احمد) کرتے ہیں۔ پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ انگریزوں کی فتح ہماری دعا سے ہوئی۔ حالانکہ انگریزوں نے نہ دعا کی درخواست کی، اور نہ توجہ کی بلکہ اپنی درخواست کو نامقبول پا کر خلیفہ قادیان مرزا غالب مرحوم کا یہ شعر پڑھتے ہوئے خاموش ہو گئے

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا

مرقومہ بالا دونوں اقتباسوں کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل اقتباس سے ہوتی ہے۔ خلیفہ قادیان کہتے ہیں:

ہم دعائیں تو اب بھی کرتے ہیں اور میں جماعت کو ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعائیں کیا کرے۔ مگر ان دعاؤں میں اور اس دعا میں بہت بڑا فرق ہے۔ بعض نادان کہا کرتے ہیں کہ اگر تمہاری دعاؤں سے ہی یہ لڑائی دور ہو سکتی ہے تو تمہارے دلوں میں دعا کے لئے کیوں جوش پیدا نہیں ہوتا۔ دنیا میں اتنا خون خرابہ ہو رہا ہے اور تم دعا نہیں کرتے۔ وہ نادان اور احمق یہ نہیں سمجھتے کہ دعا کے لئے جوش پیدا ہونے کے مختلف اسباب میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ اور اس فرق کی وجہ سے وہ

جوش کبھی کم پیدا ہوتا ہے اور کبھی زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت بھی ہم بے شک انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں، مگر اس لئے کہ ہمارے نزدیک انگریز مظلوم ہیں اور ان کا دشمن ظالم ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ظالم کو فتح حاصل ہو لیکن اگر انگریز ہم سے دعا کی درخواست کریں تو چونکہ اس درخواست کے نتیجہ میں اسلام اور احمدیت کی سچائی ظاہر ہوگی اس لئے اسلام کی فتح احمدیت کی فتح کے لئے ہمارے لوں میں دعا کے لئے جس قدر جوش پیدا ہوسکتا ہے وہ جوش موجودہ صورت میں کہاں پیدا ہوسکتا ہے۔

(الفضل قادیان۔تاریخ مذکور)

یہ مقولہ بالکل فیصلہ کن ہے کہ احمدیت اس صورت میں فخر کرسکتی ہے جب حکومت انگریزی خلیفہ جی (مرزا محمود احمد) سے دعا کی درخواست کرتی۔ وہ تو بقول خلیفہ جی اپنے سازوسامان اور اسلحہ جنگ کے گھمنڈ میں مگن رہی۔ دعا کی درخواست کی بجائے خلیفہ جی جیسے مصلح موعود کو پاگل اور مجنون سمجھتی رہی۔ پھر یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ انگریزوں کی فتح سے احمدیت کی صداقت کا نشان ظاہر ہوا۔ یہ تو اس سے بھی کم ہے جو کسی شخص کے پیر نے بارش کی پیش گوئی کی تھی اور بلی کے پیشاب کرنے پر مرید نے بطور فخر یہ شعر کہا تھا

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جون ۱۹۴۵ء مطابق ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۶۴ھ جلد ۴۲ نمبر ۲۲ ص ۴۔۵)

خاتمہ جنگ سے متعلق خلیفہ قادیان کی پیش گوئی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی جماعت کے بانی اور خود جماعت قادیانی بات بنانے میں ایسے مشاق ہیں کہ ان کی مثال ملک میں شائد ہی کوئی ملتی ہو۔ مشہور قصہ ہے کہ بادل اٹھتے

ہوئے ایک ظریف کہا کرتا تھا کہ میں کہتا ہوں مینہ برسے گا، اور میری بیوی کہتی ہے کہ نہیں برسے گا۔

آخر دونوں میں سے ایک کی بات صحیح نکلتی ہے تو کرامت گھر کی گھر ہی میں رہتی ہے۔

قادیانی جماعت مع اپنے ہیرو کی اسی طرح کی کرامتیں پبلک کو سناتی رہتی ہے۔

ناظرین مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں گے تو ہمارے دعوی کا ثبوت پائیں گے:

میرے اس استدلال کی بنیاد کہ جنگ اپریل ۱۹۴۵ء میں ختم ہو جائے گی اس بات پر تھی کہ اللہ تعالی کی طرف سے تحریک جدید کے بواعث کے نتیجہ میں یہ جنگ پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کے متعلق کثرت سے میرے خطبات موجود ہیں کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہماری جماعت کو جو تکالیف دی گئی ہیں ان کے نتیجہ میں اسے یہ ابتلاء پیش آیا ہے۔ اور تحریک جدید کے ساتھ اس کی وابستگی ہے۔ چنانچہ میں نے جو یہ کہا تھا کہ جنگ اپریل ۱۹۴۵ء کے آخر میں ختم ہو جائے گی یہ اسی بنا پر کہا تھا کہ تحریک جدید کا آخری سال وعدوں کے لحاظ سے تو ۱۹۴۴ء میں ختم ہوتا ہے لیکن جہاں تک سارے ہندوستان کے لئے چندوں کی ادائیگی کا تعلق ہے اس لحاظ سے یہ مدت اپریل ۱۹۴۵ء میں ختم ہوتی ہے...

اب یہ عجیب بات ہے کہ چندوں کی ادائیگی کی آخری تاریخ جو مقرر ہے وہ سات ہوتی ہے...

ہندوستان کے ان علاقوں کیلئے جہاں اردو بولی اور سمجھی نہیں جاتی وعدوں کی ادائیگی کی آخری میعاد سات مئی مقرر ہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ جس دلیل پر میری بنیاد تھی کہ تحریک جدید کے آخری سال کے اختتام پر یہ جنگ ختم ہو گی میری وہ بات اسی رنگ میں پوری ہوئی کہ جنگ نہ صرف اسی سال اور اسی مہینہ میں ختم ہوئی جو میں نے بتایا تھا بلکہ عین سات مئی کو آکر سپردگی کے کاغذات پر دستخط ہوئے...

گویا قانونی طور پر عین اسی تاریخ آکر جنگ ختم ہوئی جو تحریک جدید کے چندوں کی ادائیگی کے لحاظ سے سارے ہندوستان کے لئے آخری تاریخ

ہے ۔(الفضل ۱۴ مئی ۱۹۴۵ء)

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ناظرین خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) کی کیسی صاف کرامت ہے مگر لاہوری جماعت کچھ ایسی سخت دل واقع ہوئی ہے کہ وہ اس پر بھی خلیفہ جی کو مصلح موعود نہیں مانتی۔

ہمارا پہلا سوال اس حوالہ پر یہ ہے کہ اس جنگ سے کون سی جنگ مراد ہے صرف جرمنی کی جنگ یا ساری حکومت انگریزی کا ابتلاء میں پھنسنا جو بقول آپ کے آپ کو ایذا رسانی کی وجہ سے اس کو پیش آیا ہے یہ ابتلاء جاپانی جنگ کو بھی شامل ہے یا نہیں۔ بحالیکہ جاپان کے ساتھ جنگ میں انگریزی حکومت کو جو نقصان (سنگاپور وغیرہ ہاتھ سے نکل جانے سے) ہوا وہ جرمنی کی جنگ میں نہیں ہوا۔

واقعات بتا رہے ہیں کہ برطانیہ کے لئے ابھی بہت سے مصائب باقی ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں بھی ان کا اثر باقی ہے۔ غلہ کا راشن ہے۔ کپڑا گویا ندارد ہے۔ دن بدن قحط کی شدت ہے۔ آدمیوں کی بھرتی جاری ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ خلیفہ جی کس جنگ کو ختم کر چکے ہیں اور کس کے خاتمہ پر خوشی سے بغلیں بجا رہے ہیں۔

خلیفہ جی کی عبارت میں کوئی ایسا لفظ ہم کو نہیں ملتا جو جنگ موعود کو جرمنی کے ساتھ مخصوص کر سکے۔ بہر حال جنگ جاری ہے اور خلیفہ جی کی پیش گوئی متعلقہ اختتام جنگ غلط ہے۔ خلیفہ جی کی عبارت سے ہم یہ نتیجہ پیدا کریں تو حق بجانب ہوں گے کہ حکومت انگریزی قادیانیوں کو تکلیف دینے سے جب تک دست بستہ توبہ نہ کرے جنگ ختم نہیں ہوگی۔

لطیفہ گذشتہ: ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پنجاب میں جہاں مرزا صاحب قادیانی نے چلہ کیا تھا ہندو مسلم فساد ہوا۔ اس فساد میں وہاں کے معزز مسلمان رئیس شیخ مہر علی مرحوم بھی گرفتار ہو کر سزایاب ہوئے۔ آخر کار چیف کورٹ سے بری ہو گئے۔ بس پھر کیا تھا بڑے مرزا صاحب قادیانی نے شیخ مہر علی صاحب پر زور ڈالا کہ چونکہ میری دعا سے آپ بری ہوئے ہیں، اس لئے میری تصدیق کرو ورنہ میں دعا واپس لوں گا۔

شیخ مہر علی صاحب مرحوم پرانی وضع کے سنی مسلمان تھے انہوں نے اس مطالبہ کا جواب خاموشی سے دیا۔ یہ طریقہ قادیانی جماعت کا بہت پرانا ہے۔

دوسری مثال: بڑے میاں لکھتے ہیں کہ مجھے ایک دفعہ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ میں نے قادیان سے باہر جا کر بہت دعا کی۔ مکان پر آیا تو پوسٹ مین نے آواز دی کہ منی آرڈر آیا ہے لے لو۔

یہ منی آرڈر لدھیانہ سے آیا تھا۔ اس منی آرڈر کا پہنچنا آپ نے اپنی دعا کی قبولیت کا نشان بتایا مگر دانا سمجھ سکتے ہیں کہ یہ منی آرڈر لدھیانہ سے چلا کب تھا۔ حالانکہ اس وقت مابین امرتسر بٹالہ اور قادیان ریل بھی نہ تھی، دعا سے کتنے روز پہلے چلا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ دعا سے پہلے دعا کا قبول ہونا ڈبل کرامت ہے۔ کسی پنجابی شاعر نے ایسا ہی کہا ہے

اسیں آدم تھیں اگّے ہوئے دادا گود کھڈایا

یعنی ہم آدم سے بھی پہلے تھے اور اپنے دادا کو گود میں کھلایا تھا

دوسری طرح: خلیفہ جی (مرزا محمود احمد) نے خاتمہ جنگ کا زمانہ اپریل ۱۹۴۵ء تا جون ۱۹۴۵ء مقرر کیا تھا، مگر واقعہ میں کیا ہوا؟ جنگ مئی ۱۹۴۵ء میں ختم ہوگئی اگر اس کو ختم کہہ سکیں۔

اس کی ایک مثال ہم پیش کرتے ہیں: حیدرآباد میں ایک معزز ہندو مقبول فریقین تھے اس لئے ہندو ان کو جلانے کے متعلق سوال کرتے تھے اور مسلمان دفنانے کے متعلق۔ انہوں نے کہا میں وصیت میں لکھ جاؤں گا اس پر عمل کرنا جھگڑا نہ کرنا۔

وصیت میں لکھا: جلانا مت گاڑنا۔

انتقال پر جھگڑا ہوا کیونکہ عبارت ذو وجہین تھی، مت کو پہلے لگانے سے جلانے کی نفی ہوتی تھی اور گاڑنا سے آگے لگانے سے گاڑنے کی نفی۔

یہی کیفیت خلیفہ جی کی پیش گوئیوں کی ہے۔ گفتگو صلح اخباروں میں آرہی تھی، اس لئے آپ نے اس فیصلے کے لئے تین مہینوں کو گھیر لیا تھا، تاکہ وہ شعر صادق آجائے جو کسی شاعر نے اپنے معشوق سے درخواست کرتے ہوئے کہا تھا کہ

مجھ کو محروم نہ کر وصل او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جون ۱۹۴۵ء مطابق ۳ رجب ۱۳۶۴ جلد ۴۲ نمبر ۲۴ ص ۴-۵)

مرزا محمود کے ابراہیمی دعوی پر پیغام کا اظہار غضب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گزشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں یہ ذکر آچکا ہے کہ خلیفہ قادیان نے اپنے باپ کی طرح ابراہیمی لقب اختیار کیا ہے۔ ہم نے تو اپنے طرز پر اس کا ذکر کیا تھا قادیان کی دوسری شاخ لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح نے برادرانہ طور پر غیظ وغضب کا اظہار کیا ہے جو اس کا حق ہے ناظرین کی آگاہی کے لئے ہم اس مضمون کا ملخص نقل کرتے ہیں۔ پیغام صلح لکھتا ہے:

خلیفہ صاحب قادیان کی ایک نئی تعلیٰ

حضرت ابراہیمؑ جیسے عظیم الشان پیغمبر کی عظمت پر حملہ

ملفوظات کے عنوان سے خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) کی ایک نئی تعلیٰ الفضل مورخہ ۸ جون میں شائع ہوئی ہے جس میں

فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ۔(آل عمران ۔ع ۱)۔

کی ایک طویل تشریح فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آیات بینات سے مراد درجہ ابراہیمی ہے۔

کئی ابراہیم امت محمدیہ میں پیدا ہوں گے اور درجہ ابراہیمی تواتر و تکرار سے ظاہر ہوتا رہے گا۔

امت محمدیہ میں ابراہیم کثرت سے پیدا ہو کر حفاظت اسلام کا فرض سرانجام دیتے رہیں گے یعنی بار بار امت محمدیہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو ابراہیمی نمونہ پر آئیں گے اور ان کے ذریعہ بار بار خانہ کعبہ کی تعمیر ہوتی رہے گی گویا جب بھی اسلام پر کوئی مصیبت کا وقت آئے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ابراہیم کھڑا کیا جائے گا جو اسلام کے احیاء کا باعث ہوگا اور

لوگوں کے دلوں میں جو شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہیں ان کو دور کرے گا ..... محض خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) نے اپنی ایک تعلّی کے لئے قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق ایچا پیچیاں کی ہیں ۔خلیفہ صاحب اپنی مغالطہ آمیز منطق سے قرآن مجید کی آیات سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں انہوں نے دین کو بازیچہ اطفال بنا کر رکھ دیا ہے جو منہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں ۔انکی یہ دیرینہ عادت ہے کہ گزشتہ انبیاء کے مقام عظمت اور اثر ونفوذ پر حملے کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ کی علانیہ توہین سے بھی نہیں چوکتے ۔ چنانچہ انہوں نے گزشتہ سال یہ کہہ کر : محمدﷺ سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا۔، ساری اسلامی دنیا میں ایک آگ لگا دی اور شائد ابھی تک فضا میں اس آگ کے شرارے موجود ہیں ۔اس واقعہ پر ایک سال نہیں گزرنے پایا تھا کہ آپ نے حضرت ابراہیم جیسے عظیم الشان پیغمبر کی عظمت پر حملہ کر دیا اور انکی شان کو کم کرنے کے لئے مقام ابراہیم کو عام کر دیا۔ اور یہ صرف اس لئے کیا تا کہ یہ تعلّی کرنے کی گنجائش پیدا ہو جائے کہ درجہ ابراہیمی کے تسلسل کی ایک کڑی خلیفہ صاحب خود ہیں۔

لیکن ہم سوال کرتے ہیں کہ اگر درجہ ابراہیمی کے تواتر سے احیائے اسلام مراد ہے تو میاں صاحب نے کون سا احیائے اسلام کا کام کیا ہے؟

کیا قرآن وحدیث کی صریح تعلیم کے خلاف اجرائے نبوت کا عقیدہ تراشنا احیائے اسلام ہے، یا دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا تجدید دین ہے، یا حضرت نبی کریم ﷺ کی علانیہ توہین کرنا اسلام کی حفاظت ہے۔

آخر ہمیں بتایا جائے کہ خلیفہ صاحب نے کون سے کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ ان کی فرد عمل کے ہر خانہ میں صفر لکھا ہوا ہے۔ ان کا دور قیادت ایک ترقی معکوس ہے ۔وہ تحریک احمدیت جیسی ثقافتی اور حرکی قوت کے راستہ میں سنگ گراں ہیں۔

احمدیت کو جتنا نقصان ان کی وجہ سے پہنچا ہے شائد معاندین سلسلہ کی وجہ سے نہیں پہنچا۔ اس نقصان کی تفصیلات میں جاتے ہوئے انگلیاں فگار اور خامہ خوں چکاں ہے .... خلیفہ صاحب نے آج تک کوئی تخلیقی اور تعمیری کام نہیں کیا اس لئے ان کے گرد ایک عملی خلا پیدا ہو گیا ہے جس کو پر کرنے کیلئے وہ یہ تعلیاں کرتے ہیں اور اپنے مریدوں کو خوابوں کی افیون کھلا کر پینک میں رکھتے ہیں وہ اپنی بعض مصالح کے پیش نظر جو چاہیں کریں لیکن انہیں گزشتہ انبیاء کے منہ آنے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ اس کے نتائج کبھی بہتر نہیں ہو سکتے بلکہ خطرناک یقیناً ہو سکتے ہیں (پیغام صلح لاہور ۱۳ جون ۱۹۴۵ء ص ۳)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

سچ کہنا اگر جرم نہ ہو اور سننے والوں بھی تلخ معلوم نہ ہو، تو ہم یہ کہنے سے نہیں رک سکتے کہا گر پیغام صلح لاہور کی خفگی چھوٹے مرزا (مرزا محمود احمد) پر دینی خدمت نہ کرنے کی وجہ سے ہے، تو بڑے مرزا صاحب (غلام احمد) پر مسلمانوں کی خفگی بھی اسی وجہ سے ہے کہ انہوں نے دین کی کوئی خدمت نہیں کی، صرف اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے رہے کہ میرا تخت سب تختوں سے اوپر بچھایا گیا ہے (حقیقۃ الوحی۔ص ۸۹)

ان کی ساری تصنیفات میں سے انکے ذاتی کمالات کو الگ کر دیا جائے تو دینی خدمت صفر کے درجہ میں رہ جاتی ہے۔ براہین احمدیہ اور آئینہ کمالات اسلام کو بطور فخر پیش کیا جاتا ہے ان کی حقیقت ہم ناقابل مصنف مرزا میں دکھا چکے ہیں۔

مختصر یہ کہ بڑے مرزا (غلام احمد) اور چھوٹے مرزا (مرزا محمود احمد) دونوں کو ہم اس شعر کا مصداق سمجھتے ہیں

نہ عارض نہ زلف دوتا دیکھتے ہیں
خدا جانے ہم ان میں کیا دیکھتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ جون ۱۹۴۵ء مطابق ۱۷ رجب ۱۳۶۴ھ ص ۴۔۵)

قادیانی کی شان میں ایک عرب کا قصیدہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

۱۸۹۳ء کا واقعہ ہے جن دنوں مرزا غلام احمد صاحب کا مباحثہ ڈپٹی آتھم عیسائی سے مناظرہ ہوا۔ ان دنوں ایک شامی طالب علم مرزا صاحب قادیانی کی جماعت میں پھرتا نظر آیا، جس پر جماعت مرزائیہ کو بڑا فخر تھا کہ یہ ملک شام سے حضرت صاحب کی بیعت کرنے آیا ہے۔

میرا نام سن کر وہ مجھے ملنے آیا۔ باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ میں نے مرزا صاحب قادیانی کے حق میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کے صلہ میں انہوں نے مجھے دوسو روپئہ انعام دیا ہے۔ وہ قصیدہ اس نے مجھے سنایا۔ اس کا ایک شعر تھا

انت الذی وعد الرسول و حبّذا

و عدّ به قد صحت الانباء

یعنی تو وہ شخص ہے جس کا رسول نے وعدہ دیا تھا۔ یہ وعدہ کیا اچھا ہے جو وقت پر پورا ہوا،

گفتگو عربی میں ہو رہی تھی۔ میں نے کہا، پھر یہ شخص مسیح موعود ہے؟

بولا نہیں۔

میں نے کہا: پھر تو نے یہ کیوں کہا کہ تو وعدہ رسول کے مطابق آیا ہے؟

بولا، کیا دجال کا وعدہ نہیں کیا تھا؟

میں نے ذرا غور کر کے جواب دیا کہ دجال کا وعدہ بھی تھا مگر تو مدح کرتا ہے۔ مقام مدح چاہتا ہے کہ دجال مراد نہیں بلکہ مسیح موعود مراد ہے۔

شاطر شاعر نے کہا تم نے غور نہیں کیا۔ میں وعدہ کی تعریف کرتا ہوں، موعود بہ کی نہیں کرتا۔ وعدہ اور موعود بہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

آخر میں اس کا مطلب سمجھ گیا کہ یہ شاعر ہے جن کی بابت فرمان خداوندی ہے فی

کل وا دٍ یھمیو ن ۔ ہر جنگل میں پھر جاتے ہیں۔
یہ قصہ میں نے اس غرض سے بیان کیا ہے کہ موعود کے بھی دو معنی ہیں۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ جولائی ۱۹۴۵ء ص ۴)

مرزا صاحب کی صداقت کا نشان

یاجوج ماجوج اور مسیح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
حدیثوں میں بصراحت ملتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں یاجوج ماجوج خروج کریں گے۔ رہا یہ سوال کہ یاجوج ماجوج کون ہیں، اس پر آج کا نوٹ ہم نے لکھا ہے جو دراصل الفضل مورخہ ۶ جولائی ۱۹۴۵ء کا جواب ہے۔

الفضل پرچہ مذکور میں لکھتا ہے کہ یاجوج ماجوج انگریز اور روسی دو قومیں ہیں۔ یہی مضمون مرزا صاحب نے حمامۃ البشری میں لکھا ہے۔

الفضل کہتا ہے کہ چونکہ یاجوج ماجوج کا خروج ہو چکا ہے لہذا مسیح موعود کا خروج بھی ہونا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ ترتیب ہی غلط اور حدیثوں کے خلاف ہے حدیث میں مفصل ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود کو حکم پہنچے گا میرے بندوں کو پہاڑ پر لے چلو میں ایسی قوم بھیجونگا جس کے مقابلے کے لئے کسی کو طاقت نہ ہوگی۔ یہ بھی ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود کی دعا سے سب مر جائیں گے۔ تفصیل اس کی صحیح ترمذی میں ملاحظہ ہو۔

مگر یہاں یہ بات ہے کہ انگریز اور روسی مرزا صاحب قادیانی کی پیدائش سے پہلے ہی دنیا میں موجود بلکہ برسر حکومت تھے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کی بد دعا سے یہ دونوں قومیں فنا نہیں ہوئیں بلکہ مرزا صاحب ان کی موجودگی میں ختم ہو گئے۔ علاوہ اس کے یاجوج ماجوج دو قومیں اپنی برائی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ باوجود اسکے مرزا صاحب قادیانی اپنی امت کو ہدایت کرتے ہیں کہ تم انگریزوں

کو اولی الا مر منکم کا مصداق سمجھ کران کی اطاعت کرو (رسالہ ضرورت الامام)

اب کلام مرزا قادیانی کے یہ دو جملے ہمارے سامنے ہیں:

۱۔ انگریز اور روسی یاجوج ماجوج ہیں۔

۲۔ انگریزوں کو اولی الامر سمجھ کران کی اطاعت کرو۔

نتیجہ صاف ہے کہ جماعت احمدیہ یاجوج ماجوج کی قسم سے ہے

احمدی دوستو! کیا علم منطق کی رو سے یہ نتیجہ غلط ہے؟

اسی طرح باقی نشانات بھی لا یسمن و لا یغنی من جوع کے مصداق ہیں۔مثلاً رمضان میں چاند سورج کا گرہن مسیح موعود کا نشان ہونا کسی مرفوع حدیث میں نہیں آیا اور جو واقعہ ہوا ہے ایسا پہلے بھی ہو چکا ہے۔

ہاں مرزا صاحب قادیانی نے موقعہ شناسی سے کام لیتے ہوئے ایک بڑا دعوی کیا تھا جس میں خدا تعالی کی قدرت نے انکو خوب مزہ چکھایا۔عبدالحمید خان مرحوم سلطان ترکی کے زمانہ میں حجاز میں ریل جاری ہونے کا امکان پیدا ہو گیا تھا۔ دمشق سے چل کر مدینہ منورہ تک سڑک (پٹڑی) تیار ہوکر گاڑی بھی چلنے لگ گئی تھی۔ بس پھر کیا تھا،مرزا صاحب قادیانی نے اعجاز احمدی میں فوراً لکھ دیا کہ مکہ مدینہ میں ریل جاری ہوگئی ہیں وہ میری صداقت کا نشان ہے۔

قدرت نے ایسا تصرف کیا کہ گاڑی مع انجن مدینہ شریف میں پہنچ کر وہیں رک گئی جو آج تک کھڑی ہے (۱۹۴۵ءتک) تا کہ مرزا صاحب قادیانی کا دعوی غلط ثابت ہو جائے۔کوئی احمدی ہے جو سامنے آئے اور اس نشان کو پورا کر کے دکھائے۔ بس مکہ مدینہ کے درمیان ریل گاڑی کا جاری ہونا اگر بقول مرزا صاحب، مسیح موعود کی صداقت کی دلیل تھی تو اس کا رک جانا مرزا صاحب قادیانی کے کذب کی دلیل ضرور ہوگا۔ یہ ایسی دلیل ہے کہ مرزا صاحب نے خود اس کو تسلیم کیا ہوا ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ جولائی ۱۹۴۵ء ص ۴۔۵)

مرزا قادیانی اورسوامی دیانندسرستی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ملک ہندوستان میں یہ دو نامی بزرگ ایسے گزرے ہیں جن کوئی باتوں میں باہم مشابہت حاصل ہے۔سب سے بڑی بات ان میں جومشترک ہے یہ تھی کہ غصہ میں ان کی زبان وقلم قابو میں نہیں رہتے تھے گویا دونوں صاحب اس شعر کے پورے مصداق تھے:

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ
عارف کہ بر نجد تنک آب است ہنوز

سوامی دیانند کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ آپ کی ایک تقریر میں اس علاقہ کے کمشنر صاحب بھی آئے۔کمشنر کے ساتھ اور افسر بھی تھے جلسہ کا انتظام ایک سرکاری ملازم کے ہاتھ میں تھا واپس جاتے ہوئے کمشنر صاحب نے سوامی جی کی تقریر پر اظہار رائے کرتے ہوئے منتظم جلسہ کو یوں کہا کہ آپ کے سوامی کی تقریر میں سختی بہت ہوتی ہے۔ بانی جلسہ چونکہ سرکاری ملازم تھا اس پر کمشنر کے کہنے کا اثر ہونا لازمی تھا۔ صبح کوسوامی جی کے سامنے حاضر ہوا اور کمشنر کے آنے کا ذکر بھی کیا اور ہاتھ باندھ کر کہا حضور کمشنر صاحب..

کے آگے میں بول نہ سکا۔

تو سوامی جی نے کہا کہتے ہوئے ڈرتا کیوں ہے یہی کہا ہوگا کہ تمہارا سوامی سختی کرتا ہے۔ہم کوئی سختی نہیں کرتے۔اتنا کہہ کر خاموش کردیا۔

اسی طرح مرزا صاحب قادیانی اپنی تحریر وتقریر میں ہمیشہ سختی کرتے بلکہ گالی گلوچ تک سے بھی پرہیز نہ کرتے۔ اور اذا خاصم فجر کا پورانمونہ دکھاتے۔ تاہم جواب دیتے کہ ہم جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں واقعہ کے مطابق کہتے ہیں۔ چنانچہ الفضل ۱۷۔اکتوبر۱۹۴۵ء میں اس کا ذکر یوں آیا ہے:

مخالفین کی طرف سے اور خاص کر علماء کہلانے والوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے علماء کو گالیاں دیں، اور بہت برا بھلا کہا۔

اس میں شک نہیں کہ آپ کی بعض تحریروں میں علماء سوء کے متعلق ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جنہیں سخت تو کہا جا سکتا ہے مگر گالیاں کسی صورت میں بھی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اور سختی بھی ایسی جس کے سوا چارہ نہ تھا۔ یہ بات خود حضرت مسیح موعود نے تسلیم کی ہے چنانچہ رقم فرمایا:

یہ بات میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھے۔ (کتاب البریہ۔ص۱۰)۔

لیکن آپ کے استعمال فرمودہ کسی سخت سے سخت لفظ کو گالی اور بدگوئی اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ آپ نے کسی مغلوب الغضب انسان کی طرح جو زبان پر آیا وہ نہیں کہہ دیا بلکہ جو کچھ کہا اظہار واقعہ کے طور پر کہا ہے۔

(الفضل قادیان ۲۷۔اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں: الفضل کے اس اقتباس میں اس بات کا ثبوت یقینی ملتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے سخت کلامی سے کام لیا اور ضرور لیا۔ مگر انکا غصہ مغلوب الغضب کی طرح نہیں تھا بلکہ اظہار واقعہ تھا۔

ہم اس کے متعلق ایک دو مثالیں پیش کرتے ہیں جن سے فیصلہ ہو سکے گا کہ یہ کلام اصلاحی ہے یا مغلوب الغضبی کا نمونہ ہے۔

لدھیانہ کے مولوی سعد اللہ نومسلم مرحوم مرزا صاحب قادیانی کے خلاف لکھا کرتے تھے مگر انہوں نے ہمیشہ شریفانہ لہجہ ملحوظ رکھا۔ کبھی مرزا صاحب کی والدہ ماجدہ یا کسی دیگر خاتون کا ذکر برائی سے نہیں کیا۔ ان کے حق میں مرزا صاحب کا ایک شعر ہم بطور نمونہ پیش کرتے ہیں مرزا صاحب قادیانی انجام آتھم میں لکھتے ہیں:

آذیتنی خبثا فلست بصادقٍ
ان لم تمت بالخزی یا ابن البغاء

(اے زانیہ کے بیٹے سعد اللہ تو نے مجھے تکلیف دی ہے اگر تو ذلت سے نہ مرا تو میں جھوٹا ٹھہرونگا)

قادیانیو! بتاؤ کیا یہ گالی نہیں ۔ اگر نہیں ہے تو کیا مولوی سعد اللہ اوران کے یاردوستوں کو بھی حق ہے
کہ وہ بھی قادیانی مخالفوں کو ایسا کہہ سکیں ۔

اس کے بعد تمام مخالفوں کے حق میں آپ یہی لفظ استعمال کرتے ہیں ۔ کتاب آئینہ کمالات میں لکھتے ہیں ؛

کل مسلم یقبلنی ا لا ذریة البغا یا ۔

(صرف بدکار عورتوں کے بیٹے مجھ کو نہیں مانتے)۔

بتائیے یہ بھی گالی ہے یا نہیں؟ یہ خوش کلامی از راہ جوش ہے یا از راہ محبت؟
مرزا جی کے مریدو! انصاف سے کہنا ان مسلمانوں (ذریة البغایا) کی مائیں عموماً اور مولوی سعد اللہ مرحوم کی ماں خصوصاً روز جزا مرزا صاحب پر اگر الزام زنا کا استغاثہ کریں گی تو کیا فیصلہ ہوگا ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ نومبر ۱۹۴۵ء ۳ ذی الحج ۱۳۶۴ھ ص ۵ـ۶)

مرزا قادیانی اورسوامی دیانندسرستی

(۹ نومبر ۱۹۴۵ء میں شائع ہونے والا درج بالا عنوان پر شائع ہونے والا مضمون بارِ دگر شمارہ زیرنظر میں مع چند اضافات شائع ہوا۔ بہاء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ملک ہندوستان میں یہ دو نامی بزرگ ایسے گذرے ہیں جن کو کئی باتوں میں باہم مشابہت حاصل ہے۔ سب سے بڑی بات ان میں جو مشترک تھی یہ تھی کہ غصہ میں ان کی زبان اور قلم قابو میں نہیں رہتے تھے گویا دونوں صاحب اس شعر کے پورے مصداق تھے

دریائے فراواں نشود تیری بسنگ
عارف کہ برنجد تنک آب است ہنوز

سوامی دیانند کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ آپ کی ایک تقریر میں اس علاقہ کے کمشنر صاحب بھی آئے ۔کمشنر صاحب کے ساتھ اور افسر بھی تھے۔ جلسہ کا انتظام ایک سرکاری ملازم کے ہاتھ میں تھا۔ واپس جاتے ہوئے کمشنر صاحب نے سوامی جی کی تقریر پر اظہار رائے کرتے ہوئے منتظم جلسہ کو یوں کہا کہ آپ کے سوامی کی تقریر میں سختی بہت ہوتی ہے۔ بانیء جلسہ چونکہ سرکاری ملازم تھا اس پر کمشنر کے کہنے کا اثر ہونا لازمہ تھا۔صبح کو سوامی جی کے سامنے حاضر ہوا اور کمشنر کے آنے کا بھی ذکر کیا اور ہاتھ باندھ کر کہا: حضور کمشنر صاحب ...

(اس) کے آگے میں بول نہ سکا،

تو سوامی جی نے کہا کیا کہتے ہوئے ڈرتا کیوں ہے؟ یہی کہا ہوگا کہ تمہارا سوامی سختی کرتا ہے۔ہم کوئی سختی نہیں کرتے ۔اتنا کہہ کر خاموش کر دیا۔

اسی طرح مرزا صاحب قادیانی اپنی تحریر وتقریر میں ہمیشہ سختی کرتے بلکہ گالی گلوچ سے تک سے بھی پرہیز نہ کرتے تھے اور اذا خاصم فجر کا پورا نمونہ دکھاتے تاہم جواب دیتے کہ ہم جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں واقعہ کے مطابق کہتے ہیں چنانچہ اخبار الفضل مورخہ ۲۷۔اکتوبر ۱۹۴۵ء میں اس کا ذکر یوں آیا ہے:

> مخالفین کی طرف سے اور خاص کر علماء کہلانے والوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے علماء کو گالیاں دیں اور بہت برا بھلا کہا۔اس میں شک نہیں کہ آپ کی بعض تحریروں میں علماءسوء کے متعلق ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جنہیں سخت تو کہا جا سکتا ہے مگر گالیاں کسی صورت میں بھی قرار دیا جا سکتا ۔اور سختی بھی ایسی جس کے سوا چارہ نہ تھا۔ یہ بات خود حضرت مسیح موعود نے تسلیم کی ہے چنانچہ رقم فرمایا ہے:
>
> یہ بات میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی ،لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی

نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ (کتاب البریہ۔ص ۱۰)

لیکن آپ کے استعمال فرمودہ کسی سخت سے سخت لفظ کو گالی اور بدگوئی اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ آپ نے کسی مغلوب الغضب انسان کی طرح جوزبان پر آیا وہ نہیں کہہ دیا بلکہ جو کچھ بھی کہا اظہار واقعہ کے طور پر کہا۔

(الفضل قادیان ۲۷۔اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: الفضل کے اس اقتباس میں اس بات کا ثبوت یقینی ملتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے سخت کلامی سے کام لیا اور ضرور لیا مگر ان کا غصہ مغلوب الغضب کی طرح نہیں تھا بلکہ اظہار واقعہ تھا۔

ہم اس کے متعلق ایک دو مثالیں پیش کرتے ہیں جن سے فیصلہ ہو سکے گا کہ یہ کلام اصلاحی ہے یا مغلوب الغضبی کا نمونہ ہے۔

لدھیانہ کے مولوی سعد اللہ نومسلم مرحوم مرزا صاحب کے خلاف لکھا کرتے تھے مگر انہوں نے ہمیشہ شریفانہ لہجہ ملحوظ رکھا کبھی مرزا صاحب قادیانی کی والدہ ماجدہ یا کسی دیگر خاتون کا ذکر برائی سے نہیں کیا۔ان کے حق میں مرزا صاحب ایک شعر بطور نمونہ ہم پیش کرتے ہیں مرزا صاحب قادیانی انجام آتھم میں لکھتے ہیں:

آذیتنی خبثاً فلست بصادق

ان لم تمت بالخزی یا ابن بغائی

اے زانیہ کے بیٹے سعد اللہ تو نے مجھے بہت تکلیف دی ہے اگر تو ذلت سے نہ مرا تو میں جھوٹا ٹھہروں گا۔

الفضل اور قادیان کے ممبرو! بتاؤ کیا یہ گالی نہیں ہے اگر نہیں ہے تو کیا مولوی سعد اللہ اور ان کے یار دوستوں کو بھی حق ہے کہ وہ بھی قادیانی مخالفوں کو ایسا کہہ سکیں۔

اس کے بعد تمام مخالفوں کے حق میں آپ یہی لفظ استعمال کرتے ہیں۔

کتاب آئینہ کمالات اسلام میں لکھتے ہیں؛

کل مسلم یقبلنی ا لا ذریة البغا یا،

(صرف بدکار عورتوں کے بیٹے مجھ کو نہیں مانتے)۔

بتایئے یہ بھی گالی ہے یانہیں؟ یہ خوش کلامی از راہ جوش یا یا از راہ محبت
مرزا جی کے مریدو! انصاف سے کہنا اور خدا سے ڈر کر کہنا ان مسلمانوں (ذریة البغایا) کی مائیں عموماً اور مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم کی ماں خصوصاً روز جزاء مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر اگر الزام زنا کا استغاثہ کریں گی تو کیا فیصلہ ہوگا۔ یہی نا، جو کسی شاعر نے کہا ہے

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

نوٹ؛ ان دونوں لیڈروں (سوامی دیانند اور مرزا صاحب قادیانی) کی شیریں کلامی اور دشنام دہی کا نمونہ دیکھنا ہو تو ہماری کتاب ہندوستان کے دو ریفارمر ملاحظہ کیجئے۔ پھر انصاف کیجئے جن لوگوں نے ان دونوں صاحبوں کے حق میں سخت کلامی سے کام لیا ہے وہ کہاں تک حق بجانب ہیں۔ ایران کے اخلاق نویس استاد صائب نے سچ کہا

دہن خویش بدشنام میالا صائب
ایں زرِ قلب ہر کس کہ دہی باز دہد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ نومبر ۱۹۴۵ء مطابق ۱۰ ذی الحج ۱۳۶۴ھ ص ۵۔۶)

مرزا قادیانی اور یاجوج ماجوج برطانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۴۵ء میں مولانا مودودی کے خطاب میں لکھا گیا تھا کہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کافر بادشاہ کے ماتحت انتظام حکومت کرتے تھے۔ اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ حکومت کافرہ کی ملازمت جائز ہے۔

اس پر اخبار الفضل ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء میں ایک قابل نامہ نگار نے اہل حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ غیر احمدی مسلمان مرزا صاحب قادیانی پر جو اعتراض کرتے آئے

ہیں کہ مسیح موعود ایک غیر مسلم سلطنت میں کیوں رہے، یہ اعتراض اہل حدیث کے اس فقرہ سے ملیا میٹ ہو جاتا ہے۔

مطلب آپ کا یہ ہے کہ جیسے حضرت یوسفؑ غیر مسلم حکومت میں رہے ویسے ہی ہمارے مرزا صاحب بھی غیر مسلم حکومت میں رہے تو اس میں کیا حرج ہے۔

میں (ثناء اللہ) کہتا ہوں کہ یہ جواب غلط ہے۔ اس وجہ سے کہ مرزا صاحب قادیانی نے انگریزوں اور دیگر اقوام یورپ کو یاجوج ماجوج لکھا ہوا ہے (حمامۃ البشریٰ) حضرت یوسفؑ کی حکومت غیر مسلم یاجوج ماجوج نہ تھی۔ یاجوج ماجوج کے لئے قرآن مجید میں الفاظ مفسدون فی الارض آئے ہیں۔ پس اس لحاظ سے انگریزی حکومت بقول مرزا صاحب قادیانی قضیہ مشروطہ عامہ کے حکم میں ہے حضرت یوسفؑ والی حکومت غیر مسلم مطلقہ کے حکم میں تھی مشروطہ عامہ پر جو حکم لگایا جائے بسا اوقات مطلقہ عامہ اس کا متحمل نہیں ہوتا

قادیانی علم وفضل کے دعویدارو! الیس منکم رجل رشید۔

الفضل قادیان کے قابل نامہ نگار نے دوسری بات یہ کہی ہے کہ ہمارے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ کہا تھا کہ مجھ پر کوئی اعتراض ایسا نہ کرو جو پہلے نبیوں پر وارد ہوتا ہو۔

بے شک ہم ایسا اعتراض نہیں کرتے اور نہ کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ پس آپ ہوشیار ہو کر اور سینے پر پتھر باندھ کر سنیئے! ہم صرف ایک ہی بات کہتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے وعدے محبوبہ سعاد سے بڑھ کر نہ تھے جس کی بابت اس کے عاشق صادق نے کہا ہے:

لا يغرنك ما منّت وما وعدت
ان الامانی و الاحلام تضليل

یعنی میری محبوبہ سعاد جو وعدہ کرے اس سے فریب نہیں کھانا چاہیے کیونکہ اس کے وعدے سراسر جھوٹ اور اغلاط کے طومار ہوتے ہیں

قادیانی ممبرو! کیا اس اصول کو پختہ پکڑ کر ہمارے سامنے آ سکتے ہو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کے ہیرو مرزا صاحب قادیانی میں یہ وصف کمال درجے پر تھا

نہیں وہ قول کا پورا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جنوری ۱۹۴۶ء مطابق ۲۹ محرم ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱ص ۵۔۶)

مرزا قادیانی اور مولوی سعد اللہ لدھیانوی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۶ نومبر ۱۹۴۵ء میں اس بات کا ذکر آ گیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی غصہ میں بدگوئی کرتے ہوئے آپے سے باہر نکل جاتے تھے۔ مولوی سعد اللہ لدھیانوی کو انہوں نے زانیہ کا بیٹا لکھ دیا، حالانکہ مولوی سعد اللہ مرحوم نے ان کی والدہ ماجدہ کو ایسے مکروہ الفاظ سے کبھی یاد نہیں کیا۔

اس کے جواب میں الفضل قادیان کے ایک نامہ نگار نے قادیانی علم کلام کے طریق پر سوال از آسماں جواب از ریسماں، کے مطابق یہ جواب دیا ہے کہ مولوی سعد اللہ نے اپنی نظموں میں بہت برے لفظوں سے مرزا صاحب قادیانی کا ذکر کیا ہے چنانچہ مولوی سعد اللہ مرحوم کے چند اشعار بھی نقل کئے ہیں جو یہ ہیں:

ارے او بے وفا غدار مرزا
ارے پر فتنہ و مکار مرزا
ارے او خود غرض خود کام مرزا
ارے منحوس نا فرجام مرزا
مسیح کاذب و مہدیء کذاب
سراپا جھوٹ کے انبار مرزا
ڈبویا قادیان کا نام تو نے
کہیں کیا اے بدو بدنام مرزا

ہوا بحث نصاریٰ میں باآخر
مسیحائی کا یہ انجام مرزا

(الفضل قادیان ۲۹ نومبر ۱۹۴۵ء ص ۳)

حضرت مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ ان اشعار سے راقم مضمون نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مولوی سعد اللہ، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حق میں سخت بدگو تھے۔

ہم بھی مانتے ہیں وہ سخت گو تھے لیکن ہمارا سوال یہ تھا کہ مولوی سعد اللہ مرحوم نے مرزا صاحب قادیانی کی والدہ ماجدہ کو ان الفاظ سے یاد نہیں کیا جن لفظوں سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مولوی سعد اللہ کی والدہ کا ذکر کیا ہے۔ یعنی اس کو بغاء (زانیہ) لکھا ہے۔

قانون رائج الوقت کی دفعہ ۵۰۰ میں ذکر ہے کہ کسی مصنف کے حق میں بدگوئی کرنا جو اس کی تصنیف اور دعوے سے تعلق رکھتی ہو تو ہتک نہیں ہے، مگر اس حد سے تجاوز کر کے اس کو حرام زدہ وغیرہ کہنا، یہ سزا کا مستوجب ہے۔

قادیانی ممبرو! قرآن و حدیث سے تم اگر دور ہٹ گئے ہو، تو قانون وقت سے تو دور نہیں ہو سکتے۔ مرزا غلام احمد صاحب مولوی سعد اللہ پر ان کے الفاظ مذکورہ کی بنا پر دفعہ ۵۰۰ کے ماتحت استغاثہ نہیں کر سکتے تھے، مگر سعد اللہ مرحوم، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ کی بنا پر استغاثہ کر سکتا تھا۔

اور اگر اس نے زندگی میں نہیں کیا مگر یوم الجزاء کو جب منشی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کی والدہ قذف (تہمت زنا) پر استغاثہ دائر کرے گی، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے حواری کیا جواب دیں گے۔ یہی نا، جو کسی شاعر نے اپنے ظالم معشوق کے حق میں کہا ہوا ہے

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جنوری ۱۹۴۶ء مطابق ۲۹ محرم ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱ ص ۶)

سیٹھ عبداللہ الہ دین کی دعوت منظور

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی کو ہمارے ناظرین جانتے ہوں گے۔ آپ بھولے بھالے بزرگ ہیں۔ قادیانی محبت میں ایسے گرویدہ ہیں کہ شعر مندرجہ ذیل گویا ان کی زبان پر جاری ہے۔ آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

میں وہ نہیں کہ تجھ بت سے دل میرا پھر جا
پھروں میں تجھ سے تو مجھ سے مرا خدا پھر جا

جنوری ۱۹۲۳ء میں جب میں حیدرآباد دکن گیا تو انہوں نے مجھے بتکذیب مرزا حلف اٹھانے کا انعامی اشتہار دیا جس کو میں نے وہیں منظور بھی کر لیا مگر آپ دعوت دے کر سامنے نہ آئے۔

اس کے بعد قادیانی اخبار الفضل کے ذریعہ چورن فروشوں کی طرح اشتہار دیتے رہے، جن کے جوابات ناظرین کی نظر سے گذرتے رہے ہیں۔ آج ایک خاص مضمون اسی سلسلہ کا ناظرین کے سامنے لاتا ہوں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے بڑے مخالف سمجھے جاتے ہیں۔ ان کو یہ چیلنج دیا گیا کہ وہ اس سلسلہ کے خلاف جو عقاید رکھتے ہیں وہی عقاید ایک پبلک جلسہ میں حلفاً بیان کریں تو ان کو اکیس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ مگر اکیس سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ وہ ٹالتے ہی رہتے ہیں...

مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے دوسرا انعام، آخری فیصلہ کی دعا کے متعلق حلف اٹھانے پر گیارہ ہزار روپیہ انعام۔ (الفضل ۱۱ جون ۱۹۴۴ء ص ۳)

اس مضمون کے پہلے حصے کا جواب اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۳ جون ۱۹۴۴ء

میں دیا گیا تھا کہ میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں، آپ رقم لے کر مقام دہلی امرتسر لاہور یا بٹالہ آجایئے۔اس پر بھی وہ نہ آئے تو میں نے شعر مندرجہ ذیل پر مضمون ختم کر دیا

کیوں کر مجھے باور ہو کہ ایفاء ہی کرو گے
کیا وعدہ تمہیں کرکے مکرنا نہیں آتا

اس سے فراغت پا کر میں دوسرے حصہ کا ذکر کرتا ہوں جو آخری فیصلہ کے متعلق ہے۔سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے دعوی کے الفاظ مکرر پیش کرتا ہوں۔ ناظرین اسے دوسری دفعہ پڑھ کر ذہن میں رکھیں

مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے دوسرا انعام۔آخری فیصلہ کی دعا کے متعلق حلف اٹھانے پر گیارہ ہزار روپیہ انعام۔(الفضل ۱۱ جون ۱۹۴۴ء)

موصوف نے اس حلف کی تفصیل نہیں بتائی کہ اس کا مضمون کیا ہوگا۔کیا یہی ہوگا کہ آخری فیصلہ کا اشتہار مرزا صاحب قادیانی کا ہے یا نہیں یا کچھ اور۔

بہر حال آپ اس کی تفصیل شائع کریں تو میں اس کے متعلق اپنی آمادگی کا اظہار کرونگا۔

میں اس میں حیران تھا کہ آخری فیصلہ کا مضمون بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ احمدیت اور محمدیت کا فیصلہ اسی پر موقوف ہے مگر لدھیانہ کے مباحثہ میں جو اپریل ۱۹۱۲ء میں ہوا تھا فریق ثانی کی شکست پر مجھے تین سو روپیہ انعام ملا تھا۔جو کام کی حیثیت سے بہت کم تھا۔اب معلوم ہوا کہ قدرت کو منظور ہے کہ کام کی اہمیت کے مطابق مجھ کو انعام دلوائے۔اس لئے خدا نے سیٹھ عبداللہ الہ دین کے دل میں ڈالا کہ اس مضمون کے متعلق گیارہ ہزار روپیہ انعام کا وعدہ شائع کرے۔اس لئے میں بلند آواز سے اعلان کرتا ہوں، آپ اس کے متعلق اپنی مطلوبہ حلف کے الفاظ شائع کر دیں مگر یہ یاد رہے کہ وہ الفاظ ایسے ہوں جن کی شرع محمدی اجازت دیتی ہو۔یہ نہیں کہ آپ اپنی من مانی باتیں اس میں درج کر دیں۔آپ کو یاد ہوگا نہیں تو آپ یاد رکھیں کہ میں کون ہوں؟ میں وہی ہوں جس کی بابت عرب کے شاعر نے کہا ہے

اذا القوم قالوا من فتی قلت اننی
اتیت فلم اکسل ولم ابتلد

ترجمہ اس شعر کا قادیانی علماء سے پوچھئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء مطابق ۶ صفر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲ ص ۴)

بندہ نے سالانہ جلسہ قادیان پر کیا دیکھا

بندہ امسال جب سالانہ جلسہ قادیان پر گیا تو جماعت احمدیہ دو فرقوں میں منقسم دیکھی۔ ایک انجمن خدام الاحمدیہ۔ دوسری انجمن انصار الاحمدیہ۔

انجمن خدام الاحمدیہ کا سالانہ جلسہ دیکھا

ان کے خلیفہ وقت کی تقریر بھی سنی۔ مگر خدا کو حاضر ناظر جان کر ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے فقط احمدیہ حضرات کا جلسہ دیکھ کر جتنی مرزائیت سے نفرت ہوئی اتنی احرار کا جلسہ دیکھنے اور اس میں خلاف مرزائیت تقریریں سننے سے نہیں ہوئی۔

انجمن انصار الاحمدیہ کی طرف سے (مرزائیوں کا دوسرا گروہ جو موجودہ خلیفہ قادیان کو قابل خلافت نہیں سمجھتے، جو وہاں قادیان ہی میں مقیم ہے) ایک پوسٹر قلمی جو بر سر بازار بورڈ پر چسپاں تھا، دیکھا جس کی من وعن بندہ نے نقل کر لی تھی اور میرے ساتھ ڈائری لینے والوں نے بھی نقل کی تھی، وہ اخبار اہل حدیث میں بغرض اشاعت بھیج رہا ہوں۔

مرزا محمود احمد مصلح موعود قادیان کو مبلغ ایک ہزار روپئہ کا انعامی چیلنج

فتمنوا المو ت ان کنتم صادقین

ترجمہ۔ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ یعنی میدان مباہلہ میں نکلو۔

آپ نے ہمارے سیدو آقا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب متوفی) کی عظیم المرتبہ پیشگوئی المصلح الموعود کا مصداق ہونے کا دعوی کر دیا ہے حالانکہ مصلح موعود کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پاک ومطہر اور راست بازوں اور پاکوں کا بروز کامل ہوگا۔ اس کی آمد گویا خدا تعالی آمد ہوگی۔ لیکن آپ کے چال چلن کے متعلق آپ کے مخلص اور مرید اور مریدنیاں اپنے چشم دید واقعات کی بنا پر سخت سے سخت الزامات عائد کر رہے ہیں۔ جیسے بیان شیخ

عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ اگرچہ آپ کے نزدیک وہ تمام الزامات غلط اور جھوٹے ہیں تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے فتوی کا مندرجہ الحکم ۲ مارچ ۱۹۰۲ء

غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری یا زانی قرار دیتے ہیں

کے مطابق میدان مباہلہ میں نکلیں۔ اگر آپ مباہلہ کے لئے نکلیں تو ہم کم از کم بیس افراد ساتھ لے کر مباہلہ کرنے کو تیار ہیں تا کہ آپ کے سچا ہونے کی صورت میں آپ کے بیس مخالفین کی تباہی و بربادی سے ہمیشہ ہمیش کے لئے آپ کی پاکیزگی تقوی طہارت اور تعلق باللہ پر مہر لگ جائے اور آئندہ کسی بد باطن کو آپ کی ذات والا صفات پر جھوٹا الزام لگانے کی جرأت نہ ہو۔ مباہلہ کرنے کی صورت میں مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد اسی وقت آپ کو بطور انعام پیش کریں گے۔

اگر آپ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے فتوی کے مطابق الزامات سے بریت نہ فرماویں تو اس صورت میں آپ جھوٹے ثابت ہوں گے۔ اور آپ کے تمام تر بلند بانگ دعاوی غلط اور بے بنیاد تصور کئے جائیں گے۔

نیز جو دوست جناب خلیفہ صاحب کو مباہلہ کے لئے آمادہ کریں ان کو بھی بطور انعام مبلغ دوسو روپیہ پیش کیا جائے گا۔

پس گواہ رہ اے زمین و آسمان، اور گواہ رہ اے زمین و آسمان کے خالق و مالک کہ ہم نے اپنی طرف سے فیصلہ میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہیں و ما علینا الا البلاغ

(نوٹ: بارہ سو روپیہ کے بارہ میں ہر طرح سے تسلی کرائی و دلائی جاسکتی ہے۔ سکرٹری ڈاکٹر محمد عبداللہ کامل)۔

المشتہر: پریذیڈنٹ انجمن انصار الاحمدیہ۔ حکیم عبدالعزیز قادیان،،

الراقم۔ شیر محمد معمار مخدوم پوری ضلع ملتان ۲ جنوری ۱۹۴۶ء

سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی کہاں ہیں؟ کیوں یہ انعام حاصل نہیں

کرتے۔کیا اپنے غلط انعامی اعلان کی طرح اس کو بھی غلط سمجھتے ہیں۔ یہ تو مقدس مقام قادیان سے شائع شدہ ہے۔

دوسری شہادت:

میں بزعم خود اسلامی فرقوں میں احمد یہ جماعت کو مقرر مبلغ اور کارکن فرقہ سمجھتا تھا۔ میں بڑے شوق ذوق سے بہت سی امنگیں دل میں رکھ کر سفر کے مصائب اور موسم کی جانکاہ سردی کی مزاحمت جھیل کر وہاں پہنچا،تو کیا دیکھا کہ مثل سراب ایک دھوکہ تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ نئی روشی کے ذریعہ جو عامۃ الناس میں الحاد پھیل رہا ہے اور ارکان اسلامی سے تغافل وتساہل کی وبا عام ہو چکی ہے، یہ لوگ توحید اور جملہ ارکان اسلامی پر فلسفیانہ اور نیچرل (قدرتی) طور خداوند تعالی کا جملہ پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے مبعوث کرنا مقصد ذوالجلام کی وضاحت بالبداہت بطریق احسن فرمائیں گے۔مگر وہاں جا کر کیا دیکھا کہ ان کے متعلق تذکرہ کیا نام تک بھی نہ تھا۔ جس سے بخدا یقین ہو گیا کہ یہ اسلامی فرقہ کیا بلکہ اسلام سے متضاد گروہ ہے:

ہم نے تو سمجھا تھا کہ جلسہ سے کچھ جانیں گے
پر جانا تو کیا جانا کہ کچھ نہ جانا

مگر نہیں، بہت کچھ جانا۔ان کا مختصر اسلامی مزعومہ اصول فقط یہی دیکھا کہ مرزائی مردم شماری بڑھائی جائے اور اس میں چندہ زیادہ سے زیادہ دیا جائے۔فقط۔

حضرت صاحب جن کو کہتے تھے، ان کی تقریر سنی۔آپ نے نہایت عمدہ طریق سے واضح کر کے جماعت کے مبلغین کے خرچ کو زیادہ سے زیادہ دکھانے کی کوشش کی اور اپنے مریدوں کو تحریک جدید میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی تاکید فرمائی ۔ان سے پہلے احمد یہ جماعت کی صاحب اقتدار ہستی اٹھی جن کا اسم گرامی سر ظفر اللہ تھا انہوں نے اپنی ایک تصنیف شدہ کتاب کے متعلق مؤثر انداز میں خرید کرنے کی جماعت کو تلقین فرمائی۔اور اس بات کے سوا مطلق کوئی تذکرہ نہ کیا۔

دوسرے دن پھر حضرت صاحب جن کو جماعت مذکورہ کے لوگ سیدنا حضرت امیر المومنین کہتے ہیں، آپ نے اپنی تفسیر خود ساختہ کے متعلق وہ مضمون نویسی

دکھلائی کہ ایک ہوشیار دوافروش جو بازاروں میں کھڑے ہوکر عجیب انداز سے لوگوں کو اپنی ادویہ خریدنے پر مجبور کرتا ہے، ویسے ہی آپ نے فرمایا کہ یہ تفسیر فقط ڈیڑھ ہزار باقی ہے، پھر تو آپ پچیس تک بھی ملنی محال ہو جائے۔ کاغذ اگر چہ سستا ہو گیا تو بھی تقریباً یہی موجودہ قیمت ہوگی۔ لہذا کاغذ سستا ہونے کا بھی انتظار نہ کرو۔ ابھی خریدلو۔

الغرض سارے جلسہ کا خلاصہ مرزا غلام احمد کی نبوت کا ڈھونگ۔ مرزا محمود احمد کی رؤیا صادقہ میں فرشتوں کا آنا، اور مرزائی تصنیفات کی خریداری کی اپیل بہانگ دہل تھی۔ اسکے سوا کچھ نہ تھا۔

راقم: حکیم غلام قادر سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ مخدوم پور۔ ضلع ملتان

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جنوری ۱۹۴۶ء مطابق ۱۳ صفر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳ ص ۴۔۵)

مرزا کے خلاف آواز، قادیان سے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم دیکھتے ہیں دنیا میں بہت سے پیشہ ورغلط گو بھی اپنی غلطی کو ثابت کرنے کے لئے ملمع سازیاں کرتے ہیں، مگر کبھی کبھی قدرت بھی اپنا تصرف دکھاتی ہے کہ ان کے منہ سے بھی سچی بات نکل جاتی ہے۔ اس کا ثبوت ہم کو یوسف زلیخا کے قصے میں ملتا ہے۔ ہر چند زلیخا نے اپنی غلط گوئی کو حق گوئی کی شکل میں دکھایا لیکن آخر اس کے منہ سے نکل گیا

انا راودته عن نفسه (سورہ یوسف) میں نے ہی اس کو گمراہی کی طرف مائل کیا

اسی طرح قادیانی اخبار بلکہ خود قادیانی تحریک کے بانی اپنی طاقت لسانی سے اپنے غلط دعوے کو صداقت کی شکل میں دکھانے کے مشاق ہیں، مگر قدرت ان پر بھی متصرف ہے کہ وہ ان سے بھی کبھی کبھی ایسے طریق سے حق کا اظہار کرا دیتی ہے کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔

لطیفہ اظہارحق : ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ قادیانی اہل قلم اور اہل زبان تحریرات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے پورے واقف نہیں ہیں۔اگر ہیں تو دانستہ حق چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی کئی دفعہ بطور ہمدردی کے اظہار کر چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کسی تحریر کا حوالہ پوچھنا ہوتو ہم سے پوچھ لیا کریں

عشق کی راہ کٹھن کوئی ہم سے پوچھے
قیس کیا جانے غریب اگلے زمانے والا

ناظرین کرام ! گذشتہ واقعات کے علاوہ آج بھی ہم اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ہمارا یہ دعوی متکبرانہ نہیں ہے بلکہ ابوحمید ساعدی صحابیؓ کے دعوے کی طرح ہے جس نے صحابہ کے مجمع میں کہا تھا

انا اعلمکم بصلوہ رسول اللہ ﷺ (سنن ترمذی)

(میں تم سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ کی نماز جانتا ہوں)۔

موصوف کا یہ دعوی متکبرانہ نہیں تھا بلکہ اظہار واقعہ کے لئے تھا۔اسی طرح میں بھی کہتا ہوں انا احفظکم بکلام مرزا ۔کیوں:

عمر گذری ہے اسی دشت کی سیاحی میں

پس ناظرین توجہ سے سنیں ۔ الفضل قادیان مورخہ ۷ جنوری ۱۹۴۶ء میں مسلمانوں کی گمراہی اور بدحالی کا ذکر ان لفظوں میں کیا گیا ہے:

موجودہ زمانہ تو انتہائی گمراہی اور جہالت کا ہے۔ایک طرف دنیا میں مادہ پرستی الحاد اور دہریت کا زور ہے خود مذاہب کے ماننے والوں میں بھی خدا تعالی پر کامل ایمان نہیں اور وہ اس کے عرفان سے محروم ہیں اور دنیا کی سفلی زندگی کو اپنا مقصد بنا رہے ہیں مسلمان اپنی حالت پر خود مرثیہ خوان ہیں۔

(الفضل ۷ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۶)

ہم مانتے ہیں یہ اقتباس مسلمانوں کی حالت زار کا آئینہ دار ہے۔خواجہ حالی مرحوم نے بھی سچ کہا ہے جن کا شعر الفضل نے خود نقل کیا ہے:

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ حالت موجودہ کے متعلق جناب مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے کیا فرمایا ہوا ہے۔ وہ غور کے قابل ہے۔ الفضل جو چاہے سو کہے اس کی بات سند نہیں ہے، سند تو بڑے میاں کا کلام ہے۔ اسے ہم پیش کرتے ہیں۔ موصوف نے دنیا کی عمر آدم سے لے کر فنا دنیا تک سات ہزار سال لکھی ہے۔ پھر ان سات ہزار کو ہدایت اور گمراہی کے لحاظ سے تقسیم کیا ہے۔ چھٹے ہزار کو بزبان رسالت فیج اعوج (سخت گمراہی کا زمانہ) بتایا ہے اس کے بعد ساتویں ہزار کی بابت یوں ارشاد کرتے ہیں:

ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ (لیکچر سیالکوٹ۔ص ۶۔۷)

ناظرین! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اس کلام کو ملحوظ رکھیں اور الفضل اور دیگر اتباع مرزا سے پوچھیں کہ مرزا صاحب قادیانی کا فرمان کہ ساتواں ہزار ہدایت کا ہے، اور الفضل قادیان کا یہ کہنا کہ اس زمانہ میں سراسر گمراہی ہے، ان دونوں میں سے سچا کون ہے۔

ہم سے کوئی سچی شہادت پوچھے تو ہم الفضل کی تصدیق اور تائید کریں گے۔ اس کے بعد ہم الفضل اور اتباع مرزا سے پوچھیں گے کہ وہ کس کلام کی تصدیق کرتے ہیں۔ یعنی ساتویں ہزار کو جو موجودہ زمانہ ہے ہدایت کا زمانہ مانتے ہیں یا گمراہی کا۔ گمراہی کا زمانہ مانتے ہیں تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کلام غلط ٹھہرتا ہے۔ ہدایت کا مانتے ہیں تو واقعات اس کی تردید کرتے ہیں۔ اس لئے ہم امت مرزا کے بیان کے منتظر ہیں کہ وہ کیا کہتی ہے۔

ایسا نہ ہو کہ مرزائیوں سے مرزا غلام احمد صاحب کی جانبداری پا کر پبلک کو یہ کہنے کا موقع ملے:

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۴۶ء مطابق ۲۰ صفر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۴ ص ۴۔۵)

عبداللہ الہ دین سکندرآبادی کو جواب الجواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ان لوگوں کے سے دل و دماغ کے بزرگ ہیں، جن کا قول تھا قلوبنا غلف (ہمارے دل بالکل محفوظ ہیں)۔

وجہ یہ ہے کہ اپنی رائے سے تو کچھ کرتے نہیں، قادیانی مبلغ ان پر مسلط ہیں جو چاہتے ہیں ان سے لکھوا دیتے ہیں اور شائع کر دیتے ہیں۔ اس میں نہ ان کو صدق کلامی سے مطلب ہوتا اور نہ غلط بیانی سے اعراض۔

کیوں نہ ہو، آپ اس نبی کے امتی ہیں جن کو اس وصف میں خاص کمال تھا جس کی مثال یہی کافی ہے کہ ۱۹۰۲ء میں موصوف نے بذریعہ کتاب اعجاز احمدی مجھے قادیان پہنچ کر گفتگو کرنے کی دعوت دی۔ ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ میرے لئے انعام بھی رکھا۔ ۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء کو میں قادیان جا پہنچا اور اپنے پہنچنے کی اطلاع دی۔ کسی نے حضرت مرزا صاحب کو بھی خبر کر دی کہ ثناءاللہ آ گیا ہے۔ فرمایا:

ہمیں کیا؟ ہزاروں رو آتے ہیں (بدر جنوری ۱۹۰۳ء) اور جاتے ہیں۔

جس پر میرے منہ سے بے ساختہ نکلا

مجھے قتل کر کے وہ بھولا سا قاتل
لگا کہنے کس کا یہ تازہ لہو ہے

میرے اطلاعی خط کے جواب میں ایک معزز آدمی بسر کردگی مولوی سرور شاہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا خط لے کر آیا، جو آج تک میرے پاس محفوظ ہے۔ شائد موقعہ ملا تو کسی نمائش میں رکھ کر ناظرین کو زیارت کرنے کا موقعہ دونگا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ:

میں نے خدا سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ مولویوں سے مباحثہ نہیں کرونگا۔ (حالانکہ جھوٹ سراپا کذب اور افتراء ہے۔ جو مرزائی اس وعدے کا ثبوت دے ہم اس کو سو روپیہ

انعام دینے کا اعلان کئی دفعہ کر چکے ہیں۔ثناء اللہ) تمہارے منہ میں لگام دے کرتم کو بٹھایا جائے گاتم کوصم بکم ہوکر میرا بیان سننا ہوگا۔

اس پر میرے منہ سے بے ساختہ نکلا

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفاء ہی کرو گے
کیا وعدہ تمہیں کرکے مکرنا نہیں آتا

سکندرآبادی سیٹھ صاحب اس نبی کی امت کے اعلیٰ رکن ہیں، پھر کیوں نہ اپنے نبی کی سنت کا اتباع کریں جن کی شان میں یہ شعر بہت موزوں ہے:

لا تدوم علی حال تکون بها
کما تلون فی اثوابها الغول

(میری محبوبہ اپنے وعدے پر پختہ نہیں رہتی بلکہ وہ جنگلی چھلاوے کی طرح مختلف شکلیں بدلتی رہتی ہے)

۱۹۲۳ء میں جب میں حیدرآباد دکن گیا، آپ نے انعامی اشتہار دینا شروع کیا۔جس کا جواب میں نے حیدرآباد ہی میں دے دیا جوکئی دفعہ اخبار اہل حدیث میں شائع ہو چکا ہے۔ان سب جوابوں میں آپ کی انعامی رقم کونظرانداز کرکے آپ کے ایمان کی خیرمناتا رہا۔یعنی یہی کہتا رہا کہ آپ اپنی انعامی رقم اپنے پاس رکھئے (ما آتانی الله خیر مما آتاکم)

مجھے اس سے مطلب نہیں۔مگر جب آپ زیادہ ہی مصر ہوئے اور اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ جون ۱۹۴۴ء میں آپ نے ایک مضمون حلف میرے سامنے پیش کیا، تو میں نے فوراً اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۳ جون ۱۹۴۴ء میں اس چیلنج کوقبول کرلیا اور لکھا کہ آپ اپنی موعودہ رقم لے کر دہلی یا لاہور یا امرتسر میں آجایئے۔

اس کے جواب میں آپ نے پھر قادیانی نبی کی طرح پہلو بدلا۔چنانچہ ایک اشتہار حیدرآباد سے چھپا ہوا میرے پاس پہنچا ہے جس میں آپ نے اخبار اہل حدیث ۲۶۔اکتوبر ۱۹۴۵ء نہ پہنچنے کی شکایت کی ہے۔

جواباً عرض ہے کہ دفتر اہل حدیث امرتسر میں عام قانون ہے کہ جس کے متعلق کچھ لکھا جائے اس کو پرچہ بھیجا جاتا ہے۔ہمارا دستورالعمل پنجابی نبی کی طرح نہیں ہے جنہوں نے حقیقۃ الوحی مجھے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا مگر جب چھپ گئی تو کتاب

بھیجنے سے انکار کر دیا (الحکم ۱۳ جون ۱۹۰۷ء)۔ ممکن ہے اخبار اہل حدیث امرتسر ڈاک کی غلطی سے نہ ملا ہو، لہذا آپ کی شکایت بے جا نہیں ہے تو قابل توجہ بھی نہیں ہے۔

اب سنیئے اصل مسئلہ: کسی منکر نبوت کا انکار کرنا،

محض انکار ہی موجب سزا ہے۔ خاص کر جب وہ تکذیب رسالت پر حلف بھی اٹھائے تو مزید سزا کا مستوجب ہو جاتا ہے۔

اس کے لئے سال یا چھ ماہ یا ہفتے کی حد لگانا کسی آیت اور حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نصاری نجران جب آنحضرت ﷺ کے مقابلے کے لئے آئے اور آپ نے ان کو مباہلے کی دعوت دی انہوں نے مباہلہ سے انکار کیا۔ اس موقعہ پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر وہ مباہلہ کرتے

لا ضطر م علیھم الوادی (تفسیر معالم)

وہی میدان ان کے لئے آگ ہو کر ان کو بھسم کر دیتا۔

قرآنی آیات احادیث اور ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اول تو منکر رسالت پر حلف لازم نہیں ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے حلفیہ انکار کرے، تو فوراً اس کو سزا مل جائے گی۔ اس کے بعد آپ غور کیجئے کہ میں نے مرزا غلام احمد صاحب کے الہامی دعوے کی تکذیب پر ۱۹۲۱ء میں قادیان میں حلف اٹھایا جس کا ذکر اخبار الفضل ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء میں ملتا ہے۔ اس کے بعد اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ء میں میں نے حلفیہ مضمون شائع کیا جس کو احباب دکن نے اشتہار کی صورت میں طبع کرا کر حیدر آباد اور دیگر اضلاع میں شائع کر دیا۔ اس کے علاوہ کئی دفعہ حلف کے تقاضے پر حلف اٹھایا۔

ان واقعات کے بیان کرنے کے بعد میں سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب اور ان کے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ میرے حلف اٹھانے کا اثر مجھ پر کیوں نہ ہوا۔

برخلاف اس کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس کا جواب قرآن شریف سے یہ ملتا ہے:

امّا ما ینفع الناس فیمکث فی الا رض (الرعد:۱۷)۔

اسی کو کہتے ہیں

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

مختصر یہ ہے کہ حلف منکر رسالت پر لازم نہیں ہے۔ پڑھو آیت

و یقول الذین کفروا لست مرسلاً

جس امر پر شرع میں حلف واجب نہیں ہے، تم کون ہو اس پر حلف واجب کرنے والے۔ اور اگر آپ حلف کی ضرورت ہی سمجھتے ہیں تو میں حلف بھی کئی دفعہ اٹھا چکا ہوں۔

قادیانی ممبرو! سن لو اور کان لگا کر سن لو میں اب بھی کہتا ہوں

خدا کی قسم مرزا صاحب اپنے دعوی الہام میں سچے نہ تھے۔

پس اپنا انعام فوراً بذریعہ منی آرڈر میرے پاس بھیج دو۔ میں اس میں سے خمس نکال کر باقی مصارف قرآنیہ پر خرچ کروں گا کیونکہ ہمارے ہاں لکھا ہے:

مال موذی نصیب غازی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم فروری ۱۹۴۶ء مطابق ۲۷ صفر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۵ ص ۴۔۵)

عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمت میں گذارش

مولوی محمد صدیق مدرس مدرسہ دارالحدیث محلّہ اعواناں لدھیانہ لکھتے ہیں:

مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو لدھیانہ میں تقریر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر شوربہ وغیرہ میں مکھی پڑ جائے تو اس کو غوطہ دے کر نکالنا چاہیے۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ

اس طرح سے تو اس کا خوب شوربہ نکل آئے گا۔ میں تو اس کو نہیں مانتا۔

مولانا صاحب! آپ نہ مانیں۔ آپ کا اختیار۔ لیکن یاد رہے کہ یہ مقولہ کسی معمولی انسان کا نہیں بلکہ سیدالانبیاء حضرت محمد ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ

اذا وقع الذ با ب فی شرا ب ا حد کم فلیغمسه ثم لینزعه

(کہ جب مکھی پانی وغیرہ میں پڑ جائے تو اسے ڈبو کر نکالنا چاہیے)۔

فا ن فی ا حد جنا حیه دا ء و فی ا لآ خر شفاء

(کہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے) (بخاری)

دوسری روایت میں شرا ب ا حد کم کی جگہ انا ء ا حد کم ہے، جو پانی کے علاوہ دیگر ماکولات کو بھی شامل ہے

اس لئے آنجناب کی خدمت میں التماس ہے کہ بلاتحقیق کسی مقولہ کو اپنی تقریر میں استہزاء ادا نہ کیا کریں مبادا یہ استہزاء اسوہ رسول ﷺ پر ہو کر حبط اعمال کا موجب ہو (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم فروری ۱۹۴۶ء جلد ۴۳ نمبر ۵ ص ۵، ۶)

قادیانی مسیح کے آنے سے کیا فائدہ ہوا؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی پریس اپنے کام میں بڑا ہوشیار ہے۔ زمین وآسمان کے ایسے قلابے ملاتا ہے کہ شیخ چلی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ عیسائی مذہب کو ہم نے فنا کر دیا، آریہ سماج ہمارے سامنے مر گئی، مسلمان مباہلہ کرنے والا کوئی زندہ نہیں رہا۔ الغرض دہلی تک مارتے چلے گئے کوئی سامنے نہیں آیا۔

حال یہ ہے کہ تمام دنیا کفر وشرک بدعات اور بے دینی سے بھرپور ہے، بے دینی دن بدن غالب آ رہی ہے۔ حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعوی تھا کہ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں، دنیا کی عمر کا ساتوں ہزار ہے اور یہ ہدایت کا سال ہے (لیکچر سیالکوٹ) اس کے برخلاف اخبار الفضل کا بیان سنئیے جو یہ ہے

اس جنگ کے تھپیڑوں نے ان کی توجہات کو اور زیادہ ٹیڑھے رخ پر کر دیا ہے۔ پہلے سے زیادہ دہریت مادیت اور مذہب سے بے گانگت کا اظہار پایا جاتا ہے۔ مذہب سے دلچسپی میں کمی اور لا مذہبیت کی طرف میلان میں

زیادتی ہوگئی ہے...

ذیل کے چند امور سے برطانیہ کی مذہبی حالت کا کچھ تصور ہوسکتا ہے

سب سے پہلی بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ چرچ کو ملک کی موجودہ مذہبی حالت سے بہت تشویش پیدا ہوگئی ہے ایک روز ریڈیو پر یہ خبر نشر کی گئی کہ چرچ کے ذمہ دار ارکان کی رائے میں چرچ کی روحانیت کا دیوالہ نکل گیا ہے اس لئے اس صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مہم عظیم شروع کی جائے گی یہ خبر اخبارات نے چرچ کی طرف سے کفار کے خلاف مذہبی جنگ، کے عنوان سے یوں شائع کی ہے:

کل چرچ اسمبلی نے تبلیغ کے بارہ میں کمیشن کی ایک رپورٹ کو منظور کیا۔ اس رپورٹ میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ لا مذہبیت کے خلاف ایک وسیع اشاعتی مہم جاری کی جائے یہ تجویز کیا گیا کہ اشاعت و اشتہار پر دس لاکھ پونڈ کی رقم خرچ کی جائے۔ اس رپورٹ کو بالاتفاق منظور کیا گیا۔

(الفضل قادیان ۲۳ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۶)

برطانیہ وہ ملک ہے جہاں قادیانیوں کے مبلغ کام کر رہے ہیں بلکہ بقول اخبار قادیان خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے انگلستان جا کر ایک ہی لیکچر سے سارے انگلستان کو فتح کر لیا تھا جس کی وجہ سے قادیانی جماعت نے اپنے خلیفہ کو کنکرر آف انگلینڈ (فاتح انگلستان) کا خطاب دے دیا تھا۔ دوسرا ملک برطانیہ کا ہم پلہ امریکہ ہے، اس کو بھی مفتی محمد صادق نے اپنے لیکچروں سے فتح کیا تھا جس کی وجہ سے اس کو فاتح امریکہ کا لقب دیا گیا تھا۔

لطیفہ: جس کے مقابلے میں قادیان کا ہیرو (مرزا غلام احمد) شکست فاش کھا کر دنیا سے رخصت ہوگیا اس کو فاتح قادیان کہتے ہوئے کیوں ہچکچاتے ہیں۔

اس کا جواب قادیانی جماعت کا فرض ہے۔

خیر یہ جملہ معترضہ بطور لطیفہ کے ذکر کیا گیا ہے اب ہم اصل بات کا ذکر کرتے ہیں۔

برطانیہ کے بعد روس کا ملک خاص قابل توجہ ہے جس میں ایک دفعہ خدا کا

بت بنا کر اس پر سنگین مقدمہ بنایا گیا تھا، اس جرم میں کہ تم نے اپنی مخلوق میں سے بعض کو امیر اور بعض کو غریب کیوں بنایا اس لئے تم پھانسی کے مستحق ہو۔ چنانچہ اس مصنوعی خدا کو پھانسی دی گئی۔

اس کے بعد فرانس، جرمنی، اٹلی وغیرہ چھوٹے موٹے ممالک گمراہی اور بے دینی میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہی حال جاپان اور چین کا ہے جو خدا سے بھی منکر ہیں۔ آیئے ہندوستان میں، یہاں بھی دہریوں کی کمی نہیں ہے۔ دہریت کے علاوہ بت خانے بھی آباد ہیں۔ قبر پرستی مزار پرستی بکثرت ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ شراب خوری، جوا بازی، زنا کاری اور بدکاری کی بھی کمی نہیں ہے۔ بلکہ دن بدن زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ ان سب واقعات کو سامنے رکھ کر قادیانی جماعت ہم کو بتائے کہ مسیح موعود کے آنے سے کیا فائدہ ہوا:

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسی سے سوا ہو
جب جانیں کہ درد دل عاشق کی دوا ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ فروری ۱۹۴۶ء مطابق ۵ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۶ ص ۴-۵)

مرزا قادیانی اپنے مشن میں قطعاً ناکام رہے

اخبار الفضل قادیان کی شہادت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء میں یہ مضمون شائع ہوا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو دعوی کیا تھا اور اپنی بعثت کا انتہائی مقصد بتایا تھا، وہ پورا نہیں ہوا، اس لئے مرزا صاحب قادیانی کو ہم کھلے لفظوں میں ناکام (فیل شدہ) سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے بتایا تھا کہ

میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ کفر مٹ جائے گا اور مسلمان کامل متقی بن جائیں گے۔

نتیجہ جو نکلا اس کا ذکر ہم پر چہ مذکور میں کر چکے ہیں۔ اس کا جواب الفضل نے خوب دیا ہے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی اطاعت نہیں کی۔ قصور ان کا ہے مرزا صاحب کا نہیں (الفضل ۲۹ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۲)

یہ جواب قادیان سے کوئی نیا نہیں آیا۔ آسمانی نکاح والی پیش گوئی پر جب اعتراضات ہوئے کہ آسمانی منکوحہ مرزا صاحب کے نکاح میں کیوں نہ آئی، تو مولوی اللہ دتا صاحب قادیانی نے جواب دیا کہ اس کا خاوند مرا ہی نہیں، مرزا صاحب قادیانی کے نکاح میں کیونکر آتی۔

یا للعجب۔ ان لوگوں کا کیا ہی علم کلام ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے، یا نہیں سمجھتے کہ جو امور تکوینی ہوتے ہیں یعنی قضا اور قدر میں مقرر ہو چکے ہوتے ہیں، ان کے اسباب خدا تعالی خود پیدا کر دیتا ہے۔

سنئیے! مسلمانوں کو غلبہ دینا مقدر تھا۔ سبب یہ بنایا کہ آنحضرت ﷺ کو کافروں کی جماعت خواب میں تھوڑی دکھائی گئی اور مسلمان کافروں کی نظر میں تھوڑے دکھائے گئے تا کہ فریقین جرأت کے ساتھ آگے بڑھیں اور زور کا رن پڑے

لیقضی اللہ امراً کان مفعولاً (پ ۱۰۔ ع ۱)۔

یعنی نتیجہ اس کا یہ ہو کہ جو کام خدا کے ہاں مقدر ہو چکا ہے، وہ وقوع پذیر ہو جائے۔ یہ ہے قرآن مجید کی تعلیم۔ یہ نہیں کہ خدا تعالی کی تقدیر اسباب ظاہر نہ ہونے سے رک جاتی ہے۔

اسی لئے تو خدا کو مسبب الاسباب کہتے ہیں یعنی اسباب کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ اسباب کا محتاج ہے۔ آسمانی نکاح اگر خاوند (مرزا سلطان محمد) کے زندہ رہنے سے رک گیا تو اس خاوند کو پہلے ہی کیوں نہ اٹھا لیا۔ چنانچہ اس کا مرنا بھی پیش گوئی کا جز تھا۔ ضمیمہ انجام آتھم ملاحظہ ہو۔

جو پیش گوئی جھوٹی ثابت ہو، اس کے لئے ہمیشہ یہی عذر لنگ پیش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ سارے عذر اس شعر کے مصداق ہیں جو عرب شاعر نے اپنی محبوبہ کے حق میں کہا ہوا ہے

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها
و من عهدها ان لا يدوم لها عهد

محبوبہ جب وعدہ خلافی کرے تو اس کو خلاف نہ سمجھو کیونکہ اس کے وعدے میں یہ داخل ہوتا ہے کہ اس کو پورا نہیں کرے گی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۷ ص ۴-۵)

مباحثہ شملہ کے متعلق قادیانی غلط بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۴۶ء میں مباحثہ شملہ کا ذکر شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلم فریق کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا تھا کہ احمد، آنحضرت ﷺ کا ذاتی نام ہے۔ مگر جب جماعت مرزائیہ مباحثہ کے لئے پہنچی تو فریق ثانی نے اس مضمون پر مباحثہ کرنے سے انکار کر دیا۔

فریق ثانی کی طرف سے بابو رحمت اللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ یہ دعوی قادیانی اخبار نے بالکل غلط شائع کیا ہے۔ اصل مضمون تھا آنحضرت ﷺ کا نام تھا۔ یہ نہیں تھا کہ ذاتی نام ہے۔ یہ ہمارے دعوے کا جزء بھی نہیں۔ انہوں نے اس مضمون پر مباحثہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اصل واقعہ اتنا ہی ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں: اصل بات تو یہ ہے کہ دونوں فریق یعنی محمدی اور احمدی میں سے، احمد کے نام کو ذاتی کوئی نہیں کہتا۔ ذاتی کے معنی ہیں جو نام ماں باپ تجویز کرے۔ مسلمان یہ نہیں کہتے کہ احمد کا نام آنحضرت ﷺ کے لئے ماں باپ نے تجویز کیا تھا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنا نام احمد لکھا ہے (حمامۃ البشری) وہ بھی ذاتی یعنی پیدائشی نہیں ہے کیونکہ پیدائشی نام کی نسبت ان کا اپنا قول ہے:

غلام احمدم کہ ہر جا کہ باشم

بلکہ ان کی مہر کا سجع یوں ہے۔

الیس اللہ بکا ف عبدہ مرزا غلا م ا حمد

پس دونوں فریقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ نام مبارک نہ آنحضرت ﷺ کا ذاتی ہے، اور نہ مرزا صاحب قادیانی کا۔ دیکھنا یہ ہے کہ قرآن شریف میں جہاں یہ آیت آئی ہے وہاں کس ذات پر چسپاں ہوتا ہے

فلمّا جاء ھم با لبیّنا ت قا لوا ھذا سحر مبین (پ ۲۸۔ ع ۹)

یعنی وہ احمد جب ان کے پاس کھلے نشان لے کر آ گیا تو انہوں نے اس کو جادوگر کہا۔

یہ دونوں صیغے ماضی ہیں اور یہ بتا رہے ہیں کہ یہ واقعہ ہو چکا، یہ نہیں ہے کہ تیرہ سو سال تک اس کا انتظار کیا جائے۔ پھر جب پیدا ہو تو پھر وہ دعوی کرے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ اور ہم اس کی تصدیق کریں:

ایں خیال است ومحال است وجنوں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۷ ص ۵۔۶)

سواد اعظم اور مرزا اعظم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ایک حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں اتبعوا السوا د ا لا عظم بڑی جماعت کی تابعداری کیا کرنا۔

یہ حدیث اگرچہ صحت کو نہیں پہنچتی تاہم اپنے اندر ایک سیاسی اصول رکھتی ہے کیونکہ اس میں جمہوری حکومت کی طرف اشارہ ہے۔ آج تک ہم اس حدیث کو مقلدین حضرات سے ان کے حق میں سنتے رہے کیونکہ وہ اپنی کثرت تعداد کو اپنے متبوع ہونے کی دلیل میں پیش کیا کرتے تھے۔ کہتے تھے کیونکہ ہم سواد اعظم (بڑی جماعت) ہیں اس لئے تم ہمارا اتباع کرو۔ ادھر سے مختلف جوابات دیئے جاتے رہے منجملہ ان کے ایک جواب یہ بھی ہوتا تھا

قلیل من عبادی الشکور (میرے شکر گذار بندے تھوڑے ہیں)

حقیقت میں یہ حدیث جمہوری حکومت کی بنیاد بتاتی ہے۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ مجلس شوری کے ممبروں میں جدھر اکثریت ہو رعایا کے لوگو! تم اس کی پیروی کرنا۔ یہی جمہوریت کا بنیادی پتھر ہے جس پر آج یورپ اور دیگر ممالک متمدنہ فخر کرتے ہیں اور اسلام کہتا ہے کہ اس جمہوری حکومت کا بانی میں ہوں۔

لے اڑی طرز فغاں بلبل نالاں ہم سے
گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہم سے

خیر یہ تو اس حدیث کا مجمل بیان ہے، جس غرض کے لئے ہم نے یہ نوٹ لکھنا شروع کیا ہے وہ قابل ذکر اور لائق غور ہے کیونکہ اس سے ہمارا اور اہل قادیان کا فیصلہ بآسانی ہوسکتا ہے۔

قادیان کے اخبار الفضل مورخہ ۶ فروری ۱۹۴۶ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں اتباع مرزا میں سے قادیانی جماعت کی اکثریت دکھا کر لاہوری جماعت پر دباؤ ڈالا ہے کہ تم سواد اعظم کے تابع ہو جاؤ کیونکہ حدیث میں سواد اعظم کی پیروی کا حکم آیا ہے۔

معلوم نہیں لاہوری جماعت کیا جواب دے گی ۔ ہم اس دلیل کو اپنے حق میں بہت مفید پا کر اس کا اجراء یوں کرتے ہیں کہ امت مسلمہ کے مقابلے میں اتباع مرزا قادیانی کا شمار آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں بلکہ علم ہیئت میں جو سبع عرض شعیر کا مسئلہ ہے اس کے برابر بھی نہیں۔

ضمنی تشریح: شرح چغمینی جو علم ہیئت کی کتاب ہے اس میں ذکر ہے کہ زمین کا کرہ اتنا بڑا ہے کہ اونچے سے اونچا پہاڑ بھی اس کے مقابلے میں وہی نسبت رکھتا ہے کہ ایک ہاتھ قطر کے کرہ پر جو کی چوڑائی کا ساتواں حصہ رکھ دیا جائے تو اس کی کرویت میں جو کا یہ حصہ خلل انداز نہیں ہوگا۔

قادیانیوں کا شمار اڑھائی لاکھ نہ سہی، پانچ لاکھ سہی، بلکہ زیادہ بھی مان لو، تاہم امت مسلمہ کے مقابلے میں وہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے خود لکھا ہے کہ مسلمانوں کا شمار دنیا میں نوّے کروڑ ہے۔ کروڑہا کے مقابلے میں دو تین یا

پانچ لاکھ افراد کیا وقعت رکھتے ہیں۔ پس الفضل قادیان اور اس کے نامہ نگار نے جس پیمانے سے وزن کر کے اپنے بھائیوں کو دیا ہے، اسی پیمانے سے وہ ہم سے لے لے یعنی قادیانی جماعت قلیلہ کو چھوڑ کر مسلم سواد اعظم کی پیروی کرے۔ کیا ہی سچ ہے

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۸ ص ۵)

مسلم لیگ اور قادیانی جماعت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بہت سے غیرت مند مسلمان مذہبی جوش میں مسلم لیگ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے قادیانیوں کو بھی اپنے اندر شامل کر لیا ہے حالانکہ پاکستان کے اول محرک ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اپنی صدارت کے زمانہ میں انجمن حمایت اسلام سے قادیانیوں کو نکلوا دیا تھا۔

یہ بالکل صحیح ہے اس میں بھی شک نہیں کہ قادیانی جماعت جمہور مسلمانوں سے جس قدر علیحدہ ہے اور کوئی فرقہ اس قدر علیحدہ نہیں ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ سیاسی حیثیت میں قوموں کا شمار منطقی اصول سے نوع کی شکل میں ہوتا ہے اصناف کی شکل میں نہیں ہوتا۔ ورنہ قادیانیوں میں اسلام سے جس قدر دوری پائی جاتی ہے، شیعوں میں ان سے کم نہیں پائی جاتی جن کا قول ہے (معاذ اللہ) ابوبکر فرعون بود وعمر ہامان (حیات القلوب)

اسی طرح اصحاب القبور میں بھی اسلام برائے نام ہے، غرض اصل اسلام ان غلط رو فرقوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

جگہ کس کس کو دوں دل میں تیرے ہاتھوں سے اے قاتل
کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکاں کو

اس لئے سیاسی مفکر مجبور ہوتے ہیں کہ ان امور کو زیر بحث نہ لائیں بلکہ نوع من حیث النوع پر نظر رکھیں۔

یہ تو ہے سیاسی نظریہ، مگر صحیح واقعہ جو بعد میں منکشف ہوا یہ ہے کہ مسلم لیگ نے قادیانیوں کو بحیثیت جماعت شامل نہیں کیا چنانچہ خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد خود اعلان کرتا ہے:

> میں نے تو پنجاب میں مسلم لیگ کو یہاں تک پیش کش کر دی تھی کہ اگر وہ یہ فیصلہ قطعی طور پر کر دیں کہ مسلم لیگ میں احمدی شامل ہو سکتے ہیں، اور اسی طرح ان کے حقوق ہوں گے جس طرح دوسرے لوگوں کے تو میں سب احمدی امیدواروں کو بٹھا دیتا ہوں۔ مگر افسوس کہ احرار وغیرہ سے ڈر کر انہوں نے اس فیصلہ کی بھی جرأت نہ کی۔ (الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۱)

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے یہ الفاظ صاف دلالت کرتے ہیں کہ غیرت مند مسلمانوں کو جو شکایت تھی وہ سنی سنائی تھی۔ اس کے علاوہ ہم اور دو حوالے پیش کرتے ہیں جن سے حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔

پنجاب کے ضلع سیالکوٹ میں ایک احراری لیڈر جس کا نام صاحبزادہ فیض الحسن ہے پنجاب اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑا ہوا۔ جس کی بابت اخبار الفضل میں اس نواح کے قادیانیوں کو یہ ہدایت شائع ہوئی تھی:

> تحصیل ڈسکہ کی جماعتوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تمام احمدی ووٹ نیز ان کے زیر اثر ووٹ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب آلومہار کے حق میں گذارے جائیں۔ (الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۱۲)

جو لوگ مسلم لیگ کے قواعد سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مسلم لیگ اپنی شاخوں کو اجازت نہیں دیتی کہ وہ اپنے حریف کو ووٹ دیں۔ احرار تو مسلم لیگ کے بڑے بھاری حریف ہیں۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) مسلم لیگ میں شامل ہونے کے باوجود ایسا کرنے کی جرأت کرتا۔

اس نفی کا تیسرا ثبوت یہ ہے:

> بعض احمدی دوست بھی بطور امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ جن جن حالات

میں اور جس جس پارٹی کے متعلق ہم نے مناسب سمجھا اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے بعض جگہ ہم نے مسلم لیگ کی مدد کی ہے اور بعض جگہ یونینسٹ پارٹی کی مدد کی۔ (الفضل ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء ص ۱)

یہ اقتباس بھی بتا رہا ہے کہ قادیانیوں کو مسلم لیگ نے اپنے اندر داخل نہیں کیا اور نہ وہ اس میں مدغم ہوئے بلکہ اپنی ہستی میں آزاد ہیں، جس سے چاہیں ملتے ہیں جس سے چاہیں الگ ہو جاتے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر وہ اپنی غرض کے بندے ہیں جن کی بابت یہ شعر ہے

معشوق مابمذہب ہرکس برابر است

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے غیور مسلمانوں نے جماعت مسلم لیگ کو صالحین کی جماعت سمجھ لیا ہے، اس لئے وہ اپنی غیرت دینی کی وجہ سے مسلم لیگ پر مذہبی نکتہ چینی کرتے ہیں، حالانکہ مسلم لیگ بحثیت جماعت کوئی صالحین کی جماعت نہیں ہے بلکہ اس قوم کا ایک حصہ ہے جس کا شمار ہندوستان میں نو دس کروڑ تک کیا جاتا ہے اور ساری دنیا میں چالیس سے نوے کروڑ تک ہوتا ہے، جس کی بابت حدیث شریف میں وارد ہے الناس کالمأة الا بل لا تکاد تجد راحلة

ہم اہل علم دوستوں کو اس امر کے متعلق مشورہ دیتے ہیں وہ قبول کریں تو ان کو فائدہ ہوگا اور ہمیں خوشی ہوگی۔ وہ مشورہ یہ ہے کہ مہربانی کر کے مشکوۃ میں باب تغیر احوال الناس دیکھیں تو اس کی روشنی میں وہ دنیا کے لوگوں کو عموماً، ہندوستان کے لوگوں کو خصوصاً اور مسلم لیگ کی جماعت کو اخصاً مولانا الطاف حسین حالی مرحوم کے اس شعر کا مصداق پائیں گے

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک رہ گیا اسلام کا نام باقی

پھر ان کے حق میں یہ دعائے خیر کیا کریں اللھم اصلح امت محمد ﷺ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۸ ص ۹)

قادیانی انعاموں کی حقیقت

ما مواعیدھا الا الاباطیل

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۴۶ء میں بطور مذاق ایک فقرہ دوستانہ لکھا گیا تھا کہ مولانا ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی اوروں کو انعام دیتے ہیں ہمیں یاد نہیں فرماتے۔

مولانا سیالکوٹی آج کل انعام تقسیم کرنے میں بہت فیاضی سے کام لے رہے ہیں مسلم لیگ کے متعلق ایک مضمون کا جواب دینے والوں کے لئے آپ نے تین ہزار انعام رکھا ہے خدا جانے کسی نے وصول کیا ہے یا نہیں۔ اب مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ابوالکلام آزاد کے لئے پانچ ہزار روپیہ انعام رکھا ہے دیکھیں کون وصول کرتا ہے۔ ایسے فیاضانہ انعامات کے اعلانات سن کر ہمارے منہ سے بے ساختہ نکلتا ہے:

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابر کرم مہر وفا کچھ تو ادھر بھی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۸)

اس پر اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء میں دخل درمعقول دے کر کہا گیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ہم قادیانیوں سے انعام کیوں نہیں لیتے۔

اس کا جواب ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ قادیانی ہیرو نے ۱۹۰۲ء میں بذریعہ کتاب اعجاز احمدی ہم کو بغرض تحقیق الہامات خود قادیان پہنچنے کی دعوت دی۔ انہیں کیا خبر تھی کہ میں جس کو بلاتا ہوں وہ وہی ہے جس کا قول ہے:

اذا القوم قالوا من فتی قلت انني
اتيت فلم اكسل فلم ابتلدی

اس پر مرزا غلام احمد صاحب نے ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ میرے لئے انعام بھی رکھا۔ میں ایسے انعاموں کی حقیقت جانتا تھا اور اب بھی جانتا ہوں، تاہم میں نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچ کر خط لکھا کہ میدان میں تشریف لایئے۔

جواب وہی ملا جس کی ان سے امید تھی کہ ہم نے خدا سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ ہم مولویوں سے مباحثہ نہیں کریں گے۔ تم لعنتی ہو چلے جاؤ۔

مرزا غلام احمد صاحب کا یہ جواب دراصل اس سوداگر کی طرح تھا جس کی ہنڈی وصول کرنے کو قرض خواہ آن پہنچے اور وہ اپنی ناداری چھپانے کو بیوی کی علالت کا بہانہ کرے۔ آخر میں یہ کہتا ہوا قادیان سے واپس آیا:

خود سوئے ماندید حیارا بہانہ ساخت

جس قوم کے ہیرو ایسے وعدہ شکن، نادار بلکہ دیوالیہ ہوں ان کے مریدوں سے کیا امید وفا ہوسکتی ہے۔ چاہے وہ اپنے آپ کو کتنا ہی سیٹھ کہلائیں۔ آخر ہیں تو قادیانی۔ اس لئے سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی اگر ہمیں حلف اٹھانے پر انعام نہ دیں تو کوئی تعجب نہیں، کیونکہ پنجابی میں ایک فلسفیانہ مثال ہے

گورو جنہاندے ٹپنے چیلے جانھ شڑپ

اسی مضمون کو حافظ شیرازی نے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

پس الفضل کا یہ کہنا کہ مولوی ثناء اللہ ہم سے انعام کیوں نہیں لیتا۔ کیا اس سے لیتے جو دینا نہیں جانتا:

تم کو ان سے ہے وفا کی امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم مارچ ۱۹۴۶ء مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۹ ص ۵،۶)

مرزا قادیانی اور مولوی داؤد غزنوی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الہامات میں خاص خوبی یہ تھی کہ الہام کے الفاظ کم اور معانی بہت ہوتے۔ مثلاً یہ الہام

تخرج الصّدور الی القبور (بڑے بڑے لوگ قبروں میں چلے جائیں گے)

یہ الہام ایسا ہے کہ مولوی نورالدین قادیانی سے لے کر ہٹلر تک سب کو شامل ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس الہام کی تصدیق قرآن شریف بھی کرتا ہے۔ ارشاد ہے

کلّ من علیھا فان (سورہ رحمان)

آج ہم آپ کے جس الہام کا ذکر کرتے ہیں وہ بھی اسی قسم کا پر معنی الہام ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

غزنوی، (اخبار بدر قادیان ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

یہ ایک ایسا مبتداء ہے کہ اس کی خبریں جتنی چاہو بنالو۔ مثلاً

مولوی عبدالواحد غزنوی فوت ہو گئے۔،

اب جو مولوی داؤد غزنوی پنجاب اسمبلی کے انتخاب میں کامیاب ہو گئے تو اس کی خبر یوں ظاہر ہو گی:

مولوی داؤد غزنوی کامیاب ہیں۔،

پس ان کی کامیابی میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بھی دخل ہے۔ اس لئے مولوی داؤد کو چاہیے کہ اپنی پارٹی کو لے کر مرزا صاحب قادیانی کے مزار شریف پر جا کر عقیدت کے پھول چڑھائیں اور سب مل کر یہ شعر پڑھیں

بادہ خواری کا کیا قبرِ مغاں پہ جلسہ
ہم نے امسال بڑی دھوم سے توڑی توبہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم مارچ ۱۹۴۶ء مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۹ ص ۹)

قادیانی کذب بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۴۶ء میں ایک واقعہ کاذبہ لکھا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

سکندر آباد سے ایک اہل حدیث صاحب امرتسر مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس محض اس غرض سے پہنچے کہ ان سے حلف اٹھوائیں مگر جس طرح اوروں کو ٹالتے رہے اس طرح ان کو بھی ٹال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ صاحب بھی احمدی ہو گئے۔ اگر اہلحدیث بھائی اپنے عقاید صحیح سمجھتے ہیں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو مجبور کریں کہ وہ حلف اٹھائیں ورنہ ان کو چاہیے کہ احمدیت کی طرف رجوع کریں۔ یہ احمدیت کی عظیم الشان فتح ہے کہ غیر احمدیوں کا ایسا مشہور مولوی اس طرح مغلوب ہو گیا اور حلف اٹھانے سے صاف انکار کر رہا ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ کئی اصحاب احمدی ہو چکے ہیں۔

(الفضل قادیان ۲۱ فروری ۱۹۴۶ء ص ۲)

اس واقعہ کی اصلیت یہ ہے کہ اخیر دسمبر ۱۹۴۵ء میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر سیٹھ عبداللہ سکندر آبادی ایک صاحب کو جن کا نام مولوی عبدالصمد حیدر آبادی ہے، گھیر کر لائے اور یہ سبق پڑھاتے آئے کہ مولوی ثناء اللہ ہمارے طلب کرنے پر حلف نہیں اٹھاتے۔ جلسہ سے واپسی پر جب وہ ایک اور قادیانی کے ہمراہ میرے پاس آئے اور کہا کہ اصل قصہ کیا ہے، آپ حلف کیوں نہیں اٹھاتے۔ میں نے ان کے سامنے اخبار اہل حدیث کے پرچے رکھ کر کہا آپ ان کو پڑھ لیجئے۔ میں کتنی دفعہ قسم کھا چکا ہوں اور آئندہ بھی حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

وہ صاحب پرچہ ہائے اہل حدیث خصوصاً اہل حدیث مورخہ ۲۳ جون ۱۹۴۴ء دیکھ کو بولے میری تسلی ہوگئی۔ فریق ثانی نے مجھے گھبراہٹ میں ڈالا تھا اب

پرچہ دیکھنے سے میری گھبراہٹ رفع ہوگئی۔الحمدللہ۔

نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے سیٹھ عبداللہ الہ دین کا ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ اکیلے یہاں رہ گئے ۔ یہاں سے مولانا ابراہیم صاحب کی ملاقات کرنے کے لئے سیالکوٹ گئے ۔وہاں سے اپنے رشتہ داروں کی ملاقات کرنے کو پشاور گئے۔ وہاں سے پھرتے پھراتے کئی دنوں کے بعد پھر امرتسر آ کر مجھ سے ملے ،اور ملتے ہی کہا کہ میری بیوی کا خط آیا ہے کہ یہاں کے لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے کہ آپ احمدی ہو گئے ہیں ۔کیا یہ صحیح ہے ۔ بولے میں نے لکھ دیا ہے کہ یہ بات غلط ہے ۔کئی دنوں تک یہاں امرتسر میں ٹھہرے رہے ۔گھر کے خط کا انتظار تھا بچوں کو بیمار چھوڑ آئے تھے، پتہ دفتر اہل حدیث کا دیا ہوا تھا۔آخر انہوں نے سیٹھ عبداللہ کے ماموں میاں پیر محمد صاحب کو تار دیا کہ میرے متعلقین کا حال بتائیے ۔ پیر محمد صاحب کا تار ۲۱ فروری کو پہنچا جس میں لکھا تھا کہ سب اچھے ہیں۔مگر مولوی صاحب اس وقت دہلی جا چکے تھے۔ دفتر ھذا کی طرف سے ان کا تار بذریعہ ڈاک حاجی حافظ حمید اللہ کو دہلی بھیجا گیا۔

یہ واقعہ بتا کر میں کہتا ہوں کہ اگر وہ میری وجہ سے مرزائی ہو گئے ہوتے تو میرے پاس کیوں ٹھہرتے اور میرے پتہ پر کیوں اپنی ڈاک منگواتے میں۔ ناظرین تک اس کا نتیجہ پہنچاتا ہوں جو عربی کا مقولہ یوں ہے:

الشجرة تنبیء عن الشجرة (یعنی پھل اپنے درخت کا پتہ دیتا ہے)

ناظرین کرام! ان لوگوں کی اطلاعات جو اخباروں میں چھپتی ہیں کہ فلاں ملک یورپ میں اتنے احمدی ہو گئے،فلاں میں اتنے ہو گئے،ان اطلاعات کو بھی اسی کی مثال سمجھا کریں۔مرزا غالب مرحوم نے کیا ہی سچ کہا ہے

تیرے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

نوٹ ۔ اگر مولوی عبدالصمد حیدرآباد پہنچ گئے ہوں،تو مرزا محمود علی سکرٹری انجمن اہل حدیث ان کے قلم سے اصلی حالات لکھوا کر ایک کالم میں الفضل کی عبارت دوسرے کالم میں مولوی صاحب کی عبارت بصورت اشتہار چھپوا کر شائع کر دیں اور چند اشتہار بطور نمونہ یہاں بھیج دیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۴۶ء ص ۵)

قادیانی مسیح موعود اور مصلح موعود

(الفضل قادیان میں اعلان ہوا تھا کہ ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء کو مصلح موعود کے متعلق جلسے کئے جائیں اس کے دفعیہ کے لئے یہ اشتہار شائع کیا ضرورت منداصحاب جوابی کارڈ بغرض محصول ڈاک بھیج کر بیس اشتہار طلب کر سکتے ہیں۔رضاءاللہ)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تھا جن کی تکذیب کے لئے آیات اور احادیث علماء کی طرف سے بکثرت پیش ہوئیں منجملہ ایک حدیث صحیح مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ

حضرت مسیح موعود جب آئیں گے مقام فج الروحاء سے حج کا احرام باندھیں گے۔

مرزا صاحب قادیانی نے نہ فج الروحاء سے احرام باندھا، نہ یلملم سے، بلکہ خدا نے ان کو فریضہ حج سے محروم ہی رکھا تا کہ ان کے دعوے کا کذب ثابت ہوئے۔

مرزا محمود خلیفہ قادیان نے مصلح موعود ہونے کا دعوی کیا جس کی بابت ان کے باپ مرزا صاحب کلاں نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پیش گوئی کی تھی اور اس کو اپنے لڑکے مبارک احمد پر چسپاں کیا تھا۔ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت جلد اول۔ص ۵۹۔۶۰۔

آخر وہ لڑکا مبارک احمد جن کو مصلح موعود کہا تھا بعمر ۸ سال نابالغی میں مر گیا (قادیانی اشتہار تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء)۔

بات تو یہیں ختم ہو گئی تھی مگر مرزا محمود نے آواز اٹھائی کہ مصلح موعود (جس کی بابت میرے والد نے پیش گوئی کی تھی) میں ہوں۔اس کی منادی جگہ بجگہ کرائی گئی چنانچہ ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء کو امرتسر وغیرہ بلاد میں جلسے ہوں گے۔اس لئے ہم بذریعہ اشتہار ہذا مسلمان اور دیگر اصحاب کو مطلع کرتے ہیں کہ مرزا محمود کا یہ دعوی غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب کلاں نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۴ پر

صاف لکھا ہے کہ مرزا محمود بشیر اور شریف میرے تین لڑکے ہیں اور مصلح موعود (چوتھا لڑکا) آئندہ پیدا ہوگا (تریاق القلوب ص۴۳ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)۔

ان دونوں عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصلح موعود ان تین لڑکوں میں سے کوئی نہیں۔ مبارک احمد کا لقب مصلح موعود رکھا گیا تھا وہ مر کر قصہ ختم کر گیا۔ اب مرزا محمود کا اپنے متعلق دعوی مصلح موعود کرنا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ ان کے باپ کا مسیح موعود ہونے کا دعوی غلط تھا

(نوٹ: مصلح موعود والی پیش گوئی کی تفصیل ایک رسالہ میں ملتی ہے جس کا نام ہے: محمود مصلح موعود؟)

ایم رضاء اللہ ناظم شعبہ تبلیغ واشاعت دفتر اہل حدیث امرتسر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۴۶ء مطابق ۳ ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۰ ص ۵، ۶)

اقوال مرزا کا حافظ کون ہے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

معلقہ میں ایک شعر ہے

اذا القوم قالوا من فتی قلت اننی
اتیت فلم اکسل و لم اتبلد

(شاعر کہتا ہے کہ قوم کی طرف سے آواز آئے کہ کون بہادر ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میری طرف اشارہ ہے۔ پھر میں میدان جنگ میں پہنچنے میں نہ سستی کرتا ہوں اور نہ دیر لگاتا ہوں)

بالفاظ دیگر اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ ملک پنجاب میں جب آواز اٹھے کہ اقوال مرزا قادیانی کا حافظ کون ہے، تو میں حق رکھتا ہوں کہ کہوں: میں ہوں۔

ہمارے دوست کہیں گے کہ اقوال مرزا کا یاد رکھنا کیا خوبی ہے؟ میں ایسے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ امام بخاری کو تین لاکھ حدیثیں یاد تھیں، ان میں سے دو لاکھ موضوع اور ضعاف تھیں۔ اس سے غرض تنقید روایت تھی تاکہ وقت پر پیش کر سکیں۔

اسی طرح آج کل اقوال مرزا کا یاد رکھنا بھی مفید ہے کیونکہ قادیانی نبی اور ان کی امت سب کے سب فن روایت میں جابر جعفی سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہیں۔

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۸ مارچ ۱۹۴۶ء میں ایک مضمون بعنوان: قادیانی کذب بیانی، شائع ہوا ہے جو مولوی عبدالصمد حیدر آبادی کے متعلق ہے۔ یعنی ان کو حیدر آباد دکن میں مرزائی مشہور کر کے اپنی فتح یابی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ اس کے متعلق موصوف کا ایک خط دفتر ہذا میں موصول ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

یہاں کے قادیانی مجھے بدنام کر رہے ہیں اللہ کی قسم میں نے محمود کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ جملہ قادیانی کافر اور ....کا لشکر ہیں۔ بڑے ...اور جھوٹے ہیں۔عبدالصمد خان ۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ

اس عبارت میں جن الفاظ پر ہم نے نقطے ڈالے ہیں وہ دراصل قادیانیوں کے دعوی متعلقہ عبدالصمد کی کافی تردید ہیں مگر ہم نے ان کو اپنی طبیعت کے تقاضا سے سخت سمجھ کر حذف کر دیا۔ خیر یہ تو ایک تمہید ہے اصل مضمون آج یہ ہے۔

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۴۶ء میں ہم نے قادیانیوں کو ان کی خیر خواہی کے طور پر مشورہ دیا تھا کہ کتب مرزا صاحب کے حوالہ جات ہم سے پوچھ لیا کریں، ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔

اس کے متعلق کسی نامہ نگار نے الفضل ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء میں ہماری تردید لکھی ہے۔ خلاصہ تردید یہ ہے کہ تم نے جو کہا ہے کہ میں جب ۱۹۰۳ء میں مرزا صاحب کے بلانے پر قادیان پہنچا تو مرزا صاحب قادیانی نے گفتگو کرنے سے انکار کیا، وجہ یہ بتائی کہ میں نے خدا سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ مولویوں سے مباحثہ نہیں کرونگا، حالانکہ یہ جھوٹ تھا۔

اس کے جواب میں قادیانی مضمون نگار لکھتا ہے کہ یہ مولوی ثناء اللہ کی لاعلمی کا ثبوت ہے۔ پھر اس کے ثبوت میں کتاب انجام آتھم سے عبارت نقل کی ہے۔ اس کے عربی الفاظ یہ ہیں

وعزمنا ان لا نخاطب العلماء

جس کا فارسی ترجمہ مرزا صاحب قادیانی نے خود کیا ہوا ہے:

قصد کردیم کہ بعد ایں توضیحات علماء را مخاطب نہ کنیم ۔

قادیانی مجیب نے اردو میں اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

ہم نے قصد کر لیا ہے کہ اب ان توضیحات کے بعد علماء کو مخاطب نہ کریں۔

یہ ساری عبارتیں سامنے رکھ کر ہم ناظرین سے عموماً اور قادیانی اہل علم سے خصوصاً پوچھتے ہیں کہ ان میں سے کون سا لفظ ایسا ہے جس کا مطلب خدا سے وعدہ کرنے کا ہو۔ جو مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ ہیں۔

کیا فی نفسہ کسی فعل کا ارادہ کرنا خدا سے وعدہ کرنا ہوتا ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے ارادہ کیا تھا کہ خاتون محمدی بیگم بنت احمد بیگ سے نکاح کرونگا۔ کیا یہ وعدہ الہی ہو گیا۔

یا کوئی شخص ارادہ کرے کہ میں آج پلاؤ کھاؤں گا۔ کیا یہ بھی خدا تعالی سے وعدہ ہے۔

میرے خیال میں ایسا فتوی ملا دو پیازہ یا اس کے قائم مقام بھی نہ دیں گے

قادیانی ممبرو! ایک بت کی پوجا کرانے کے لئے ایسی حرکات کرتے ہو جن کو دیکھ کر اور سن کر اہل علم ہنستے ہیں اور تمہاری نسبت یہ شعر پڑھتے ہیں

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری ظلم کیشی کو
بہت سے ہو چکے ہیں گرچہ تم سے فتنہ گر پہلے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء مطابق ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۱ ص ۴)

قادیان سے چند سوال علماء کی خدمت میں۔ ا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

نصف صدی سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے حق میں مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تھا۔ اس عرصہ میں ان کی تکذیب کے وجوہات خدا کے حکم سے اتنے پیدا ہو گئے جو گننے میں نہیں آ سکتے۔ بعض وجوہ ایسے بھی ہیں جن میں

انہوں نے اقرار کیا ہوا ہے کہ اگر یہ نہ ہوا، تو میں ہر ایک بد سے بد تر ٹھہرونگا۔ مجھے پھانسی دیا جائے، وغیرہ۔ سب سے آخر میں یہ بھی کہا تھا کہ مولوی ثناءاللہ میری زندگی میں نہ مرے، تو میں جھوٹا سمجھا جاؤں گا۔ پھر ہوا کیا؟ وہی جو کسی شاعر نے کہا ہے

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

مگر قادیانیوں کے دلوں پر کچھ ایسے نشان لگے ہوئے ہیں کہ بحکم ارشاد خداوندی ان یروا سبیل الر شد لا یتخذو ہ سبیلاً سیدھے راستے پر نہیں آتے، بلکہ ہمیشہ ٹیڑھی چال چلتے ہیں۔ چنانچہ اخبار الفضل مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء میں علماء سے چند سوال کئے گئے ہیں۔

سوالات سے پہلے اپنی طرز پر مرزا صاحب قادیانی کی سچائی کی بڑی ڈینگیں ماری ہیں۔ ان سوالوں کے جواب دینے ضروری نہ تھے کیونکہ یہ اسی قسم کے ہیں جیسے کسی ملاں نے دیہاتی کو کہا تھا تم نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ اس نے کہا تم نے اپنے بیٹے کی شادی پر کھانے میں زیادہ نمک کیوں ڈالا تھا۔

اس قسم کے سوالوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اصلی مبحث (صدق و کذب مرزا قادیانی) سے ہٹا کر دوسری طرف لگایا جائے۔ دیگر علماء کرام تو قادیانی کا م ختم کر چکے اس لئے وہ تو ان کو قابل خطاب ہی نہیں سمجھتے مگر اہل حدیث ابھی ضرورت سمجھتا ہے اس لئے جواب دیتا ہے۔

سوال اول: قرآن مجید میں اللہ تعالی حضرت عیسی کی والدہ حضرت مریم صدیقہ کو حضرت عیسی کی پیدائش کی خوش خبری دینے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے

و رسو لاً الی بنی اسرا ئیل

یعنی وہ رسول ہوں گے بنی اسرائیل کی طرف (آل عمران: ع ۵)

اب اگر جیسا کہ مولوی صاحبان کا عقیدہ ہے یہ مانا جائے حضرت عیسی آخری زمانہ میں مسلمانوں اور دیگر ساری دنیا کی اصلاح کے لئے مسیح موعود بن کر آئیں گے، تو کیا اس وقت یہ آیت نعوذ باللہ منسوخ ہو جائے گی، کیونکہ اس میں تو صرف بنی اسرائیل کی طرف ان کے رسول بنا کر بھیجے جانے کا ذکر ہے چنانچہ وہ خود بھی یہی کہتے

رہے کہ

میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا
۔(متی ۱۵: ۲۳)

پس وہ ساری دنیا کے رسول کیوں کر ہوں گے ؟ اگر ہوں گے تو اس آیت کو مولوی صاحبان اس وقت کیسے پڑھیں گے ۔(الفضل ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء ص ۵)

یہ سوال اسی قسم کا ہے کہ ایک دفعہ شیعہ سنی مباحثہ میں سنی عالم کی طرف سے یہ آیت پیش ہوئی:

وعد الله الذ ین آ منوا منکم و عملوا الصا لحا ت لیستخلفنهم فی الا ر ض (سورہ نور) (یعنی خدا نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا)۔

شیعہ مناظر نے کہا کہ اس آیت میں مستقبل کا صیغہ ہے۔ اب اس آیت کو قرآن سے نکال دو، ورنہ غلط بیانی لازم آئے گی ۔ اسی قسم کا خود غرضانہ یا جاہلانہ سوال آج ہمارے سامنے آیا ہے ۔ سنو!

رسو لًا الی بنی اسرا ئیل ماضی کا واقعہ ہے۔ مسیح موعود کا دنیا بھر کے لئے آنا مستقبل کا واقعہ ہے ۔ دو مختلف زمانوں میں تناقض نہیں ہوا کرتا۔ اگر تم ہماری نہ سنو، تو آؤ ہم تمہارے نبی کی سناتے ہیں وہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۸۹ پر لکھتے ہیں:

حضرت مسیح جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کی تبلیغ سے اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔

بتاؤ حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کے وقت آیت کریمہ رسو لًا الی بنی اسرا ئیل پڑھتے رہو گے یا چھوڑ دو گے ۔

سوچ سمجھ کر اپنی پارٹی میں پیش کر کے جواب دیجئے گا ۔

سنو! حضرت عیسی مسیح کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک اپنی رسالت کی جس کا ذکر آیت مرقومہ میں ہے۔ دوسری خلافت محمدیہ کی ، جب وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو دوسری حیثیت سے کام کریں گے جس کے متعلق حدیث کے الفاظ پڑھو

یاؔمهم بکتا ب الله

(مسیح موعود اس زمانہ کے لوگوں کو کتاب اللہ، قرآن، کے ساتھ تبلیغ کریں گے)

اب ہمارا سوال بھی سنو!

قادیانی مسیح نے جو براہین احمدیہ میں لکھا تھا کہ مسیح موعود دوبارہ آکر ساری دنیا میں اسلام پھیلا دیں گے، کیا تمہارے مسیح موعود نے یہ کام کر لیا؟

بتاتے ہوئے قادیان اور قادیان کی تحصیل بٹالہ اور ضلع گورداسپور سے شروع ہوتے ہوئے پنجاب میں پھرتے پھراتے سندھ، بلوچستان، ایران اور اس سے آگے روس میں چلے جائیے۔ وہاں جا کر دیکھ آئیے۔ پھر ہمیں بتائیے کہ وہاں کوئی اللہ کا نام لینے والا بھی ہے؟

پھر تمہیں پتہ چل جائے گا کہ قادیانی مسیح کے وعدے محبوبہ سعاد کے وعدوں سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتے جن کی بابت کہا گیا: ما مواعیدھا الا الا باطیل

سوال نمبر۲: حدیث شریف میں آتا ہے حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ ایسی خصوصیتیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں۔ ان میں سے حضور ﷺ نے ایک یہ بیان فرمائی ہے کہ میں تمام جہان کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ سے پہلے سب رسول خاص خاص قوموں کی طرف بھیجے جاتے تھے۔

اب اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت مسیح ہی مسیح موعود ہو کر آئیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ساری دنیا کے لئے مبعوث ہو کر آئیں گے۔ کیا یہ عقیدہ حضرت رسول مقبول ﷺ کی اس خصوصیت کو نہیں توڑے گا۔ (الفضل تاریخ مذکور)

اس سوال کا جواب پہلے نمبر میں آ گیا ہے۔ باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء مطابق ۱۷ ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۲۔ص ۴۔۵)

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ مثال اس موقع پر بولی جاتی ہے جب کوئی شخص کسی بات میں مغلوب ہو کر

بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتا ہے۔ آج کل یہی مثال قادیانیوں کی میرے حق میں ہے۔ احباب کرام کی دعاؤں سے میں باوجود حملہ قاتلانہ وغیرہ کے زندہ رہ کر قادیانی خدمت کر رہا ہوں۔ قادیانی میری زندگی سے اسی طرح ناخوش ہیں جس طرح مرزا غالب مرحوم کے معاصرین ان کی زندگی سے ناخوش تھے جن کے حق میں مرزا غالب نے کہا تھا

نادان ہیں جو کہتے ہیں کہ کیوں جیتا ہے غالب
قسمت میں ہے اعداء کا جلانا کوئی دن اور

ایک بریلوی مولوی نے مجھے لکھا تھا اب تو عمر کی آخری منزل میں ہو، اب تو توبہ کرو۔ اس کے جواب میں میں نے لکھا تھا کہ آخری منزل تو کیا تو میں بحکم حدیث (عد نفسك من اصحاب القبور) اپنے کو قبر میں پڑا ہوا سمجھتا ہوں۔ میرے اس کہنے پر قادیان میں گھی کے چراغ جلائے گئے کیوں اور کیسے بقول:

میرے مرنے کی خبر سن کر پہلے تو وہ چپ رہے
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

چنانچہ قادیان کے اخبار الفضل ۲۷ فروری ۱۹۴۶ء صفحہ ۹ پر ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری خود اقراری ہیں کہ میں تو بحکم حدیث عد نفسك من اصحاب القبور قبر میں ہوں، اہل حدیث ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء گویا خدا نے ان کو لمبی عمر دے کر، قبر میں، اس امر کی حجت پوری کر دی۔

او قادیانی ممبرو! کہتے ہوئے کچھ تو خیال کر لیا کرو کہ ہم کیا کہتے ہیں۔ میرا جواب دیتے ہوئے ایسے کھسیانے کیوں ہو جاتے ہو کہ تمہیں آگے پیچھے کی کچھ خبر ہی نہیں رہتی۔ اپنے اکبر العلماء مولوی سرور شاہ سے پوچھ کر بتاؤ کہ اس حدیث کا مخاطب تمہارا خلیفہ بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کو بھی مردہ کہو گے، اور اگر نہیں ہے تو خطاب رسالت سے باہر ہے؟

او بندگان خدا! کہتے ہوئے خدا تعالیٰ کا خوف دل میں نہ ہو، تو مخلوق سے تو شرم کیا کرو۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی امت کہلا کر ان کی تعلیم میں تحریف نہ کیا کرو، ورنہ یہ

کہنا صحیح ہوگا:

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء مطابق ۱۷ ربیع الاخر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۲ ص ۵-۶)

قادیان سے چند سوال علماء کی خدمت میں۔۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عربی میں ایک مثل ہے الغریق یتثبت بالحشیش جس کا مطلب ہے: ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ کہلانے کو تو یہ لوگ متکلمین کی جماعت کہلاتے ہیں مگر ان کا علم کلام ایسا کمزور ہے کہ دنیا میں کسی گروہ کا نہیں ہوگا۔ اہل حدیث مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء میں ان کے دوسوال مع جواب درج ہو چکے ہیں آج اس سلسلے کا تیسرا سوال درج کیا جاتا ہے۔ اس سوال کا اختصار یہ ہے کہ

سوال نمبر ۳۔ آنحضرت ﷺ نے معراج کی رات حضرت یحیٰ کو حضرت عیسیٰ کے ساتھ جنت میں دیکھا تھا۔ اگر حضرت عیسیٰ مسیح دنیا میں تشریف لائیں گے تو جنت سے نکل کر آئیں گے حالانکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ جنتیوں کو جنت سے نکالا نہیں جائے گا و ما ھم منھا بمخرجین۔ پس اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ نہیں ہیں اور دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جواباً لکھتے ہیں:

مخرج اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں بطور خفگی کے نکالا ہوا۔ اس کا صیغہ فعل ماضی کی شکل میں یوں آیا ہے کما اخرج ابویکم من الجنۃ پس معنی یہ ہوئے کہ جنتی جنت سے کسی خطا یا جرم یا ختم میعاد کی وجہ سے نہیں نکالے جائیں گے لیکن کسی ضروری ڈیوٹی کے لئے مامور ہوکر دنیا میں آئیں تو وہ مخرج نہیں ہیں۔ جیسے کسی ضلع کے افسر کو گورنر کسی دوسرے ضلع میں ڈیوٹی کے لئے بھیجے تو وہ مخرج نہیں ہوتا

بلکہ مامور ہوتا ہے۔ اسی لئے مرزا صاحب کلاں نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو اسلام ان کے ذریعہ سے ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ یہ دراصل ان کی حسن خدمت کا اعتراف ہے۔ جب یہ ڈیوٹی پوری کر چکیں گے تو پھر اصل مقام پر چلے جائیں گے ایسے مامور کو مخرج کہنا ان لوگوں کا کام ہے جو مسیح اصلی اور مسیح نقلی میں فرق نہ جانتے ہوں انہی کے حق میں کہا گیا ہے

سخن شناس نہء دلبرا خطا ایں جاست

چوتھا سوال ۔ اس سوال کی عبارت ایسی لطیف ہے جی چاہتا ہے کہ ناظرین کے سامنے ساری رکھ دوں تا کہ وہ خود ان قادیانی متکلمین کی ذکاوت اور ذہانت کا اندازہ لگا سکیں۔ چنانچہ لکھا ہے:

حدیث میں آتا ہے کہ دجال کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہوگا (مشکوۃ کتاب الفتن) اب مولویوں کے عقیدہ کی رو سے اس سب سے بڑے فتنہ کو دور کرنے کے لئے تمام نبیوں میں سے صرف مسیح کو زندہ رکھنا کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ حضرت مسیح کی روحانی طاقت تمام نبیوں کی روحانی طاقت سے بڑھی ہوئی ہے اور وہی سب سے افضل رسول ہیں۔ حتی کہ نبی ﷺ سے بھی نعوذ باللہ روحانی طاقت میں بڑھ کر ہیں کیونکہ جتنا بڑا فتنہ ہوتا ہے اسے فرو کرنے کے لئے اتنا ہی بڑا آدمی بھیجا جاتا ہے۔ اگر حضرت رسول مقبول ﷺ میں بھی اتنی روحانی طاقت ہوتی تو ضرور حضور ﷺ کو زندہ رکھا جاتا اور اس فتنے کو فرو کرنے کے لئے آپ کو بھیجا جاتا۔ (الفضل ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء ص ۵)

جواب: اگر یہ اصول صحیح ہے کہ دجال کے مقابلے کے لئے جو آئے گا وہ سب نبیوں سے بڑھ کر روحانی قوت والا ہوگا، تو ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو دجال کے مقابلہ کے لئے آئے اور بڑے تیر مار کر تشریف بھی لے گئے، کیا وہ سب نبیوں خصوصاً آنحضرت ﷺ سے بھی بڑی قوت والے تھے؟ صاف کہہ دو کہ ہاں مرزا صاحب سید البشر سے افضل تھے تا کہ آئے دن کا یہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے اس کے بعد ہمیں یہ کہنے کا حق ہوگا:

بازی بازی باریش بابا بازی

اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالی کے علم میں جو کام کسی کے سپرد ہوتا ہے، وہی اس کو کرتا ہے۔ اس میں اعلی ادنی کا کوئی امتیاز نہیں۔ ابوجہل جیسے شدید دشمن کا قتل دو بچوں کے سپرد ہوا تھا۔ انہوں نے ہی اس کو انجام دیا حالانکہ ان سے بڑی شخصیتیں بھی موجود تھیں۔ ایک بڑے مجدد اسلام کو ایک معمولی مولوی کے مقابلے میں فنا کر دیا حالانکہ اس سے بڑے بڑے علماء موجود تھے۔ سچ ہے:

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء مطابق ۲۴ ربیع الاخر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۳ ص ۴۔۵)

قادیان سے چند سوال علماء کی خدمت میں۔۳

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی سائل کے سوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآن شریف کے مضامین سے اتنے ہی ناواقف ہیں جتنے بعض لوگ لحم البقر کے بھاؤ سے۔ دعوی یہ ہے کہ ہم ایسے معارف قرآن جانتے ہیں جو کسی کو معلوم نہیں۔ آج کا سوال ہمارے اس دعوی کا ثبوت ہے ناظرین غور سے پڑھیں۔ ہم سارا سوال نقل کرتے ہیں:

سوال نمبر ۵۔ حدیث شریف میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ آخری زمانہ میں یہود کے مشابہ ہو جائیں گے (مشکوۃ باب کتاب العلم)

کیا نبی کریم ﷺ کے لئے یہ مقام غیرت نہیں کہ امت تو آنحضرت ﷺ کی بگڑے مگر اس کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کا ایک رسول دوبارہ دنیا میں بلایا جائے کیا یہ عقیدہ قرآن مجید کی آیت کنتم خیر امة اخرجت للناس کے صریح خلاف نہیں کیونکہ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ امت محمد یہ تم تمام امتوں سے بہتر امت ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ سورہ آل عمران۔ ع ۱۱۔ (الفضل ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء ص ۵)

شیخ الاسلام مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ سائل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ انبیاء کرام کو بھی دنیاوی قوموں کی طرح متبائن سمجھتے ہیں، حالانکہ قرآن مجید ان سب کو ایک قوم قرار دیتا ہے۔ غور سے پڑھو

انّ ھذہ امّتکم امّۃ واحدۃ

(یہ سب انبیاء تمہاری ایک ہی جماعت ہے)

حدیث شریف میں آیا ہے

الانبیاء اخوۃ علاتیۃ انبیاء (سب ایک باپ کے بیٹے باہم بھائی بھائی ہیں)

اس لئے حضرت عیسیٰ کا اصلاح امت کے لئے آنا کسی اجنبی کا آنا نہیں ہے بلکہ وہ اپنی جماعت کے ایک فرد کی حیثیت سے آئیں گے۔

سوال تو یہیں ختم ہو جاتا ہے مگر میں ذرا آپ کے گھر کی بھی بتا دوں تاکہ آپ کو قدر عافیت بھی معلوم ہو جائے

بتایئے مغلوں کو اسلام سے کیا نسبت رہی ہے۔

اس کے سمجھنے کے لئے زوال بغداد کی تاریخ سامنے رکھ لینا کافی ہے۔ جو تباہیاں مغلوں کے ہاتھوں اسلام اور اہل اسلام کی ہوئی ہیں وہ گذشتہ جنگ یورپ میں بھی نہیں ہوئیں۔ اس پر بھی تمہارے مسیح موعود مغلوں کی نسل سے آئے اور مولوی سعد اللہ مرحوم لدھیانوی کو یہ کہنے کا موقع ملا:

چہ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
وبا بینی خزاں بینی غرض دار الزیاں بینی
یکے قطاع نسل و یکے امام بھنگیاں بینی
مسیح ابن مریم بچہء چنگیز خان بینی

(مرزا غلام احمد صاحب کا چچازاد بھائی مرزا جمال الدین جس نے فقیر ہو کر اپنا آلہ تناسل کٹوا دیا تھا، اس کی طرف قطاع نسل میں اشارہ ہے۔ نیز مرزا قادیانی کا چچازاد بھائی مرزا امام الدین بھنگیوں کا گورو تھا۔ اس کا ذکر ہے۔ ثناء اللہ)

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

چھٹا سوال: قرآن شریف میں نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اور ہمارے مخالف مولوی صاحبان خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ

جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔
اب اگر آخری زمانہ میں بنی اسرائیل کے رسول حضرت مسیح تشریف لائیں گے تو کیا خاتم النبیین حضرت عیسی ہوں گے یا نبی کریم ﷺ؟
کیونکہ نبی کریم کے بعد حضرت مسیح آئیں گے۔ مگر حضرت مسیح کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، نیا اور نہ پرانا۔ پس اس عقیدہ کی رو سے اصل خاتم النبیین حضرت مسیح ہوں گے، یا حضرت نبی کریم ﷺ۔

شیخ الاسلام مولانا امرتسری فرماتے ہیں: معلوم نہیں لوگوں کو ایسے سوال کرنے کا کیا چسکا پڑ گیا ہے جو خودان کے مسلمات کے بھی خلاف ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی حمامۃ البشری میں آیت خاتم النبیین لکھ کر فرماتے ہیں

فسرہ النبی ﷺ بقولہ لا نبی بعدی یعنی آنحضرت ﷺ نے اس آیت کی تفسیر خود فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

اس حدیث میں قابل غور بات یہ ہے کہ لا نبی میں جو لا نفی جنس کا ہے اس کی خبر کیا ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ اس کی خبر مخلوق ہے یعنی کوئی نبی میرے بعد پیدا نہیں ہوگا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود اس حدیث کے ماتحت نہیں آسکتے فاندفع ما اوردو ما کاد یرد

ساتواں سوال: یہ بات بالکل صاف ہے کہ حضرت مسیح معبودان باطلہ میں سے ہیں، اور تمام معبودان باطلہ کے حق میں اللہ تعالی فرماتا ہے

اموات غیر احیاء و ما یشعرون ایان یبعثون
یعنی وہ مردہ ہیں ہرگز زندہ نہیں۔ اور انکو تو اتنی بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اب یا تو حضرت مسیح کو اس آیت کے مطابق فوت شدہ تسلیم کرو ورنہ ماننا پڑے گا کہ وہ خدا ہیں یا فرشتوں میں سے ہیں۔ اگر بشر ہیں تو ان کو ماننے سے قرآن شریف کی یہ آیت نعوذ باللہ باطل ٹھہرتی ہے۔

شیخ الاسلام مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ یہ سوال آیت قرآنی نہ سمجھنے کی بنا پر ہے آیت موصوفہ میں اموات کا جو لفظ آیا ہے جس سے سائل نے استدلال کیا ہے

اس کے معنی فوت شدہ کے نہیں ہیں، بلکہ اس کے صحیح معنی محل موت کے ہیں۔

سنو اموات کا لفظ میت کی جمع ہے اور میت کا لفظ آنحضرت ﷺ پر زندگی کی حالت میں بھی بولا گیا: انّك ميّت و انهم ميّتو ن

بقول آپ کے کیا اس کا یہ ترجمہ صحیح ہے کہ اے پیغمبر تو مر چکا ہے اور تیرے مخالف بھی مر چکے ہیں۔

ایسی بات کوئی نہیں کہے گا الّا من سفه نفسه بلکہ معنی اس کے یہ ہیں کہ تو بھی محل موت ہو جو اپنے وقت پر آئے گی اور وہ بھی محل موت ہیں ان پر بھی آئے گی۔

اسی طرح اس آیت موصوفہ کے معنی ہیں جو آپ نے پیش کی ہے، معبودان باطلہ محل موت ہیں نہ دائم الحیات معبود کے لئے الحی القیوم ہونا ضروری ہے۔

آؤ ہم تمہارے معنی میں ایک اور غلطی بتائیں۔ کون نہیں جانتا کہ آیت موصوفہ کے اترنے سے پہلے بھی جس طرح معبودان باطل بنائے گئے تھے اسی طرح اس کے نزول کے بعد بھی سینکڑوں سال تک نئے نئے بنائے گئے اور بنائے جا رہے ہیں۔ بغداد، اجمیر، پیران کلیر، بہڑائچ (گونڈہ) لاہور وغیرہ میں جن مزارات کو پوجا جا رہا ہے، یہ تو اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ پھر آیت موصوفہ آپ کے ترجمہ کے مطابق ان کو کیسے شامل ہوئی۔

پس یا تو ان مزارات والوں کو اس آیت کے ماتحت دکھاؤ یا قرآنی بیان کو ناقص مانو۔ ورنہ ہمیں کہنے کا موقع دو:

گر تو قرآں بریں نمط خوانی ۔۔۔ ببری رونقِ مسلمانی

آٹھواں سوال: حضرت مسیح کو زندہ رکھنے سے اللہ تعالی کی قدرت پر حرف آتا ہے کیونکہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ وہی آدمی کسی چیز کو سنبھال کر رکھتا ہے جس کو یہ خوف ہو کہ اگر میرے ہاتھ سے یہ چیز نکل گئی تو شاید پھر میسر نہ آسکے۔ امراء کبھی باسی کھانا اٹھا کر دوسرے وقت کے لئے نہیں رکھ چھوڑتے کیونکہ ان کو دوسرے وقت تازہ کھانا ملنے کا یقین ہوتا ہے یہ کام صرف غرباء ہی کیا کرتے ہیں۔

پس اللہ تعالی کو حضرت مسیح کا زندہ رکھنا ثابت کرتا ہے کہ خدا تعالی سے ایک

دفعہ حضرت مسیح جیسا آدمی بن گیا ہے، اب اس کو نعوذ باللہ ڈر ہے کہ اگر میں اس کو مار دوں تو شائد اس جیسا انسان پھر مجھ سے پیدا نہ ہو سکے، اس لئے اس کو زندہ رکھوں ۔ ورنہ جس کی قدرت وسیع ہے جو ایک چھوڑ بے شمار حضرت مسیح جیسے انسان پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے اس کو کیا ضرورت پڑی کہ تمام انبیاء کو تو فوت کر کے اٹھا لے اور حضرت مسیح کے ساتھ سب سے انوکھا معاملہ کرے کہ ان کو زندہ اٹھا لے ۔

(الفضل ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء ص ۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

یہ سوال پڑھ کر ہمارے تعجب کی حد نہیں رہی۔ ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ ایک مصنوعی بت کی پوجا کرانے کو کتنی کوشش کر رہے ہیں۔

اچھا صاحب یہ تو بتایئے کہ حضرت نوح اپنی قوم میں ساڑھے نو سو برس وعظ فرماتے رہے اور بعد نجات بہت سی مدت زندہ رہے۔ اور تمہارے نبی نے کہا تھا میں ۸۵ سال تک عمر پاؤں گا (رسالہ نورالدین) حالانکہ ۶۹ سال تک عمر پائی ۔ یہ اتنی کمی بیشی کیوں ہوئی ۔ کیا حضرت نوح کو اتنی لمبی عمر دینے میں خدا تعالی کو اندیشہ تھا کہ میں ایسا آدمی پیدا نہیں کر سکوں گا اسی کو رہنے دوں ۔

قادیانی ممبرو! تم چاہو تو ہمیں مخالف سمجھو، مگر ہم تمہارے مخالف نہیں ہیں اس لئے تم کو مشورہ دیتے ہیں کہ ایسے سوالات بغرض اصلاح ہمارے پاس بھیج دیا کرو ۔ تمہیں اختیار ہو گا ہماری اصلاح مانو یا نہ مانو، مگر سن تو لیا کرو۔ ورنہ ہمارا حق ہو گا کہ یہ شعر تمہاری خدمت میں پیش کریں

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵۔ اپریل ۱۹۴۶ء مطابق ۲ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۴ ص ۴۔۶)

قادیانی مسیح موعود کی تکذیب پر قادیان سے آواز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ قادیانی اخبار کتنی ہی حق پوشی کریں تاہم تصرف قدرت ان پر حاوی ہو کر حق کا اظہار کرا دیتا ہے۔ آج کا حوالہ بھی ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔

مرزا غلام احمد صاحب متوفی کا دعوی تھا کہ میں ساری دنیا کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ کفر کی جڑ کاٹنے اور مسلمانوں کو اصلی معنی میں متقی بنانے کے لئے آیا ہوں۔ مگر مسلمانوں کی حالت جو آج کل ہے وہ الفضل کے الفاظ میں درج ذیل ہے:

اسلام ساری دنیا میں ہی خطرے میں ہے اور ہندوستان کو اس سے مستثنی کرنا کسی صورت میں بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔ آج اسلام کو محفوظ سمجھنا ایک مسلمان کی مذہبی حس کی موت کی علامت ہے۔ کیا اسلام کیلئے اس وقت خطرہ پیدا ہوگا جب اس کا نام بھی مٹ جائیگا کیونکہ اس وقت عام مسلمانوں میں سوائے نام کے اسلام کا باقی ہی کیا ہے۔ (الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء ص ۶)

قادیانی ممبرو!

بقول تمہارے مسیح موعود آیا اور آ کر چلا بھی گیا۔ مسلمانوں پر کوئی زمانہ ایسا نہ آیا کہ وہ اچھی حالت میں نظر آتے پھر ایسے مسیح نے آ کر کیا کیا۔

صاف کہہ دو کہ کچھ نہیں کیا تاکہ ہم بھی تمہارے جواب میں یہ شعر پڑھیں:

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ اپریل ۱۹۴۶ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۵ ص ۳، ۴)

ثناء اللہ کی وجہ سے تین نشان کذب مرزا پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچوں میں یہ ذکر کئی دفعہ آ چکا ہے کہ ۱۹۰۲ء میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بغرض تحقیق الہامات مجھے قادیان میں بلایا تھا۔ میں ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو وہاں جا پہنچا مگر مرزا صاحب قادیانی نے عذر لنگ کیا کہ میں نے خدا سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اب میں آئندہ مولویوں سے مناظرہ نہیں کرونگا۔ حالانکہ یہ کہنا ان کے دعوی مسیحیت کی طرح بالکل غلط تھا۔ کتاب انجام آتھم میں صرف عزمنا کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں کہ ہم ارادہ کر چکے ہیں کہ اب آئندہ علماء کو مخاطب نہیں کریں گے۔ اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ ہم ارادہ کر چکے ہیں۔

شاباش ہے قادیانی اخباروں پر کہ انہوں نے بت پرستوں کو بھی مات کر دیا۔ بت پرست اپنی بت پرستی کی تائید میں بڑے بڑے دلائل لاتے ہیں منجملہ ان کے ایک مصرع یہ ہے:

بت کو سامنے بٹھا کے یاد خدا کروں

اس سے ثابت کرتے ہیں کہ بت کی عبادت یعنی بت میں عبادت خدا کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ الفضل نے کمال کیا ہے اور یہ کمال اس کا کوئی نیا بھی نہیں ہے دراصل ایسے کمالات قادیانی جماعت میں موروثی ہیں۔ لفظ کچھ ہوتا ہے معنی کچھ کرتے ہیں غرض یہ شعر ان پر پورا صادق آتا ہے

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

اخبار الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۴۶ء میں کئی جگہ زبانی بحث کا لفظ بڑھایا گیا ہے۔ یعنی مطلب اس عبارت کا یہ بتایا گیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں کہ ہم خدا کے ساتھ وعدہ کر چکے ہیں کہ ہم علماء کو زبانی بحث کے لئے مخاطب نہیں کریں گے۔

ان متکلمین کو یہ خبر نہیں ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اس اعلان سے پہلے کتنے علماء سے زبانی مباحثے کیئے تھے جواب تو بہ کرنے لگے۔ جھوٹ بولتے ہوئے خدا کا خوف نہ ہو، تو مخلوق سے شرم آنی چاہیے۔ سیدھی بات ہے کہ وہ میرے مواخذات سے چھوٹنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، وعدہ خدا کا بہانہ کرلیا سچ ہے:

زاہد نہ داشت تاب جمال پری رخاں
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ اپریل ۱۹۴۶ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۵ ص ۴)

سمندر میں خوفناک طوفان: قادیان خبردار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس ہفتے بحر الکاہل میں بڑا زبردست طوفان آیا جس سے سخت جانی اور مالی نقصان ہوا۔ جزیرہ ہوائی کے بحری حکام کا اندازہ ہے کہ تین سو اشخاص ہلاک ہوئے اور دس ہزار اشخاص بے خانماں ہو گئے ایک سو جہاز لا پتہ ہو گئے۔

ایلاسکا کے سمندر میں جو زلزلہ آیا اس کی وجہ سے جھٹکے پانچ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتے رہے۔ ان جھٹکوں سے سمندر میں بڑی بڑی لہریں اٹھیں جو دو ہزار میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد بھی تباہی مچاتی رہیں۔ درہ خیبر اور راس کماری کے درمیان دو ہزار میل کا فاصلہ ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ لہروں کی رفتار کس قدر تیز تھی ان کی بلندی سو فٹ تک بیان کی جاتی ہے۔

یہ خبر نقل کرنے کے بعد حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیان سے کسی منذر الہام کا انتظار ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ اپریل ۱۹۴۶ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۵ ص ۹)

لمبی عمر پانے والا کون

بجواب الفضل مورخہ ۳۔ اپریل ۱۹۴۶ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اخباروں کو جب مضمون نہیں ملتے تو بھرتی سے کام لیتے ہیں۔ بھرتی کے لئے بڑا مضمون انہوں نے یہ رکھا ہوا ہے کہ:

مرزا غلام احمد صاحب کا اشتہار آخری فیصلہ والا سن کر مولوی ثناء اللہ نے کہا تھا بعض دفعہ جھوٹے آدمی لمبی عمر پاتے ہیں۔ پس مولوی ثناء اللہ اپنی تحریر کے مطابق جھوٹا ثابت ہوا۔

ان بھرتی والوں کی زبان بند ہونے سے تو نہ رہے گی، تاہم ناظرین کے لئے ہم ایک انصاف کی بات بتاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح عدالت میں فریقین کے وکیل ایک دوسرے کے خلاف تقریریں کرتے ہیں، دیکھا یہ جاتا ہے کہ جج نے کس تقریر پر صاد کیا۔ یعنی کس کو صحیح سمجھ کر قبول کیا۔ بس وہی تقریر قابل حجت ہوگی۔ دوسری نہیں۔ یہی قانون محکمہ قضا کا ہے اور یہی طریقہ ہائی کورٹ کا ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے معاملہ میں خدائی ہائی کورٹ کا فیصلہ کس جانب ہے مرزا غلام احمد صاحب نے جس روز آخری فیصلہ کی دعا شائع کی تھی جس کا مضمون مختصر یہ ہے کہ الٰہی جھوٹے کو سچے کی زندگی میں موت دے۔ آپ کو فوراً الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع یعنی خدا نے اس دعا کی قبولیت کا وعدہ فرما لیا۔ یہ واقعہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر قادیان میں شائع ہو چکا ہے۔

میرا جواب ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچے میں نکلا ہے۔ یہ تاریخیں اور ہائی کورٹ خداوندی کا جواب بالفاظ اجیب دعوۃ الداع اس نزاع کو بالکلیہ ختم کرتا ہے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب کا دعا کے لئے ہاتھ بڑھانا، اور اس کی قبولیت کا الہام

ہونا بالکل آیت کریمہ قد تبیّن الرّ شد من الغی کا مصداق ہے۔

نادانو! خدا کی شان اوراس کے الہام واجب الاذعان کی قدرکرو ورنہ یادرکھو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ خداتمہاری بابت فیصلہ کر چکا ہے اورزمانے کے لوگ بھی فیصلہ کرنے کو ہیں کیونکہ وہ جان چکے ہیں:

بہانہ کرتا ہے ساقیا! کیا نہیں ہے شیشے میں مئے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لیں گے تیرا سبو بھی نہ رہے گا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔اپریل ۱۹۴۶ء مطابق ۱۶ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۶ ص ۴)

قادیانی مسیح اوراس کا صاحبزادہ خلیفہ قادیان

دونوں میں سے سچا کون ہے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت موعودہ بارہا اظہار کر چکے ہیں کہ میں ساری دنیا کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔کفرشرک میرے ہاتھ سے مٹ جائے گا۔مسلمان میرے ذریعہ سے پکے متقی پرہیزگار بن جائیں گے (الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

ان کی زندگی میں ان کے معتقدین کا یہ حال خودان کی زبان وقلم سے سنتے رہے کہ ہماری جماعت کے لوگ کتوں کی طرح ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں۔کھانے پینے کی چیزوں پرلڑتے ہیں (اشتہار ملحقہ بشہادۃ القرآن)۔

ہم سمجھتے رہے کہ تحریک احمدیت ابھی ابتداء میں ہے۔شائد انجام میں مکمل ہوکر پورااثر دکھا سکے۔مگرافسوس: خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیں

قادیانی مسیح کے صاحبزادہ مرزامحموداحمد نے اپنے خطبہ میں جوواقعات ظاہر کئے ہیں ان کو ہم اخبار الفضل مورخہ ۱۳۔اپریل ۱۹۴۶ء سے نقل کرتے ہیں۔ان واقعات کو پڑھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزاصاحب قادیانی کے مریدوں پر یہ مثال صادق آتی ہے: تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا۔

بڑے دعوے سے کہا جاتا تھا کہ ہماری جماعت ایسی پاک اور مقدس ہے کہ اس کے برابر کوئی جماعت نہیں، مگر خطبہ مذکورہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ استاد ذوق نے جو کہا ہے وہ ان کے حق میں بالکل صادق ہے

سنا کرتے تھے شہرہ ذوق جن کی پارسائی کا
وہ سب رند خرابات نکلے اپنے ہم نوا نکلے

سنئیے! خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب فرماتے ہیں:

سچ تبلیغ کے لئے سب سے بڑا حربہ ہے۔ اگر ہماری جماعت سچ پر کاربند ہو جائے تو ہماری تبلیغ بہت موثر اور نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔

اس زمانہ میں جھوٹ اس قدر عام ہو گیا ہے کہ سچی بات کا تلاش کرنا محال ہو گیا ہے۔ مجالس میں علی الاعلان جھوٹ بولا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص وہاں سچ بول دے تو ساری مجلس کی فضا بدل جاتی ہے۔

عدالتوں میں لوگ اپنی دوستی اور لالچ کی خاطر خوب جھوٹ بولتے ہیں اور ایسے طور پر بنا بنا کر جھوٹ بولتے ہیں کہ جج کو ان کے جھوٹ کا علم نہ ہو سکے اور جب عدالت سے باہر نکلتے ہیں تو اپنی چالاکی اور ہوشیاری دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جج کو یوں دھوکہ دیا۔ ہم نے اس طرح بات کو بدلا کر بیان کیا۔ گویا دوسرے لفظوں میں وہ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم ایسے ایسے جھوٹے ہیں کہ ہمارے جھوٹ کا جج کو بھی پتہ نہیں لگ سکتا....

ہمارے زمانہ میں تو عدالتوں میں سچ بالکل مفقود ہو چکا ہے۔ مدعی اور مدعا علیہ دونوں خوب دل کھول کر جھوٹ بولتے ہیں اور بعض لوگ تو بغیر کسی خطرہ کے اور بغیر کسی وجہ کے بے تحاشا بولتے چلے جاتے ہیں اور جھوٹ ان کی عادت ثانیہ ہو چکا ہوتا ہے۔

میرے نزدیک ہماری جماعت بھی ابھی سچائی کے اس اعلیٰ مقام پر کھڑی نہیں جس پر اسے کھڑا ہونا چاہیے تھا۔ ابھی ہمارے تمام افراد میں سو فیصد سچ بولنے کی عادت پیدا نہیں ہوئی...

ابھی احمدیوں میں بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر وہ اس قسم کا فقرہ بولیں جس کے لفظ بظاہر کم ہوں مگر معانی ؟ غلط ہو تو وہ اس میں حرج نہیں سمجھتے یہ وہ لوگ ہیں جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم سچائی کو دنیا میں ..کریں گے مجھے ان کی اس حرکت سے سخت تکلیف ہوتی ہے مومن وہ ہے کہ جو بات اس سے پوچھی جائے اسے صاف طور پر بیان کرے تا کہ پوچھنے والا کسی نتیجہ پر پہنچ سکے۔لیکن آج کل حالت یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اس قسم کا جھوٹ جھوٹ سمجھا ہی نہیں جاتا اور سچ بولنے کی وجہ سے جو شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑتی ہے اس کو برداشت کرنے کے لئے لوگ تیار ہی نہیں ہوتے ۔ جھوٹ بول کر سرخ رو ہونے کی کوشش کرتے ہیں...

اور میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس وقت تک ہماری جماعت ہر رنگ میں اچھا نمونہ قائم نہیں کرتی اس وقت تک کوئی بڑی تبدیلی پیدا کرنا ایک مشکل امر ہے اگر ہماری جماعت کے کارکن سچائی کے پابند ہو جائیں تو ہمیں معاملات کی حقیقت سمجھانے میں وہ مشکلات پیش نہ آئیں جواب ہمیں پیش آتی ہیں...

اور جن لوگوں نے یہ میرا؟ وقت ضائع کیا اور سچ نما جھوٹ بولنے کی کوشش کی وہ قریباً سارے کے سارے واقف زندگی ہیں (قادیان میں ایک جماعت تیار کی گئی ہے جنہوں نے اپنی زندگی کو دینی خدمت کے لئے بغیر معاوضہ کے وقف کر دیا ہے۔ مرزا محمود نے انہی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ثناء) جو اور بھی قابل افسوس ہے جھوٹی عزت کی خاطر انہوں نے میرے سامنے جھوٹ بول دیا۔ (الفضل قادیان ۱۳۔اپریل ۱۹۴۶ء ص ۱۔۳)

ناظرین کرام ! یہ خطبہ سامنے رکھ کر مندرجہ ذیل تصریحات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بھی سنئیے :

۱۔مرزا صاحب قادیانی نے دنیا کی ساری عمر سات ہزار برس بتائی ہے اور اپنا وجود ساتویں ہزار میں بتایا ہے۔چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں ؛

یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالی کی تمام کتابوں سے یہی نکلتا ہے

اوراسی دلیل سے میرا دعوی مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس تقسیم کی رو سے ہزار ششم ضلالت کا ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے سرتک ختم ہوتا ہے اس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت ﷺ نے فیج اعوج رکھا ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔(قادیانی لیکچر سیالکوٹ۔ص ۷)

ناظرین اس عبارت کو غور سے پڑھیں یہ زمانہ بقول مرزا غلام احمد صاحب ہدایت اور رشد کا ہونا چاہیے تھا، مگر خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کی زبان سے معلوم ہوا کہ یہ زمانہ ہدایت اور رشد کا نہیں، بلکہ گمراہی اور ضلالت کا ہے۔

واقعات بھی خلیفہ قادیان کی تائید کرتے ہیں کیونکہ دنیا کی کافر قوم میں گمراہی میں عرصہ سے پھنسی ہوئی ہیں مسلمانوں کا بھی اب یہ حال ہوگیا ہے کہ یہ کہنا بجا ہے:

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

کیا ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے کہ قادیانی مسیح اپنے دعوی میں سچے نہیں تھے اس لئے ان کا کوئی کام پورا نہیں ہوا اور مخالفوں کو یہ کہنے کا حق حاصل ہوا

ہزار وعدوں میں اگر ایک ہی وفا کرتے
قسم خدا کی نہ ہم تم کو بے وفا کہتے

(ہفت روزہ اہلحدیث ۲۶۔اپریل ۱۹۴۶ء مطابق ۲۳ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۷ص ۴۔۵)

امن کا شہزادہ آیا اور دنیا کو بے امنی میں چھوڑ گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ میں امن کا شہزادہ ہوں اور دنیا میں امن وامان پھیلانے کے آیا ہوں۔ ہم اس آواز کو بڑی خوشی سے سنتے تھے اور کبھی کبھی بطور تفریح کہا بھی کرتے تھے کہ ہمارا ملک پنجاب کیسا خوش قسمت ہے کہ اس میں

امن کا شہزادہ پیدا ہوا۔ مگر افسوس واقعات نے ہمیں یہ کہنے پر مجبور کیا:

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

قدرت الٰہی کا تصرف عجیب عجیب رنگ میں دکھاتا ہے۔ قادیان سے گاہے ماہے ایسی آوازیں اٹھتی ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ کی صریح تکذیب کرتی ہیں۔ آج ہم ایک مضمون الفضل سے نقل کرتے ہیں جو قادیان کے قابل لیکچرار اور اہل قلم کا لکھا ہوا ہے۔ ناظرین اس کو دل لگا کر پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ قادیانی مسیح موعود کے وعدے اسی قسم کے تھے جیسے عرب کی محبوبہ سعاد کے تھے جس کے حق میں اس کے محبّ صادق نے کہا ہے

اکرم بها خلّة لو انّها صدقت
موعودها او لو ان النّصح مقبول

(کیسی اچھی محبوبہ ہے اگر وہ اپنا وعدہ سچا کرے یا ناصح کی نصیحت مان لیا کرے)

قابل نامہ نگار نہایت راستی سے واقعہ نگاری کرتا ہوا لکھتا ہے:

عام انسان خیال کرتے ہیں کہ دنیا میں یہ تغیرات ایک اتفاقی حادثہ ہیں اور یوں ہی خود بخود وقوع پذیر ہو رہے ہیں، مگر دنیا کے لاکھوں انسانوں کی یہ ہولناک تباہی اور اس کا تسلسل اتفاق پر محمول نہیں ہوسکتا اور ان سارے اہم حوادث کو کوئی سمجھ دار بلا علت قرار نہیں دے سکتا۔

اس جہان کا ایک خالق ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوسکتا ہر چیز اس کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ اور ہر کام اس کے اذن سے ہو رہا ہے پس ناممکن ہے کہ یہ تباہیاں یہ بربادیاں اور یہ کشت و خون عبث ہو اور کسی خارق عادت انقلاب کا پیش خیمہ نہ ہو۔

ظاہر ہے کہ انسانوں کے اعمال میں خرابی پیدا ہو چکی ہے اور فسق و فجور ان کی رگ و پئے میں سرایت کر چکا ہے وہ اپنے جرائم کے خمیازہ کے طور پر مستحق عذاب ہیں اور عذاب الٰہی اپنے مختلف رنگوں میں انسانوں پر آرہا ہے۔ یہ عذاب گناہوں کی سزا بھی ہیں اور سنت اللہ کے مطابق ظاہر ہونے والے مامور کے انذار سے لاپرواہی کا ثمرہ بھی، کیونکہ اگر نسل انسان خدا

تعالی کی آواز پر کان دھرتی اور اپنے برے اعمال سے توبہ کرتی تو خدا تعالی بڑا حکیم اور کریم ہے وہ ان عذابوں کو ٹال دیتا اور زمین پر رفاہیت اور طمانیت کا دور آجاتا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے ظلم کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور اب قہری تجلی سے ہی انسان رو بہ اصلاح ہوں گے۔
بہر حال یہ عذاب آسمانی نوشتہ ہیں اور خدائی پیش گوئیوں کا ظہور ہیں۔
کاش اب بھی آدم زاد اللہ تعالی کے فرستادہ کے شنوا ہوں اور راہ حق کی طرف رجوع کریں۔ (الفضل قادیان ۴۔ اپریل ۱۹۴۶ء)

مضمون ہذا کو حدیث نبوی کے ساتھ ملایا جائے تو قادیانی مباحث نہایت آسانی سے ختم ہو جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے امام مہدی کے متعلق فرمایا

یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت جوراً

یعنی امام موعود دنیا کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح دنیا اس کے آنے سے پہلے ظلم سے بھری ہوگی۔

ملاحظہ ہو قبل تشریف لانے کا ذکر ماضی کے صیغہ سے ہے اور بعد کا ذکر مضارع کے صیغہ سے۔ یہ دونوں صیغے دونوں زمانوں (قبل اور بعد) کا نقشہ دکھاتے ہیں۔ خدا جزائے خیر دے مولانا حالی مرحوم کو جنہوں نے بعثت نبوی کا قبل اور بعد بڑی عمدگی سے دکھایا ہے فرماتے ہیں:

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اک آواز سے سوتی بستی جگا دی

سوتی کے لفظ سے قبل نبوت کا ذکر ہے، اور جگا دی کے لفظ میں بعد نبوت کا اثر دکھایا ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے۔ عرب کے ملک میں نبوت صادقہ نے جو اثر دکھایا وہ کسی سے مخفی نہیں:

وحوش اور بہائم کو انساں بنایا
گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا

وہ خطہ جو تھا اک ڈھوروں کا غلہ
گراں کر دیا اس کا عالم سے پلہ

اب ہم دیکھتے ہیں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ میں بروز محمد (ﷺ) ہوں چنانچہ آپ کا شعر ہے:

منم مسیح زماں منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

یعنی میں مسیح ہوں میں موسی ہوں میں محمد ہوں میں احمد ہوں (تریاق القلوب)۔

معتقدین نے کہا آ منا و صدقنا فا کتبنا مع الشا ھدین مگر واقعات نے جن کے اظہار پر قادیانی اہل قلم بھی مجبور ہیں ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی اسی طرح سچے ثابت ہوئے جس طرح متنبّی اپنی محبوبہ کی صداقت بتاتا ہے:

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها
و من عهدها ان لا يدوم لها عهد

چنانچہ الفضل کے قابل مضمون نگار کو خدا اس جرأت کا اجر عظیم دے۔ اس نے واقعات کی بنا پر اس حقیقت کو ثابت کر دیا کہ دنیا میں امن کا مدعی آیا مگر امن دنیا سے مفقود ہے لہذا اس کا دعوی محض ادعا کے سوا کچھ نہ تھا فا عتبروا یا اولی الا بصار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ مئی ۱۹۴۶ء مطابق ۳۰ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۸ ص ۴، ۵)

مرزا کا آخری فیصلہ مباہلہ نہیں تھا

بجواب الفضل قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے آخری فیصلہ والے اعلان نے مرزائیوں کو ایسا پریشان کر رکھا ہے کہ جواب دیتے ہوئے انہیں کچھ سوجھتی ہی نہیں۔ جو کچھ منہ میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں، جو کچھ دل میں آتا ہے لکھ دیتے ہیں۔ یہ سمجھتے نہیں کہ ہماری

تحریر پر خدا کے ہاں سوال ہوگا اور ہماری تقریر پر پبلک بھی غور کرے گی۔

الفضل قادیان ...میں ایک صاحب نے پھر پرانی باسی کڑی کو ابال دیا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے آخری فیصلے کا اعلان، مباہلہ تھا جو لولوی ثناء اللہ نے منظور نہیں کیا اس لئے بات آئی گئی ہوگئی۔

یہ بیان سراسر غلط ہے جس کا ذکر ہم بارہا کر چکے ہیں۔ اور لدھیانہ کے انعامی مباحثہ میں بھی مفصل بیان کر کے اپنے حق میں فیصلہ لے چکے ہیں۔آج ہم اس کا مختصر جواب دیتے ہیں۔

اخبار الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء میں مرزا غلام احمد صاحب کا قول منقول ہے کہ میں مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ اس وقت کروں گا جب میری کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہو جائے گی۔وہ کتاب مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیج کر یہ کہوں گا کہ اس کو خوب پڑھو۔اگر اس کے پڑھنے سے تمہاری تسلی نہیں ہوئی تو پھر مباہلہ کر لیں گے۔

یہ کتاب حقیقۃ الوحی ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی تھی۔اور آخری فیصلہ والا اعلان ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کا ہے جو ایک مہینہ قبل اشاعت کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہوا تھا۔پھر یہ مباہلہ موعودہ کیسے ہوا۔کیا قادیان میں ماہ اپریل مئی کے بعد آتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغام صلح کا قادیانی جماعت کو ان لفظوں سے مخاطب کرنا:

اے عقل کے اندھو،

کسی قدر اپنے اندر صداقت رکھتا ہے۔

بس مقطع کلام صرف یہ ہے کہ آخری فیصلہ مباہلہ نہیں ہے، نہ دعوت مباہلہ ہے اور نہ مضمون مباہلہ۔سارا اشتہار پڑھ جایئے اس میں مباہلہ کا لفظ تک نہیں ہے۔کسی کو ملے تو ہمیں اطلاع دیں۔پھر اس کو مباہلہ کہنا خود مرزا صاحب پر بھی افتراء کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔اس کے متعلق ہمارے پاس اور بہت سے دلائل ہیں۔

جماعت مرزائیہ بہر دو صنف میں اگر کچھ جرأت ہے تو ہمارے سامنے میدان مباحثہ میں آئے، مگر مباحثہ بالمشافہ تحریری ہوگا۔اور فیصلہ کے لئے ہائی کورٹ کا کوئی جج یا کم از کم ڈسٹرکٹ جج منصف ہوگا۔

مباحثہ میں پیش ہونے والا اپنے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) سے، اور اپنی

جماعت لاہور کے امیر سے مختار نامہ لاکر ہمارے حوالے کرے گا۔وہ دن ہمارے لئے روز عید ہوگا۔کیونکہ پہلی فتح کے بعد دوسری فتح کے بھی امیدوار ہیں:

یاں کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے
جو تو مانگے گا وہی دونگا خدا وہ دن کرے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء مطابق ۷ جمادی الآخر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۱۹ ص ۵)

نزول مسیح کی حدیث اور قادیانی دست تصرف

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی امت نے گویا حلف اٹھا رکھی ہے کہ قرآن ہو یا حدیث ہم اس کو بگاڑ کر اپنے مطلب کے مطابق بنائیں گے۔اس جماعت میں شخص پرستی کا مادہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ان کو کچھ ہوتے ہوئے نہ خدا کا خوف مانع ہوتا ہے، نہ مخلوق سے ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔جو جی میں آتا کہہ جاتے ہیں۔لطف یہ ہے کہ کہتے ہوئے کسی علمی قاعدے کو بھی ملحوظ نہیں رکھتے۔مثال کے طور پر آج ہم یہ مضمون الفضل ۵۔اپریل ۱۹۴۶ء صفحہ ۷ سے دکھاتے ہیں۔ طالب علم اس کو علم نحو کی روشنی میں دیکھیں گے تو ان کو یقین ہوجائے گا کہ یہ مقولہ یطغی فی الروایات عاروھا بالکل صحیح ہے

الفضل مذکور میں گجراتی مضمون نگار حدیث کیف انتم اذ نزل فیکم ابن مریم و اما مکم منکم پر طبع آزمائی کرتا ہوا لکھتا ہے:

مندرجہ بالا حدیث میں واو عاطفہ قرار دے کر ہم یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اے مسلمو! تمہاری کیسی خوش قسمتی ہوگی جب کہ مسیح ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور وہ تمہارے امام و پیشوا ہوں گے مگر تم میں سے ہی ایک فرد اور خاتم الانبیاء ﷺ کی پیروی کے باعث یہ درجہ حاصل کرلیں گے۔

اس اقتباس میں مضمون نگار نے اپنا کمال علمی دوطرح دکھایا ہے۔ایک یہ کہ ترجمہ میں اما مکم کا مبتداء ھو محذوف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور لطف یہ

ہے کہ یہاں کوئی دلیل نہیں دی کہ مبتداء محذوف ہے حالانکہ قاعدہ علمیہ ہے
الحذف کا المیتة یعنی کسی لفظ کو محذوف ماننا مردہ خوری کے برابر ہے
یعنی جب تک حلال طیب ملے میت کھانا جائز نہیں، اسی طرح جب تک موجودہ عبارت کام دے محذوف ماننا جائز نہیں۔

میتہ خوری کی دلیل یہ ہے کہ فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف الاثم مجبوری کی حالت میں جب موجودہ عبارت کافی نہ ہو، کسی مناسب لفظ کو محذوف مان لینا جائز ہے۔

لیکن یہاں نہ ضروری ہے اور نہ ہی حاجت ہے ۔ بلکہ اما مکم مبتداء ہے احد منکم جار مجرو متعلق کائن ہو کر خبر دیتا ہے ۔ یہاں کون سا استحالہ ہے جس کی وجہ سے ھو محذوف مان کر مردہ خوری کا ارتکاب کیا جاوے۔

دوسری غلطی راقم مضمون کی یہ ہے کہ اس نے علم نحو کے اس قانون کو نظر انداز کر دیا ہے کہ صحت عطف کے لئے ضروری ہے کہ معطوف ،معطوف علیہ کی جگہ رکھا جائے تو کلام صحیح ہو جائے ۔ جیسے جاء زید وعمر و ، جاء عمر و زید بھی کہہ سکتے ہیں ۔ یہاں حدیث مرقومہ بالا میں یہ قانون جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر اما مکم کو معطوف کیا جائے نزل پر اور اذا ظرف زمان کے نیچے تو کلام کا نظام یوں ہوگا اذا اما مکم منکم یہ کسی طرح صحیح نہیں ہے ۔ کیونکہ اذا ظرف زمان فعل پر آتا ہے اسم پر آئے گا تو اذا مفاجاتیہ ہو جائے گا جیسے خرجت فاذا لسبع

یہ تو ہے علم نحو کا قاعدہ ۔ مگر قادیان میں ہر بات نئی ہے ۔ قرآن نیا ہے، حدیث نئی ہے، فقہ نئی ہے، مذہب نیا ہے، رسول نیا ہے ۔ غرض سب کچھ نیا ہے اور یہ شعر ان پر صادق آتا ہے

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ مئی ۱۹۴۶ء مطابق ۱۴ جمادی الآخر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۰ ص ۴)

قادیانیوں کی دور بینی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
مرزائی گروہ کو بہت لوگ جانتے ہیں مگر ان کے جاننے اور میرے جاننے میں وہی فرق ہے جو عرب کا مشہور شاعر متنبّی کہتا ہے:

اذا ما الناس جربهم لبيب
فاني قد اكلتهم و ذاقا

قادیانی امت کو میں دور بینی اور ہوشیاری میں یورپ کی بڑی مہذب قوم کے برابر بلکہ اس سے بڑھی ہوئی جانتا ہوں۔ یورپ کی مہذب قومیں جس طرح اپنے کام میں ہشیار ہیں، اسی طرح قادیانی بھی اپنے مقاصد میں بڑے ہوشیار ہیں۔ ان کی ہوشیاری کو سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں۔ ان کا ظاہر اور باطن بالکل اس حدیث کے مطابق ہے جس کا مطلب مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے یوں ادا کیا ہے:

حالی رہ راست جو چلتے ہیں صدا
خطرہ انہیں نہ گرگ کا نہ شیروں کا
لیکن ان بھیڑیوں سے واجب ہے حذر
بھیڑوں کے لباس میں جو ہیں جلوہ گر

ہم اپنے دعوی کے ثبوت میں قادیانیوں کی ایک دور اندیشی پیش کرتے ہیں بڑے مرزا صاحب متوفی نے میرے حق میں دعا شائع کی تھی کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے۔ جس کی بابت ان کو الہام ہوا کہ خدا نے یہ دعا قبول کر لی۔
لیکن جب قبولیت کا اثر ظاہر ہوا تو قادیانی بغلیں جھانکنے لگے اور سوچ بچار کر سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی سے اشتہار دلوا دیا کہ آپ اپنے عقائد اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کذب پر موکد بعذاب حلف اٹھائیں ایک سال زندہ رہے تو دس ہزار روپیہ آپ کو انعام دیا جائے گا۔

اس اشتہار کی ابتداء جنوری ۱۹۲۳ء میں حیدر آباد دکن میں ہوئی تھی۔ میں نے اسی وقت اس کا جواب دے دیا تھا کہ میں ایسی حلف اٹھانے کو طیار ہوں بشرطیکہ تم عبداللہ الہ دین اور خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) یہ لکھ دو کہ اگر میں بخیریت سال پورا کرلوں تو تم دونوں مجھ کو سچا سمجھ کر میرے ساتھ ہو جانا۔

اس کے متعلق بہت سی گفتگو ہوتی رہی جو سکندر آباد کی انجمن اہل حدیث نے رسالہ قادیانی حلف کی حقیقت میں شائع کر دی ہے۔

اس واقعہ پر آج ۲۳ سال گذر چکے ہیں مگر قادیانی گروہ کی ڈھاک کے تین پاتوں میں چوتھا نہیں لگا۔ کیسی صاف اور صحیح بات ہے کہ حلف کی وجہ سے جب سال کے اندر مروں تو جھوٹا ٹھہروں لیکن اگر سال کے بعد مروں تو یقیناً سچا ثابت ہوں گا۔ مگر آج تک قادیانی جماعت نے اس معقول شرط کو تسلیم نہیں کیا۔ کیوں نہیں کیا؟ سنیئے!

میں آج بفضلہٖ تعالیٰ قمری حساب سے پورے اسّی (۸۰) سال کا ہوں جس کی بابت معلقہ کے شاعر نے کہا ہے

و لقد سئمت من الزمان و من یعش
ثمانین حولاً لا ابا لك یسئم

(میں اسی سال کی تکلیفیں اٹھا چکا ہوں بیٹا جو اسی سال کا ہوتا ہے تکلیف ہی اٹھاتا ہے)

اس اشتہار بازی میں پچپن سے اسّی (۸۰) کو پہنچ گیا۔ آخر کب تک زندہ رہوں گا۔ مرزا غلام احمد صاحب کو الہام ہوا تھا کہ تیری عمر ۷۵ سے ۸۵ سال تک ہوگی لیکن ۶۹ سال کی عمر میں فوت ہو گئے (رسالہ نور الدین) میں اگر ایک سال اور بھی زندہ رہا تو سال بھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو جائے گا کہ میں بیس ہزار دیتا ہوں تم حلف اٹھاؤ۔ آخر کبھی تو میری عمر پوری ہوگی جس سے اصل شکست جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرنے کی وجہ سے ان کو ہوئی تھی، ڈھل جائے گی۔

مزے کی بات یہ ہے کہ سیٹھ عبداللہ الہ دین نے ایک نیا رسالہ شائع کیا ہے جس میں سال تک موت کے ساتھ یہ پیچ بھی لگائی ہے کہ سال تک موت وارد ہوگی یا موت کے برابر تکلیف پہنچے گی۔

کیا خوب! ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ایک دفعہ بریلوی عقیدہ کے کسی جوان

لڑکے نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا، جو موت کے برابر تھا۔ پھر ۳۱ دسمبر کو ایک چکنے فرش پر گر پڑا جس سے میرا کولہا ٹوٹ گیا جو موت کے برابر تھا۔ پھر اپریل ۱۹۴۶ء میں میری کمر میں ایسا شدید درد ہوا کہ میں نے ایک دفعہ موت کی آرزو کی حالانکہ مجھے یاد تھا کہ حدیث شریف میں موت مانگنے سے منع آیا ہے۔ میں نے فوراً توبہ کی۔

اس قسم کے واقعات خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد)، ان کی والدہ اور ان کے تعلق داروں پر ہر ہفتے پیش آتے رہتے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ میں اپنے پرانے جواب کو جو حیدر آباد میں دے آیا تھا، دہراتا ہوں اور سیٹھ مذکور کے ... جھگڑے کو ہمیشہ کے لئے ختم کرتا ہوں کہ:

میں تکذیب مرزا پر حلف اٹھانے کو تیار ہوں ایک سال تک موت کی شرط بھی منظور کرتا ہوں بشرطیکہ سیٹھ عبداللہ اور میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی اخبار الفضل کے ذریعہ شائع کر دیں کہ سال گذر جانے پر ہم دونوں مولوی ثناء اللہ کو تکذیب مرزا میں حق پر جانیں گے۔

ادھر آ ستم گر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

رسالہ قادیانی حلف کی حقیقت دکنی احباب خصوصاً ضرور ملاحظہ کریں جو انجمن اہل حدیث سکندر آباد دکن نے شائع کیا ہے۔

قادیانیوں کی دور بینی یا چالاکی:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دعا اپنے سے پہلے میری موت کے متعلق بالکل واضح ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں

ر بنا افتح بیننا و بین قو منا با لحق

اس اشتہار کے سر پر یہ آیت مرقوم ہے

یستنبئو نك ا حق هو ۔ قل ای و ر بی انه لحق

اور اخیر میں یہ آیت لکھی ہے

ا جیب دعوة الدا ع

میں سچ کہتا ہوں اگر میری موت مرزا غلام احمد صاحب سے پہلے ہو جاتی تو

قادیانی جماعت اس قدر شور مچاتی کہ اس پر یہ مصرع صادق آتا

کہ زمیں شد شش و آسما گشت ہشت

چونکہ فرمان خداوندی صحیح ثابت ہوا جس کے الفاظ ہیں لا یحیق مکر السیء الّا باھله ،اس لئے ان کی کمپنی نے یہی طے کیا کہ اس فیصلے کو تسلیم نہ کیا جائے۔کیوں نہ کیا جائے بحکم ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا (گمراہ لوگ اگر ہدایت کا راستہ دیکھتے ہیں تو اس کو اختیار نہیں کرتے)۔پس مرزا کے مریدو سن رکھو:

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

ابوالوفاء۔امرتسری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۴۶ء مطابق ۲۱ جمادی الآخر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۱ ص ۴۔۵)

قادیانی مسیح کا ذکر قرآن مجید میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں ایک دفعہ مولوی ڈپٹی نذیر احمد مرحوم دہلوی نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہر فریق قرآن مجید ہی کو پیش کرتا ہے۔ذرا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے پوچھئے تو وہ کہیں گے کہ نصف قرآن میرے ہی حق میں نازل ہوا ہے۔

اس وقت تو یہ بات آئی گئی ہوگئی،مگر بعد کے واقعات اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریرات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ڈپٹی صاحب مرحوم کا دعوی صحیح تھا۔مرزا صاحب قادیانی اپنے زمانے میں جو کچھ کہنا چاہتے تھے کہہ گئے۔افسوس تو یہ ہے کہ ان کے اتباع ایسے صم بکم کیوں ہو رہے ہیں کہ ان کی ہر بات کو وحی آسمانی سے بھی مقدم سمجھتے ہیں۔

آج ہم اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ اس مثال کے

پیش کرتے وقت ہمیں اس جماعت پر ترس آتا ہے اور ہم غمزدہ ہو جاتے ہیں کہ الٰہی ان کو کیا ہو گیا۔ کیوں تیرے کلام کو ایسا بگاڑتے ہیں کہ آریہ اور عیسائی بھی نہ بگاڑیں۔ کسی اخبار میں یہ مضمون نکلا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود وغیرہ نہ تھا، اگر وہ ایسے ہوتے تو ان کا ذکر قرآن مجید میں ضرور ہوتا۔ اس کا جواب اخبار الفضل ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء میں نکلا ہے جو دراصل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا رقم فرمودہ ہے۔ اخبار الفضل قادیان کے الفاظ یہ ہیں:

قرآن کریم میں اجمالی اور تفصیلی طور پر امت محمدیہ کیلئے ایک عظیم الشان موعود اور مرسل کے آنے کی بشارت کا کئی مقامات پر ذکر ہے اور احادیث میں اسی موعود کو مسیح موعود قرار دے کر اس کے متعلق تفصیلات بیان کی گئی ہیں ایسی حالت میں یہ کہنا کہ مسیح موعود کا ذکر قرآن میں نہیں نہایت افسوس ناک ہے۔

مثال کے طور پر ایک آیت پیش کی جاتی ہے خدا تعالی فرماتا ہے:

هو الّذی بعث فی ا لا میین رسو لاً منهم یتلوا علیهم آ یا ته و یز کیهم و یعلمهم الکتا ب و الحکمة و ان کا نوا من قبل لفی ضلا ل مبین و آ خر ین منهم لمّا یلحقوا بهم (سوره جمعه)

یعنی اللہ ہی ہے جس نے امی عربوں میں ان میں سے ہی رسول مبعوث فرمایا جو کہ ان پر آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب سکھاتا ہے اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے یہ لوگ قبل ازیں کھلی گمراہی میں تھے۔ آئندہ اللہ ہی آخرین میں اس رسول کو مبعوث کرے گا، یا یہی رسول آخرین کی تعلیم وتربیت کرے گا، اور آخرین ابھی تک صحابہ سے نہیں ملے آئندہ زمانہ میں ملیں گے۔

ان آیات میں دو جماعتوں سے رسول کریم ﷺ کی بعثت کا تعلق بتایا گیا ہے: ۱۔ امیین سے ۔۲۔ آخرین سے۔

بالفاظ دیگر آنحضرت ﷺ کی دو بعثتوں کا بیان ہے۔ پہلی امیوں میں، دوسری آخرین میں۔

سورہ واقعہ میں اسی لئے من الآخرین آیا ہے اور احادیث میں امام مہدی کی آمد کو آنحضرتﷺ کی آمد قرار دیا گیا ہے۔(الفضل ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء ص ۱)

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایک مجلس میں اپنے ہم نشینوں سے سوال کیا تھا کہ تمہارے خیال میں امام حسینؑ کے بعد ان جیسا مظلوم کون ہوا ہے؟ کسی نے کسی کا نام لیا اور کسی نے کسی کا۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک امام ممدوح کے بعد بڑا مظلوم قرآن مجید ہے جس پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر موصوف کے اس کلام پر جب ہم نے غور کیا تو صحیح پایا۔ سب سے بڑا ظلم قرآن مجید پر بہائی اور مرزائی کر رہے ہیں ان دونوں گروہوں کا دعویٰ ہے کہ ہمارے نبی و رسول بہاء اللہ ایرانی اور مرزا صاحب قادیانی موعود کل ہیں لیکن جب غور کریں تو ان کے حق میں یہ شعر صادق آتا ہے:

کل یدعی وصلاً للیلی
و لیلی لا تقر لھم بذاکا

(یعنی ہر عاشق لیلی کے وصل کا دعوی کرتا ہے لیکن لیلی کسی سے اقرار نہیں کرتی)۔

ناظرین غور فرمائیں کہ آیت موصوفہ کے متعلق قادیانی ہیرو اور ان کے اتباع جو دعوی کرتے ہیں وہ ذرا ہمارا نقض اجمالی سن کر جواب دیں۔

آیت موصوفہ میں یہ ذکر ہے کہ خدا نے اپنے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو عرب کے ان پڑھ لوگوں میں بھیجا۔ یقیناً وہ اس پر ایمان لا کر نجات پائیں گے۔ ایسے ہی پچھلے لوگوں میں بھی اسی کو بھیجا جو ابھی تک ان امیوں سے نہیں ملے۔ قادیانی دعوی ہے کہ اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی دو بعثتوں کا ذکر ہے یعنی دو دفعہ نبی ہو کر آنے کا ذکر ہے۔ پہلی بعثت تو امیوں میں ہوئی دوسری بعثت آخرین میں ہوگی۔ یہ دوسری بعثت مرزا صاحب کی شکل میں ہوئی ہے۔ مرزا صاحب نے تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ جہاز اور تار نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ آپ کے زمانہ میں ہم نہیں تھے اس لئے ہم سے آپ کے دین کی خدمت نہیں ہو سکی۔ اب اگر آپ تشریف لائیں تو ہم آپ کے دین کی خدمت کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تو نہیں آؤں گا میری شکل میں مرزا قادیانی آئیں گے۔

یہ ہے مرزا صاحب قادیانی اوران کے مریدوں کا دعوی۔

اب ہمارا نقض اجمالی سنیں اور علم کا دعوی ہے تو جواب دیں لمایلحقوا بهم ، آخرین کی صفت ہے معنی یہ ہیں کہ پچھلی نسلیں جو صحابہ سے ابھی تک نہیں ملیں ، ان میں بھی رسالت محمدی ہی کافی ہوگی ، جو بقول قادیانی مرزا صاحب کی معرفت پہنچے گی ۔ بہت خوب !

اب بتایئے کہ اس وقت موجودہ نسل کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو آج زندہ ہے سو سال تک ختم ہو جائیں گے ۔تو وفات سے دوسری صدی میں جو لوگ پیدا ہوئے ان کے حق میں لما یلحقوا صادق آیا یا نہیں؟ آیا اگر یقیناً آیا تو بتایئے اس وقت مسیح موعود کون تھا پھر تیسری صدی کے شروع میں جو نسل پیدا ہوئی ان پر بھی لما یلحقوا صادق آتا ہے۔ ان میں کوئی مسیح موعود نہ آیا۔ اسی طرح چوتھی پانچویں چھٹی صدی میں علی ہذا القیاس تیرھویں صدی میں ، یہ کیا وعدہ ہے جو تیرہ سو سال تک پورا نہ ہوا حالانکہ ان صدیوں میں بقول مرزا صاحب گمراہی کا زمانہ بھی تھا جس کو فیج اعوج کہتے ہیں مگر مسیح موعود نہ آیا۔ اور لوگ انتظار ہی میں چلے گئے ہوں گے ۔

اگر آیا تو اس کا نام بتا دیجئے ۔ یہ بھی بتا دیجئے کہ کس ملک میں آیا اور کس شہر میں پیدا ہوا کس باپ کا بیٹا تھا۔

یہ تو ہے نقض اجمالی ، اب ذرا نقض تفصیلی بھی سنیئے !

ہم آپ کی دلیل کے اس مقدمے کو نہیں مانتے کہ بعث فی ا لا میین رسو لًا میں دو بعثتیں ہیں ۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ ایک ہی بعثت مراد ہے۔اس کا ثبوت قرآن مجید کی اس آیت میں ہے

و ما ارسلنا ك الّا كا فةً للنّا س

اے پیغمبر ہم نے تجھ کو سارے انسانوں کے لئے بھیج دیا ہے۔

بس اے تیری رسالت ساری دنیا میں رہے گی اور تیرے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا چاہے قادیانی ہو یا ایرانی۔

قادیانی ممبرو! کچھ علمی طاقت ہے تو ہمارے ان دونوں نقضوں کو اٹھاؤ۔ ور

نہ ہم کہیں گے

گر ز عشقت خبرے ہست بگو اے واعظ
ورنہ خاموش کہ ایں شور و فغاں چیزے نیست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ مئی ۱۹۴۶ء مطابق ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۲ ص ۴۔۶)

ہندوؤں کے متعلق مرزا صاحب کی پیش گوئی

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں یہ کمال تھا کہ مسلمانوں کو باتوں باتوں میں خوش کر کے اپنا مطلب سیدھا کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ لکھ دیا کہ میری برکت سے کوئی ہندو پڑھا لکھا نظر نہیں آئے گا۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اس پیش گوئی کو مرزائی گروہ یا ان کے اخبار بھول کر بھی ذکر نہ کرتے مگر آخر وہ بھی اسی نبی کے امتی ہیں جو جھوٹی پیش گوئیوں کو سچی صورت میں دکھایا کرتے تھے۔ مثلاً آسمانی نکاح یا عبداللہ آتھم کی ۱۵ ماہ میں موت یا لیکھ رام کے متعلق پیش گوئیاں باوجود جھوٹی ہونے کے سچ کی صورت میں دکھائی جاتی رہیں اور اب بھی دکھائی جاتی ہیں۔ قادیانی اخبار کی جرأت دیکھئے ایسی غلط پیش گوئی کو جس کی غلطی پر زمین و آسمان گواہی دے رہے ہیں، سچائی کی شکل میں دکھاتا ہے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

ازالہ اوہام اڈیشن دوم صفحہ ۱۶۔۱۷ میں (مرزا قادیانی) تحریر فرماتے ہیں:

یقیناً سمجھنا چاہیے کہ دین اسلام کو سچے دل سے ایک دن وہی قبول کریں گے جو باعث سخت اور پرزور جگانے والی تحریکوں کے کتب دینیہ کی ورق گردانی میں لگ گئے ہیں، اور جوش کے ساتھ اس راہ کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں، گو وہ مخالفانہ ہی سہی۔

ہندؤوں کا وہ پہلا طریق ہمیں بہت مایوس کرنے والا تھا جو اپنے دلوں میں وہ اس طرز کو زیادہ پسند کے لائق سمجھتے تھے کہ مسلمانوں سے کوئی مذہبی بات چیت نہیں کرنی چاہیے اور ہاں میں ہاں ملا کر گزارہ کر لینا چاہیے۔

لیکن اب وہ مقابلہ میں آ کر اور میدان میں کھڑے ہو کر ہمارے تیز ہتھیاروں کے نیچے آ پڑے ہیں اور اس صید کی طرح ہو گئے ہیں جس کا ایک ہی ضرب سے کام تمام ہو سکتا ہے۔ ان کی آ ہوانہ سرکشی سے ڈرنا نہیں چاہیے، وہ دشمن ہیں وہ تو ہمارے شکار ہیں۔ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے، مگر ان پڑھوں لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہ دے گا۔

سو تم ان کے جوشوں سے گھبرا کر ناامید مت ہو، کیونکہ وہ اندر ہی اندر اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ پہنچے ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو لوگ تمہیں مخالفانہ جوش سے بھرے ہوئے آج نظر آتے ہیں، تھوڑے ہی زمانہ کے بعد تم انہیں نہیں دیکھو گے

حال میں جو آریوں نے ہم لوگوں کی تحریک سے مناظرات کی طرف قدم اٹھایا ہے تو اس قدم کے اٹھانے میں گو کیسی ہی سختی کے ساتھ ان کا برتاؤ ہے اور گو گالیوں اور گندی باتوں سے بھری ہوئی کتابیں شائع کر رہے ہیں مگر وہ اپنے جوش سے درحقیقت اسلام کے لئے اپنی قوم کی طرف راہ کھول رہے ہیں اور ہماری تحریکات کا واقعی طور پر کوئی بدنتیجہ نہیں۔

ہاں یہ تحریکات کوتاہ نظروں کی نگاہ میں بدنما ہیں مگر کسی دن دیکھنا کہ یہ تحریکات کیوں کر بڑے بڑے سنگین دلوں کو اس طرف کھینچ لاتی ہیں۔

یہ رائے کوئی ظنی اور شکی رائے نہیں ہے بلکہ ایک یقینی اور قطعی امر ہے لیکن افسوس ان لوگوں پر جو خیر اور شر میں فرق نہیں کر سکے اور شتاب کاری کی راہ سے اعتراض کرنے کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (الفضل ۲۴ مئی ۱۹۴۶ء)

اس پیش گوئی کی تکذیب آسمان زمین سے ہو رہی ہے کیونکہ ہندوستان میں

ہندوؤں کی کثرت ان کے مندروں کا وجود بنارس اور اجودھیا میں بت خانوں کی رونق اور پجاریوں کی کثرت اس پیش گوئی کی صریح تکذیب کر رہی ہیں، مگر ہم ان دور دراز بلاد میں مرزائیہ اور اپنے ناظرین کو لے جانا نہیں چاہتے بلکہ قادیان ہی سے ان کو جواب دلوا دیتے ہیں۔

ناظرین! ہم نے آزمایا ہے بلکہ اچھی طرح آزمایا ہے کہ قادیانی نبی اور ان کے خلیفہ پر قدرت اپنا تصرف کرتی ہے کہ ان کو خبر تک نہیں رہتی کہ وہ اپنے خلاف کہہ جاتے ہیں اور لکھ دیتے ہیں۔ ہم ان کی نسبت یہ گمان نہیں کرتے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد، کی مثال ان پر صادق آتی ہے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ قدرت اپنے تصرف سے کام لیتی ہے۔ چنانچہ خلیفہ محمود احمد نے اپنے خطبہ میں بڑی دل سوزی سے فرمایا ہے جو اخبار الفضل ۲۷ مئی ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا ہے چنانچہ لکھا ہے:

> اس وقت بھی ہم دیکھتے ہیں جہاں ہندوؤں کی حکومت ہے باوجودیکہ وہ انگریزوں کے ماتحت ہی ہے پھر بھی وہاں مسلمانوں پر سخت مظالم ہوتے ہیں۔ سب ہندو ریاستوں میں تو نہیں مگر اکثر میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ملکانوں کے ارتداد کے دنوں میں ہمارے دوستوں نے اس کا تجربہ کیا ہوگا۔ بھرت پور میں جبراً ایک مسجد میں غلہ اور بھوسہ ڈال دیا گیا...
>
> بعض علاقوں میں ہندو پولیس افسروں نے پاس کھڑے ہو کر شدھی کروائی اور جب ہمارے مبلغین گئے تو انہیں وہاں سے نکال دیا گیا...
>
> مگر آثار وقرائن سے یہی پایا جاتا ہے کہ ہندو اس کوشش میں ہیں کہ تبلیغ اسلام کو بند کر دیں۔ (الفضل ۲۷ مئی ۱۹۴۶ء ص ۱)

ناظرین غور فرمائیں اس اقتباس میں ہندوؤں کا لفظ کتنی دفعہ آیا ہے جو ان کے وجود کا ہی نہیں بلکہ جبر وتشدد کا اظہار کرتا ہے۔ پھر یہ کیوں کر کہا جائے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیش گوئی ہندوؤں کو نابود ہونے کے متعلق صحیح ثابت ہوئی۔

باوجود ایسی صریح غلط پیش گوئی کے اس کو صحیح کہنے والوں کے حق میں یہ مصرع کس خوبی سے صادق آتا ہے: جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ان سے سیکھ جائے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جون ۱۹۴۶ء مطابق ۶ رجب ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۳ ص ۴-۵)

خلیفہ قادیان کے خواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سر سید احمد خان مرحوم نے اپنے ایک سیالکوٹی دوست کو خط لکھا تھا جس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق یہ ذکر کیا تھا کہ ان کی تصانیف کسی طرح مفید نہیں ۔ باقی رہے ان کے الہامات، سو ان کی حقیقت یہ ہے کہ دن کے خیالات رات کو سوجھتے ہیں ۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس خط کا آئینہ کمالات اسلام میں ذکر کر کے بڑی خفگی کا اظہار کیا ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں ان کے صاحبزادے میاں محمود احمد اسی لائن پر چل رہے ہیں چنانچہ وہ اپنے خواب سنا سنا کر مریدوں کو معتقد بناتے ہیں ۔ ایک دفعہ آپ نے بیان کیا تھا کہ میں نے خواب میں حضرت مسیح موعود کو دیکھا اور پوچھا ثناء اللہ کا انجام کیا ہوگا ۔ تو آپ نے بہت جھنجھلا کر کہا، کیا ہوگا، کیا ہوگا، وہی ہوگا جو میرے الہام میں درج ہے کہ طاعون سے مرے گا ۔

میں نے اسی زمانہ میں خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کو مشورہ دیا تھا کہ تمہیں یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ اب اس کے مرنے سے ہمیں کیا فائدہ، جب کہ آپ نے اپنے اعلان آخری فیصلہ کے مطابق دنیا سے تشریف لے جا کر ہم کو ذلت کے جس عمیق گڑھے میں گرایا ہے اس سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟

آپ کا یہ فرمانا کہ طاعون سے مرے گا یہ تو ہمیں کچھ مفید نہیں کیونکہ ایک تو وہ آپ کے پیچھے مرا جو سچے کی علامت تھی دوسرے اگر طاعون سے مرے گا تو وہ بحکم حدیث اس کے لئے شہادت کا باعث ہوگی ۔

خیر اصل بات یہ ہے کہ خواب میں اپنے والد سے پوچھ کر ان کو ناحق تکلیف دی، ورنہ یہ جواب ان کو کسی طرح مفید نہیں ہے آج کل بھی مرزا محمود نے خوابوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے کبھی کبھی آپ اپنے مریدوں کو سنایا کرتے ہیں چنانچہ آپ کا

ایک خواب بطور نمونہ درج ذیل ہے:

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک مجمع میں بیٹھا ہوں جو اسی طرز کا ہے جس طرح اس وقت دوست بیٹھے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے پاس بعض مبلغین بھی بیٹھے ہیں میں نے مجمع کو مخاطب کر کے تقریر کرنی شروع کر دی میں اپنی تقریر میں کہتا ہوں کہ آدی باسی لوگوں کی کتابوں میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور میرے متعلق پیش گوئیاں ہیں ان کا پتہ لگانا چاہیے ۔تقریر کرنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ مولوی عبدالرحیم صاحب شمال مشرقی کونے میں کھڑے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس بات کو معلوم کرنے کے لئے تو آدمی بھیجنے پڑیں گے اور بہت سا روپیہ خرچ کرنا پڑے گا۔اس طرح کے عذرات انہوں نے بیان کرنے شروع کر دیئے کہ یہ بات آسانی سے معلوم نہ ہو سکے گی بلکہ بہت کوشش کرنی پڑے گی اور بہت سا روپیہ صرف کرنا پڑے گا۔اس پر میں نے ان کو یہ جواب دیا یہ کون سی بڑی بات ہے جو کام کرنا ہوتا ہے اس کے لئے اس بات کا خیال نہیں کیا جاتا کہ کتنا روپیہ خرچ ہوگا اور کتنے آدمی لگانے پڑیں گے۔اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

آج سے پہلے آپ نے جو دیکھا تھا وہ بھی قابل ذکر ہے۔روسی ڈکٹیٹر سٹالن کی بابت لکھا تھا کہ میں نے اس کو عورت کی شکل میں قریب المرگ دیکھا ہے۔

ایسے خوابوں کی بنا پر آپ کا چھوٹا بھائی پیغام صلح لاہور خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے حق میں لکھتا ہے:

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان پروپیگنڈہ کے فن میں بڑے ماہر ہیں انہوں نے اپنے نظام کی بنیاد پروپیگنڈہ پر رکھی ہے وہ اپنی جماعت کے اندر اپنی گستاپو کے ذریعہ سے اپنے لوگوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے سے گریز نہیں کرتے دوسرے لوگوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہوئے ان سے کسی اخلاقی ضابطے کی توقع رکھنا عبث ہے ان کے پروپیگنڈہ کی تکنیک ابومسلم خراسانی اور فرقہ باطنیہ کے داعیوں سے ملتی جلتی ہے، یا اس زمانہ میں گوبلز نے جرمنی میں اس فن کو کمال تک پہنچایا۔ اس طرز کا پروپیگنڈہ کرنا

سیاسی لوگوں کا شیوہ قدیم ہے وہ اپنے خالص دنیوی مقاصد کے لئے ایسے اوچھے ہتھیاروں سے کام لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنی سیاست کی بنیاد اخلاق پر نہیں رکھتے بلکہ ہتھکنڈوں پر رکھتے ہیں لیکن مذہبی لیڈر جو دنیا میں اخلاق اور روحانیت کے علم بردار ہوں انہیں ایسے طریقوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

الفضل ۱۷۔اپریل میں خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کی جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کی تقریر شائع ہوتی ہے جس میں تمہید اس بات سے اٹھائی ہے کہ جس قسم کے اعتراضات آنحضرت ﷺ کے دشمن آپ پر کیا کرتے تھے، جو اعتراض ابوجہل کرتا تھا جو شخص ان اعتراضوں کو دہراتا ہے وہ مثیل ابوجہل ہے اور جس شخص پر یہ اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ مثیل محمد ﷺ ہے۔ پس ہر زمانہ میں مومنوں اور کافروں سے مشابہت ہوتی چلی آئی ہے لیکن دنیا ہمیشہ اس بات کو بھول جاتی ہے اور جب کبھی نیا زمانہ آتا ہے تو نئے سرے سے لوگوں کو یہ سبق دینا پڑتا ہے اور اس اصول کو دنیا کے سامنے دہرانا پڑتا ہے...

پھر فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا ہے مولوی محمد علی صاحب نے ویسے اعتراض کرنے شروع کر دیئے ہیں جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب کیا کرتے تھے۔ میں خواب یا الہام سناتا ہوں اور اللہ تعالی کے اعلام کی بنا پر اعلان کرتا ہوں اور مولوی محمد علی صاحب نہ تو مقابل پر کوئی خواب یا الہام پیش کرتے ہیں اور نہ ہی وہ پیش کر سکتے ہیں... اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب اس کے قرب سے بہت دور ہیں ۔اسلئے اللہ تعالی نے ان کو الہام نہیں کیا۔یعنی سچائی کے مقابلہ میں ابتداء سے انکار ہوتا رہا ہے یہ سلسلہ ابتداء سے چلتا آیا ہے اور چلتا رہے گا۔،

خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کے اس سارے بیان میں ایک مغالطہ ہے اور وہ مغالطہ صرف حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی جماعت میں پروپیگنڈہ کرنے کے لئے دیا گیا ہے خلیفہ صاحب

سے جب کوئی دریافت کرتا ہے کہ آپ نبی ہیں تو کہتے ہیں کہ میں نبی نہیں اور جب کوئی پوچھتا ہے کہ آپ مامور ہیں تو کہتے ہیں میں مامور نہیں۔ جب میاں صاحب مامور نہیں تو ان کے الہامات کو دوسرے کی صداقت کو پرکھنے کے لئے بطور معیار اور حجت کے کیسے پیش کیا جا سکتا ہے اور آپ سے اختلاف رکھنے والوں کی مشابہت انبیاء اور مامورین کے دشمنوں سے کیسے ہوسکتی ہے؟

لیکن دن کی روشنی میں یہ مغالطہ دیا جا سکتا ہے اور کوئی میاں صاحب سے پوچھنے والا نہیں کہ آپ یہ مغالطے دے کر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے رفقاء اور دوستوں کو بدنام کیوں کرتے ہیں؟ ان کے خلاف نفرت اور عداوت کے جذبات کیوں پھیلاتے ہیں۔

کیا حضرت صاحب کے عظیم المرتبت رفقاء کی مشابہت ابوجہل سے قائم کرنا شرمناک پروپیگنڈہ نہیں، اور یہ بات ایک مذہبی لیڈر کے شایان شان ہے کہ وہ اپنے باپ کے رفقاء کے خلاف ایسا عامیانہ اور معاندانہ پروپیگنڈہ کرے۔ اور جن خوابوں کی بنا پر خلیفہ صاحب ایسا کرتے ہیں ان کے چیتھڑے تو اب فضائے آسمانی میں اڑ رہے ہیں۔ اب وہ موسیو سٹالن اور سٹالن اور مسٹر موریسن والے خواب کہاں گئے۔ ذرا انہیں دنیا کے سامنے اس تحدی سے پیش کر کے دیکھیں تو قدر و عافیت معلوم ہو جائے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: معلوم ہوتا ہے خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) اس باپ کے بیٹے ہیں اور اس درجے میں ہیں کہ کسی خواب میں بھی نہیں پہنچے ایک خواب یہ ہے

رأیتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ھو ...

ثم خلقت سماء الدنیا وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح

(آئینہ کمالات اسلام۔ص۵۶۴۔۵۶۵)۔خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں خدا ہوگیا ہوں (مضمون ہذا کے آخر کی چند چند سطریں پڑھی نہیں جا سکیں۔بہاء)...

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جون ۱۹۴۹ء مطابق ۱۳ رجب ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۴ ص ۴۔۵)

قادیان میں ایک نبوت کی بنیاد

لاہوری پارٹی خبردار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم مسلمان تو پہلے ہی خبردار ہیں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ میں اپنے الہامات اور خواب بکثرت درج کر کے اپنے دعوی کی نبوت کی بنیاد رکھی تھی اسی زمانے میں ہوشیار علماء سمجھ گئے تھے کہ یہ بات دور تک پہنچے گی۔آخر وہی ہوا جس کا ان کو خطرہ تھا۔حال ہی میں مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان نے اپنے چند خواب بیان کئے ہیں جو قابل دید وشنید ہیں جن کے الفاظ یہ ہیں:

> تین چار دن ہوئے میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں اسی طرح کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوں اور میں دوستوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اللہ تعالی نے مجھے وحی اولیاء کا بھی علم دیا ہے۔اور وحی انبیاء کا بھی علم دیا ہے۔ میں آپ کو وحی اولیاء کے متعلق بتا چکا ہوں اب وحی انبیاء کے متعلق بتا تا ہوں۔اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (الفضل قادیان ۵ جون ۱۹۴۶ء ص ۱)

گذشتہ تاریخ قادیان کو ملحوظ رکھا جائے تو نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ قادیان میں ایک اور نبی پیدا ہونے والا ہے وہ کون ہوگا وہی جن کو یہ خواب آیا ہے۔ان باپ بیٹے کے خوابوں اور الہاموں پر اتنا تعجب نہیں جتنا ان کے ماننے والوں پر ہے۔خدا جانے وہ کس دوجان کے مالک ہیں کہ وہ ایسی رطب ویابس باتیں قبول کر لیتے ہیں۔ سردست ہم اتنا ہی پوچھتے ہیں قادیانی علماء اور پریس ہم کو جواب دیں کہ وحی اولیاء کا علم اور وحی انبیاء کا علم ان دونوں جملوں میں اضافت کیسی ہے اضافت الی الفاعل ہے یا اضافت الی المفعول ، پھر اس کا نتیجہ کیا ہے۔ہم سے کوئی پوچھے تو ہم یہ سمجھے ہیں اور صحیح سمجھے ہیں کہ خلیفہ قادیانی نے آئندہ کے لے اپنی نبوت کی بنیاد رکھی ہے۔ہمیں تو اس سے خوف نہیں کیونکہ ہم اصل (بڑے میاں) کو دیکھ چکے ہیں اس کی فرع بھی دیکھ

لیں گے انشاء اللہ۔ ہاں ہمیں رحم آتا ہے قادیانی جماعت پر جو بے چارے ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ کوئی آواز قادیان سے اٹھے وہ اس کو ماننے کے لئے سب سے پہلے تیار ہو جاتے ہیں کیونکہ بقول اخبار پیغام صلح لاہور وہ اپنی عقل و دانش خلیفہ قادیان کے ہاتھ پر بیچ چکے ہیں اس لئے ان کا قول ہے:

میں وہ نہیں ہوں کہ تجھ بت سے دل مرا پھر جا
پھروں میں تجھ سے تو مجھ سے میرا خدا پھر جا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جون ۱۹۴۶ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۴ ص ۴)

قادیانی غلط بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قصیدہ بانت سعاد کے شاعر نے اپنی محبوبہ کے حق میں ایک شعر لکھا تھا

لکنها خلة قد سيط من دمها
وجع و دلع و اخلاف و تبديل

(سعاد ایسی محبوبہ ہے کہ اس کے خون میں کذب بیانی اور وعدہ خلافی شامل ہے)۔

ہم اپنے وسیع تجربے سے کہتے ہیں کہ قادیانی جماعت بھی اسی محبوبہ کی مانند ہے۔ جو بات کریں گے اس میں غلط بیانی، چال بازی، اور دھوکہ دہی ہوگی۔ مزا یہ کہ دانستہ کرتے ہیں۔ اگر نادانستہ کرنے کا عذر کریں، تو ہم ان کو معذور سمجھیں گے، مگر بے سمجھ۔ آج کی صحبت میں ہم اسی قسم کا ایک واقعہ پیش کرتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء میں لکھا گیا تھا کہ آخری فیصلے والا اشتہار مباہلہ نہیں ہے، کیونکہ مباہلہ وہ ہوتا ہے جس میں فریقین بالمقابل دعا کریں۔ یہ بھی لکھا گیا تھا کہ جو صاحب آخری فیصلہ والے اشتہار کو مباہلہ سمجھتے ہیں ان کو اس اشتہار میں لفظ مباہلہ نظر آئے تو ہمیں اطلاع دیں۔

اس کے جواب میں کوئی شخص محمد عبد الحق نامی لکھتا ہے۔ باوجود عبد حق

کہلانے کے باطل پرستی کا ثبوت دینے کو میرا کلام نقل کرتا ہے جو یہ ہے:

مولوی (ثناء اللہ) صاحب لکھتے ہیں: فریقین اپنے کسی نزاع کا فیصلہ بذریعہ دعا خدا سے چاہیں اسلامی اصطلاح میں اس کا نام مباہلہ ہے۔

(الفضل قادیان ۱۷ جون ۱۹۴۶ء ص ۵)

یہاں تک تو نامہ نگار نے ٹھیک کہا اور یہی میرا قول ہے اور یہی میرا مطلب ہے کہ مباہلہ میں فریقین کی دعا ہونی چاہیے۔ اسی لئے قرآن میں نبتھل جمع کا صیغہ آیا ہے۔ اب ناظرین اس کا جواب سنیں جو عبدحق صاحب نے دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

اسی اشتہار کی دوسری طرف حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اشتہار آخری فیصلہ شائع کیا ہے۔ اس اشتہار میں حضور (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں،

محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے،

اور مولوی صاحب کہتے ہیں،

دعا کے طور پر جو فیصلہ چاہا جائے اسکو اسلامی اصطلاح میں مباہلہ کہتے ہیں،

قادیانی جماعت تو بہت خوش ہوگئی کہ ہمارا مضمون نگار بہت دور کی کوڑی لایا مگر وہ یہ تو بتائیں کہ میرا دعوی تو یہ تھا اور ہے کہ فریقین کی دعا کا نام مباہلہ ہے اور میرے جواب میں بتایا گیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آخری فیصلہ والے اشتہار کا نام دعا رکھا ہے۔

قادیان والو! اپنے حق پسند نامہ نگار کی سنتے ہو۔ میرا دعوی یہ ہے کہ کپڑا تانے بانے کے مجموعہ کا نام ہے، آپ کے مجیب کا جواب ہے کہ کپڑا صرف تانا ہے۔ اگر تم لوگوں میں کوئی منطق جاننے والا ہے، تو سمجھے کہ میرا دعوی قضیہ موجبہ مرکبہ ہے اور جواب مجھے مطلقہ سے دیا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھو،

میں کہتا ہوں کہ زوجین بیوی اور خاوند کا نام ہے، اور آپ کہتے ہیں کہ زوجین کا لفظ صرف بیوی یا خاوند پر صادق آجاتا ہے۔

پڑیں پتھر سمجھ ایسی پہ وہ سمجھے تو کیا سمجھے

حیرت ہے الفضل قادیان کا سٹاف کیوں ایسی تحریریں شائع کرتا ہے۔ کیا اس لئے کہ روزانہ اخبار پر کیا جائے صدق وصداقت سے کوئی مطلب نہیں۔

دوسرا جواب اس سے بھی لطیف تر ہے۔لکھتا ہے:

مولوی (ثناءاللہ) صاحب اپنے اسی اشتہار میں لکھتے ہیں، اصل نزاع جس کے باعث مسلمانوں میں سخت اختلاف ہو رہا ہے مرزا قادیانی کے دعوی مسیحیت موعودہ میں صدق و کذب ہے اس کا فیصلہ قدرتی اور انسانی دونوں طریق سے ہو چکا ہے لہذا اب بغرض فیصلہ کسی دوسرے مباہلے کی ضرورت نہیں (الفضل مذکور)

اس سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آخری فیصلہ والا اشتہار مباہلہ ہے کیونکہ اس میں دعا مفرد کے صیغے سے ہے جمع کے صیغے سے نہیں ہے چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں، میں نے دعا سے فیصلہ چاہا ہے۔اس لئے یہ تو قطعاً مباہلہ نہیں ہے دوسرا طریقہ کوئی اور پیش ہو جیسے ان دنوں احرار اور قادیانیوں کے مابین مباہلہ بازی کے اشتہار نکل رہے تھے تو اس کی بابت لکھا گیا تھا کہ کسی دوسرے مباہلہ کی حاجت نہیں یعنی فیصلہ کن صورت کی حاجت نہیں ہے۔مرزا غلام احمد صاحب نے خود مولوی غلام دستگیر کی دعا کو مباہلہ لکھا تھا، حالانکہ وہ فریقین کی دعا نہیں تھی بلکہ یک طرفہ دعا تھی۔ٹھیک اسی طرح اگر ایک فیصلہ کن پہلے ہو چکی ہو، تو دوسری فیصلہ کن صورت بشکل مباہلہ ضروری نہیں ہے، یہی مطلب اس کلام کا ہے کہ دوسری مرتبہ فیصلہ کرنے کے لئے مباہلہ کی حاجت نہیں ہے کیونکہ پہلے فیصلہ ہو چکا ہے اور وہی کافی ہے جس کی بابت کسی اہل دل نے کہا ہے:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر　　کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

ناظرین! آخری فیصلے کا اشتہار ایسا سخت پتھر ہے کہ قادیانیوں سے اس کا اٹھنا مشکل ہی نہیں محال ہے۔اس لئے ہم پہلے بھی کئی دفعہ اور اب بھی ببانگ دہل لکھتے ہیں کہ اس مضمون پر ہم سے کھلے بندوں مباحثہ کر لیں۔بٹالہ میں ہو یا امرتسر لاہور میں، مگر ہو گا تحریری، جیسا مرزا غلام احمد صاحب اور ڈپٹی آتھم عیسائی کے مابین مباحثہ ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا۔ہمت ہے تو آیئے اور کچھ جوہر دکھایئے:

ہم وہ نہیں کہ دور سے باتیں کیا کریں
ہم وہ نہیں کہ دون کی بیٹھے لیا کریں

اپنا تو یہ ہے قول آئے ہیں آیئے
دعویٰ اگر کیا ہے تو کچھ کر دکھایئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۴۶ء مطابق ۲۷ رجب ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۵ ص ۵۔۶)

قادیانی مسیح سچا یا خلیفہ قادیان سچا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مسیح بلند آواز سے کہتے اور لکھتے رہے کہ

میرے آنے پر اسلام دنیا میں پھیل جائے گا۔ میرے آنے سے مسلمان پکے متقی بن جائیں گے۔ کفر کا نام مٹ جائے گا میں جس ہزار میں ہوں یہ سراپا ہدایت کا ہزار ہے (۔قادیانی لیکچر سیالکوٹ)

یہ آواز قریباً نصف صدی تک ہمارے کانوں میں گونجتی رہی۔ انجام اس کا یہ ہوا کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) دنیا کے حالات دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ:

اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ جس قسم کی مذہب سے دوری اور منافرت پیدا ہو چکی ہے اس کی مثال پہلے زمانے میں نہیں ملتی۔

(خطبہ خلیفہ در الفضل ۲۲ جون ۱۹۴۶ء ص ۲)

واقعات خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) کی تصدیق کرتے ہیں اور بڑے میاں (مرزا غلام احمد) کی تکذیب۔ مگر ہم کیوں اس میں دخل دیں اخبار الفضل بتا دے۔ ہم تو اس بارے میں حدیث نبوی کے الفاظ نقل کر دیتے ہیں:

احدکما کاذب۔ (تم دونوں میں سے صرف ایک سچا ہے)۔

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جولائی ۱۹۴۶ء مطابق ۴ شعبان ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۷ ص ۴)

آریہ اور مرزائیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۲۷ جون ۱۹۴۶ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں آریوں سماجیوں کا عقیدہ لکھا ہے کہ ویدوں میں ہر قسم کا گن گیان ہے، پھر اس کی تردید کی ہے کہ:

وید دنیا کی نظروں سے آج بھی اسی طرح مستور ہیں جس طرح پہلے تھے۔ اور بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ وید منظر عام پر آسکیں، اور حق کے متلاشیوں کو اپنی صداقتوں سے فائدہ پہنچا سکیں..

خود ویدوں کے ماننے والوں کا ویدوں کی زیارت سے محروم رہنا اس کا ثبوت ہے۔ (الفضل ۲۷ جون ۱۹۴۶ء ص ۱)

ہم حیران ہیں کہ قادیانی جماعت پر ایسا نسیان کیوں غالب آ گیا ہے کہ اپنے نبی کی باتیں بھی بھول گئی ہے۔ ہم نے بارہا لکھا ہے کہ قادیانیوں کو چاہیے کہ اقوال مرزا ہم سے پوچھ لیا کریں۔ ہمیں بخل نہیں ہوگا اور وہ شرمندگی سے بچ جائیں گے۔ دیکھئے الفضل کس زور سے ویدوں کی گم نامی لکھتا ہے حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رسالہ پیغام صلح میں ویدوں کی تصدیق کرتے ہوئے ان کو الہامی مانتے ہیں (رسالہ پیغام صلح از مرزا قادیانی۔ص ۲۳)

کیا کسی کتاب کو الہامی ماننا اس کے بغیر دیکھے صحیح ہوسکتا ہے۔ خاص کر ایسے شخص کی طرف سے جو دنیا کی اصلاح کے لئے آیا ہو، یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ وہ ایک ایسی کتاب کو الہامی مان لے جس کا وجود دنیا میں مفقود ہو اور اس کی تعلیم بھی غلط ہو

قادیان کے اہل قلم ممبرو:

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۸ ص ۵۔۶)

قادیانی مسیح کے برخلاف قادیان سے آواز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یہ وعدہ دیتے رہے کہ میری وجہ سے اسلام دنیا میں پھیل جائے گا، اور مسلمان پکے متقی بن جائیں گے۔ عیسی پرستی اور دیگر مذاہب کفر یہ مٹ جائیں گے۔ یہاں تک کہ دنیا میں ایک ہی مذہب اسلام قائم ہو جائے گا۔ احمدیت کو یہاں تک عروج ہوگا کہ دوسرے مذہب ان کے سامنے کالعدم ہو جائیں گے مسلمان اعلی درجہ کے متقی بن جائیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو دعوی کئے ہوئے آج نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ آپ کے دعوی مسیحیت کی ابتداء ۱۳۰۸ھ سے ہوئی۔ آج ۱۳۶۶ھ ہے۔ حساب لگا لیجئے کہ آپ کی بعثت کو ۵۸ سال ہوتے ہیں۔ ان ۵۸ سالوں میں دنیا کے لوگوں کا رجحان کدھر سے کدھر ہو گیا۔ خصوصاً مسلمانوں کا رخ کہاں سے کہاں کو ہو گیا۔ اس کا ثبوت مندرجہ مضمون سے ملتا ہے جسے ہم الفضل ۸ جولائی ۱۹۴۶ء صفحہ ۲-۳ سے نقل کرتے ہیں۔ ناظرین بغور پڑھیں:

> اس مادیت کے دور میں مذہب کے خلاف وہ نئے نئے نظریئے تراشے گئے ہیں کہ الامان و الحفیظ۔ کوئی خدا کی خدائی پر قبضہ جماتا ہے، تو کوئی اس پر اپنے احسان جتا جتا کر اپنے خیال میں خدا کو شرمندہ وشرمسار کرنا چاہتا ہے۔
>
> بعض بانیان مذاہب کو تہذیب کا دشمن اور مذہب کو ترقی کے راستے میں روک سمجھتے ہیں۔
>
> اس مادیت نے اپنے وطن یورپ سے نکل کر آوارگی اختیار کی اور کل عالم پر چھا گئی۔ مسلمان بھی جو روحانیت اور مذہب کی فرمانروائی کا سب سے بڑا علم بردار تھا اس کا شکار ہوا، چنانچہ مذہب کو طاق نسیاں میں رکھ دیا

گیا اور پیٹ کے دھندے کو مذہب پر فوقیت دی گئی۔

آج دنیا کا ہر شخص اقتصادی بہتری و برتری کے حصول کی خاطر کشمکش حیات کے میدان میں سب سے پہلی قربانی اپنے مذہب کی پیش کرتا ہے کیونکہ اپنے متاع میں سب سے زیادہ حقیر چیز اسکو مذہب ہی نظر آتا ہے۔ چند مجبور و معذور شخصوں کو مذہب مذہب پکارنے کی اجازت اس لئے دی جاتی ہے کہ یہ ڈھونگ ان کے لئے ذریعہ معاش بن کر ان کی اقتصادی حالت کو درست کر سکے، دنیا بگڑ جائے بلا سے، بگڑ بھی گئی افسوس نہیں، کیونکہ دنیا کے تمام مذاہب بجز اسلام کے خاص قوموں کے لئے تھے اور وہ بھی محدود زمانوں کے لئے اس عرصہ کے بعد ان کا بگڑنا ضروری تھا۔ افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان بھی بگڑ گیا کہ جو ایک عالمگیر مذہب کا پیرو تھا اور ایک ایسی شریعت کا حامل کہ جس کی قیامت تک حفاظت کا وعدہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا تھا، مسلمان کا بگڑ جانا اس لئے بھی زیادہ قابل افسوس ہے کہ اس میں اب ابھرنے کی خواہش اور امنگ بھی باقی نہیں رہی کیونکہ وہ اپنی زبان سے خود کہتا ہے کہ اب ہماری رہنمائی کے لئے خدا کا کوئی فرستادہ یا مامور نہیں آئے گا جو قسمت میں لکھا تھا وہ پورا ہو گیا اور ہم اس پر شاکر ہیں۔ مغربیت ہی اب ایک ایسی مشعل راہ ہے کہ جو صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ چنانچہ آج کل کے غیر احمدی مسلمان کے لئے خدا ہے تو سیاست اور مذہب ہے تو سیاست۔

ہندوستان کا مسلمان تو سیاست سے بھی بے بہرہ اور غلبہ وحکومت سے بھی بے نصیب ہے۔ اس لئے اس کی نگاہ میں سیاسی آزادی مذہب سے مقدم ہے۔ اب کھلے بندوں یہ کہا جاتا ہے کہ غلام کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، پہلے آزادی حاصل کی جائے اور پھر مذہب کی تبلیغ۔ مذہب غلامی کی حالت میں اپنی اصل حالت پر قائم نہیں رہتا۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمان مذہب کو حصول آزادی میں روک سمجھتے ہوئے اس سے بے تعلق ہوتے جا رہے ہیں۔ صرف اور صرف اس حد تک مذہب سے

اپنا رشتہ قائم رکھنے کو تیار ہیں جس حد تک وہ ان کے لئے سیاسی طور پر مفید ثابت ہوتا ہے۔

اسلام سے ہندوستان کی دیگر اقوام کے مقابلہ میں جداگانہ متحدہ قومیت کی بنیاد پڑتی ہے اور سیاسی طور پر دیگر اقوام کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ حقوق اس علیحدگی سے مل سکتے ہیں۔ ورنہ جہاں تک اسلام اور شریعت پر اعقاد اور عمل کا سوال ہے، یہ امر ان کے نزدیک مطلقاً قابل التفات نہیں۔ ان کے نزدیک ایک غلام مسلمان نہیں کہلا سکتا کیونکہ اسلام آزاد کا مذہب ہے، نہ کہ غلام کا۔ تمام تر توجہات سیاسی فوائد کے حصول پر صرف کرنے کے لئے یہ ایک ایسا حربہ استعمال کیا جا رہا ہے کہ جو دہریت پھیلانے کا موجب بن رہا ہے۔ (الفضل قادیان مذکور)

شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ لکھتے ہیں: گیارھویں صدی عیسوی کی صلیبی جنگوں میں سے ایک لطیف واقعہ قابل ذکر ہے جو قادیانی مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔

جب سلطان صلاح الدین مرحوم کے مقابلہ میں دول یورپ نے بالاتفاق شکست کھائی، تو پادریوں نے مشہور کیا کہ یہ فوجی گنہ گار لوگ بالغ تھے، اس لئے ان کو شکست ہوئی۔ اب ہم نابالغ بچوں کی فوج تیار کریں گے جو بے گناہ ہونے کی وجہ سے یروشلم فتح کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے دس دس بارہ بارہ سال کے بچے بھرتی کئے۔ جب ان نابالغوں کی فوج یروشلم فتح کرنے چلی تو حکم الہی سے ان کے جہاز غرق ہو گئے پھر تو پادری لوگ منہ تکتے ہوئے گویا یہ شعر پڑھنے لگے

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

یہی حال قادیانی وعدوں کا ہے جسے ناظرین اخبار الفضل کے مندرجہ بالا مضمون سے معلوم کر چکے ہیں۔ ہمارے مخاطب احمدی لوگ باتیں تو بہت کرنی جانتے ہیں، مگر تقوی وطہارت کے واسطے ایک ایک مرکزی نقطہ کافی ہے جس کی طرف قرآن مجید نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے

ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح۔ (الانفال:۱۹)

(اگر تم فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آ گئی)

مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے اس کے متعلق یہ بند خوب لکھا ہے

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اک آواز سے سوتی بستی جگا دی
پڑا غل یہ ہر طرف پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

(نوٹ: عبدالحق آف مغل پورہ لاہور کا جواب آئندہ پرچے میں دیا جائے گا۔ ثناء اللہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جولائی ۱۹۴۶ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۲۹ ص ۳۔۵)

مباحثہ منظور ہے

شرائط حسب ذیل ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آخری فیصلہ والا مضمون جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کیا تھا وہ مئی ۱۹۰۸ء میں پورا ہو گیا۔ یعنی مرزا صاحب قادیانی نے جو دعا کی تھی وہ قبول ہو گئی۔ اس زمانہ کی قادیانی تحریریں اس مطلب کو واضح کر رہی ہیں مگر اس فیصلہ کے ظہور سے چونکہ قادیانی قلعہ درہم برہم ہوتا تھا، اس لئے قادیانی مشیروں نے بعد غور و فکر یہ بات بنائی کہ یہ مضمون دراصل مباہلہ ہے چونکہ مولوی ثناء اللہ نے اس کو منظور نہیں کیا تھا اسلئے مباہلہ وقوع پذیر نہیں ہوا لہذا سند نہیں ہے۔

ہم نے اس کے متعلق بارہا تردیدی مضمون لکھے۔ مباحثہ لدھیانہ میں بھی اس کی کافی تردید ہوئی۔ مگر حسب ارشاد خداوندی ان یرو سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلاً جماعت مرزائیہ نے اپنی ضد نہیں چھوڑی۔ آخر کار خاص اس

مضمون پر کہ آخری فیصلہ والا مضمون کیا ہے، صرف دعا ہے یا مباہلہ ہے، ہم نے اہل حدیث مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء میں مباحثہ کا چیلنج دیا تھا۔ جس کو عبدالحق نامی نے (جس کو ہم نہیں جانتے کہ مولوی ہیں، یا بابو ہیں، یا کیا ہیں) مغل پورہ لاہور سے اس چیلنج کی منظوری دی۔ جو الفضل قادیان مورخہ ۶ جولائی ۱۹۴۶ء میں شائع ہوئی ہے۔

موصوف نے اس میں بڑی دریا دلی سے مباحثہ کی منظوری دی ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ ہم دفتر اہل حدیث امرتسر میں پہنچ جائیں گے۔ بلکہ شرائط کا طے کرنا بھی میرے سپرد کیا ہے۔ اس لئے میں حسب منشا موصوف کے ان کو اور ان کے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ شروط مباحثہ حسب ذیل ہوں گی

اول۔ مقدم اور ضروری بات یہ ہے کہ آپ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کی نیابت میں پیش ہوں۔ ان کی نیابت اخبار الفضل میں ایک ہفتہ پہلے شائع ہو جائے۔ کیونکہ یہ مضمون دراصل ان کے والد ماجد کا ہے۔ اس لئے وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ اور نیز اس میں یہ فائدہ ہے کہ آئے دن کی نزاع ختم ہو جائے گی۔

دوم۔ گفتگو قلم بند ہوتی جائے گی۔ بعد دستخط فریقین اور صدر مجلس کے فریق ثانی کو پرچہ دیا جائے گا۔ اس کام کے لئے سارا وقت پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں ہوگا۔

سوم۔ مجلس کا ایک صدر ہوگا جو وقت کی پابندی اور انتظام رکھے گا۔

چہارم۔ گفتگو بجائے دفتر اہل حدیث امرتسر کے ملحقہ مسجد میں ہوگی جہاں میں درس قرآن دیتا ہوں۔

پنجم۔ اس گفتگو میں میں مدعی ہونگا۔ میرا دعوی ہوگا کہ یہ اشتہار دعا ہے، مباہلہ نہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی جو ضروری بات ہوگی وہ مجلس میں طے کر لی جائے گی۔

آپ نے میرے جتنے حوالے پیش کئے ہیں ان سب کا جواب دینا میرے ذمہ ہوگا۔ امید ہے فریق ثانی اس کو جلدی طے کر لے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جولائی ۱۹۴۶ء مطابق ۲۶ شعبان ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۰ ص ۴-۵)

اخلاق مرزا

جناب کپتان حسن محمد سیالکوٹی لکھتے ہیں:

اخبار پیغام صلح لاہور ۳ جولائی ۱۹۴۶ء صفحہ ا پر ایک مضمون ملفوظات حضرت مرزا صاحب، درج ہے۔ سجادہ نشینوں کی علوم قرآن سے محرومی۔

اس مضمون کا لب لباب یہ ہے کہ جو پیر صوفی سجادہ نشین عربی نہیں جانتے وہ ا۔ کاذب۔ ۲۔ نقص الدین۔ ۳۔ منافق۔ ۴۔ مکار۔ ۵ مسخرہ شیطان۔ ۶۔ مخذول۔ ۷، مردود ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے معشوق (اللہ) کی زبان نہیں سیکھے لہذا قرآن مجید نہیں سمجھ سکتے (آئینہ کمات اسلام۔ص ۲۹۸۔۲۹۹)

اب جناب کے معشوق (اللہ) نے آپ کو الہام انگریزی سنسکرت عبرانی وغیرہ زبانوں میں کئے (نزول المسیح۔ص ۵۷)۔ آپ یہ زبانیں نہیں جانتے تھے۔ آپ کو بھی یہ لازم تھا کہ زبانیں سیکھتے، مگر آپ نے یہ زبانیں نہیں سیکھیں۔ لہذا بقول خود کاذب منافق مکار وغیرہ ہوئے۔ کیوں:

یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

والا معاملہ ہے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب عربی کافی اور خوب جانتے تھے مگر اس کے باوجود آپ نے حقیقۃ الوحی میں آیت یا عیسی انّی متو فیك و رافعك الیّ کا ترجمہ بڑے وثوق سے یہ کیا ہے:

اے عیسی میں تجھے مارنے والا ہوں، پھر بعد اس کے، نیک لوگوں لوگوں کی طرح اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

و (عاطفہ) ترجمہ اتنا لمبا یعنی، پھر بعد اس کے، بالکل غلط ہے اور جان بوجھ کر کیا گیا ہے۔

و عاطفہ کا اردو ترجمہ صرف اور ہے اور کچھ نہیں۔ میرے خیال میں پیر

صاحبان ان پڑھ اتنے خطرناک نہیں ہیں اور نہ ہی اتنے گنہ گار جتنے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ آپ نے عربی جانتے ہوئے واوکوف یاثم بنا دیا جو کہ دیانت کے خلاف ہے۔(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جولائی ۱۹۴۶ء جلد ۴۳ نمبر ۳۰ ص ۵)

وید، مرزا، اور آریہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۲۷ جون ۱۹۴۶ء میں ایک مضمون نکلا تھا کہ اگر وید دنیا کی نظروں سے مخفی ہیں تو پھر آریہ سماجی ان کی اشاعت کیا کرتے ہیں۔،

اس کا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء میں لکھا گیا تھا کہ وید اگر دنیا میں ناپید ہیں تو مرزا صاحب نے اپنی کتاب پیغام صلح میں ان کی تصدیق کیوں کی ہے۔ جو چیز دنیا میں اوجھل ہو، اس کا علم مرزا صاحب کو کیسے ہوا۔ اور خاص کر ان کے الہامی ہونے کی تصدیق انہوں نے کیوں کی۔ کیونکہ تصدیق علم کا وہ درجہ ہے جس کی بابت اہل منطق کا قول ہے العلم ان کان اذعاناً للنسبة فتصدیق۔ مانا کہ مرزا صاحب علوم آلیہ منطق وغیرہ میں ماہر نہ تھے، لیکن قادیان کا تو دعوی ہے کہ آج مجھ میں بڑے بڑے علماء اور بڑے بڑے فضلاء موجود ہیں

ام تامرهم احلامهم بهذا ام هم قوم طاغون

کیا ان کی عقل ان کو یہی فتوی دیتی ہے یا وہ دانستہ جہالت کرتے ہیں

یوں تو ہم قادیانیوں کی روش کے قائل ہیں کہ وہ اپنے ناظرین کو خوب قابو میں رکھتے ہیں۔ چاہے ان کا جواب کیسا ہی اوٹ پٹانگ مریدوں پر کافی موثر ہوتا کیونکہ مریدوں کا قول ہے:

میں وہ نہیں کہ تجھ بت سے دل میرا پھر جا
پھروں میں تجھ سے تو مجھ سے میرا خدا پھر جا

انہوں نے تو پختہ ارادہ کر رکھا ہے کہ کچھ بھی ہو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

کی ہر بات کو سیدھا ہی کرتے جائیں گے۔ شیخ سعدی مرحوم نے کسی مکتب کے میاں جی کا قصہ لکھا ہے کہ وہ لڑکوں کی تختی کی اصلاح کیا کرتے تھے، مگر ایک لڑکے سے ان کو محبت تھی اس کی اصلاح نہیں کرتے تھے۔ ایک دن لڑکے نے کہا میاں جی! میری غلطیوں کی اصلاح کیوں نہیں کرتے۔ میاں جی نے کہا تمہارا کوئی حرف مجھے غلط نظر نہیں آتا۔

یہ محبت کا تقاضا ہے اس کو عربی میں مثال کے طور پر کہتے ہیں حبك الشیء یعمی و یصم۔ مولانا حالی نے ایک شعر میں اس کو یوں ادا کیا ہے

نہیں اس محبت سے کچھ تم کو بہرا
کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرا

لیکن اس قسم کی محبت اور عقیدت خدا کے ہاں کام نہیں آتی ورنہ یہ محبت تو بت پرستوں اور قبر پرستوں میں بھی پائی جاتی ہے، خود قادیانی مسیح کے حواری ہیں، ان میں تو سچائی کا ثبوت وہی ہونا چاہیے جو اصل حواریوں میں تھا لیکن ہم اس کے برعکس پاتے ہیں۔

ناظرین پرچہ اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء کو سامنے رکھ لیں اور اخبار الفضل قادیان کا جواب بھی سامنے رکھ لیں۔ ہم نے لکھا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے ویدوں کی تصدیق کی ہے اور تصدیق بغیر علم کے نہیں ہوتی۔ الفضل ہم سے پوچھتا ہے کہ

تم خود انجیل اور توریت کی تصدیق کرتے ہو مگر اصل توریت اور انجیل کہاں ہیں۔ (الفضل قادیان ۱۸ جولائی)

اس کا جواب یہ ہے۔ سنئیے اور غور سے سنئیے۔

اصل توریت جس کی تصدیق قرآن مجید نے کی ہے اسکے متعلق الفاظ یہ ہیں

و کتبنا له فی الالواح من کل شیء موعظة و تفصیلاً لکل شیء۔ (الاعراف: ۱۴۵)

یعنی ہم نے موسیٰ کو الواح میں احکام لکھ دیئے تھے۔

اس کا ثبوت مروجہ بائیبل کے باب استثنا اور خروج میں ملتا ہے۔ آپ کونہ

ملے تو دفتر اہل حدیث امرتسر میں آ کر دیکھ جایئے۔

قادیانی متکلمو! ہمارا سوال سنو۔قرآن مجید اہل کتاب کو للکار کر کہتا ہے

قل فأتوا بالتوراة فاتلوها۔(پ۴۔ع۱)

(اگر تم سچے ہو ،تو توراۃ لاؤ اور میرے سامنے پڑھو)

اگر توراۃ ایسی مفقود ہوتی جیسے تمہارے نزدیک وید ہیں،تو یہ کیوں کہا جاتا۔ اوراہل کتاب ایسا کیوں نہ کہتے کہ معدوم کتاب کا مطالبہ کیوں کرتے ہو حقیقت یہ ہے جہ تورات اور انجیل موجود تھیں اور اب بھی ہیں مگر مروجہ تورات انجیل کے ضمن میں ہے الگ مستقل نہیں پھر قادیانیوں کا یہ کہنا کہ وید بھی اسی طرح معدوم ہیں جس طرح تورات انجیل تھی۔شاید قادیانی علم کلام صحیح ہو کیونکہ قادیان کا اصول ہے:

نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

اس سے بھی بڑھ کر الفضل نے قدم مارا ہے جو مرزا صاحب قادیانی کے ایمان بالوید کی تشریح میں لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے ویدوں کو اس لئے الہامی مانا ہے کہ ویدوں کی ہندوؤں میں قبولیت ہے اور یہ ان کی سچائی کی نشانی ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو مرزا صاحب قادیانی نے اس میں سوامی دیانند کا اتباع کیا ہے جو ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں لکھتے ہیں:

جس دھرم کو کروڑوں آدمی مانتے ہیں اس کو جھوٹا کہنا خود جھوٹا بننا ہے۔

اچھا ہوا مرزا صاحب قادیانی اور سوامی جی دونوں اس اصول پر متفق ہو گئے اس پر پبلک کو یہ کہنے کا موقع دیا

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

مختصر یہ کہ کسی کتاب کو صحیح ماننا اس کے علم پر مبنی ہے اور بغیر علم کے تصدیق کرنا بے خبروں اور جاہلوں کا کام ہے جو مرزا صاحب کی بابت ہم گمان نہیں کر سکتے کیوں کہ مرزا صاحب قادیانی اس شان کے آدمی ہیں جو آپ فرما گئے ہیں

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔اگست ۱۹۴۶ء مطابق ۴ رمضان ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۱ ص ۳۔۴)

براہین احمدیہ کی ابتداء اور انتہاء بحکم خدا ہے؟

جناب شفا مبارک پوری اعظمی لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی براہین احمدیہ جلد پنجم کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

پہلے پچاس حصہ لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۵۰ حصے لکھنے کا ارادہ مرزا صاحب کی اپنی مرضی و اختیار سے تھا اور اپنی مرضی و اختیار سے ۵۰ کی بجائے ۵ پر اکتفا کیا اور جو چاہا لکھا۔ غرض مرزا صاحب نے یہ سب کام بارادہ و باختیار خود بلا الہام و بغیر غیبی القاء کے کیا مگر اس کے برخلاف آپ کی ایک اور تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ براہین کی تصنیف اور انتہاء خدائے تعالیٰ کے قبضہ اختیار میں تھی مرزا صاحب کو بہ مرضی خود لکھنے اور ختم کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا چنانچہ مرزا صاحب قادیانی، براہین ہی میں لکھتے ہیں:

مجھے معلوم نہیں کہ یہ کتاب کہاں اور کب ختم ہوگی اس کے ظاہر و باطن کا متولی خدا ہے جو باتیں مجھے سمجھاوے گا لکھوں گا جہاں ختم کر دے گا بند ہو جائے گی۔

ناظرین کرام! دونوں عبارتوں کو ملحوظ رکھ کر دو باتوں پر غور کریں

۱۔ یہ کہ مرزا صاحب نے براہین کو اپنی مرضی اور اختیار سے ختم کیا یا اذن خدا سے؟

ہماری تحقیق بنا بر تصریح مرزا قادیانی یہ ہے کہ انہوں نے براہین کو اپنی مرضی واختیار سے ۵۰ کی بجائے ۵ ہی پر ختم کر دیا۔

۲۔ مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں، اس کا ظاہر باطن متولی خدا ہے جو باتیں مجھے سمجھاوے گا لکھوں گا۔

میں کہتا ہوں براہین فن تصنیف اصول مناظرہ وعلم معقول ومنقول کی رو سے بہت سے نقائص وعیوب ہیں۔ (ملاحظہ ہو رسالہ نا قابل مصنف مرزا مصنفہ حضرت مولانا ثناءاللہ)
لہذا ان نقائص وعیوب کو دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ براہین الہام الہی کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو قابل مصنف وسلطان القلم کہا جا سکتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

براہین احمدیہ کو مصنف کے دعوی کی روشنی میں دیکھا جائے تو ساری بحث ختم ہو جاتی ہے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے براہین کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس کتاب کے مکمل شائع ہونے کے بعد تمام مذہبی جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

مذہبی جھگڑے آئے دن بڑھتے اور ترقی کرتے جا رہے ہیں۔ منطقی طریق پر قیاس استثنائی بنایا جائے تو مطلع بالکل صاف۔ ہے حماسہ میں ایک شعر قیاس استثنائی کی شکل میں یوں ہے

لو کنت من مازن لم تستبح ابلی
بنو لقیطة من زحل ابن شیبان

اونٹوں کا عدم سرقہ قبیلہ مازن سے ہونے کو مستلزم بتایا ہے لیکن سرقہ چونکہ ہو گیا، اس سے ثابت ہوا کہ شاعر مازن قبیلہ سے نہیں ہے ورنہ اونٹ نہ چرائے جاتے۔
ٹھیک اسی طرح براہین احمدیہ کے متعلق قیاس استثنائی یوں بنے گا:

لو تم و شاع لن تقع الجدال
لا کن الجدال مو جود فلم یتم الکتاب

جامعہ احمدیہ قادیان کے استادو اور پروفیسرو!
علم میزان میں کچھ دخل رکھتے ہو، تو ہمارے قیاس کا جواب دو۔ مگر یہ سمجھ لینا کہ سامنے کون ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اگست ۱۹۴۶ء مطابق ۱۱ رمضان ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۲ ص ۶)

مرزا صاحب کا ایک مکتوب

(از اخبار الفضل مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۴۶ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ماہ جنوری ۱۹۰۳ء میں میں مرزا صاحب قادیانی کی دعوت پر چند احباب کے ساتھ قادیان گیا تھا۔اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مرزا صاحب نے کتاب اعجاز احمدی میں مجھ کو دعوت دی تھی کہ میں قادیان پہنچ کر ان کی ۱۵۰ پیش گوئیوں کو جھوٹا ثابت کروں تو وہ فی پیش گوئی سو روپیہ انعام مجھ کو دیں گے۔

میں نے جا کر اطلاع دی تو مرزا صاحب قادیانی نے مجھے لکھا کہ میں نے خدا سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ مولویوں سے مباحثہ نہیں کرونگا۔ یہ خط قادیانی اخباروں نے متبرک سمجھ کر درج کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

> اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں خدا تعالی کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کرونگا۔

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۴۶ء ص ۳)

مرزا صاحب قادیانی کا کوئی مرید کتاب انجام آتھم سے یہ وعدہ دکھا دے تو میں لدھیانہ میں تین سو روپیہ وصول کیا ہوا، واپس دے دونگا۔ اگر نہ دکھائیں (ہرگز نہیں دکھا سکیں گے) تو الفضل کا اڈیٹر اتنا ہی لکھ دے کہ حضرت صاحب نے آمدہ مصیبت کو ٹالنے کیلئے یہ لکھ دیا تھا، ورنہ آپ کی عادت جھوٹ بولنے کی نہ تھی بلکہ سہو کلام تھا۔ اگر الفضل قادیان ایسا لکھ دے گا تو ہم بھی تسلیم کر کے یوں کہیں گے:

انت جمیل الو جہ مستحسن الکذ ب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔اگست ۱۹۴۶ء مطابق ۱۸ رمضان ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۳ ص ۶)

خلیفہ قادیان اور نیکی کا معیار

جناب محمد صادق حسین بانسڈیہہ ضلع بلیا لکھتے ہیں:

۲۳ نومبر ۱۹۴۵ء کے الفضل میں قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) کا ۹ دسمبر ۱۹۳۸ء کا فرمودہ خطبہ نکلا تھا جس میں خلیفہ صاحب جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسے کے لئے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے یہ بھی بتلا گئے ہیں کہ اصلی نیکی کون سی ہے اور اس کا معیار کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

جو بات بے ساختگی میں ہو جائے وہی اصلی نیکی ہے۔،

میں خلیفہ جی سے پوچھتا ہوں کہ، جو بات، سے ان کی مراد کیا ہے؟ یعنی، عام بات، یا، خاص بات۔،

اگر عام بات یا عام فعل مراد ہے تو بتلائیں اگر خلیفہ جی کو دیکھ کر کسی شخص کے منہ سے بے ساختگی میں آپ ہی آپ گالی نکل جائے تو یہ اصلی نیکی ہوگی؟

یا کوئی شخص بے ساختگی میں آپ کو سجدہ کرنے کے لئے آپ کے پیروں پر گر جائے، تو یہ بھی اصلی نیکی ہوگی؟

اگر کسی کو بے ساختہ آپ ہی آپ پیشاب ہو جائے، تو کیا یہ بھی اصلی نیکی ہوگی؟

اگر آپ کی مراد، جو بات، سے کوئی خاص بات یا خاص فعل ہے یعنی اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ نیکی کی بات یا فعل جو بے ساختگی میں آپ ہی آپ ہو جائے وہی اصلی نیکی ہے تو اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بدی کی بات یا فعل جو بے ساختگی میں آپ ہی آپ ہو جائے وہ اصلی بدی ہے کیونکہ جب آپ کہتے ہیں کہ، جو (نیکی کی) بات بے ساختگی میں آپ ہی آپ ہو جائے، وہی اصلی نیکی ہے،۔ تو آپ کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص نیکی کرتے کرتے اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ نیکی کرنا اس کی عادت سی ہو جاتی ہے۔ اور بلا ارادہ اس سے خود بخود نیکی سرزد ہونے لگتی ہے تو چونکہ یہ نیکی کرنے کی آخری اسٹیج ہے اسلئے یہی اصلی نیکی ہے۔ پس جس طرح کسی شخص

سے بلا ارادہ خود بخود نیکی سرزد ہونے لگتی ہے، تو اس شخص کو قابل تعریف اور اسکی اس نیکی کو اصلی نیکی اس بنا پر گردانتے ہیں کہ اس کی، قلبی حالت، نیکی کرتے کرتے یا کسی وجہ سے ایسی ہوگئی ہے کہ اب نیکیاں اس سے خود بخود سرزد ہورہی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی درست ہوا کہ اگر کسی شخص سے بدی خود بخود بلا ارادہ بے ساختگی کے عام میں سرزد ہونے لگے تو وہ شخص اس وجہ سے قابل ملامت اور اس کی بدی اس بنا پر اصلی بدی ہے کہ بدی کرتے کرتے یا کسی وجہ سے اس کی، قلبی حالت، ایسی ہوگئی ہے جو بدی کرنے کی آخری اسٹیج ہوگی۔ پس اگر آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ، جو (نیکی کی) بات بے ساختگی میں آپ ہی آپ ہو جائے وہی اصلی نیکی ہے، تو یہ بھی درست ہوا کہ، جو (بدی) کی بات بے ساختگی میں آپ ہی آپ ہو جائے وہی اصلی بدی ہے۔

اب آیئے ذرا قاضی امیر حسین کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں بقول آپ کے:

قاضی امیر حسین صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ایک مخلص صحابی تھے۔ احمدی ہونے سے پہلے وہ کٹر وہابی تھے (غلط ہے۔ انجمن اسلامیہ امرتسر کے مدرسہ میں مدرس تھے اور پکے حنفی تھے۔ ثناء اللہ)۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے زمانے میں جب حضور باہر تشریف لاتے تو دوست کھڑے ہو جاتے تھے۔ قاضی صاحب مرحوم کا خیال تھا کہ یہ جائز نہیں بلکہ شرک ہے...

میری خلافت کا زمانہ آیا تو ایک دفعہ میں باہر آیا تو وہ معاً کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا قاضی صاحب یہ تو آپ کے نزدیک شرک ہے۔ اس پر وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے خیال تو میرا یہی ہے مگر کیا کروں۔ رکا نہیں جاتا۔ اس وقت بغیر رکے کھڑا ہو جاتا ہوں۔

میں نے کہا بس یہی جواب ہے آپ کے تمام اعتراضات کا۔ جہاں بناوٹ سے کوئی کھڑا ہو تو یہ بے شک شرک ہے مگر جب آدمی بے تاب ہو کر کھڑا ہو جائے تو یہ شرک نہیں۔ (الفضل ۲۳ نومبر ۱۹۴۵ء ص ۴)

ہم ابھی پہلے بتلا آئے ہے کہ آپ کے خیال کے مطابق جو (بدی کی) بات بے ساختگی میں آپ ہی آپ ہو جائے وہی اصلی بدی ہے۔ پس اس اصول کے پیش

نظر اگر بناوٹ سے یا قصداً کھڑا ہونا شرک تھا جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے تو بیتاب ہو کر کھڑا ہو جانا یا دوسرے الفاظ میں اس شرک کا بے ساختگی میں آپ ہی آپ قاضی صاحب سے سرزد ہو جانا اصلی بدی یا شرک ہے یا نہیں؟ پھر آپ نے کیسے کہہ دیا کہ یہ شرک نہیں؟ مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ عادت مرزا صاحب کے وقت ہی سے مجبوراً پڑ چکی ہوگی۔ اس لئے بقول اکبرالہ آبادی وہ مجبور تھے:

عادت جو پڑی ہے مدت کی وہ دور بھلا کب ہوتی ہے
رکھی ہے چنونی پاکٹ میں پتلون کے نیچے دھوتی ہے

سبحان اللہ! خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) نے نیکی و بدی کا کیسا اعلیٰ معیار بتلایا ہے کہ خود انہیں کا فیصلہ اس معیار پر جانچنے سے غلط ثابت ہو جاتا ہے

بہت شور سنے تھے سینے میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

مولانا ثناءاللہ لکھتے ہیں: راقم مضمون نے جو کچھ لکھا ہے بجائے خود صحیح ہے مگر قادیانیوں کا اصول کچھ اور ہے وہ اصول وہی ہے جو حافظ شیرزای نے بتایا ہے:

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

یعنی جو کچھ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کہہ دیں وہی صحیح ہے اس کے خلاف غلط۔ کیونکہ یہ مقولہ بالکل صحیح ہے:

پیر من خس است اعتقاد من بس است

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اگست ۱۹۴۶ء مطابق ۱۸ رمضان ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۳ ص ۶۔۷)

افریقہ میں اشاعت احمدیت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر کے کسی گذشتہ پرچہ میں لکھا تھا کہ قادیانی

مبلغ افریقہ وغیرہ ممالک بعیدہ میں جا کر مرزا غلام احمد صاحب کی اصلی باتیں چھپاتے ہیں۔اوپر اوپر کی باتیں کرتے ہیں۔

اس کے جواب میں الفضل قادیان ۱۰۔اگست ۱۹۴۶ء میں ایک مضمون نکلا ہے کہ مولوی ثناء اللہ غلط کہتا ہے۔ہم سب اصل حالات بیان کرتے ہیں۔اس لئے ہم ان سے چند واقعات کی بابت دریافت کرتے ہیں ایمان سے (ان کا نوا مؤمنین) جواب دیں۔

۱۔مرزا غلام احمد صاحب نے جو انجام آتھم میں لکھا تھا میرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو ایسا اور ایسا ہوگا گویا خدا آسمان سے اتر آئے گا وہ مصلح موعود ہوگا۔جب لڑکا پیدا ہوا تو اشتہار بھی دے دیا کہ مصلح موعود پیدا ہوگیا۔آخر وہ چند ماہ کی عمر پا کر مرگیا جس پر مولوی سعد اللہ مرحوم نے لکھا تھا:

بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا
تیرا اعزاز اور اکرام مرزا

کیا یہ واقعہ وہاں لوگوں کو بتایا کرتے ہو۔

۲۔مرزا غلام احمد صاحب نے کہا کہ فلاں عورت سے آسمان پر میرا نکاح ہو چکا ہے وہ ضرور میرے نکاح میں آئے گی۔نہ آئے تو میں جھوٹا ٹھیروں گا۔کیا وہ ان کے نکاح میں آگئی؟ کیا تم یہ بھی بتایا کرتے ہو۔

۳۔مرزا غلام احمد صاحب نے کہا تھا کہ اس عورت کا نکاح جس روز ہوگا روز نکاح سے اڑھائی سال کے اندر اس کا خاوند مرجائے گا جس کی انتہائی مدت ۱۸۹۴ء تھی مگر وہ آج تک زندہ ہے۔کیا یہ واقعہ بھی لوگوں کو بتایا کرتے ہو؟

۴۔پنڈت لیکھ رام کی بابت جو پیش گوئی کی تھی وہ پوری طرح جھوٹی نکلی۔کیا یہ بھی بیان کرتے ہو؟

۵۔ڈپٹی آتھم عیسائی مناظر کی بابت کو پیش گوئی کی تھی کہ ۱۵ ماہ کے عرصہ میں مرکر جہنم میں داخل ہوگا،کیا ایسا ہوا؟ یہ بھی وہاں بیان کرتے ہو؟

۶۔اسی طرح اور کئی ایک واقعات ہیں سب سے آخر وہ واقعہ ہے جو مرزا غلام احمد صاحب نے آخری فیصلہ کے عنوان سے شائع کیا تھا جس کا مضمون یہ دعا تھی کہ ہم

دونوں (مرزا قادیانی وثناءاللہ امرتسری) میں سے جو خدا کے نزدیک جھوٹا ہے وہ پہلے مرے ۔نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پا گئے اور سچا آج تک زندہ ہے اور یہ سطور لکھ رہا ہے ۔

کیا افریقہ میں یہ واقعہ بھی پورا بیان کیا کرتے ہو۔ اگر کرتے ہو تو وہ اشتہار یا رسالہ ہمیں بھیج دو۔ اگر نہیں کرتے تو ہمیں اجازت دو کہ ہم تمہارے حق میں یہ آیت پڑھیں: تبدونها و تخفون كثيراً

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۳۔ اگست ۱۹۴۶ء مطابق ۲۵ رمضان ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۴ ص ۴۔۵)

قادیانی علم کلام

ہر چہ گیرد علتی علت شود　　　کفر گیرد کاملے ملت شود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب نے جو علم کلام ایجاد کیا، قادیانی مصنف سچ کہتے ہیں کہ وہ نہ تو اشاعرہ کے اصول پر ہے اور نہ ماتریدیہ کے ۔ اسلئے مرزا صاحب قادیانی کی باتوں کو ان متکلمین کے اصولوں پر نہیں جانچنا چاہیے بلکہ ان کا علم کلام بالکل جدا تھا جو اس شعر کا مصداق ہے

نہ پیرویٔ قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

وہ اس ایجاد میں یہاں تک ترقی کر گئے تھے کہ قرآنی نصوص کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح جو قرآن مجید کی ہدایت کے ماتحت

وجيهاً فى الدنيا و الآخرة ۔

اور كلمة القاها الى مريم ،

اور رسولاً الى بنى اسرائيل

وغیرہ صفات سے موصوف ہیں ان کے حق میں مرزا صاحب نے یہ الفاظ لکھے ہیں:

مسیح کھاؤپیئو، نہ عابد، نہ زاہد، بلکہ متکبر۔ (مکتوبات احمدیہ۔ج ۳)

چونکہ یہ طریقہ شعر مذکورہ بالا کے مصرع دوم کے ماتحت آتا ہے اس لئے خلیفہ قادیان نے خطبہ جمعہ میں اپنے نبی والد گز رگوار کے تتبع میں یہ کہہ دیا:

جب بھی کوئی رسول اللہ ﷺ کی عزت پر حملہ کرے گا تو ہم سو دفعہ ان کے موسی وعیسی کی عزت پر حملہ کریں گے (الفضل ۱۴۔اگست ۱۹۴۶ءص ۳)

ناظرین! یہ ہے قادیانی علم کلام جس کا خلاصہ یہ ہے

محتسب خم شکست و من سر او
السّن بالسّن و الجروح قصاص

کوئی ان سے پوچھے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا موسی عیسی الگ الگ ہیں، تو جواب میں کہتے ہیں:

ہاں یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ یہودی جس موسی کو پیش کرتے ہیں وہ قرآن کریم کا موسی نہیں۔ کیونکہ اس نے تو خود رسول اللہ ﷺ کے آنے کی پیش گوئیاں کیں اور اپنے متبعین کو آپ پر ایمان لانے کی تاکید کی۔ اس طرح عیسائیوں کے عیسی وہ عیسی نہیں جنہیں قرآن کریم نے پیش کیا کیونکہ انہوں نے خود رسول کریم ﷺ کے آنے کی پیش گوئیاں کیں اور اپنے متبعین کو ماننے کی تاکید کی۔ (الفضل قادیان ۱۴۔اگست ۱۹۴۶ءص ۳)

حالانکہ قرآن مجید نے ان دونوں بزرگوں کی شخصیت کو محترم قرار دے کر مسلمانوں کو ان پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت موسی اور حضرت عیسی کی پیدائش اور ان کے خاندان کا ذکر برابرایک ہی طور سے آیا ہے مسیحؑ کی شخصیت واحدہ کو سامنے رکھ کر کیسے صاف لفظوں میں ارشاد ہے

ان هو الّا عبد انعمنا عليه (وہ ہمارا بندہ تھا ہم نے اس پر انعام کیا)

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے نزدیک ان حضرات کی شخصیت وہی ہے جو عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک ہے۔ اگر نہ ہوتی تو یہ معارضہ بالمثل نہ کیا جاتا۔ علاوہ اس کے ان دونوں یعنی باپ بیٹے کا مسیح کے حق میں زبان درازی کرنا دوسری آیت کے صریح خلاف ہے جس میں ارشاد ہے

لا تسبّوا الذ ین ید عو ن من دو ن الله ۔ (الا نعام:۱۰۸)

یعنی جن لوگوں کو مشرک پکارتے ہیں تم مسلمان ان کو برا بھلا نہ کہا کرو۔ ورنہ وہ تمہارے سچے معبود کو برا بھلا کہیں گے۔ کیسا صاف ارشاد ہے۔ یہی مضمون اس حدث شریف کا ہے جس میں ذکر ہے کہ جو شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دے وہ گویا اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے۔

ایک پرانی مثال: طالب علمی کے زمانہ میں ہم سنا کرتے تھے کہ دو سگے بھائی کچھ منطق پڑھ گئے تھے۔ اتفاقاً ایک روز ان کی باہم سخت کلامی ہوتے ہوتے گالی گلوچ تک نوبت پہنچ گئی۔ ایک دوسرے کی ماں کو گالیاں دینے لگے۔ کسی ثالث بالخیر نے کہا: ارے نادانو! تمہاری ماں تو ایک ہے۔

دونوں ذہین طالب علموں نے کہا یہاں حیثیت مقیدہ مختلف ہے۔ اس حیثیت سے کہ اس کی ماں ہے، دوسرا کہے کہ اس حیثیت سے کہ اس کی ماں ہے۔ علم حکمت کا مسئلہ ہے لو لا الاعتبارات لبطلۃ الحکمۃ

قادیانی ممبرو! کیا مسیح موعود اور مصلح موعود کے لئے اتنا ہی علم کافی ہے یا اس سے زیادہ چاہیے۔ کس قدر غضب ہے اپنی نفسانیت کے ماتحت بدزبانی کریں اور نام رکھیں غیرتِ اسلامی:

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰۔ اگست ۱۹۴۶ء مطابق ۲ شوال ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۵ ص ۵۔۶)

قادیانی لاہوری اور امرتسری التثلیث حق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جماعت احمدیہ کی دو پارٹیاں مشہور ہیں، قادیانی اور لاہوری۔ ان دونوں جماعتوں میں اخباری چھیڑ چھاڑ کے علاوہ بحث مباحثہ بلکہ مباہلہ کی دعوتیں بھی ہوتی

رہتی ہیں۔ چنانچہ آخری مضمون اس خصوص میں مولوی محمد علی امیر جماعت لاہوری کے قلم سے نکلا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

میں جماعت قادیانی کے پیشوا سے مباحثہ کے لئے تیار ہوں۔

دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب ملہم ربانی اور مسیح موعود تھے۔ اختلاف اس میں ہے کہ نبی تھے، یا نہیں۔

اس مضمون پر تحریری مذاکرہ کرتے ہوئے قریباً تیس سال گذر چکے ہیں۔ نہ مباحثہ ہوتا ہے، نہ فیصلہ۔ اس لئے ہم دونوں فریقوں کو بارہا مشورہ دے چکے ہیں کہ آپ سردست اپنا جھگڑا چھوڑ کر ہماری طرف متوجہ ہوں۔

یعنی دونوں برادر مل کر ہمارے سامنے آئیں اور مرزا غلام احمد صاحب کے آخری فیصلہ کے مضمون پر ہم سے بحث کریں۔ ہم اس بارے میں ایک مثال بھی دے چکے ہیں، اسے اب بھی پیش کرتے ہیں:

شیعہ سنی دونوں مباحثے پر تلے بیٹھے ہیں۔ مضمون بحث خلافت شیخین ہے۔ ایک آریہ یا عیسائی آکر کہے تم کس بات پر جھگڑ رہے ہو، پہلے ہمارے ساتھ نبوت محمدیہ پر تو بحث کرلو۔ خلافت تو نبوت کی فرع ہے۔

بتایئے اگر فریقین شیعہ سنی میں کچھ ایمانی غیرت ہو، تو اس غیر مسلم کی طرف توجہ کریں گے یا اپنا جھگڑا مقدم رکھیں گے۔

پس اس مثال کو ملحوظ رکھ کر دونوں فریق ہم سے گفتگو کریں۔ مضمون بحث یہ ہوگا کہ مرزا صاحب متوفی اپنی اس دعا کے مطابق کون تھے؟ صادق یا غیر؟

شرائط مباحثہ وہی ہوں گے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی مناظر کے مابین ۱۸۹۳ء میں تھیں۔

جماعت احمدیہ کی ہر دو اصناف غور کر کے ہمیں جواب دیں کہ یہ سوال معقول ہے یا غیر معقول۔ اگر ایک یا دونوں فریق خاموش رہے تو پبلک کو یہ کہنے کا موقع ملے گا

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ ستمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۹ شوال ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۶ ص ۵)

قادیانی علماء سے ایک سوال

مولوی غلام رسول مجاہد گلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں:
قرآن مجید میں ارشاد ہے

و ما علّمناه الشّعر و ما ینبغی له ان هو الا ذکر و قرآن مبین (یس:٦٩)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (جن کو مرزا قادیانی بھی مجدد مانتے ہیں) اس کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

نیاموختیم ایں پیغمبر را شعر و لائق نیست او را نیست ایں مگر پند و قرآن آشکارا

اور شاہ رفیع الدین فرماتے ہیں:

اور نہیں سکھایا ہم نے اس نبی کو شعر اور نہیں لائق واسطے اس کے، نہیں وہ مگر نصیحت اور کتاب روشن۔ (فتح الرحمٰن)

اس آیت کا صریح مفاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالی فن شعرگوئی نہیں سکھایا اور وہ اللہ کے نزدیک حضور ﷺ کے لئے مناسب بھی نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ باوجود انتہائی فصاحت و بلاغت کے آپ سے کبھی ایک شعر کہنا بھی ثابت نہیں۔ بلکہ جب کبھی آپ نے کسی شاعر کا شعر پڑھنا بھی چاہا، تو اس طرح پڑھا گیا کہ اس کی شعریت ختم ہوگئی۔

ایک دوسرے موقع پر نبی ﷺ عباس بن مرداس کا ایک شعر پڑھنے لگے جو آپ سے غیر موزوں پڑھا گیا۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا

با بی انت و امی یا رسول الله ما انت بشاعر و لا راویه و لا ینبغی لك (اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، نہ آپ خود شاعر ہیں، نہ شعر کے راوی، اور نہ آپ کے لئے یہ سزاوار ہے)۔ (درمنثور۔ص۳۳۴)

ان حقائق کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی طبع

مبارک کو شعر و شاعری سے بہت زیادہ بعد تھا اور حکمت الٰہی میں وہ حضور کے شایان شان بھی نہ تھا۔

اب ہم اس معیار پر مرزا صاحب قادیانی کو جانچیں تو بالکل فیل پاتے ہیں۔ آپ کا عربی فارسی اردو پنجابی شاعر ہونا آپ کے قصائد و تالیفات سے روشن اور ظاہر ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں بروز اور عکس محمد، بلکہ عین محمد ہوں۔ مجھے منہاج نبوت پر پرکھو۔ (تریاق القلوب۔ ص۳، ۱۰۱)

اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ مرزا صاحب قادیانی کو شعر و شاعری سے کوئی رغبت اور انس نہ ہوتا جیسا کہ حضور نبی ﷺ کو نہ تھا۔ مگر آہ! مرزا صاحب کی شاعری نے ان کو اس دعویٰ میں بھی ناحق پر ثابت کر دیا۔ ولنعم ما قیل

رسول قادیانی کی رسالت بطالت ہے جہالت ہے ضلالت

قادیانی دوست اس کے جواب میں اگر کچھ لکھیں تو مہربانی کر کے الفضل کا وہ پرچہ مجھے بھی ارسال فرمائیں تا کہ تفصیل سے گفتگو ہو کر مسئلہ صاف اور مبرھن ہو جائے۔ و اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ستمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۱۶ شوال ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۷ص ۳-۴)

مرزا صاحب اور فلسفہ

کپتان ڈاکٹر محمد حسن پنشنر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک پہنچ سکے۔

(ازالہ اوہام طبع اول۔ ص ۴۷ طبع دوم۔ ص ۲۰)

وہی مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

وہ پسر موعود (مبارک احمد) میری صلب میں متحرک ہوا اور اپنے بھائیوں کو

مخاطب کر کے اس نے کہا، میرے تمہارے درمیان ایک دن کا فاصلہ ہے۔
یعنی ایک سال کا۔ میں جلد آؤں گا۔ (انجام آتھم۔ص ۱۸۳)

یہی موعودلڑکا (مبارک احمد) دو دفعہ ماں کے پیٹ میں بولا اور بھائیوں
مخاطب کر کے کہا کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کا فاصلہ ہے۔ اس جگہ ایک
دن سے مراد دو برس تھے۔ (تریاق القلوب۔طبع اول۔ص ۴۰)

مرزا صاحب قادیانی نے فلسفہ کی آڑ لے کر حضرت عیسی کو آسمان پر نہیں جانے دیا مگر اپنے لڑکے سے نہیں پوچھا میاں تم صلب میں اور ماں کے پیٹ میں کیسے بول رہے ہو کیونکہ یہاں بھی فلسفہ مانع ہے۔

مرزا صاحب حکیم تھے، طب کی کتب پڑھی ہوں گی۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ آپ کا لڑکا اگر کوشش بھی کرتا تو بھی ماں کے پیٹ میں بول نہیں سکتا تھا کیونکہ بچہ کے اردگرد پانی سا مادہ ہوتا ہے جو بولنے میں مانع ہوتا ہے۔ جیسے کوئی پانی میں ڈبکی لگا کر بولنے کی کوشش کرے تو بول نہیں سکتا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتب میں ایسے بہت سے متضاد مضامین ہیں۔ اگلی دفعہ انشاء اللہ اس سے بھی عجیب تر متضاد بتایا جائے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ ستمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۱۶ شوال ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۷ ص ۴)

ابوالکلام اور مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج تک علماء ہندوستان باری باری جماعت مرزائیہ کی زد میں آتے رہے ہیں کبھی منفرداً کبھی مجتمعاً۔ انفرادی صورت تو یہ تھی کہ نام لے لے کر ان کو شرف بخشا جاتا رہا۔ ان میں بفضلہٖ تعالی میرا نمبر اول ہے۔ بقول

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اجتماعی صورت یہ تھی کہ جب کبھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علماء پر خفا

ہوتے تو ارشاد فرماتے:

او بد ذات فرقہ مولویاں ۔ (انجام آتھم)

مگر مولانا ابوالکلام آج تک اس شرف سے بے نصیب تھے۔ آخر ان کو بھی خدا نے اس شرف کا کچھ حصہ دیا اب وہ یہ کہنے کے مستحق ہو گئے

مجھ سے میرا ذکر بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

مولانا موصوف کے حق میں خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کو ایک خواب آیا ہے جو ایسا ہی پر معنی ہے جیسے پر معنی ان کے والد ماجد کے الہام ہوا کرتے تھے۔ مثلاً

تخرج الصدور الی القبور بڑے بڑے لوگ سب قبروں میں چلے جائیں گے۔

یہ الہام ایسا صحیح ہے کہ اس کے ماتحت خود مرزا صاحب قادیانی بھی تشریف لے گئے۔ اب سنیئے! خلیفہ صاحب کا خواب جو مولانا ابوالکلام آزاد کے متعلق ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

ابوالکلام صاحب آزاد کے متعلق مجھے بتایا کہ قریب عرصہ میں ان کی ذات کے متعلق ایک عظیم الشان واقعہ ہونے والا ہے۔

میں نے اس رؤیا کی تعبیر یہ بتائی تھی کہ انسانی زندگی میں دو ہی واقعات عظیم الشان ہوتے ہیں، یا تو اس کا مر جانا اور یا جس کام میں وہ مشغول ہو اس میں اسے کسی عظیم الشان کا موقع مل جانا۔

پس میں نے کہا تھا کہ یا تو ان کی موت کی طرف اشارہ ہے یا آزاد ہو جانے اور کسی بڑے کام کا موقع پانے کی طرف۔ (الفضل ۲۳ جون ۱۹۴۵ء)

ناظرین کیسا صحیح خواب ہے کہ کوئی بھی اس کو جھوٹا نہیں کر سکتا یا کر سکتا کہ ان کی ذات کے متعلق ایک عظیم الشان واقعہ ہونے والا ہے۔ خاص کر اس کی تعبیر جو خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) نے کی ہے وہ بہت ہی لطف انگیز ہے۔

خدا جانے یہ لوگ اپنے نبی مرسل کرشن وغیرہ وغیرہ بالقابہ کے اقوال سے ایسے بے خبر کیوں ہو گئے ہیں جیسے برہمن، لحم البقر کے بھاؤ سے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، ازالہ اوہام میں حضرت مسیح کے الہامات اور پیش گوئیوں پر پھبتی اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ بھی کوئی الہام ہے کہ زلزلے آئیں

گے، موتیں ہوں گی۔ ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔

مسیح کے الہاموں کے حق میں ہوتے رہنا کا لفظ موزوں سمجھا گیا لیکن اگر کوئی خلیفہ قادیان کے رؤیا پر ایسا کہہ دے تو کیوں ناموزوں ہوگا۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے متعلق جو خواب خلیفہ قادیان نے سنایا ہے مندرجہ ذیل شعر اس سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے جو کسی مرید نے اپنے پیر کے حق میں کہا ہے

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۸ ص ۴)

قادیان میں اونٹوں کی مانگ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان ابھی کل کا واقعہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کتاب اعجاز احمدی میں لکھا تھا کہ مسیح کے آنے کا زمانہ وہ ہے جب اونٹ سواری کرنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے۔ جو ابھی تک پورا نہیں ہوا کیونکہ اونٹ ابھی تک اپنے مواقع پر برابر چلتے ہیں۔

لطف یہ ہے کہ قادیانی اخبار الفضل ۵ ستمبر ۱۹۴۶ء میں مرزا صاحب کا صاحب زادہ خود اعلان کرتا ہے کہ:

جن احباب کے پاس عمدہ اونٹیناں یا اونٹ سواری کے کام کے قابل ہوں وہ مہربانی کر کے خاکسار کو بواپسی اطلاع دیں۔ ضرورت ہے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان (الفضل قادیان ۵ ستمبر ۱۹۴۶ء ص ۲)

قادیانی ممبرو! بیٹا اپنے باپ مسیح موعود کے خلاف اعلان کرتا ہے اور تم خاموشی سے سنتے ہو:

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا۔ یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۸ ص ۴۔۵)

عیسیٰ مسیح خدا کا بیٹا مصلوب ہوا؟

یہ (ثنائی مضمون ردّ عیسائیت میں ہے ۔لیکن ۲۷ ستمبر ۱۹۴۶ء کے شمارے میں مولانا کا ایک مضمون رد قادیانیت پر ہے جس میں اس مضمون کا ذکر کیا گیا ہے، اس لئے نقل کیا جاتا ہے۔ بہاء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عام طور پر عیسائی اور دوسرے لوگ یہی بیان کرتے چلے آئے ہیں کہ حضرت مسیح، الوہیت میں خدا کے برابر ہیں۔ چنانچہ مقدس اتھاناسیس کا عقیدہ جو عیسائیوں کی نماز کی کتاب میں درج ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:

باپ بیٹے اور روح قدس کی الوہیت ایک ہی ہے۔ جلال برابر عظمت ازلی یکساں جیسا باپ ہے ویسا ہی بیٹا۔ اور ویسا ہی روح قدس ہے۔
باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق اور روح قدس غیر مخلوق۔

اس عقیدے کی بنا پر ہم نے کتاب اسلام اور مسیحیت، میں لکھا تھا کہ بقول مسیحان مسیح جب مصلوب ہوئے، اس وقت بھی چونکہ الوہیت سے متصف تھے اس لئے یہ کہنا بجا ہو گا کہ مسیحیوں کا خدا مصلوب ہو گیا۔

پادری برکت اللہ صاحب نے ہمارے اس کلام پر بڑی سختہ سے نکتہ چینی کی ہے۔ کہیں ہم کو مرزا صاحب قادیانی کا متبع بتایا ہے۔ کہیں ہم کو مرزا صاحب کی طرح جاہل بتایا ہے۔ کہیں ہم کو بے سمجھ کہہ کر جی خوش کیا ہے۔ اس ساری سخت کلامی کے جواب میں ہماری طرف سے یہ شعر نذر ہے:

ہاں تامل دم ناوک فگنی خوب نہیں
میری چھاتی ابھی تیروں سے چھنی خو ب نہیں

پادری صاحب لکھتے ہیں:

اتھاناسیس کا عقیدہ ہو یا کسی اور کا یہ سب مسیحی بدعتی جماعتوں کے عقیدے ہیں۔ قرآن شریف نے انہی بدعتیوں کے عقائد مسیحیوں کی طرف لگا دیئے۔ انجیل ان عقاید بدعیہ کی شہادت نہیں دیتی۔ یہ کہہ کر کہ آپ کا صحیح مذہب یہ

بتاتے ہیں:

میں خدا قادر مطلق باپ پر ایمان رکھتا ہوں ...اور یسوع مسیح پر جو اس کا ابن وحید اور ہمارا خداوند ہے وہ مجسم ہوا، اور انسان بنا۔ مصلوب ہوا۔ مر گیا۔ تیسرے دن جی اٹھا۔ (رسیوں؟ کا عقیدہ اور نکایا کا عقیدہ) ان عقائد ناموں میں باپ اور بیٹے میں تفریق وتمیز کی گئی ہے ۔، خدا قادرِ مطلق باپ، مسلوب نہیں ہوا، بلکہ یسوع مسیح جو اس کا ابنِ وحید ہے، مصلوب ہوا،، باپ بیٹا نہیں اور بیٹا باپ نہیں ۔ دونوں اقانیم میں امتیاز کیا گیا ہے، اقانیم مخلوط نہیں کئے گئے اور نہ جوہرِ ذات کو تقسیم کیا گیا ہے ۔ باپ کا روپ خدا ہے بیٹے کا روپ الگ ہے ۔ پس صحیح مسیحی ایمان کے مطابق خدا باپ مصلوب نہیں ہوا۔ بلکہ ابن وحید یسوع مسیح جو انسان بنا وہ مصلوب ہوا۔

(اخوت ۔ لاہور اپریل ۱۹۴۶ء)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں؛

پادری صاحب کے اس بیان سے ہم بہت خوش ہوئے اور مکمل خوشی اس وقت ہوگی جب آپ تثلیثی لباس اتار کر فرقہ یونی ٹیرین (موحد مسیحی) میں جلوہ نما ہوں گے ۔مگر جناب جو صحیح مذہب آپ نے بتایا ہے وہ بھی تشریح طلب ہے ۔ہم اگر اسکی تشریح کریں آپ پھر معترض ہوں گے ۔اس لئے کہ آپ کے مندرجہ بالا کلام میں جو یہ الفاظ ہیں کہ ابنِ وحید مصلوب ہوا، اس کی تشریح کیا ہے ۔یعنی وہ ابنِ وحید اپنے اندر الوہیت کا کچھ حصہ رکھتا تھا یا نہیں ۔ یا محض بشر تھا۔ اگر محض بشر تھا تو وہ بشر کفارہ کیسے ہوا ۔کیونکہ محض بشرہ کفارہ نہیں ہوسکتا ۔اگر الوہیت سے متصف تھا تو وہی سوال وارد ہوگا کہ عیسائیوں کا مسیح جو الوہیت سے موصوف تھا مصلوب ہوا ۔اگر واقعی یہی ہے تو اس میں کیا شک رہا کہ مسیحیوں کا خدا مصلوب ہوگیا۔

باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ قرآن کو غلطی لگی ہے ایسا نہیں ہے ۔ دراصل آپ کو غلطی لگی ہے کیونکہ قرآن مجید نے مسیحی مذہب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔ایک صحیح دوسرا غیر صحیح ۔ غیر صحیح تو یہ بتایا ہے:

لقد کفر الذین قالوا انّ اللہ ھو المسیح ابن مریم

اور صحیح یہ بتایا ہے

و قال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا الله ربی و ربکم

(المائدۃ :۷۲)

پچھلی آیت میں پہلے عقیدے کو غلط بلکہ کفر قرار دیا جس کو آپ بدعی عقیدہ کہتے ہیں ۔اس میں قرآن مجید کی کیا غلطی ہے؟ حقیقت میں غلطی آپ کی ہے جو قرآن مجید کی تعلیم کو سمجھے نہیں ۔جس پر یہ کہنا بجا ہے:

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہ ای دلبرا خطا این است

ہم خوش ہیں کہ آپ نے مقدس اتھانا سیس بزرگوں کو بدعتی اور ان کے عقاید کو بدعت قرار دیا ہے ۔ یہ دراصل آپ نے قرآن مجید کی خدمت کی ہے ۔اس پر ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں :

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ءمطابق ۲۳ شوال ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۸ ص ۳۔۴)

قادیانی اور آتھم کا مناظرہ ۱۸۹۳ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس مناظرہ کا بیان سلسلہ وار اخبار الفضل قادیان میں چھپا ہے جس کے راوی شیخ نور احمد مالک ریاض ہند پریس امرتسر بتائے گئے ہیں ۔

اس میں جو غلط بیانیاں کی گئی ہیں ہمیں ان کا کوئی گلہ نہیں ہے کیونکہ قادیانی مسلک میں یہی ہے کہ سب سے پہلے علماء اسلام کی خوب توہین کرلیا کرتے ہیں۔ حالی مرحوم کا یہ شعر انہی کے حق میں صادق آتا ہے

اوروں کی برائی ہی پہ ہے فخر وہاں
خوبی کوئی باقی نہیں جس امت میں

علماء کو کوسنا اور اپنی بڑائی کرنا اور یہ جتانا کہ اسلام اور دین کے خدمت گار صرف ہم ہی ہیں، انہی کا خاصہ ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کی تصنیفات میں سے مرزا صاحب قادیانی کی شخصیت کو الگ کر دیا جائے تو باقی کاغذوں کے چند پتنگ بھی نہیں بن سکتے۔

اخبار اہل حدیث امرتسر ۶ ستمبر ۱۹۴۶ء میں ہم نے بہر دو صنف جماعت مرزائیہ کو دعوت مباحثہ دے کر عار دلائی کہ تم دونوں مرزا کی نبوت پر جھگڑتے ہو۔ ہمارا اختلاف تو ان کے اصل دعوی سے ہے کہ وہ اپنے دعوی الہام میں سچے نہیں ہیں۔ اس لئے تم دونوں جماعتوں کا فرض ہے کہ آخری فیصلہ والے اشتہار پر ہم سے مباحثہ کر لو جیسا کہ پہلے لدھیانہ میں ہو چکا ہے۔

اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ کبھی اس مضمون کا ذکر نہیں کریں گے۔

آج تک دونوں پارٹیوں کے اخبار ایسے خاموش ہیں کان لم یسمعھا۔ گویا سنا ہی نہیں۔ اسی طرح آج ہم دوسرا نوٹس دیتے ہیں کہ

> کہ دونوں جماعتیں اس مضمون پر مباحثہ کر لیں کہ مرزا صاحب اور ان کی ذریت نے مسلمانوں سے جتنا روپیہ وصول کیا ہے اس کا قریباً سارا حصہ اپنی شخصیت منوانے پر خرچ کیا ہے۔ خالص اسلام کی خدمت نہیں کی۔ اس کا ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، اصل مضمون یہ ہے کہ مرزا صاحب اور ڈپٹی آتھم کا مباحثہ جو ۱۸۹۳ء میں امرتسر میں ہوا تھا ہمارا دیکھا ہوا ہے۔ اس میں جو واقعات اور نتائج رونما ہوئے تھے ان پر نظر کر کے ہمیں گمان تھا کہ اتباع مرزا اس مباحثے کا کبھی نام بھی نہ لیں گے۔ مگر واہ رے جرأت! اس کو بھی بطور فخر بیان کیا جاتا ہے۔ مباحثہ دراصل الوہیت مسیح پر تھا جو بالکل آسان اور واضح ہے جس کو قرآن مجید نے معقولی دلائل کے ساتھ رد کیا ہوا ہے جس کے برابر کوئی نہیں کر سکتا۔

عیسائیوں کے اس مباحثہ کو مرزائی جماعت چاہے کتنا ہی آسمان پر چڑھائے اور علماء کی خدمت کو لوگوں کی نظروں سے گرائے اور انا و لا غیری کا نقارہ بجائے لیکن جن لوگوں کو ہندوستان کے علماء اسلام کی تاریخ معلوم ہے وہ کبھی ان کی خدمات بھول نہیں سکتے۔ سب سے پہلے عیسائی پادری فنڈر انگریز ہندوستان میں آیا۔ اور اس نے اپنی علمی استعداد کی وجہ سے علماء اور عوام میں کافی شہرت پیدا کر لی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بائیبل کا اردو ترجمہ ابھی نہیں ہوا تھا اور علماء انگریزی سے ناواقف تھے۔ ایسی حالت میں مولوی رحمت اللہ کیرانوی ضلع مظفر نگر رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے۔ اور ڈاکٹر وزیر خان ان کے ساتھ ملے۔ جو انگریزی سے اردو میں ترجمہ کر کے مولوی صاحب کو بتاتے اور مولوی صاحب مناظرہ میں ان سے کام لیتے۔ کتاب اعجاز عیسوی اس زمانہ کی تصنیف موجود ہے۔ یہاں تک کہ پادری فنڈر ہندوستان سے نکل بھاگا۔ مولوی رحمت اللہ صاحب کے بعد حافظ ولی اللہ صاحب لاہوری خدا سے توفیق پا کر اس کام (ردّ عیسائیت) کے لئے تیار ہوئے۔ آپ نابینا تھے مگر حافظہ کمال تھا۔ سب کچھ زبان سے بولتے تھے۔ میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر لاہور کے والد مولوی الٰہی بخش بڑے متقی پرہیز گار بزرگ تھے۔ وہ حافظ صاحب ہی کے شاگرد تھے۔ اسی طرح دہلی میں مولوی عبدالمجید صاحب مالک انصاری پریس اور ابونصر وغیرہ بھی عیسائیوں کے مدمقابل ہوئے۔ بایں ہمہ قادیانی تحریروں میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب سے پہلے اسلام کا کوئی خادم (بمقابلہ عیسائیت) نظر نہیں آتا تھا۔ جو کچھ خدمت کی ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کی ہے۔ ہمیں حیرت ہوتی ہے اور ہمارے منہ سے نکل جاتا ہے:

آنچہ مے شنوم بہ بیداریست یا رب یا بخواب

خیر اب ہم اصل مضمون پر آتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کا یہ مناظرہ اور اس کا نتیجہ کیا ہوا ہم اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ مرزا صاحب قادیانی ہی کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب نے مباحثہ کے خاتمہ پر آتھم عیسائی مناظر کے حق میں ایک پیش گوئی کی تھی جس کے الفاظ یہ تھے:

آج رات میں نے جو تضرع اور عاجزی سے دعا کی تو خدا نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا کہ فریق انسان (مسیح) کو خدا بناتا ہے وہ آج سے ۱۵ مہینوں میں بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔

یہ تو مباحثہ کا نتیجہ ہوا۔اب مباحثہ کی اصل حقیقت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ میں سنیئے:

میں حیران تھا اس بحث کے لئے مجھے کیوں آنے کا اتفاق پڑا معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کیلئے وقت تھا،

یہ ہے مرزا صاحب قادیانی کا اعتراف کہ مباحثہ اپنی کیفیت میں معمولی تھا اور معمولی لوگ ایسا کیا کرتے ہیں ہاں مزیت اس میں یہ تھی کہ خدا نے مرزا صاحب کو الہام کیا تھا کہ آتھم جو مسیح کی الوہیت پر بحث کرتا ہے اگر وہ حق کی طرف رجوع نہ کرے یعنی توحید خالص کا قائل نہ ہو جائے تو ۱۵ مہینوں میں بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔

اس کا نتیجہ بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کے الفاظ میں ہم پیش کرتے ہیں۔آپ لکھتے ہیں:

آتھم ۱۵ ماہ کے عرصہ میں بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھے ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھے پھانسی دیا جائے۔وغیرہ

پھر اسی مضمون کو حلفیہ بیان کیا ہے کہ

میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا زمین آسمان ٹل جائیں مگر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی (کتاب جنگ مقدس)

اب قابل غور بات یہ کہ آتھم عیسائی مناظر ۱۵ مہینوں میں مر گیا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ثبوت اس کا ہے یہ پیش گوئی آتھم کی موت کے لئے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو مرزا صاحب قادیانی نے شائع کی جس کی میعاد ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو ختم ہوگئی۔اور آتھم کی موت ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک ہونی تھی اور وہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مرا چنانچہ مرزا صاحب

انجام آتھم کے شروع میں لکھتے ہیں:

مسٹر عبداللہ آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور فوت ہوگئے ہیں۔

یعنی آتھم کی میعاد مقررہ ۱۵ مہینے تھی اور وہ پندرہ ماہ کی میعاد پوری کر کے بائیس مہینے زائد زندہ رہ رہے۔ گویا انہوں نے اصل رقم سے سود زیادہ لیا۔ اس لئے اسکا نتیجہ جو مرزا صاحب قادیانی نے خود ہی بتایا تھا افسوس کہ وہ کسی عالم یا پادری کے اختیار میں نہ تھا، ورنہ ضرور عمل کیا جاتا وہ نتیجہ یہ ہے

آتھم ۱۵ ماہ کے عرصہ میں نہ مرے تو مجھے ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ وغیرہ

قادیانی اور لاہوری ممبرو! سچ بتانا اگر خلافت راشدہ کا زمانہ ہوتا تو مرزا صاحب قادیانی کی اس تجویز پر عمل ہوتا یا نہ۔ مگر آج جو اس پر عمل نہیں ہوا اس کی وجہ مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم نے اس شعر میں بتائی ہے

ہے سولی اور پھانسی کار سرکار
رعایا کا نہیں یہ کام مرزا

ناظرین! یہ ہے وہ تاریخی مناظرہ جو مرزا غلام احمد صاحب نے ساری عمر میں کیا تھا جس کی وجہ سے چھٹی ستمبر کو جو واقعات امرتسر میں پیش آئے اس زمانہ کے اشتہارات بصورت نظم ونثر ہماری کتاب الہامات مرزا میں ملاحظہ ہوں۔

اس سے عجیب تر:

ڈپٹی عبداللہ آتھم نے میعاد مقررہ سے بائیس مہینے زیادہ پائے مگر امرتسری شیر پنجاب نے آج تک ۳۸ سال زیادہ پالئے اور ابھی خدا جانے کتنے باقی ہیں جس کے حق میں مرزا صاحب قادیانی نے پیش گوئی کی تھی کہ چونکہ وہ جھوٹا ہے مجھ سے پہلے مرے گا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ یہی نا:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ ستمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۳۰ شوال ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۳۹ ص ۴۔۶)

معیار صداقت اور مامورین

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عنوان سے ایک مضمون پیغام صلح لاہور میں نکلا ہے جو واقعی اس قابل ہے کہ اس پر توجہ کی جائے۔ پیغام صلح کے مضمون نگار نے اگر یہ مضمون سرسری طور پر نہیں بلکہ تحقیقی طور پر لکھا ہے، تو ہمیں بھی اسی کو مرکز بحث بنانا چاہیے کہ مامورین کی شناخت کن دلائل سے ہونی چاہیے۔ قابل مضمون نگار نے بڑی خوبی سے اظہار کیا ہے کہ:

مرزا صاحب نے اپنی ماموریت اور ملہمیت کا ثبوت یہ دیا ہے کہ مخالفوں کو دلائل سے مغلوب کیا اور آسمانی نشانوں سے غالب آئے۔

واقعی بات یہ ہے کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں یہ دونوں وصف تھے کہ اپنی ماموریت کے مخالفوں پر وہ غالب آئے ہیں اور آسمانی نشان دکھائے ہیں تو ہم خدا لگتی کہیں گے آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاھدین

لیکن اگر وہ دونوں باتوں میں ناکام (فیل) ثابت ہوں تو میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ پیغام صلح کا مضمون نگار اور اس کا سٹاف اور اس کی ساری جماعت مرزا صاحب قادیانی کو چھوڑ کر خالص اسلام کی خدمت کریں۔

مرزا غلام احمد صاحب کے دلائل قاہرہ کا نمونہ بصورت علم مناظرہ اور علم کلام ہم اپنی کتاب ناقابل مصنف مرزا میں دکھا چکے ہیں۔ باقی رہے ان کے آسمانی نشان، سوحسب بیان شہادۃ القرآن مصنفہ مرزا صاحب تین نشان بہت مشہور ہیں جن کو انہوں نے خود ہی تین قوموں پر تقسیم کیا ہوا ہے۔

۱۔ نکاح آسمانی مسلمانوں کے لئے۔

۲۔ پنڈت لیکھ رام والی پیش گوئی ہندوؤں کے لئے۔

۳۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم والی پیش گوئی عیسائیوں کے لئے۔

ان تینوں آسمانی نشانوں کا جو حشر ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اتباع مرزا اگر صداقت اور دیانت کی روشنی میں ان نشانوں کو دیکھتے تو آج قادیانی تحریک کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ لیکن افسوس ہے کہ جس طرح ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، کھانے کے اور ہوتے ہیں اسی طرح مرزا صاحب کے اتباع میں بھی دو وصف ہیں جن کو ضد اور تعصب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ دو وصف ایسے ہیں کہ انسان کو ہدایت کی طرف آنے میں بڑی رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔

ہم پہلے اس پیش گوئی کو لیتے ہیں جو مرزا صاحب قادیانی نے مسلمانوں کے حصہ میں دی ہے۔ وہ ہے ایک محترمہ خاتون کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا۔ جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ خاتون موصوفہ ابھی تک زندہ ہے، لیکن عرصہ ہوا مرزا صاحب چل بسے۔ اس کے متعلق اتباع مرزا نے جس قدر بور کے لڈو اور ہوائی قلعے بنائے ہیں وہ ساری پبلک کو معلوم ہیں۔ ان سب کا جواب ایک ہی ہے جو خود مرزا صاحب قادیانی نے بزبان رسالت محمدیہ ﷺ لکھا ہے ضمیمہ انجام آتھم میں آپ لکھتے ہیں کہ

> اس نکاح کی تصدیق رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمائی ہوئی ہے جہاں ارشاد ہے مسیح موعود شادی کرے گا، اس شادی سے میری یہی شادی مراد ہے جس کا انعقاد مرزا احمد بیگ کی بیٹی (محترمہ محمدی بیگم) سے مقدر ہے اور اس سے اولاد پیدا ہونے کا بھی ذکر اس حدیث میں آیا ہے۔

اس پیش گوئی کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ سب جانتے ہیں نہ مرزا صاحب کی شادی ہوئی (اس خاتون سے) اور نہ اولاد اس سے پیدا ہوئی جس پر یہ شعر صادق آیا

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ کا انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

دوسری پیش گوئی عیسائیوں کے متعلق ہے یعنی ڈپٹی آتھم عیسائی مناظر کا ۱۵ ماہ میں (۶ جون ۱۸۹۳ء سے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک) مر کر جہنم میں پڑ جانا۔ سو اس کی تفصیل گذشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں ہو چکی ہے۔

تیسری پیش گوئی پنڈت لیکھ رام کے متعلق ہے جو ہندوؤں کی قسمت میں دی گئی ہے۔ خدا معلوم ہندو اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہم نے اس کو بھی صریح بلکہ

اصرح طور پر غلط پایا ہے جس کا مفصل ذکر ہمارے رسالہ: پنڈت لیکھ رام اور مرزا، میں درج ہے۔

ان تین پیش گوئیوں کا حشر تو وہ ہوا جو اوپر مذکور ہے، چوتھی پیش گوئی بھی ان کے ساتھ ملا لیجئے جس کا عنوان ہے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ۔

اس آخری فیصلے والے اشتہار میں جو کچھ مرقوم ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ میری تکذیب کی وجہ سے مجھ سے پہلے مرے گا۔

کیا ایسا ہوا؟ اس کا جواب الفضل اور پیغام صلح کو دینا چاہیے۔ بہتر ہو کہ وہ جواب دینے سے پہلے خلیفہ قادیان (محمود) اور امیر جماعت لاہور کو بھی دکھا دیا جائے۔

نوٹ؛ ہم نے اس پیش گوئی کے متعلق ۶ ستمبر ۱۹۴۶ء کے اہل حدیث میں فریقین (قادیانی اور لاہوری) کو نوٹس دیا تھا کہ وہ اس مضمون پر ہم سے بحث کر کے کوئی قطعی فیصلہ کر لیں۔ مگر ان کی طرف سے کوئی جواب آج تک اثبات میں نہیں آیا۔ ہمارا خیال ہے کہ آریہ لوگ نیوگ پر مباحثہ کر سکتے ہیں عیسائی تثلیث پر مباحثہ کر سکتے ہیں مگر جماعت مرزائیہ کا کوئی فرد چاہے کتنا ہی قابل ہو بلکہ قابل ترین ہو مضمون آخری فیصلہ پر مجھ سے مباحثہ نہیں کر سکتا

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء مطابق ۷ ذی قعد ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۰ ص ۴۔۵)

قادیانی مسیح کا عمل

اور خلیفہ قادیانی کی تعلیم بحق موسیٰ وعیسیٰؑ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کرام خوب واقف ہوں گے کہ قادیانی علم کلام اور علم مناظرہ پرانے طریق پر مبنی نہیں ہے، بلکہ ان کا اصول ہی یہ ہے کہ جو جی میں آیا کہہ دیا بقول استاد:

نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

چنانچہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کا قول ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۳۰۔اگست ۱۹۴۶ء میں نقل کیا ہے کہ

جب بھی کوئی رسول کریم ﷺ کی عزت پر حملہ کرے گا تو ہم سو دفعہ ان کے موسیٰ وعیسیٰ کی عزت پر حملہ کریں گے۔(الفضل ۱۴۔اگست ۱۹۴۶ء)

یہ قول نقل کر کے ہم نے اعتراض کیا تھا کہ ایسا کہنا تعلیم قرآن شریف کے خلاف ہے۔مگر خلیفہ قادیان آخر اپنے باپ کا بیٹا اور ان کا جانشین ہے، پھر ان کی روش پر کیوں نہ چلے۔مگر واقعہ یہ ہے کہ بیٹا باپ سے کم درجہ ہی رہا کیونکہ بیٹے نے عیسائیوں کی تلخ کلامی کے جواب میں لب کشائی کی اجازت دی ہے لیکن باپ نے تو مخالف کی طرف سے تلخ کلامی کے بغیر خود ہی تلخی کا استعمال پہلے ہی فرما دیا۔چنانچہ آپ بلاکسی وجہ کے لکھتے ہیں کہ:

مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیؤ، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔(مکتوبات احمدیہ۔ج۳ص ۲۳۔۲۴)

ناظرین کرام! اس سے بڑھ کر سنئیے۔قادیانی مرزا جی کی ایسی بدکلامی (بحق مسیح) پر جب اعتراض ہوتا تھا تو آپ کہہ دیتے تھے کہ ہم عیسائیوں کے یسوع کو برا کہتے ہیں اور یسوع اسلامی نام نہیں ہے اس کا جواب خود انہی کے کلام سے حاصل ہوتا ہے جو یہ ہے کہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔(کشتی نوح۔ص ۶۵)

غور فرمائیے یہ تین لفظ خاص اسلامی اصطلاح کے ہیں، حضرت، عیسیٰ، علیہ السلام، یہ تینوں لفظ صاف بتا رہے ہیں کہ قادیانی علم کلام میں جہاں کہیں بقول خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد)، حضرت مسیح کے حق میں بدگوئی کی جائے گی وہاں اسی اسلامی اصطلاح کا عیسیٰ علیہ السلام مراد ہوگا۔

ہمارے جواب میں الفضل کے کسی نامہ نے لکھا ہے کہ تم نے خود اہل حدیث کے بعض پرچوں میں عیسائیوں کے مسیح اور اسلامی مسیح کو جدا جدا بتایا ہے

میں کہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے مگر وہ تفریق فریق ثانی کے تصور پر مبنی ہے جیسے کسی عارف باللہ کا شعر ہے

أ ربّ واحد ام الف ربٍ
ادین اذا تقاسمت الامور

اس کی تائید حضرت یوسفؑ کے کلام سے بھی ہوتی ہے جہاں فرمایا ہے:

أأ ر با ب متفر قون خیر ام الله الوا حد القها ر (یوسف:۳۹)

اس قسم کی تفریق اور مقابلہ تصوری ہوتا ہے تصدیقی نہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ دونوں کلام شعر اور آیت استفہامی شکل میں ہیں جو جملہ انشائیہ ہے خبریہ نہیں ہے مگر قادیانی مسیح اور خلیفہ قادیانی کے کلام میں خبریہ جملے ہیں اور ان میں فرق سمجھنا ان لوگوں کی سمجھ سے بعید ہے جن کا قول اپنے مصنوع متبوعین کے حق میں یہ ہو

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

علاوہ اس کے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر کسی مسلمان سے ایسا فعل سرزد ہو گیا ہو کہ اس نے مسیح قرآنی اور مسیح انجیلی میں فرق کیا ہو تو مسیح موعود اور مصلح موعود کا فرض یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس کی اصلاح کرتے نہ یہ کہ خود مرتکب ہوتے اور اس ارتکاب جرم کی سند یہ پیش کرتے

نہ تنہا من دریں مے خانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شد مست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء مطابق ۱۴ ذی قعد ۱۳۶۵ھ جلد ۴۴ نمبر ۴۰ ص ۵)

مکالمہ احمدیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اور لاہوری اخباروں میں کبھی کبھی مکالمے کے طور یا یوں کہیے کہ

چھیڑ خانی کے طور پر یا بالفاظ دیگر تضیع اوقات کے لئے یا اپنے اپنے حلقہ اثر کو قابو میں رکھنے کے لئے مباہلہ اور مباحثہ کے مضامین نکلتے رہتے ہیں جن کی مثال ہماری نظر میں بنیوں کی لڑائی کی سی ہوتی ہے گذشتہ دنوں میں ہم نے کئی دفعہ دونوں جماعتوں کو مشورہ دیا تھا کہ آپس کی تو تو میں میں چھوڑ کر اور یہ بھی چھوڑ کر کہ مرزا صاحب نبی تھے یا مجدد تھے اور انہوں نے نبوت کی تعریف قائم رکھی یا بدل دی ان سب باتوں کو چھوڑ کر صرف آخری فیصلے پر ہم سے گفتگو کر لو۔

آج بھی ہم ایک مضمون الفضل سے نقل کرتے ہیں جو اس ہمارے اس دعوی کا ثبوت ہے کہ ان کی تو تو میں میں بنیوں کی سی ہے جو بالمقابل دکانوں پر بیٹھے ہوئے تو ایسا تو ایسا کہہ کر جی خوش کر لیتے ہیں ناظرین الفضل کا مضمون ملاحظہ فرمائیں ۔ الفضل لکھتا ہے:

مولوی محمد علی صاحب کا عجیب طریق:

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت غیر مبایعین نے کچھ عرصہ سے یہ طریق اختیار کر رکھا ہے کہ وہ حضرت امیر المومنین (مرزا محمود) کو مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج دے دیتے ہیں اور جب جماعت کے کسی فرد کی طرف سے اس چیلنج کی حقیقت واضح کی جاتی ہے اور اس کا محض ڈھونگ ہونا ثابت کر دیا جاتا ہے یا حضرت امیر المومنین (مرزا محمود) کی طرف سے مناظرہ اور مباہلہ پر آمادگی ظاہر کر دی جاتی ہے تو پھر مولوی صاحب موصوف ایک عرصہ کے لئے خاموش ہو جاتے ہیں پھر جب ان کے چیلنج پر ایک لمبا عرصہ گذر جاتا ہے اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہماری طرف سے جو جواب اس چیلنج کا دیا جا چکا ہے اس کی یاد لوگوں کے دلوں سے محو ہو چکی ہوگی، تو پھر مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج دے دیتے ہیں۔ ان کے اس طریق سے یہ حقیقت واضح ہے کہ مولوی صاحب موصوف تہ دل سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں اور نہ مباہلہ۔ ہاں وہ اپنے اس چیلنج سے اپنے رفقاء اور عام پبلک کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ تو حضرت خلیفۃ المسیح سے مناظرہ کے علاوہ مباہلہ کے لئے بھی تیار ہیں مگر حضرت خلیفہ ثانی ان کے مقابلہ میں کسی بات کے لئے آمادہ نہیں۔

مولوی صاحب موصوف کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ کسی اصولی بات پر فیصلہ کن مناظرہ اور مباہلہ کے لئے کبھی تیار نہیں ہوئے بلکہ وہ بعض جزوی امور پر یا ایسے امور پر جو ان کے خود تراشیدہ نتائج ہوتے ہیں اور جنہیں وہ دوسروں کے عقاید ظاہر کرتے ہیں مناظرہ اور مباہلہ کی دعوت دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ میری ان خود تراشیدہ باتوں پر یا غیر اہم جزوی امور پر تو مناظرہ اور مباہلہ کرنے کے لئے دوسرا فریق تیار نہیں ہوگا اسلئے اپنے ہم نواؤں اور رفقاء اور عام لوگوں میں میری بات بنی رہے گی اور وہ سمجھیں گے کہ مولوی صاحب بڑے دل گردہ کے مالک ہیں کہ جماعت احمدیہ کے امام سے مناظرہ کے علاوہ مباہلہ کے لئے بھی تیار رہتے ہیں مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ مناظرہ ومباہلہ کے ایسے چیلنج محض مولوی صاحب موصوف کا ایک ڈھنگ ہوتے ہیں جن کے ذریعہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے کمزور عقاید پر پردہ پڑا رہے گا۔ (الفضل قادیان یکم اکتوبر ۱۹۴۶ء ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم اپنے مافی الضمیر کو پھر ظاہر کرتے ہیں اور فریقین (قادیانی ولاہوری) کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے وقت کی قدر وقیمت کا احساس کریں اور الاھم فالاھم کے اصول پر نظر رکھتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب کے آخری فیصلے پر ہم سے گفتگو کریں۔ جس کا نتیجہ اگر ان کے حق میں نکلے تو ہم ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اگر ہمارے حق میں نکلے تو وہ ہمارے ساتھ ہو جائیں یہ مباحثہ علماء وشرفاء کی مجلس میں ہو گا جس طرح مرزا صاحب قادیانی اور ڈپٹی آتھم کے درمیان ہوا تھا۔ مزیت یہ ہوگی کہ فیصلے کے لئے ہائی کورٹ کا کوئی جج یا کم از کم سیشن جج مقرر کیا جائے گا

احمدی دوستو!

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء مطابق ۲۱ ذی قعد ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۱ ص ۳۔۴)

مکالمہ احمدیہ بابت مباحثہ باہمی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ دراز سے مرزا محمود احمد قادیانی اور مولوی محمد علی لاہوری کے درمیان مباحثہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مندرجہ ذیل مضمون بھی اس تیاری کا ایک نمونہ ہے ناظرین غور سے پڑھیں چنانچہ الفضل میں لکھا ہے:

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ایک دوست نے مجھے آپ کا وہ اشتہار بھجوایا جس میں آپ نے ہمارے امام ہمام ((مرزا محمود احمد) خلیفہ قادیان) سے مباحثہ اور مباہلہ کرنے کی تیاری کا اعلان کیا ہے میں نے اس اشتہار کو ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھا ہے مگر افسوس کہ ہر مرتبہ ہی وہ زیادہ افسوس ناک ثابت ہوا۔

میں جناب کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے قبضہ میں ہر جان ہے کہ آپ مجھے مطلع فرمائیں کہ آیا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے مندرجہ ذیل اعلان آپ کی نظر سے نہیں گذرے۔

الف ۔ میں نے مولوی ابو العطاء صاحب سے کہا تھا کہ میں مسئلہ نبوت میں مولوی محمد علی صاحب سے خود مباحثہ خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں آپ ان سے شرائط طے کرلیں۔سو معقول شرائط جن میں کوئی لغویت اور کھیل کا پہلو نہ ہو جب بھی طے ہو جائیں تو مجھے مولوی صاحب سے ماحثہ کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ الا ان یشاء اللہ ۔ الفضل قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء

ب ۔ جہاں تک اختلافی مسائل کا تعلق ہے میں مولوی محمد علی صاحب سے تحریری بحث اول انکار مسیح موعود، دوم نبوت مسیح موعود، سوم مسئلہ خلافت کے متعلق کرسکتا ہوں ۔ (فرقان بابت اپریل ۱۹۴۳ء)

ج ۔ اگر صرف پانچ پرچوں کی بحث ہے تو مجھے پانچ پرچے منظور ہیں تین

مدعی کے دو مدعا علیہ کے۔مرزا محمود۔ (فرقان جون ۱۹۴۳ء ص ۳)

جناب مولوی صاحب! یہ ہر سہ تحریرات ہمارے امام ہمام (مرزا محمود) کے دست مبارک کی ہیں اور سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں آپ اللہ تعالی سے ڈر کر بتلائیں کہ جب آپ ان کو پڑھ چکے ہیں تو پھر یہ اعلان کس طرح فرماتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ (مرزا محمود احمد) مجھے جواب نہیں دیتے۔یا مسئلہ نبوت کے متعلق مجھ سے بحث پر آمادہ نہیں۔

(الفضل قادیان ۱۲۔اکتوبر ۱۹۴۶ء ص ۵)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اتنی تیاریوں کے باوجود مباحثہ کیوں نہیں ہوتا غالباً دونوں فریق کسی مصلحت سے پیش نہیں ہوتے ہوں گے ۔وہ جانیں اور ان کا کام ۔لیکن ہم تو ہر وقت تیار ہیں اور اس تیاری کا اعلان ہم نے بارہا کیا ہے کہ دونوں فریق مل کر یا صرف قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) سامنے آ کر آخری فیصلہ پر ہم سے گفتگو کر لیں ۔مباحثہ کا طریق اور شرائط وہی ہوں گی جو مرزا غلام احمد صاحب اور ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کے درمیان تھیں ۔یا مرزا محمود احمد نے (حال ہی میں) مولوی محمد علی صاحب (لاہور) کو لکھی ہیں ۔مباحثہ کا فیصلہ کرانا ہو ہائی کورٹ کا کوئی جج یا سیشن جج ہونا چاہیے۔

قادیانی اور لاہوری ممبرو! تم دونوں کے مباحثے کا نتیجہ مرزا غلام احمد صاحب کے حق میں نبوت کا ثبوت ہوگا یا نہ ہوگا، جو کہ فائدہ کے لحاظ سے اتنا مفید نہیں جتنا ہمارے ساتھ تمہارا مباحثہ ۔مرزا صاحب قادیانی یا تو سرے سے ہمیشہ کے لئے کاذب ثابت ہو جائیں گے یا ہمیشہ کے لئے مقبول ہوں گے۔اس لئے مرزا محمود احمد اور مولوی محمد علی لاہوری کو چاہیے کہ اس اہم کام پر توجہ کریں جس طرح شیعہ سنی کا مباحثہ نبوت محمدیہ پر اتنا اثر نہیں ڈال سکتا جتنا آریہ اور مسلمان کا، اسی طرح تم دونوں کا مباحثہ چنداں ضروری نہیں۔

ضروری یہ ہے کہ تم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دامن کو آلودگی سے پاک کرو اور بقول سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی جو لاکھوں انسانوں کے لئے پتھر کی طرح رکاوٹ بن رہا ہے اس کا اٹھانا تمہارا اولین فرض ہے۔اور اگر تم نے اس خاموشی

میں وقت گذار دیا تو قیامت کو کیا جواب دو گے جس کا ذکر مرزا غالب مرحوم نے اس شعر میں کیا ہے

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء مطابق ۲۸ ذی قعد ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۳ ص ۴،۵)

ننگل شاہو میں مباحثہ

ہمارے قریب موضع ننگل شاہو میں مسئلہ حیات مسیح پر ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو مباحثہ ہوا۔ مرزائی مناظر مولوی اللہ دتہ جالندھری اور مسلمانوں کی طرف سے حافظ شریف سیالکوٹی تھے۔ بحمد اللہ اس کا اثر یہ ہوا کہ جو لوگ اس بحث کے محرک تھے اور کچھ تذبذب سے تھے ان کے قلوب کو تسکین اور تشفی ہو گئی اور بعد اختتام مباحثہ انہوں نے قادیانی مناظر کے سامنے عقیدہ حیات مسیح پر استقامت کا اعلان کر دیا۔

راقم: غلام رسول مجاہد از گلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء مطابق ۲۸ ذی قعد ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۳ ص ۸)

مسلمان ترقی کیوں کر کر سکتے ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ مرزا صاحب قادیانی کو نبی اور مسیح موعود ماننے اور ان کی رہنمائی میں قرآن پر عمل کرنے میں بتایا ہے۔

قرآن مجید پر عمل کرنا تو بے شک تریاق ہے لیکن مسیح موعود مرزا کی مداخلت سے غلبہ اور فتح کی بجائے شکست اور ذلت پانے کا یقین ہے کیونکہ مرزا صاحب کی ذاتی خصوصیات الہامات ربانی ہیں ان کا جو حال ہے وہ اس قابل نہیں کہ ان کو کسی ثبوت میں پیش کیا جائے۔ اسی لئے اتباع مرزا بھی جب کبھی گفتگو کے میدان میں آتے ہیں ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کر دیتے ہیں، الہامات مرزا پر بحث نہیں

کر سکتے۔ ہم نے بارہا جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگایا ہے کہ وہ ہم سے آخری فیصلے پر گفتگو کر کے ان کی پیشانی کا وہ داغ دور کریں جو ۳۸ سال سے ان کے دامن صداقت پر لگ رہا ہے۔ کیا ایسے شخص کے اتباع سے کوئی قوم نجات اور ترقی پا سکتی ہے جس نے اپنی زبان اور قلم سے اپنا فیصلہ خود کر دیا ہو اور جس پر یہ شعر پورا صادق آتا ہو

ہزار وعدوں میں اگر ایک ہی وفا کرتے
قسم خدا کی نہ ہم تم کو بے وفا کہتے

امید ہے امت مرزائیہ آئندہ کو مسلمانوں کی ترقی کی کوئی اچھی تجویز پیش کرے گی، ورنہ یہ تو تجویز تو ایسی ہے جس پر یہ صادق آتا ہے

ایں زرِقلب بہرکس کہ دہی باز دہد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم نومبر ۱۹۴۶ء مطابق ۶ ذی الحج ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۴ ص ۴)

احمدی مبلغ یاجوج ماجوج کی حمایت میں

جناب محمد صادق حسین بانسڈیہہ ضلع بلیا لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان لکھتا ہے:

سنگاپور سے ایک احمدی دوست نے حضرت امیر المومنین (مرزا محمود احمد) کی خدمت میں عید الاضحیٰ کی تقریب کی کیفیت لکھتے ہوئے مکرم مولوی غلام حسین ایاز مبلغ سنگاپور کا جن مخلصانہ الفاظ میں ذکر کیا ہے ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ

مولوی صاحب موصوف نے تبلیغ احمدیت کا حق کس خوش اسلوبی سے ادا کیا ہے اور اس کے لئے نہایت استقلال اور پامردی سے ہر قسم کی تکالیف برداشت کی ہیں (الفضل ۲۳ نومبر ۱۹۴۵ء ص ۵)

احمدی نوجوان نے اپنی جماعت کے افراد کی تعداد بتلا کر جو بچوں کو ملا کر بھی انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے عید اضحیٰ کی نماز کے حالات اور اس کے بعد کے واقعات کو سپرد قلم کیا ہے۔ اس کے بعد مولوی غلام حسین صاحب ایاز کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے

ہوئے مولوی صاحب کی ان کوششوں کا بھی ذکر کرتا ہے جن کی بنا پر الفضل کو لکھنا پڑا کہ، مبلغ صاحب نے ،نہایت استقلال اور پامردی سے ہر قسم کی تکالیف برداشت کی ہیں ۔ چنانچہ لکھنے والا لکھتا ہے :

پیارے آقا! مکرم مولوی صاحب کی صحت کے لئے دعا کی ضرورت ہے ...گذشتہ سالوں میں جاپان کی حکومت کے خلاف ہونے اور جاپانیوں اور آئی ۔این ۔اے (آزاد ہندفوج) کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی وجہ سے مولوی صاحب پر بہت سختیاں کی گئیں اور خوراک کی خرابی کی وجہ سے صحت بہت گر گئی تھی ۔

اب مبلغ صاحب کی پوزیشن صاف ہے جس کو میں الجبرا کے طریقہ پر ثابت کر کے دکھلانا چاہتا ہوں ۔ ملاحظہ ہو:

مبلغ صاحب جاپانی حکومت کیخلاف تھے اور ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہے ۔

مبلغ صاحب ۔ جاپان کے دشمن

جاپان کا دشمن برطانیہ ،روس

مبلغ صاحب ؛ برطانیہ روس

معلوم ہوا مبلغ صاحب نے روس و برطانیہ کی حمایت کی ۔ روس و برطانیہ کون ہیں ؟ مبلغ صاحب کے پیشوا مرزا صاحب کے نزدیک روس و برطانیہ یاجوج ماجوج ہیں ۔ پس مبلغ صاحب نے یاجوج ماجوج کی حمایت میں بقول ،الفضل ،نہایت استقلال و پامردی سے ہر قسم کی تکالیف برداشت کی ہیں ۔

واقعی میں بھی مانتا ہوں کہ مولوی صاحب نے ،تبلیغ احمدیت کا حق ، بڑی خوش اسلوبی سے ادا کیا ہے، ۔کیونکہ یاجوج ماجوج کی حمایت کرنا ہی تو تبلیغ احمدیت کا حق ادا کرنا ہے۔

کیا خوب مولوی صاحب تو یاجوج ماجوج کی حمایت کریں اور تکلیفیں برداشت کریں اور قادیانی جماعت کا ترجمان ،الفضل ، خوش ہو کر ان کے حق میں یہ لکھے :

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ خدا تعالی مولوی صاحب موصوف کو اپنے

فضل سے صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور مزید خدمات دین بجالانے کی توفیق بخشے (حوالہ مذکور)

مرزائیو! جب تمہارے نزدیک یاجوج ماجوج کی حمایت کرنا بھی، خدمات دین بجالانا ہے، تو معلوم ہوا تمہارا، دین، کیا ہے اور تمہارے اس دین کا بانی کون ہے۔ کیا یہی تمہارا اسلام ہے جسکو زندہ کرنے کے لئے تمہارے نبی جی تشریف لائے تھے؟ خوب:

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم نومبر ۱۹۴۶ء مطابق ۶ ذی الحج ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۴ ص ۴۔۵)

اللہ تعالی کے نشانات مرزا کے حق میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کی سرخی یہ ہے:

اللہ تعالی کی نصرت اور رحمت کے نشانات حضرت مسیح موعود کی صداقت میں

ہم امید رکھتے تھے کہ اس اہم عنوان کے ماتحت بڑے اہم واقعات ہماری نظر سے گذریں گے لیکن مضمون نگار کا سارا مضمون پڑھ جانے کے بعد بے ساختہ ہمارے منہ سے نکلا

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

اصل بات یہ ہے کہ قادیانی اہل علم اس دعوی کے ثبوت میں پیش بھی کیا کر سکتے ہیں جب کہ ان کے اصل امام الزمان اس دعوی کو ثابت نہ کر سکے ساری عمر باتوں باتوں میں گذار دی انہوں نے جو نشان اپنی صداقت کا پیش کیا قدرت نے وہی

نشان ان کی بطالت کا بنا دیا مثلاً ان کا آسمانی نکاح ھوآسمان پر ہو چکا تھا وہ ساری عمر اس شعر کا مصداق بنا رہا وہ ساری عمر اس شعر کا مصداق بنا رہا:

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا نصیب جدا مقدر جدا

آخر یہ کہتے ہوئے دنیا سے سدھار گئے:

من نہ کردم شما حذر بکنید

قابل مضمون نگار نے اپنے دعوی پر دلیل یہ پیش کی ہے کہ مرزا صاحب نے ایک بیٹے کے مصلح موعود ہونے کی پیش گوئی کی تھی جو بالکل سچی ثابت ہوئی کہ مصلح موعود ہم میں موجود ہے۔

قادیانی نبی اوران کے اتباع میں ہم نے یہ کمال دیکھا ہے کہ جو واقعہ فریق مخالف کی دلیل ہواس پر پہلے خود قبضہ کر لیتے ہیں تا کہ فریق مخالف اپنی حیا وشرم کی وجہ سے خاموش ہو جائے لیکن ہر ایک کے متعلق ایسا خیال کرنا کہ وہ خاموش ہو جائے گا غلط ہے کیونکہ بعض کا اصول یہ ہے: بدرا بدر باید رسانید

ہم دیکھتے ہیں کہ مصلح موعود کی پیش گوئی سب سے زیادہ (اصرح طور پر) غلط ثابت ہوئی مضمون نگار نے جس پیش گوئی کو اپنے ثبوت میں پیش کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

تجھے (اے مرزا) بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا دیا جائے گا...
وہ سخت ذہین وفہم ہوگا دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔

یہ الفاظ دراصل مبارک احمد کے حق میں ہیں جس کی پیدائش پر مرزا صاحب نے پسر موعود پیدا ہونے کا اشتہار دیا تھا اور یہ الفاظ (سخت ذہین وفہیم ہوگا) اسی میں درج ہیں۔ وہ پیدا ہو کر تھوڑی سی مدت زندہ رہ کر عالم بقا کو سدھارتا ہوا مرزا صاحب کو داغ مفارقت دے گیا۔ (قادیانی اشتہار تبصرہ ماہ نومبر ۱۹۰۷ء)

اب سنیئے! مرزا صاحب کی صاف عبارت جو مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کی صریح نفی کرتی ہے اور تمام قادیانیوں کو چیلنج کرتی ہے کہ میرے موجود ہوتے ہوئے کون ہے جو مرزا محمود کو مصلح موعود کا مصداق قرار دے سکے سنیئے! اس کے الفاظ یہ ہیں:

پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا اس وقت ان تین لڑکوں کا جو ابموجود ہیں محمود بشیر شریف کا نام انشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کرے گا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴۔۱۵)

وہ تین کو چار کرنے والا مصلح موعود ہونا تھا۔ یہ تینوں بیٹے جن کے نام مرزا صاحب نے خود بتا دیئے ہیں، مرزا صاحب کے موعود مصلح نہیں ہو سکتے۔ ہاں چوتھے لڑکے مبارک احمد کے متعلق مرزا صاحب کا الہام اور یقین یہاں تک تھا کہ آٹھ سال کی عمر میں اس کا نکاح بھی کر دیا۔ اس وقت مرزا صاحب کی جو قلبی حالت تھی اسے دیکھنا ہو تو ہماری کتاب تاریخ مرزا ملاحظہ کیجئے۔

ہم نے ایک رسالہ (مصلح موعود) اس کے متعلق شائع کیا ہوا ہے۔ ہمارا گمان بلکہ یقین تھا کہ اس رسالہ کو دیکھ کر قادیانی اہل قلم مصلح موعود کا نام تک نہیں لیں گے، مگر افسوس ہے کہ قادیانی اپنی عقیدت کی بنا پر جو مرزا صاحب سے ان کو حاصل ہے کسی سچی سے سچی دلیل کو بھی قبول نہیں کرتے اور یہ شعر پڑھ کر کنارہ کشی کر جاتے ہیں

میں وہ نہیں ہوں کہ تجھ بت سے دل میرا پھر جا
پھروں میں تجھ سے تو مجھ سے میرا خدا پھر جا

قادیانی امت اگر ایسی نہ ہوتی تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے آخری فیصلہ والے اشتہار کو نظر انداز نہ کرتی مگر یہ لوگ ایسے کہاں کہ سچ کو مان لیں۔ آخری فیصلے والا مضمون بالکل صاف ہے جو اس رباعی میں ادا کیا ہے

گفت مرزا مر ثناء اللہ را
میرد اول ہر کہ ملعون خدا است
خود روانہ شد بسوئے نیستی
بود خود کذاب لیکن گفت راست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء مطابق ۲۰ ذی الحج ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۵ ص ۴۔۵)

قادیانی حدیث دانی ۔ا

جناب مولوی محمد عبداللہ ثانی صاحب لکھتے ہیں:

ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک مضمون الفقیہ امرتسر کے جواب میں لکھا تھا جس پر ایک روایت کی صحت کا حال اصول حدیث کے مطابق بریلوی حضرات سے دریافت کیا، اور پوچھا تھا کہ روایت مذکورہ کی سند تحریر کریں۔ اگر سند کا حال معلوم نہ ہو تو اس روایت کی وقعت اس روایت سے بڑھ کر نہ ہوگی جو قادیانی بحوالہ فتح البیان وغیرہ بیان کرتے ہیں لو کان موسی و عیسی .. الخ

ہمارا مطلب بالکل واضح تھا کہ سند نہ ملے تو ایسی روایت قابل اعتناء نہیں جیسا کہ قادیانی روایت قابل اعتنا نہیں، اور یہ ہمارے بریلوی حضرات کے نزدیک مسلّم ہے کہ حدیث لو کان موسی و عیسی.. الخ صحیح نہیں۔ اس ہماری اصولی بحث میں ایک قادیانی ملا بھی آ گھسے۔ بقول شخصے

اے ذوق کوئے یار میں گر بھیڑ بھاڑ ہو
تو بھی گھسڑ گھسیڑ کہ گھسڑم گھساڑ ہو

حق تو یہ تھا کہ اگر قادیانی ملاں صاحب تشریف لائے تھے تو اپنی تشریف آوری کا حق ادا کرتے اور اپنی پیش کردہ روایت لو کان موسی و عیسی .. الخ کی سند پیش کرتے، مگر وہ کیسے کر سکتے تھے۔

ہم نے موضع ورک ضلع گورداسپور نزدیک پنیاڑ کے تکیہ میں مناظرہ کے وقت مولوی اللہ دتا جالندھری کے سامنے اس حدیث کی صحیح سند پیش کرنے پر مبلغ اسّی (۸۰) روپئہ نقد میز پر رکھے تھے مگر وہ بھی اس سے قاصر رہے۔ ملا فاضل صاحب بھی حدیث تو پیش نہیں کر سکے البتہ بحکم: ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے، لکھتے ہیں:

محض کسی حدیث کی سند معلوم نہ ہونے یا کسی محدث کے ضعیف لکھ دینے سے حدیث کی وقعت اور صحت میں شبہ نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ وہ حدیث قرآن

کریم یا دیگرا حادیث صیحہ کے خلاف نہ ہو (الفضل ۲ستمبر ۱۹۴۶ء ص ۴ کالم ۴)

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ کوئی شخص یوں ہی کہہ دے انّ فلا ناً .. کذا ب حدیث بخاری میں موجود ہے۔

چونکہ یہ روایت قرآن و حدیث صحیح کے خلاف نہیں اس واسطے یہ بھی غور کی حاجت نہیں کہ اس روایت کے راوی کون ہیں اور وہ صالح با دیانت ہیں؟ کیونکہ سند کا صحیح یا غیر صحیح ہونا کسی روایت کی وقعت کو ضائع نہیں کرتا۔

ملا صاحب! کیا یہی حدیث دانی و اصول حدیث سے واقفیت ہے جو مولوی فاضل کورس میں آپ نے پڑھی ہے اور کیا یہی وہ اصول ہیں جو آپ نے چودھویں صدی کے مسیح سے سیکھے ہیں (مرزا صاحب آنجہانی بھی ایسی بے اصول باتیں کہہ جایا کرتے تھے چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

بعض دفعہ ایک الہام ہوتا ہے جو کسی پیش گوئی پر مشتمل ہوتا ہے ...تو بسا اوقات مثلاً ایک گھنٹہ کے بعد وہ منسوخ ہو جاتا ہے۔ الحکم ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ ص ۱۳ کالم ا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیش گوئی، جو کسی خبر کا نام ہے، کبھی منسوخ ہو جاتی ہے حالانکہ مسلّمہ اصول ہے کہ نسخ خبروں میں نہیں ہوتا احکام میں ہوتا ہے مگر مرزا صاحب چونکہ انوکھے، بروزی نبی ہیں اس لئے ان کے اصول بھی اچھوتے ہونے چاہییں۔ عبداللہ ثانی) اگر آپ نے صحیح مسلم کے ابتدائی اوراق بھی دیکھے یا پڑھے ہوتے تو آپ حدیث میں سند کی وقعت ضرور یاد رکھتے۔ سنئیے اور غور سے سنئیے:

حدیث کے لئے سند کا ہونا نہائے ضروری ہے علماء حدیث نے یہاں تک لکھ دیا ہے ان الا سناد من الدین (مسلم مع نووی) اور یہ اصول نقر آن و حدیث سے ماخوذ ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے

یا ایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا ۔

ایمان والو! غیر معتمد کی خبر کی تحقیق کیا کرو۔

آیت میں فاسق کی قید اس اصول کو واضح کر رہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

کفی بالمرء کذ با ان یحد ث بکل ما سمع (حدیث مسلم)

انسان کے جھوٹ کیلئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دے

اس میں بھی اس امر کی وضاحت ہے کہ نقل کے لئے منقول عنہ تک کے سلسلہ کی جانچ پڑتال ضروری ہے۔ مزید وضاحت کے لئے فاضل صاحب، نخبہ اور شرح نخبہ و تدریب الراوی کا مطالعہ فرماویں، اگر کر سکتے ہوں۔ ورنہ مدرسہ محمدیہ گوجرانوالہ یا مدرسہ رحمانیہ دہلی یا دیوبند میں داخل ہو کر اصول حدیث کی ایک آدھ کتاب پڑھ لیں۔

یہ وہ اصولی ٹھوکر تھی جو قادیانی مولوی فاضل کو لگی اس کے بعد وہ سوالات معہ جوابات بھی سن لیجئے جو ملا جی نے تحریر فرمائے ہیں

اول۔ کیا آپ ہر ایک ایسے بیان کو کہ جس کی سند صحیح ہو درست تسلیم کرتے ہو؟ اگر نہیں تو کیوں؟ مثلاً یہ حدیث عائشہ جو بخاری و مسلم میں موجود ہے آپ اسے تسلیم کرتے ہیں: سحر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الفضل ۲ستمبر ۱۹۴۶ء ص ۴

جواب۔ ہاں صاحب۔ میں ہر ایسی روایت کو جو اصول محدثین کے مطابق صحیح سند سے ثابت ہو درست تسلیم کرتا ہوں۔

اور میں آپ کی پیش کردہ روایت کو کو بھی جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے صحیح مانتا ہوں ہاں یہ بھی سن لیجئے کہ اس کو قرآن شریف کے خلاف کہنے والے کو ظالم یا بے وقوف جانتا ہوں میری دلیل مندرجہ ذیل قادیانی تحریر میں آپ کو مل جاوے گی ناظرین غور سے پڑھیں

حالانکہ قرآن اس کے خلاف یہ گواہی دیتا ہے

و قال الظالمون ان تتبعون الّا رجلاً مسحورا (الفرقان:۸)،

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسحور کہنے والے ظالم ہیں۔ الفضل حوالہ مذکور

یہ قادیانی، یعنی، اس قدر لایعنی ہے کہ ہر صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح بتانے کے لئے خاصہ آلہ ہے۔ مولوی فاضل صاحب کا یہ لایعنی فقرہ ظاہر کر رہا ہے کہ آپ الفاظ مذکور میں قرآنی آیت کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ ہم قادیانی مولوی کو چیلنج کرتے ہیں کہ یہ ترجمہ اگر کسی معتبر مترجم قرآن مجید سے دکھا دیں تو مرزا جی کی فاتحہ کی شیرینی کے لئے پانچ پیسے انعام ہم سے حاصل کریں۔ (باقی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ نومبر ۱۹۴۶ء مطابق ۲۷ ذی الحج ۱۳۶۵ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۶ ص ۵۔۶)

دنیا کو فتح کرنا قادیانیوں کا نصب العین ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۴۶ء میں خلیفہ قادیان کی تقریر جمعہ چھپی ہے جس میں انہوں نے صاف لفظوں میں اعلان کیا ہے کہ،

ہمارے ذمہ تمام دنیا کو فتح کرنے کا کام ہے۔،

ہمیں یہ فقرہ سن کر تعجب ہوا کہ قادیانی فوج ایک دفعہ تو دنیا فتح کر چکی ہے اب دوبارہ فتح کرنے کا کیا موقع ہے۔ کیا قادیانی دوستوں کو یاد نہیں کہ مفتی محمد صادق صاحب جب امریکہ کو فتح کر کے آیا، تو اس کا نام فاتح امریکہ رکھا گیا۔ خلیفہ قادیانی بنفس نفیس جب انگلستان فتح کر کے آیا تو اس کا نام کنکر آف انگلینڈ (فاتح انگلستان) مشہور کیا گیا۔ مرزا جی کو الہام تو ہوا تھا کہ زار روس کا عصا میرے ہاتھ میں دیا گیا ہے اب یہی تین بڑی سلطنتیں ہیں جو دنیا پر حاوی ہیں جن کو قادیانی جرنیل فتح کر چکے ہیں اب کون سی فتح باقی ہے جس کی خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) توقع دلاتا ہے۔ ہم تو آج تک یہی سنتے آئے تھے کہ ابوالحسن ملا دوپازہ مر چکا ہے مگر معلوم ہوا کہ ابھی مرا نہیں بلکہ اس شعر کا مصداق ہے:

نوشیرواں نہ مرد کہ نام نکو گذاشت
گرچہ بسا گذشت کہ نوشیرواں نماند

قادیانی ممبرو! ہم اس بات کے تو قائل ہیں چاہے ہم سے قادیان کی جامع مسجد میں کہلوا لو کہ تمہیں بات بنانی خوب آتی ہے بات ایسی بناتے ہو کہ نقل اور اصل میں فرق نہیں رہتا۔ عرب کا شاعر زندہ ہوتا تو تمہاری داد دیتا جس نے کمال بلاغت سے اپنی محبوبہ کا ذکر کیا ہے

ارید لانسی ذکرها فکانّما
تمثل لی لیلی بکل سبیل

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ نومبر ۱۹۴۶ء مطابق ۴ محرم ۱۳۶۶ھ جلد ۴۳ نمبر ۴ ص ۵)

قادیانی حدیث دانی۔۲

جناب مولوی عبداللہ ثانی صاحب لکھتے ہیں:

سحر کے متعلق منکرین حدیث ہمیشہ اس حدیث کو قرآن کے معارض کہتے چلے آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ ہر ذرا تفصیل سے بحث کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ منکرین نبوت نے ہمیشہ بشریت اور نبوت میں منافاۃ ہی پیش کی وہ اپنا عقیدہ ہر زمانہ میں یہی پیش کرتے رہے کہ، جو بشر ہے وہ رسول نہیں ہو سکتا، اور جو رسول ہے وہ بشر نہیں ہونا چاہیے۔

اس کی فرع یہ ہے کہ رسول کو عوارض بشریہ لاحق نہیں ہو سکتے محض اس بنا پر انہوں نے چند باتیں رسول اللہ ﷺ کے متعلق پیش کیں جو سورۃ فرقان کی آیات میں ہیں

۱۔ و قالوا ما لهذا الرسول یاکل الطعام۔

(منکروں نے کہا کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے)

۲۔و یمشی فی الاسواق۔ (اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے)

۳۔لو لا انزل علیه ملك فیکون معه نذیراً۔

(اس پر فرشتہ اترتا کہ اس کے ہمراہ نذیر ہوتا)۔

۴۔ او یلقی الیه کنز (یا اس پر خزانہ ڈالا جاتا)۔

۵۔ او تکون له جنة یاکل منها۔(یا اس کا باغ ہوتا جس سے کھاتا)۔

۶۔ و قال الظالمون ان تتبعون الا رجلاً مسحوراً

(الفرقان:۸) (اور ظالموں نے یہ بھی کہا کہ تم لوگ مسحور آدمی کی پیروی کر رہے ہو)

کفار کی یہ چھ بودی باتیں ذکر کرنے کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے

انظر کیف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلاً۔(الاسراء:۴۸)(اے نبی دیکھو یہ لوآپ کی شان میں کیا کیا مثالیں بیان کرتے ہیں پس وہ گمراہ ہو گئے اور راستے کی طاقت نہیں رکھتے)

دوسرے مقام پر کفار کا یہ مقولہ اس طرح آیا ہے

و اذا ذکرت ربك فی القرآن وحده ولّوا علی ادبارهم نفوراً ـ نحن اعلم بما یستمعون به اذ یستمعون الیك و اذ هم نجوی اذ یقول الظالمون ان تتبعون الّا رجلاً مسحوراً

(الاسراء۔۴۶۔۴۷) (جب اے نبی آپ قرآن میں اکیلے خدا کا ذکر کرتے ہیں یہ لوگ پیٹھ دے کر بھاگ جاتے ہیں ۔ ہم جانتے ہین کس لئے سنتے ہیں جب یہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں (نیز) جب وہ سرگوشی کرتے ہیں اور جب وہ ظالم کہہ دیتے ہیں بھائی تم لوگ مسحور آدمی کی پیروی کرتے ہو)

یہاں بھی وہی قول فرمایا

انظر کیف ضربوا لك الامثال .. الآیه

نتیجہ بالکل صاف ہے کہ منکر لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی عوارضات بشریہ سے ملوث نہ ہونا چاہیے اسی لئے انھوں نے اپنی فہرست میں کھانا کھانا اور بازاروں میں چلنا پھرنا بھی ذکر کیا۔

خدا تعالی نے ان کے جواب میں فرمایا اے نبی ! دیکھو یہ لوگ آپ کی نبوت پر کیسی بودی اور بے ہودہ باتیں پیش کرتے ہیں اور انہیں لغویات کے باعث حقانیت کے منکر ہوئے جارہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کو صحیح راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

اس تقریر سے تو یہ امر نمایاں ہوتا ہے کہ جیسے کھانا پینا عوارضات بشری سے ہے اور وہ نبوت کے منافی نہیں اسی طرح سحر کے اثر سے بیمار ہو جانا بھی نبی کی نبوت کے منافی نہیں ہے۔ نبی اگر بشر ہے (اور یقیناً ہے) تو اس کو بخار بھی ہوسکتا ہے زہر کا اثر بھی ہوسکتا ہے سحر کے اثر سے جو مرض وغیرہ پیدا ہو وہ نبی پر بھی پیدا ہوسکتی ہے اس کا ثبوت قرآن مجید میں اور جگہ بھی ملتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے جب جادوگروں کی سوٹیاں اور رسیاں دیکھیں تو ان کے سحر کے اثر سے موسی کو خیال ہوا کہ یہ دوڑتی ہیں (فاذا حبالهم و عصیهم یخیل الیه من سحرهم انها تسعی .(طه : ٦٦)) پھر حضرت موسیٰ جی میں ان سے ڈرے اللہ تعالی نے فرمایا اے موسی مت ڈرو۔

یہ ایک معمولی بات تھی کہ موسی پر بحیثیت بشر کوئی ایسا عارضہ ہو جو ہر بشر پر

ہوسکتا ہے۔مگر فرعون ظالم نے اس کو بھی نبوت کے منافی خیال کیا اور انہیں لوگوں کی طرح جنہوں نے انبیاء کو اس لئے نبی نہ سمجھا کہ وہ بشر ہیں اور صاف کہہ دیا

ان انتم الّا بشر مثلنا

اسی طرح فرعون ظالم نے بھی کہہ دیا

انّی لا ظنك یا موسی مسحوراً (بنی اسرائیل:۱۰۱)

(اے موسیٰ میں تجھ کو جادو کے اثر سے متاثر خیال کرتا ہوں (اسواسطے تم نبی نہیں ہو)۔

قادیانی نبی کے امتیو! بتاؤ اگر سید الرسل پر بھی بوجہ بشر ہونے کے سحر کے اثر سے وہی مرض تخیل ہوا جو موسیٰ پر ہوا تھا اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں باسند صحیح بیان بھی کر دیا تو تمہیں اس کے مان لینے سے کون سا امر مانع ہے۔پس حدیث رسول ﷺ کو ماننا اور اس پر اعتقاد رکھنا اہل حدیث کا سب سے بڑا فرض ہے اسی واسطے میں اس روایت کو درست تسلیم کرتا ہوں۔(باقی)

(حاشیہ: ہم مرزا جی جیسے بے باک نہیں جو اسی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: آنکھ بند کر کے بخاری مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے خلاف ہے ...معلوم ہوتا ہے کسی خبیث نے اپنی طرف سے اپنی باتیں ملا دی ہیں اخبار الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء ص ۸ کالم ۱۔

اگر کوئی اس کے جواب میں کہہ دے کہ معلوم ہوتا کہ کسی .... نے اس حدیث کو سمجھا ہی نہیں اور سمجھنے سے پہلے اعتراض جڑ دیا ہے، تو شائد قابل ملامت نہ ہو)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ نومبر ۱۹۴۶ء مطابق ۴ محرم ۱۳۶۶ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۷ ص ۵-۶)

قادیانی حدیث دانی۔۳

جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب ثانی لکھتے ہیں:

قادیانی کا سوال دوم۔

حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم کو آپ صحیح مانتے ہیں یا نہیں، درآنحالیکہ امام بیہقی نے اس کے متن کو مشہور مگر اسناد کو ضعیف قرار دیا

ہے ۔(الفضل حوالہ مذکور)

قادیانی مولوی نے کنویں کے مینڈک کی مثل کی اچھی طرح تصدیق کی اور ثابت کر دیا کہ آپ مشکوتی ملا تو ضرور ہیں مگر آپ کو یہ پتہ نہیں کہ کتاب مخرج سے باہر اصل سند کو دیکھیں تو شاید کچھ فائدہ پہنچ سکے ۔

سنیئے جناب ! یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں بھی موجود ہے اس کی شرح کا قتباس حاشیہ میں دیکھ لیتے تو وہاں آپ کا یہ شبہ رفع ہو جاتا۔امام سیوطی فرماتے ہیں

انی ر أیت له خمسین طر یقاً و قد جمعتها فی جزء

(اس کے پچاس طرق میں نے دیکھے ہیں جو ایک کتاب میں جمع کر دیئے ہیں)

حافظ جمال الدین کا قول منقول ہے

رو ی من طرق تبلغ ر تبة الحسن

یہ کئی طرق سے مروی ہے اور یہ حدیث حسن کے درجہ تک پہنچتی ہے ۔

پس یہ حدیث آپ کی روایت کی طرح بے سند نہیں بلکہ بقول امام سیوطی اس کی ۵۰ سندیں ہیں ۔

سوال سوم ۔ ایسا ہی حضرت امام احمد نے جس حدیث ابی الدرداء کے متن کو مشہور فیما بین الناس قرار دیا ہے کیا اس کی کوئی صحیح اسناد آپ پیش کر سکتے ہیں ۔

جواب ۔قادیانی فاضل کو امام احمدؒ کے اس قول سے نہ جانے کیا فائدہ معلوم ہوا کہ اس کو دلیل بنا لیا حالانکہ امام کے قول لیس له اسنا د صحیح ، سے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کی ایک نہیں کئی اسناد ہیں ۔ یہ الگ امر کے موصوف کے نزدیک کوئی سند صحیح نہیں ہے ۔اور آنجناب کا یہ دعوی کہ کسی حدیث کی سند نہ معلوم ہونے سے حدیث کی وقعت ضائع نہیں ہوتی ،کیا اچھا ہو آپ بھی اپنی حدیث کی کوئی سند پیش کر دیں تاکہ اس پر کلام ہو سکے ۔

سوال چہارم : نیز مولوی ثناء اللہ سے مشورہ کر کے واضح کریں کہ

ا صحا بی کا لنجو م با یهم اقتد یتم اهتد یتم

کی بھی کوئی سند موجود ہے اور آپ اس حدیث کو صحیح جانتے ہیں (الفضل مذکور)

سنئے جناب ہم جو کچھ کہیں گے علی وجہ البصیرت کہیں گے۔ ہم اندھے مقلد نہیں کہ مرزاجی الہام شائع کریں الارض و السماء معی کما ھو معك جو صریح عربیت کیخلاف بھی ہو، مگر آپ جیسے مولوی فاضل رٹ لگائے جائیں کہ خدا صرف نحو کا پابند نہیں۔ ہمیں میدان تحقیق میں کسی بزرگ سے مشورہ کی ضرورت نہیں، میں اپنے علم کی بنا پر صاف کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ اس کی سند میں جعفر بن عبدالواحد راوی موجود ہے جو قادیانی مشین کی طرح حدیث خود بنالیا کرتا تھا۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ

و من بلا یاہ ... اصحابی کالنجوم۔

اس کی آفتوں میں سے یہ حدیث بھی ہے اصحابی کالنجوم

سوال پنجم۔ بتایئے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی نسبت علمائے اہل حدیث کا اعتقاد اور مذہب کیا ہے

جواب۔ ان فقرات کو پڑھ کر تو معلوم ہوگیا کہ قادیانی مولوی فاضل بالکل کنویں کے مینڈک ہیں۔ سنیئے جناب یہ حدیث موضوع ہے۔ تذکرۃ الموضوعات از علامہ طاہر فتنی حنفی میں نہایت ہی مختصر الفاظ مستور ہیں جو آپ کی تسکین کے لئے کافی ہیں: چنانچہ وہ لکھتے ہیں؛

قال شیخنا و الزرکشی لا اصل له و لا یعرف فی کتاب معتبر ہمارے استاد صاحب اور زرکشی نے فرمایا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور کسی معتبر کتاب میں نہیں پائی گئی۔

امام شوکانی نے بھی موضوعات میں اس کو موضوع لکھا ہے

سوال ششم: یہ بھی بتایئے کہ حدیث لو لاك لما خلقت الافلاك کی بھی علماء اہل حدیث کے نزدیک کچھ وقعت ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کی سند پیش کیجئے (الفضل حوالہ مذکور)

جواب۔ یہ حدیث موضوع ہے تذکرہ الموضوعات میں علامہ محمد بن طاہر بن علی فتنی حنفی لکھتے ہیں:

لو لاك لما خلقت الافلاك قال الصنعانی موضوع۔ حدیث

لولاک، صنعانی فرماتے ہیں موضوع ہے

سوال ہفتم : محدثین نے لکھا ہے صلوا خلف کل برّ و فا جر حدیثی نشدہ مگر امرتسری مولوی فاضل ثنا اللہ صاحب لکھتے ہیں نماز ہر نمازی کے پیچھے جائز ہے بحکم حدیث صلوا خلف برّ و فا جر..

کیا آپ یا مولوی ثناء اللہ صاحب احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار ہیں؟ (حوالہ مذکور)

جواب۔ گوش ہوش سے سنیئے۔ محدثین کا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ صلو اخلف کل بر.. یہ حدیث ثابت نہیں۔ امام دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ سے بطریق مکحول روایت کی ہے مگر وہ خود ہی فرماتے ہیں

مکحول لم یسمع من ابی ھریرہ۔ مکحول کا سماع ابی ہریرہ سے ثابت نہیں۔

چونکہ روایت منقطع ہے اس لئے صحیح نہیں۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے کہ جیسے میں کہہ دوں کہ مرزا صاحب آنجہانی کی آنکھ میں ٹیڑھا پن تھا یعنی قدرے بھینگی تھی، تو آپ جیسے مولوی فاضل فوراً بول اٹھیں گے چونکہ عبداللہ (ثانی) نے مرزا جی کو نہیں دیکھا اس لئے یہ روایت نا قابل اعتماد ہے۔

اب رہا آپ کا یہ سوال کہ بصورت تسلیم عبارت کیوں میں اور مولانا ثناءاللہ امرتسری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار نہیں۔ حاشا وکلا خدا ہمیں مفتری کی اقتداء سے بچائے۔

فاضل صاحب! عبارت ہذا میں صلو خلف کل فا جر آیا ہے، مفتر نہیں آیا۔ مفتری بے ایمان ہوتا ہے بحکم انما یفتری الکذ ب الذ ین لا یو منو ن بآ یا ت اللہ۔ اس لئے ہم کسی بے ایمان کو امام بنانے کے لئے تیار نہیں۔ اس کلام کو برا نہ مانئے یہی سوال آپ کی جماعت کے مفتی صاحب سے بھی ہوا تھا

کیا وجہ ہے کہ احمدی کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو نماز پڑھ لینی جائز ہے اور غیر احمدی کے پیچھے اگر چہ وہ پابند صوم وصلوۃ ہو نماز منع ہے

اس کا جواب جو مرزائی مفتی نے دیا وہ بالفاظہ درج ذیل ہے:

حدیث شریف میں آیا ہے صلّوا خلف کلّ برّ و فا جر اس واسطے

احمدی کے پیچھے جائز ہے صلّوا خلف کلّ کا فر نہیں آیا اس لئے غیر احمدی کے پیچھے جائز نہیں ۔(اخبار بدر ۶۔اپریل ۱۹۰۸ء ص ۹ کالم ۳)

بلکہ اس سے سخت فتوی اعلی حضرت کا سنیئے :

جو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(دیکھو فتاوی احمدیہ ج ا ص ۲۲۔ پیغام صلح لاہور ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ ص ۱۱ کالم ۱)

امید ہے کہ قادیانی مولوی صاحب کا سینہ اب ٹھنڈا ہو گیا ہوگا ، کیوں :

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ دسمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۱۱ محرم ۱۳۶۶ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۸ ۔ص ۴۔۶)

خلیفہ قادیان کا خواب غلط ہوا

کوئی نئی بات نہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) اپنے باپ کی روش پر چلتے ہوئے خوابوں کی اشاعت کر رہے ہیں ۔جس سے مقصد ان کا آئندہ زمانہ میں بشرط زندگی نبوت کی بنیاد رکھنا ہے۔مگر خدا کی شان ہے جو خواب دیکھتے ہیں وہ غلط ثابت ہوتا ہے ۔مثلاً سٹالن روسی ڈکٹیٹر کو بوڑھیا بیمار کی شکل میں دیکھا جس کی بابت اظہار کیا کہ وہ مرنے والا ہے مگر وہ آج تک اچھا بھلا پھرتا ہے ۔ پیغام صلح لاہور نے پوچھا بھی تھا کہ سٹالن والا خواب کہاں گیا،مگر اخبار الفضل قادیان منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر بیٹھ گیا۔

آج ہم ایک نئے خواب کا ذکر سناتے ہیں جو اس سے لطیف تر ہے۔ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قادیان میں کوئی ایسا مدرسہ ہے جس میں تعلیم ہی ایسی ہوتی ہے جس کی بابت کہا گیا ہے :

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

عجیب عجیب قسم کی باتیں بتاتے ہیں پھر ان کی تاویلیں گھڑتے ہیں۔ اور

اپنے ناظرین کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہیں۔ مندرجہ ذیل خواب بھی اسی قسم سے ایک ہے۔

کوئی پانچ سال کا عرصہ ہوا میں (مرزا محمود احمد) نے ایک رؤیا دیکھی تھی جس کی میں نے اسوقت تک پوشیدہ رکھا ہوا تھا (گو بعض مجالس میں میں نے اشارۃً ذکر کر دیا تھا) صرف عزیزم چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کو میں نے وہ رؤیا سنائی تھی جس پر انہوں نے عزیزم چوہدری محمد انور صاحب کاہلوں کا ایک رؤیا سنایا تھا کہ یہ بھی اسی مضمون سے متعلق معلوم ہوتا ہے وہ رؤیا میں نے یہ دیکھی تھی کہ گویا میں دہلی میں ہوں اور انگریز حکومت چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے ہیں اور ہندوستانیوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا ہے اور بڑی خوشی کے جلسے کر رہے ہیں کہ حکومت ہمارے ہاتھ میں آ گئی ہے اور ایک بہت بڑا چوک ہے اس میں کھڑے ہو کر بڑے زور شور سے لوگ تقریر کر رہے ہیں اور خطابات تجویز کر رہے ہیں کہ ہندوستان نے حکومت حاصل کی ہے فلاں کو یہ رتبہ دیا جائے غرض خطابات اور عہدے تجویز کر رہے ہیں میں نے ان کی خوشیوں کو دیکھ کر کھڑے ہو کر ان میں ایک تقریر کی اور کہا کہ یہ کام کرنے کا وقت ہے خوشیاں منانے کا وقت نہیں انگریز تو صرف عارضی طور طور پر پیچھے ہٹے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ پھر لوٹیں اور یہ سب خوشیاں بے کار ہو جائیں۔ اس لئے تقریریں نہ کرو خوشیاں نہ مناؤ تنظیم کرو اور تیاری کرو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں پر میری بات کا اثر ہوا ہے لیکن اکثروں پر نہیں ہوا اور وہ اس خوشی میں کہ ہم نے ملک پر قبضہ کر ہی لیا ہے نعرے مارتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور میدان خالی ہو گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ سامنے سے انگریزی فوج مارچ کرتی ہوئی چلی آ رہی ہے اور میں نے کہا دیکھو وہی ہوا جس سے میں ڈرتا تھا اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اب جبکہ ملک آزاد ہو چکا ہے ملک کی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے میں اپنے دل میں سوچتا ہون کہ کتنے آدمی اس موقع پر جمع کر سکتا ہوں اور میں نے خیال کیا کہ اگر ۱۵۰۰، آدمی جمع ہو جائیں تو ہم

آزادی کو برقرار رکھ سکیں گے۔اس پر میری آنکھ کھل گئی۔

(الفضل قادیان ۲۶ نومبر ۱۹۴۶ء ص اول)

انگریزوں کے چلے کے بعد دوبارہ انگریزی فوج کا سامنے آنا اور خلیفہ (مرزا محمود احمد) کا ۱۵۰۰، آدمیوں کو اس کے مقابلے کے لئے جمع کرنا بتا رہا ہے کہ یہ خواب جنگی شکست کے متعلق ہے جو آج تک انگریزوں کو نہیں ہوئی۔ یہ عارضی حکومت جو انگریزوں نے دی ہے یہ جنگی شکست نہیں ہے نہ اس کے لئے خلیفہ (مرزا محمود احمد) کے ۱۵۰۰، آدمی کام دے سکتے ہیں۔ دیکھیں خلیفہ کا سرکاری گزٹ الفضل اس کو کہاں چسپاں کرتا ہے۔

بظاہر تو یہ خواب سراسر غلط ہوا لیکن خلیفہ بھی آخر اسی باپ کا بیٹا ہے جس نے خواب میں خلیفہ کو تسلی دی تھی جب اس نے پوچھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کا انجام کیا ہوگا۔ اس نے جھنجھلا کر کہا تھا کہ وہی ہوگا جو میرے الہام میں ہے کہ طاعون یا ہیضہ سے مرے گا۔مگر خلیفہ (مرزا محمود احمد) کو اس وقت یہ نہ سوجھی کہ وہ یہ پوچھتا کہ حضرت اب اس کے مرنے سے کیا فائدہ؟

تقدم زمانی تو بقول الفضل للمقتدم آپ کو حاصل ہو چکا۔ اب وہ طاعون سے مرے یا ہیضہ سے ہمیں کیا فائدہ؟ پھر وہ جو جواب دیتے اسے شائع کرتا تو کوئی عقدہ حل بھی ہوتا۔ اب تو بجز اس کے کیا حاصل جو مولانا ظفر خان جیسے مخالف بھی بطور مذاق کہہ گئے ہیں

خدا شرمائے اس ظالم ثناء اللہ کو جس نے
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

مختصر یہ ہے کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے خواب جیسے کچھ ہیں وہ اپنے والد کے الہام کے مشابہ ہیں۔ کیوں نہ ہو الولد سر لابیہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۱۸ محرم ۱۳۶۶ھ جلد ۴۳ نمبر ۴۹ ص ۴۔۵)

قادیان اور لاہور میں حلفیہ فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ سے یہ ذکر اذکار قادیانی اور لاہوری اخباروں میں چل رہا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری جماعت کا امام سیٹھ عبد اللہ الہ دین سکندر آبادی کے مطالبہ پر حلف اٹھائے تو کئی ہزار روپیہ انعام لے جس کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ اخبار پیغام صلح مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۴٦ء میں مولوی محمد علی لاہوری کا اعلان نکلا ہے کہ میں مطلوبہ حلف اٹھانے کو تیار ہوں ہمارے جلسہ میں جو اخیر دسمبر میں ہو رہا ہے سیٹھ صاحب آجائیں اور ہم سے حلف لے لیں۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ حلف کا یہ کام پھر کھٹائی میں پڑنے والا ہے۔ نہ سیٹھ عبد اللہ الہ سکندر آبادی لاہور آئیں اور مولوی محمد علی لاہوری قادیان جائیں گے۔

اس لئے ہم ایک معقول تجویز پیش کرتے ہیں جو دونوں فریقوں میں سنت موکدہ کے حکم میں ہے وہ یہ ہے کہ دونوں فریق امرتسر کی عیدگاہ میں آکر یہ کام کریں جہاں مرزا صاحب متوفی نے ۱۸۹۳ء میں مباہلہ کیا تھا۔

امرتسر میں آج کل دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے جس میں کسی قسم کے اجتماع کی اجازت نہیں اسلئے آنے سے پہلے صاحب ضلع سے اجازت لے لینی چاہیے غالباً اجازت مل جائے گی کیونکہ یہ اجتماع مذہبی ہوگا اس اجتماع میں جو فریق ہم سے کوئی خدمت طلب کرے گا ہم اس کو پورا کریں گے۔ انشاء اللہ

فریقین کے حلفیہ فیصلہ کے بعد ہم ان دونوں فریقوں کو متحد کرنے اور متفق کرنے کے لئے اپنی شخصیت پیش کریں گے اور کہیں گے کہ تم دونوں آپس میں جنگ کر چکے ہو۔ اب تمہارے اتفاق کی ایک صورت ہم بتاتے ہیں کہ ہمارے سامنے تم دونوں (مرزا محمود احمد، اور محمد علی لاہوری) متحد ہو کر آجاؤ اور مرزا غلام احمد صاحب کے آخری فیصلہ والے مضمون پر ہم سے بحث کرلو کیونکہ تمہارا باہمی جھگڑا مثل تنازع شیعہ سنی کے

ہے اور ہمارے ساتھ تم لوگوں کا معاملہ کفر اور ایمان کا سا ہے ۔یعنی ہم کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے آخری فیصلے والے اشتہار میں جو دعا شائع کی تھی وہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوکر اپنا جلوہ دکھا چکی ہے ۔پس آپ دونوں فریق اس دعا کی قبولیت کو تسلیم کریں یا انکار کی وجوہات بتائیں۔

نوٹ ۔۱۹۱۲ء میں یہ مباحثہ لدھیانہ میں ہوا تھا۔جس میں ہم نے فریق ثانی سے حسب فیصلہ ثالثان تین سو روپیہ انعام پایا تھا۔

اس مباحثے سے پہلے ہم نے اعلان کیا تھا کہ فریق ثانی اپنے خلیفہ (حکیم نورالدین) کی اجازت لے کر سامنے آئے ۔

فریق ثانی نے ہمارے اس مشورے کو بایں طریق مسترد کیا کہ ہم اپنے طور پر خلیفہ کی دعا لے کر آئیں گے تم ایسا کہنے والے کون ہو۔

مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فریق ثانی کے جو افراد اس مباحثہ میں شریک کار تھے وہ بھی فیصلے سے منحرف ہوگئے اور جہلاء فرقہ مرزائیہ نے یہ عذر کیا کہ انہوں نے خلیفہ (حکیم نورالدین) کی اجازت سے یہ کام نہیں کیا۔

گذشتہ سال بھی ایسا ہی واقعہ ہوا کہ مولوی محمد عمر حنفی نے کسی مرزائی سے شرطیہ مباہلہ کیا کہ اگر تم سال تک زندہ رہے تو سچے ہوکر انعام کے مستحق ہوگے۔جوں ہی قادیان میں یہ خبر پہنچی تو وہاں سے اعلان ہوا کہ ایسا کرنے کی اجازت اس احمدی نے خلیفہ سے نہیں لی ۔اس لئے یہ فیصلہ ناطق نہیں ہوگا۔

لہذا یہ شرط ضروری ہے کہ سیٹھ عبداللہ اس مباحثے میں خلیفہ (مرزا محمود احمد) کی اجازت مطبوعہ شائع کرکے ہمارے سامنے آئے اور جن علماء کو اپنا وکیل بنانا چاہے بنالے ۔اگر وہ چاہیں تو ہم بٹالہ میں جو قادیان کے قریب ہے پہنچ جائیں گے۔

ہاں یہ شرط ضروری ہوگی کہ اس مناظرہ میں سیشن جج کے درجے کا کوئی شخص منصف ہونا چاہیے ۔

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ دسمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۲۵ محرم ۱۳۶۶ھ جلد ۴۳ نمبر ۵۰ ص ۴)

آخر وہی ہوا جو ہم نے لکھا تھا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ایک قصہ مشہور ہے کہ دو بنیا دکان دار جن کی دکانیں آمنے سامنے تھیں، کسی امر میں جھگڑ رہے تھے۔ جھگڑتے جھگڑتے لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ دونوں اپنے ہاتھوں میں باٹ لئے ہوئے ایک دوسرے کو للکارتے ہوئے کہتے تھے، اتر تو سہی، آتو سہی۔ مگر اپنی شریفانہ طبیعت کے ماتحت بازار میں اتر کر لڑتے نہیں تھے۔ ناظرین کا ہجوم تھا جو ان کی شرافت کی داد دیتا تھا۔

یہی مثال قادیانی اور لاہوری جماعتوں کی ہے۔ سالہا سال سے یہ جھگڑا چلا آ رہا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبی تھے یا غیر نبی۔ اس اختلاف کا فیصلہ کبھی مناظرہ سے کبھی حلف سے کرنا چاہتے رہے، مگر وہ طے نہیں ہوتا۔

ہم نے اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۶ء میں اس کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ یہ حلف وقوع پذیر نہیں ہوگی کیونکہ نہ لاہوری قادیان جائیں گے اور نہ ہی قادیانی لاہور میں آئیں گے، اس لئے یہ حلف امرتسر میں ہونی چاہیے جہاں مرزا صاحب قادیانی کا مباحثہ ہوا تھا۔

یہ بھی لکھا تھا کہ اس کے بعد دونوں فریق متفق ہو کر ہم سے مباحثہ کریں۔ ہمارا مضمون مباحثہ آخری فیصلہ ہوگا۔

ہم نے سمجھا تھا کہ گذشتہ جنگ یورپ سے ان دونوں جماعتوں نے یہ سبق حاصل کیا ہوگا کہ مشترک دشمن کے سامنے ایک ہو جانا چاہیے جیسے برطانیہ اور روس جرمن کے مقابلے میں متحد ہو کر فتح یاب ہو گئے تھے۔ مگر ان دونوں جماعتوں نے ہمارے اس نیک مشورہ کو قبول نہیں کیا۔ کیوں قبول نہیں کیا اس کا جواب قرآن مجید میں یوں ملتا ہے جحدوا بها واستيقنتها انفسهم۔

ہم اب بھی ان دونوں جماعتوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ لوگ متفق ہو کر

اپنا کوئی قابل مناظر مقرر کریں جسکو دونوں جماعتوں کے امیر اپنا وکیل بنا کر بھیجیں اور اس کا ساختہ پرداختہ منظور کریں ورنہ یا درکھیں میرا یہ تقاضا ختم نہیں ہوگا۔

قادیانی اور لاہوری ممبرو! دل کے کانوں سن رکھو

ستعلم لیلی ای دین تداینت

ایّ غریم فی التقاضی غریمها

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جنوری ۱۹۴۷ء مطابق ۹ صفر ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۔ص ۶)

جلسہ سالانہ میں خلیفہ قادیان کی تقریر

اپنے باپ کے خلاف

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم بارہا اس بات کا اظہار کر چکے ہیں اور کرتے رہیں گے کہ قادیانی لوگ مرزا صاحب کی تعلیم یا تو بھول گئے ہیں یا جان بوجھ کر چھپاتے ہیں ۔ یہ بھی ہم نے کئی دفعہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے الفاظ بھول گئے ہوں تو ہم سے پوچھ لیا کرو ، ہمیں بتانے میں بخل نہیں ہوگا ۔مگر یہ لوگ ایسے کہاں کہ ہمارے کہنے پر عمل کریں۔آج ہم بتاتے ہیں کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) جس نے ہم کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا اور ہم نے اسے منظور کر لیا تھا اس شرط سے کہ بٹالہ کی جامع مسجد میں بیٹھ کر سادہ قرآن مجید لے کر ہمارے سامنے تفسیر لکھئے ۔تفسیر ایسی ہوگی کہ عربیت کے مخالف نہ ہو۔اس کا جواب آیا تھا کہ میں عربی اتنی نہیں جانتا صرف بڑے حضرت صاحب کا کلام نقل کروں گا۔جس کے جواب میں میں نے لکھا تھا کہ ایسا کرنا نیوگ کے مشابہ ہے ۔خیر یہ بات تو رفت گذشت ہوگئی آج ہم خلیفہ مذکور کی تقریر سے جو انہوں نے قادیان کے سالانہ جلسہ میں کی ہے ایک اقتباس سناتے ہیں اس کا شروع یوں ہے :

یہ دنیا اس قدر تیزی کے ساتھ ایک تباہی کے گڑھے کی طرف جارہی ہے کہ جہاں تک دنیا داروں کی عقل کا سوال ہے اس تباہی کے گڑھے سے اسے

بچانا بالکل ناممکن نظر آتا ہے انسان ترقی کی دوڑ میں اور اپنی ترقی کے شوق میں ایسی ایسی ایجادات کی طرف قدم بڑھاتا جاتا ہے کہ خود وہی اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوگیا ہے کہ جس چیز کو اپنی ترقی سمجھتا تھا اور جسے اپنی کامیابی خیال کرتا تھا وہ درحقیقت میری تباہی کا رستہ تھا اور میری ہلاکت کی تدبیریں تھیں۔ (الفضل قادیان ۲۷ دسمبر ۱۹۴۶ء ص ۱)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: بڑے مرزا صاحب قادیانی نے دنیا کی عمر سات ہزار سال بتائی ہوئی ہے اور اپنی بعثت ساتویں ہزار میں لکھی ہے اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ چھٹا ہزار سخت گمراہی کا تھا یہ ساتواں ہزار جس میں ہم ہیں ہدایت کا ہے۔ (قادیانی لیکچر سیالکوٹ)

ناظرین کرام! فرمایئے بقول مرزا صاحب قادیانی دنیا کا ساتواں ہزار سراسر ہدایت کا ہے۔ پھر اس میں بقول خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) یہ گمراہیاں اور ظلم و ستم کی کاروائیاں کیوں ہیں۔ یہ وہی مثل ہے: تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا۔

مسیح موعود آ کر چلے بھی گئے اور اپنے زمانہ کو ہدایت کا زمانہ بتا بھی گئے مگر بقول خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) دنیا تیزی کے ساتھ ایک تباہی کے گڑھے کی طرف جا رہی ہے۔ ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خلیفہ قادیانی کی تصدیق کرتے ہیں۔ واقعی دنیا مذہب اخلاق اور معاشرت بلکہ تمدن میں بھی گمراہی اور تباہی میں دن بدن ترقی کر رہی ہے جس کا نقشہ مولانا حالی مرحوم نے یوں بتایا ہے

پوچھا جو کل انجام ترقیء بشر
یاروں سے کہا پیر مغاں نے ہنس کر
باقی نہ رہے گا کوئی انساں میں عیب
ہو جائیں گے چھل چھلا کے سب عیب ہنر

مگر خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کی تقریر کے ساتھ ہماری تصدیق نے مل کر ایسے کچھ پیچیدگی پیدا کردی ہے جس کا افسوس سب جماعت مرزائیہ کو ہونا چاہیے کیونکہ اس سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لیکچر سیالکوٹ کی تکذیب ہوتی ہے اس لئے یہ بالکل اس کے مشابہ ہے جو منطق کی کتاب ملاحسن میں بطور چیستان کے مذکور

ہے کہ کسی شخص کا یہ کہنا کہ: کلامی ھذا کاذب ۔اس کو صحیح کہتے بھی نہیں بنتی، اور غلط کہتے بھی نہیں بنتی ۔

سچ تو یہ ہے کہ قادیانی مشن ایسا ہی کچھ گورکھ دھندا ہے جسکی بات یہ کہنا بجا ہے:

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۴۷ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۲ ص ۴-۵)

خلیفہ قادیان کی جلسہ میں آمد

جناب مولوی محمد رفیق خطیب جنڈیالہ گورو لکھتے ہیں:

میں بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کئی اصحاب کی بار بار تاکید کی وجہ سے قادیان ضلع گورداسپور تواریخ مقررہ میں جلسہ دیکھنے گیا اور بتاریخ ۲۵ دسمبر ۲ بجے شام سے ۲۷ دسمبر صبح چھ بجے تک رہا اور جماعت مرزائیہ کا رنگ ڈھنگ بھی دیکھتا رہا۔مگر مجھے مرزا محمود صاحب خلیفہ جماعت مرزائیہ کو دیکھنے کا بہت شوق تھا وہاں پر جو میرے میزبان تھے انہوں نے بتایا کہ ان کی سواری جب آئے گی آپ سے کہہ دیں گے۔ چنانچہ بوقت صبح بہت سی گھنٹیوں اور موٹر کے ہارن بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو میزبان نے مجھ سے کہا کہ اب ان کی سواری آرہی ہے۔

میں دوڑ کر گھر سے باہر آیا تو عجیب منظر تھا۔گلی جو اتنی چوڑی تھی کہ موٹر تانگہ کھلا نکل سکتا تھا اس میں ایک طوفان بدتمیزی برپا ہے بھاگ دوڑ ہو رہی ہے، اور گلی صاف ہو رہی ہے۔لوگ بھاگ بھاگ کر اس گلی کے کنارے پناہ تلاش کر رہے تھے۔ پھر تقریباً پندرہ سائکلیں آئیں، ان کے پیچھے موٹر سائیکل آئے۔ان کے پیچھے ایک کار آئی اس کے بعد مرزا محمود احمد صاحب کی سواری آئی۔آپ کار میں تشریف فرما تھے ۔کار چاروں طرف سے شیشوں سے بند تھی اور پھر بھی پبلک شور مچا رہی تھی السلاعلیکم اور حضرت مرزا محمود احمد صاحب کسی کو بھی جواب نہ دیتے تھے۔اس کے پیچھے پھر دو کاریں

تھیں ان کے پیچھے گھوڑ سوار تھے اور ان کے پیچھے تقریباً پچیس نوجوان لاٹھیوں سے مسلح دوڑتے ہوئے جا رہے تھے مگر بہت ہی جوش میں دوڑ رہے تھے۔

پھر دو بارہ واپسی بھی اسی طرح ہوئی۔ میں نے اپنے میزبان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ جب بھی نکلتے ہیں یہی شان ہوتی ہے کیا کوئی بتلاسکتا ہے کہ یہ کیا وجہ ہے آخر یہ سواری اس طرح کیوں نکلتی ہے (اس کی اصل وجہ تو لاہوری جماعت کا پیغام صلح بتائے گا ہمارا خیال تو یہ ہے کہ آج سے پہلے کئی سو سال ایک شخص اسی طرح نکلا کرتا تھا جسکے متعلق قرآن مجید نے بتایا فخرج علی قومه فی زینته (القصص :۷۹) جسکا انجام بھی بتایا ہے فخسفنا به و بداره الارض (القصص :۸۱) فاعتبروا یااولی الابصار۔مدیر) میں قادیان کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک بہت بڑا بورڈ دیکھا جس پر بطور اشتہار یہ عبارت لکھی تھی: بیس ہزار روپیہ انعام۔

(ارشاد نبوی ﷺ

یبعث لهذه الامة علی رأس کل مأة من یجددلها دینها
یعنی یقیناً اللہ تعالی اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر مجدد دین بھیجے گا (از کتاب حجج الکرامة مصنفہ نواب صدیق حسن)

۱۔ پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبد العزیز۔ ۲۔ دوسری صدی کے مجدد حضرت امام شافعی واحمد بن حنبل۔ تیسری صدی کے مجد ابوشرح وابوالحسن اشعری، چوتھی صدی کے مجدد ابوعبید اللہ نیشا پوری۔ پانچویں صدی کے مجدد امام غزالی۔ چھٹی صدی کے مجدد سید عبدالقادر جیلانی، ساتویں صدی کے مجدد خواجہ معین الدین اجمیری، آٹھویں صدی کے مجدد حافظ ابن حجر عسقلانی و صالح ابن عمر۔ نویں صدی کے مجدد سید محمد جون پوری (سید محمد جون پوری مجدد تھے تو قضیہ ہی ختم کیونکہ وہ مدعی مہدویت تھے چنانچہ ان کے اتباع فرقہ مہدویہ کے نام سے آج بھی حیدرآباد میں آباد ہیں مزا یہ ہے وہ بھی تحریک قادیانیہ کے اسی طرح مخالف ہیں جس طرح اور مسلمان۔ اڈیٹر) دسویں صدی کے مجدد امام سیوطی۔ گیارھویں صدی کے مجدد الف ثانی سرہندی۔ بارھویں صدی کے مجدد شاہ ولی اللہ۔ تیرھویں صدی کے مجدد سید احمد رائے بریلوی۔ چودھویں صدی....؛

نوٹ : بموجب ارشاد نبی جہاں ہر ایک صدی کے سر پر مذکورہ بالا مجددین میں سے کسی کا مجدد ہونا ثابت اور مشتہر ہے وہاں چودھویں صدی کے سر پر بھی مجدد کا آنا ضروری ہے اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس صدی کے مجدد نہیں تو کوئی دوسرا مدعی عبادین پیش کر کے بیس ہزار روپیہ انعام حاصل کریں

(مرزا صاحب چودھویں صدی کے مجدد نہیں ہو سکتے کیونکہ انہوں نے تیرھویں صدی کے اندر ہی بزمانہ تصنیف براہین احمدیہ مجددیت کا اظہار کیا تھا جو زمانہ مجددیت کا نہیں تھا۔ چودھویں صدی کے مجدد مولوی نذیر حسین صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی احمد رضا کیوں نہ ہوں جو اپنے نام کے ساتھ مجدد مأۃ حاضرۃ لکھا کرتے تھے بہرحال مرزا غلام احمد اپنی پیش گوئیوں اور اپنی غلط تعلیمات کی وجہ سے نہ مجدد ہیں نہ مہدی ہیں اور نہ مسیح موعود بلکہ بقول مولوی سعد اللہ صاحب مرحوم اس رباعی کے مصداق ہیں

چہ گویم، باز تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
وبا بینی خزاں بینی غرض دار الزیاں بینی
یکے قطاع نسل یکے امام بھنگیاں بینی
مرزا غلام احمد کے چچا زاد بھائیوں کی طرف اشارہ ہے
مسیح ابن مریم بچہء چنگیز خان بینی)

ازعبد اللہ الہ دین سکندر آباد

دوسرے نمبر پر یہ لکھا تھا:

امتی کا اقرار

لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت ﷺ کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعوی کرے مگر یہ نبوت آنحضرت کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیت دنیا پر ظاہر کی جاوے اور آنحضرت ﷺ کی سچائی دکھلائی جاوے (چشمہ معرفت ص ۳۲۵)

قیمتی حوالے: لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

اس کے یہ معنی نہیں کہ علی کے سوا کوئی فتی ہی نہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ نہ اس

جیسا کوئی فتی ہے اور نہ اس جیسی کوئی تلوار چنانچہ لا نبی بعدی کا بھی یہی مفہوم ہے

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں

قو لوا انه خاتم الانبیاء ولاتقو لوا لا نبی بعده

یعنی کہو خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں (تکملہ مجمع البحار۔ص ۸۵)

آپ فرماتے ہیں لو عا ش ابراهیم لکان صد یقا نبیا (ابن ماجہ ج ا ص ۱۱۰) (یعنی ابراہیم زندہ ہوتے تو ضرور نبی ہوتے)۔

یا بنی آ دم امایأتینکم رسل منکم یقصون علیکم آ یا تی (الاعراف: ۳۵) (اے آدم کی اولاد جب جبھی آویں تمہارے پاس میرے رسول بیان کرتے ہوئے تم پر میری آیتیں)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: مرزا غلام احمد صاحب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نے نبی کا لقب نہیں پایا۔

اگر نبوت اور اتباع نبی ﷺ میں لازم ملزوم کی نسبت ہے تو کیا وجہ ہے کہ جو لوگ کامل متبع تھے وہ کیوں نبی نہ ہوئے۔ لازم وملزوم میں انفکاک کیوں جائز ہوا۔ اصل یہ ہے کہ یہ باتیں سب بناوٹی ہیں ہمارا مسلک تو یہ ہے کہ ان بحثوں میں کچھ فائدہ نہیں۔ منطقی قیاس میں صغری پر بہت کچھ مدار ہوتا ہے صغری اگر ثابت نہیں ہے تو کبری بھی مفید نہیں ہے۔ مرزا صاحب قادیانی اس قیاس میں بطور صغری (دلیل کا جزو اول) کے ہیں۔ اگر صغری ثابت نہیں ہے تو دلیل کسی طرح ثابت نہیں۔

اس لئے ہمارے ناظرین مرزا صاحب قادیانی کے حالات پر پوری توجہ دیں گے تو ان کو ثابت ہو جائے گا کہ ان کی کوئی الہامی بات بھی سچی نہیں ہوئی تو پھر وہ ہمارے ساتھ یہ کہنے پر متفق ہو گئے

ہزار وعدوں میں اگر ایک ہی وفا کرتے
قسم خدا کی نہ ہم تم کو بے وفا کہتے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جنوری ۱۹۴۷ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۳ ص ۴۔۶)

قادیانی اور لاہوری جماعتوں میں مخالفہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دونوں جماعتیں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتی ہیں کہ ہمارا نبی مرزا کوئی نئی شریعت نہیں لایا بلکہ شریعت اسلام ہی کے پابند تھے، لیکن اگر ان کا عمل دیکھا جائے تو دونوں کا شریعت اسلام کے خلاف ہے۔ آج ہم جس امر کا ذکر کرتے ہیں وہ سال ہا سال سے ان میں اختلافی چلا آرہا ہے، وہ ہے حلف کا معاملہ۔

سکندر آباد دکن کے ایک صاحب چورن فروشوں کی طرح ہمیشہ ایک انعامی اشتہار دیا کرتے ہیں۔ میرے متعلق بھی ان کا اشتہار ۲۳ سال سے جاری ہے۔ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب لاہوری مرزائی کے متعلق بھی انعامی اشتہار چھپتا رہتا ہے مگر دل میں چونکہ یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ

لینے دینے کے سر پر خاک ڈالو پاک محبت اچھی ہے،

اس لئے حلف کا مضمون نیا نیا بنایا جاتا ہے۔ اس سال ماہ دسمبر کے آخری ایام میں جلسہ سالانہ کے موقع پر لاہوری امیر جماعت نے اپنا حلفی مضمون پڑھ دیا۔ قادیانیوں نے جواب دیا کہ یہ ہماری مطلوبہ حلف نہیں ہے۔

اسی طرح ہمارے مقابلے پر بھی یہی کہتے رہے ہیں۔ اس لئے آج ہم ذرا واضح لفظوں میں ان کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ قرآنی تعلیم سامنے رکھ کر حلف کا فیصلہ کریں میرے اور مولوی محمد علی لاہوری صاحب کے عقیدے میں بہت فرق ہے، مگر اس بات میں ہم دونوں متفق ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نبی یا رسول نہیں تھے جیسا کسی شاعر نے اپنا اور دوسرے لوگوں کا عقیدہ یوں ظاہر کیا ہے

واعظِ شہر کہ مردم ملکش مے خوانند
قول ما نیز ہمیں ست کہ او مردم نیست

اسی طرح مولوی محمد علی صاحب لاہوری، مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد یا ملہم مانیں، یہ ان کا عقیدہ ان کو مبارک رہے۔ ہم دونوں کا اسپر اتفاق ہے کہ مرزا صاحب قادیانی رسول نہیں تھے۔

اب آیئے قرآن مجید کی تعلیم دیکھئے۔ یہودیوں عیسائیوں اور عرب کے مشرکوں وغیرھم کو یک جا کر کے قرآن مجید کہتا ہے

یقول الّذین کفروا لست مر سلا ۔ کافر کہتے ہیں کہ تو رسول نہیں ہے ۔

یہ قول کل کفار کا مشترک ہے۔ ناظرین غور کریں یہ آیت کیسے صاف الفاظ میں بتا رہی ہے کہ میرے اور مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے حلف کا مضمون صرف اتنا ہی ہونا چاہیے ما کان مرزا رسو ل او نبی ۔ اس سے زیادہ لمبی چوڑی باتیں کرنا اور حلف کا مضمون نیا نیا تجویز کرنا نئی شریعت بنانے کے برابر ہے۔ پس سکندر آباد کا سیٹھ عبداللہ الہ دین سن لے کہ میں اس قسم کا حلف قادیان میں اٹھا چکا ہوں اور اشتہار میں شائع کر چکا ہوں، اور اب بھی ایسا حلف اٹھانے کو تیار ہوں مگر میں انعامی رقم ان سے نہیں مانگتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو حضرت سلیمانؑ نے کہا تھا

ما اتا نی اللہ خیر مما آتاکم

خدا نے جو مجھے دیا ہے وہ تمہارے دیئے سے اچھا ہے

اور مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ادھر اودھر کی لایعنی باتیں چھوڑ کر صرف یہی مضمون رکھیں

ما کان مرزا رسو لًا ولا نبیا ۔

بلکہ مزید حوصلہ ہو تو یہ بھی کہہ دیں

رسول قادیانی کی رسالت

جہالت ہے جہالت ہے جہالت

سکندر آبادی دوست، عبداللہ الہ دین کے سامنے یہ آیت پیش کر کے پوچھیں کہ اس کا مضمون کیا ہے۔ منکرین رسالت کا قول صرف لست مر سلاً منقول ہے۔ تم جو ادھر ادھر کی باتیں بتاتے ہو قرآن مجید کے مقابلہ میں کیوں کر صحیح تسلیم ہو سکتی ہیں ۔

پس آیئے دہلی، امرتسر یا لاہور میں مجھ سے حلف لیجئے اور آپ جو رقم لائیں

گے اس پر میں ہاتھ رکھ کر واپس کر دوں گا۔

باقی رہی سال کی میعاد جس میں حلف اٹھانے والے کی موت حیات کا فیصلہ ہوگا، یہ بھی تمہاری ایجاد ہے۔ سچے ہو تو قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت دو۔ اور اگر اسی پر ضد ہے جس کا اظہار تم سکندر آبادی ہم دونوں کے سامنے کر رہے ہو، تو پھر یہ لکھ دو کہ سال گذر کر ایک دن بھی زیادہ ہم زندہ رہے، تو آپ جھوٹے اور ہم سچے۔ پھر کونوا مع الصادقین آپ کو سچوں کا ساتھ دینا ہوگا۔

پس آپ اپنے اس اقرار پر اپنے خلیفہ (مرزا محمود احمد) کے دستخط لے کر شائع کر دیں اور اس میں کسی قسم کا ایچ پیچ نہ ہو۔ وہ پرچہ ہمارے پاس بھیج دیں۔

پس آپ جلدی کیجئے اور یہ میری دریا دلی اور استغناء قلبی ہے کہ میں روپئے آپ سے نہیں مانگتا بلکہ آپ کو مانگتا ہوں۔

سیٹھ صاحب اور ان کے ملنے جلنے والے دوست اور رشتہ دار ہمیں بتائیں کہ یہ کیا انصاف ہے کہ بعد حلف سال کے اندر مریں تو یقیناً جھوٹے، اگر سال گزر جائے تو پھر بھی ہماری سچائی کا اعتراف نہ ہو۔ اور ہم کیوں نہ کہیں

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جنوری ۱۹۴۷ء مطابق ۳۰ صفر ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۴ ص ۳۔۴)

(مولوی محمد علی لاہوری کے موضوع بالا پر پیغام صلح لاہور میں وقتاً فوقتاً مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ بطور نمونہ چند ایک ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ بہاء

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا پیش کردہ طریق فیصلہ

(مولوی محمد علی صاحب لاہوری لکھتے ہیں) سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب حیدر آباد دکن کی جماعت کے ایک معزز رکن ہیں۔ میرے قیام حیدر آباد میں سیٹھ صاحب نے مجھ سے نفرت کا اظہار تو یہاں تک کیا کہ انہوں نے اپنے محترم دوست خان صاحب عبدالکریم بابو خان صاحب کی اس دعوت میں شامل ہونا بھی پسند نہ کیا جو میرے حیدر آباد دکن کے معززین سے تعارف

کیلئے میرے معزز میزبان نے کی تھی اور جس میں سیٹھ صاحب بھی مدعو تھے۔مگر عین اس وقت جب میں حیدر آباد سے روانہ ہورہا تھا ،تو ایک خط مجھے بھیجا جو جماعت قادیان کے آرگن الفضل میں بھی چھپوا دیا گیا ہے جسکا ماحصل یہ تھا کہ جن عقائد کا اظہار میں نے حیدر آباد دکن میں کیا وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف ہیں اور اس اختلاف کا فیصلہ یوں ہوسکتا ہے کہ میں ان الفاظ میں جوانہوں نے تجویز کئے ہیں موکد بعذاب حلف اٹھاؤں (طویل مضمون ہے پھر لکھا ہے ..)

جہاں تک مجھ سے حلف موکد بعذاب کا مطالبہ ہے میں اس کے لئے صرف ایک بات چاہتا ہوں یعنی یہ کہ سیٹھ صاحب نے جو خدا سے فیصلہ لینے کا طریق ظاہر کیا ہے اس کی کوئی سند خدا کے کلام میں یا اس کے رسول کی حدیث میں ہے؟...

اس طریق فیصلہ کو منظور کرنے سے پیشتر ان دو باتوں کی ضرورت ہے

اول: یہ کہ وہ آیت قرآنی یا حدیث پیش کیجائے جس میں خدا سے فیصلہ لینے کا یہ طریق منظور ہو

دوم: یہ کہ خلیفہ صاحب قادیان ایک اعلان کریں کہ اگر میں اس طریق فیصلہ کو منظور کرلوں تو مجھ پر عذاب نہ آنے کی صورت میں وہ اور ان کی ساری جماعت اپنے عقائد باطلہ سے بیزاری کا اعلان کر کے میرے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ آج سے ساری جماعت قادیان اس حوالہ تلاش میں لگ جائے اور ایک ماہ تک یہ حوالہ نکال کر بھیج دے رہا گیارہ ہزار روپئے کا سوال تو میں جناب سیٹھ صاحب صاحب کو اور ان کی نقل کرنے والوں کو یہ مشورہ دوں گا کہ میرے سچا ثابت ہونے کی صورت میں جب جناب خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کو اس قدر ندامت اٹھانی پڑے گی تو میری طرف سے یہ اجازت ہے کہ یہ روپئہ جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے البتہ اگر اس طریق فیصلہ کے لئے سیٹھ صاحب کوئی سند قرآن کریم یا حدیث کی پیش نہ کرسکیں تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ گیارہ ہزار روپئہ بطور تاوان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو تبلیغ کے لئے ادا کریں... (پیغام صلح لاہور ۱۴۔اپریل ۱۹۴۲ء ص ۴-۶)

قادیانی علماء کی سراسیمگی

سیٹھ عبداللہ الہ دین نے موکد بعذاب حلف سے خدا سے فیصلہ لینے کے لے جو طریق تجویز کیا تھا اس کے جواب میں حضرت امیر (مولوی محمد علی) نے سیٹھ صاحب اور تمام قادیانی علماء سے یہ سوال کیا تھا کہ کیا اس کی کوئی سند خدا کے کلام میں یا اس کے رسول کی حدیث میں ہے؟ اس سوال کو آج دو ماہ سے زائد ہو گئے لیکن ادھر اودھر ہاتھ پیر مارنے کے سوائے کوئی ایسی سند قادیانی علماء یا خود سیٹھ صاحب آج تک پیش نہیں کر سکے جس سے یہ ثابت ہو کہ موکد بعذاب حلف سے ایک سال کے اندر جھوٹی حلف اٹھانے والے پر عذاب نازل ہو جاتا ہے۔

(پیغام صلح لاہور ۲۴ جون ۱۹۴۲ء ص ۲)۔

سیٹھ الہ دین صاحب کا مطالبہ حلف

(مولوی محمد علی صاحب لاہوری لکھتے ہیں) بعض احباب نے مجھے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب اپنا مطالبہ حلف اب تک بار بار دوہراتے رہتے ہیں۔

اس کا تو میرے پاس کوئی علاج نہیں۔ دوا فروشوں کے انعامی اشتہارات اسی طرح نکلتے رہتے ہیں، خواہ ان کی دوائی سے کوئی مرے یا جیئے۔،

مجھے آج تیس سال یہ حلف اٹھائے گذر چکے کہ نہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کیا، نہ میں نے تبدیل کیا۔

اور یہی قادیانی جماعت اور ہمارے درمیان باعث ما بہ النزاع ہے۔ ابھی اس قسم کی حلف گذشتہ سال قادیانی جماعت مانسہرہ کے مطالبہ پر اٹھائی اور اب پھر یہی حلف اٹھائی ہے اور میاں (محمود احمد) صاحب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ حلف اٹھائیں کہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے اپنا عقیدہ در بارہ حضرت مسیح موعود تبدیل کر لیا تھا اور سابقہ انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ قرار دے دیا تھا۔

سیٹھ صاحب کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ بیس ہزار مجھے دیتے تا کہ مجھے عدالت کے ذریعہ سے طلب کرنے کی ضرورت نہ رہتی اور اس وقت ان کا یہ روپیہ اعلائے کلمۃ اللہ میں لگ جاتا مگر سیٹھ لینے سے بنتے ہیں، دینے سے نہیں۔

سردست انہیں چاہیے کہ جس طرح بیس ہزار انہوں نے مجھے دینے کا وعدہ کیا تھا اگر میں

اپنے عقائد کی صحت پر حلف اٹھاؤں اب یہ اعلان کریں کہ اگر میاں (محمود احمد) صاحب اپنے عقیدہ کی صحت پر حلف اٹھائیں کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ در بارہ نبوت تبدیل کر لیا تھا اور اپنی سابقہ تشریحات نبوت کو کہ اس سے مراد محض لغوی اور مجازی معنی ہیں جسے اصطلاح شریعت میں محدثیت کہا جاتا ہے غلط اور منسوخ قرار دیا تھا، اور خود میاں صاحب نے بھی اسی بنا پر اپنا عقیدہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کر لیا تھا اور ان کی جماعت کے لوگوں نے بھی تبدیل کر لیا تھا، اور حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کے انکار نبوت کے حوالوں کو منسوخ سمجھ لیا تھا تو وہ بیس ہزار روپیہ ان کو انعام دیں گے۔ خاکسار محمد علی ڈلہوزی۔ اگست ۱۹۴۵ء

(پیغام صلح لاہور ۱۵۔ اگست ۱۹۴۵ء ص۳)۔

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کا انعامی چیلنج

حضرت امیر مطلوبہ حلف اٹھانے کو تیار ہیں

سیٹھ عبداللہ الہ صاحب سکندر آباد خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) کے غالی مرید ہیں اور خلیفہ صاحب کو خوش کرنے کے لئے حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور (مولوی محمد علی) کو اختلافی عقائد کے متعلق بڑے بڑے انعامی چیلنج دے کر حضرت ممدوح کے متعلق عام پبلک میں عموماً اور جماعت قادیان میں خصوصاً غلط فہمیاں پھیلاتے رہتے ہیں۔ ان کا یہ عامیانہ پروپیگنڈہ عرصہ دراز سے جاری ہے۔ الفضل مورخہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں بھی ایک اشتہار:

مولوی محمد علی صاحب کو پچپن ہزار انعام،

کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جو درج ذیل ہے

مولوی محمد علی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب مجدد و مسیح ہیں مگر نبی نہیں اور نہ ان کے انکار سے کوئی کافر ہو سکتا ہے اور یہی عقیدہ حضرت مرزا صاحب کا تھا۔

ہم نے ان کو یہ چیلنج دیا کہ آپ اپنا عقیدہ ایک پبلک جلسہ میں حلفاً بیان کرو۔ ہم آپ کو اسی جلسہ میں نقد ۵ ہزار انعام دیں گے۔ اور آپ پر اس غلط عقیدہ اور جھوٹے حلف کی سزا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سال کے اندر کوئی عبرت ناک عذاب جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو نہ آیا تو مزید ۵۰ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

مگر وہ سال ہا سال سے چیلنج کو ٹالتے ہی رہتے ہیں اگر کوئی صاحب ان کو اس پر آمادہ کریں تو ان کو بھی اس جلسہ میں نقد ۵ ہزار روپئہ دیا جائے گا۔

اس مذکورہ اشتہار کے پیش نظر ہمارے دوست شیخ انعام الحق صاحب حیدر آباد دکن نے سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کو دو مکتوب لکھے جن کی نقول درج ذیل ہیں:

مکتوب نمبر ۱: حیدر آباد دکن ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء بخدمت جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب الہ دین بلڈنگ سکندر آباد دکن۔..

آپ کا اعلان مطبوعہ الفضل قادیان ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء ص ۶ بعنوان مولوی محمد علی صاحب کو پچپن ہزار انعام، پیش نظر ہے۔

ہمارے امیر جماعت حضرت مولانا محمد علی صاحب نے میری درخواست پر ایسا حلف اٹھانا منظور فرما لیا ہے۔ چنانچہ حضرت ممدوح احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آئندہ جلسہ سالانہ پر جو انشاء اللہ حسب معمول دسمبر ۱۹۴۶ء میں بمقام لاہور منعقد ہوگا ذیل کا حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں؛

میرا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد اور مسیح موعود ہیں مگر نبی نہیں اور نہ ان کے انکار سے کوئی شخص کافر دائرہ اسلام سے خارج ہوسکتا ہے اور یہی عقیدہ حضرت مرزا صاحب کا تھا۔

بشرطیکہ آپ مبلغ ساٹھ ہزار روپئہ جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خان صاحب سکندر آباد دکن کے پاس اس مضمون کی تحریر کے ساتھ جمع کرا دیں کہ وہ (یعنی عبدلکریم) حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کے مذکورہ بالا حلف اٹھانے کے بعد پانچ پانچ ہزار روپئہ حضرت مولانا ممدوح اور اس خط کے راقم شیخ محمد انعام الحق کو فورا ادا کر دیں اور باقی پچاس ہزار روپئہ خان بہادر موصوف ایک سال گزرنے پر حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کو ادا کر دیں اگر اس عرصہ میں اللہ تعالی طرف سے کوئی عبرت ناک سزا جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو حضرت ممدوح پر نہ آئے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں ہماری جماعت کے افراد کے علاوہ دیگر اصحاب بکثرت شریک ہوتے ہیں کافی اجتماع ہوتا ہے۔ آپ بھی اس موقع پر تشریف لائیں۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب یہی حلف قادیان کے سالانہ جلسہ میں بھی اٹھانے کے لئے تیار

ہیں بشرطیکہ آپ اپنے خلیفہ صاحب سے اس کی اجازت حاصل کر لیں اور خلیفہ (مرزا محمود) صاحب سے اس اجازت کا اعلان کرا دیں۔

از راہ کرم آپ اولین فرصت میں مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خان صاحب کے پاس مطلوبہ تحریر کے ساتھ جمع کرا دیں اور خان بہادر صاحب کی تصدیق کے ساتھ مجھے مطلع کریں تاکہ میں حضرت مولانا ممدوح کی خدمت اقدس میں اطلاع عرض کرسکوں۔

اس عریضہ کا حتی الامکان جلدی جواب عنایت کریں امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

نیاز کیش محمد انعام الحق مکان ۱۰۰۔ اے کلاس محلّہ اعظم پورہ شرقی ملک پیٹھ حیدرآباد دکن

مکتوب نمبر۲: حیدرآباد دکن ۲۳ نومبر ۱۹۴۶ء

بخدمت جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین ....

ایک عشرہ سے زائد عرصہ ہوا میں نے ایک نہایت ضروری خط تحریر خدمت کیا تھا (جس کی نقل لف ہذا ہے)۔ خلاف توقع اس کا جواب اب تک موصول نہیں ہوا۔ بذریعہ رجسٹری رسید طلب یاددہانی عرض ہے از راہ کرم بواپسی جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔ مزید تاخیر مناسب نہ ہوگی۔

میری درخواست پر ہمارے امیر جماعت مولانا محمد علی صاحب حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ امید ہے آپ اپنے اعلان مطبوعہ الفضل ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے اولین فرصت میں مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ اور مطلوبہ عالی جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خان صاحب سکندر آباد دکن کے حوالے کر کے ان کی مصدقہ اطلاع سے مجھے ممنون فرمائیں گے

اب جب کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب میری درخواست پر حلف کے لئے تیار ہو گئے ہیں آپ کی طرف سے کسی قسم کی گریز یا تامل کا اظہار ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ نیازمند محمد انعام الحق

سیٹھ عبداللہ الہ دین کے مذکورہ اشتہار اور اخویم شیخ انعام الحق کے دونوں خطوط حضرت امیر نے ذیل کی سطور مدیر پیغام صلح کو بھجوائی ہیں اور ہدایت فرمائی ہے کہ وہ حضرت ممدوح کی طرف سے مذکورہ اشتہار اور دونوں خطوط کی نقول کے اندراج کے آخر میں شائع کر دی جائیں وہ سطور درج ذیل ہیں:

میں ذیل کی حلف اپنے سالانہ جلسہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں جس کا مطالبہ سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندرآبادی کے اشتہار مندرجہ الفضل ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں بدیں الفاظ

کیا گیا ہے

میرا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب مجدد و مسیح ہیں مگر نبی نہیں اور نہ ان کے انکار سے کوئی کافر ہوسکتا ہے اور یہی عقیدہ حضرت مرزا صاحب کا تھا۔

اور یہی حلف میں قادیان کے سالانہ جلسہ پر بھی اٹھانے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ میاں محمود احمد صاحب ایسے حلف اٹھانے کے لئے مجھے دعوت دیں اور آدھ گھنٹہ وقت اس غرض کے لئے دیں کہ میں اس امر کی تشریح کردوں کہ ایسی حلف اٹھانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ،محمد علی۔

ہم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کے اشتہار شیخ انعام الحق صاحب کے خطوط اور سیٹھ صاحب کے چیلنج کے متعلق حضرت امیر کے نہایت واضح ارشاد کو پیش کر کے سیٹھ صاحب مذکور کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بزدلانہ خاموشی کو ترک کر کے میدان میں نکلیں تاکہ اس حلف سے دنیا پر واضح ہوجائے کہ کون سا فریق حق پر ہے اور کون باطل پر۔

اگر اس موقعہ پر سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے کسی قسم کی ایچا پیچی کر کے سامنے آنے سے گریز کیا تو اس سے یہ بات بالکل نمایاں ہوجائے گی کہ وہ آج تک مخلوق خدا کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے نہایت شرم ناک سوقیانہ اور جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں جو ایک شریف انسان کی شان سے بعید ہے۔ اور سیٹھ صاحب کے قلب اور دماغ میں دیانت اور شرافت کا شائبہ تک بھی موجود ہے تو وہ ضرور میدان میں نکل کر حلف کی شرائط کو پورا کریں گے۔ (پیغام صلح لاہور ۴ دسمبر ۱۹۴۶ء ص ۳)

قادیانی اور لاہوریوں میں مباحثہ اور مباہلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ سے یہ بحث دونوں فریقوں میں چلی آرہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا دعوی شروع سے کیا تھا یا ۱۹۰۱ء سے کیا۔ اور یہ کہ نبوت کی تعریف پہلے کیا تھی اور پیچھے کیا بتائی؟

خدا کی شان یہ گروہ اپنے خیال میں متکلمین کہلاتا ہے مگر یہ جھگڑا ان میں ختم

نہیں ہونے پاتا۔ختم ہونا تو کجا شروع بھی نہیں ہوتا۔کبھی مباہلہ کا جھگڑا ہے،کبھی شرائط پر بحث چلی جاتی ہے۔کبھی حلف کا ذکر آ جاتا ہے۔سکندر آبادی سوداگر چورن فروشوں کی طرح الگ اشتہار پر اشتہار دیئے جاتے ہیں،ان کا بھی فیصلہ نہیں ہوتا۔

لالہ لاجپت رائے نے تاریخ ہند میں جینیوں کے ذکر میں لکھا ہے کہ ان کے دو گروہوں میں اس مسئلہ پر اختلاف ہوا تھا کہ کچکول جس میں روٹیوں کے ٹکڑے ڈالتے ہیں اس میں پسا ہوا نمک ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔عرصہ تک یہ جھگڑا ختم نہ ہونے پایا۔

ہم دیکھتے ہیں قادیانی مسیح کے ان حواریوں میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے جو ختم نہیں ہونے پاتا۔ایک طرف دونوں جماعتوں کے امیر مولوی محمد علی اور مرزا محمود احمد مقابل ہیں۔دوسری طرف مولوی اللہ دتا اور ابوعمر الدین مقابل ہیں۔تیسری طرف اخبار پیغام صلح لاہور اور اخبار الفضل قادیان بھی ہاتھ جوڑی کر رہے ہیں۔ الغرض ہر روز ان کی طبع آزمائی اور زور تقریر و تحریر دیکھنے میں آتا ہے۔اسلامی فرقوں میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو یہ ہوسکتی ہے جو کسی زمانہ میں معتزلہ اور اہل سنت میں جھگڑا اٹھا تھا کہ حرام کو رزق اللہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔مثلاً کوئی شخص زنا کاری یا شراب فروشی کی آمد سے ہمیشہ پیٹ پالتا رہا ہو،اس کے حق میں کہا جاسکتا ہے یا نہیں کہ اسنے خدا کا رزق کھایا۔بہت دنوں تک یہ بحث چلتی رہی آخر فریقین تھک کر بیٹھ گئے۔

ہمیں حیرت پر حیرت ہوتی ہے یہ حواریان مسیح موعود جو اپنے خیال میں کسی دوسرے فرقے کے عالموں کو علماء سوء کے سوا کسی مستحسن لفظ سے خطاب نہیں کیا کرتے یہ آپس میں کیا کہہ رہے ہیں۔ایک فریق دوسرے کو جھوٹا کہتا ہے۔دوسرا فریق اس کو اخلاقی جرائم کا مرتکب بتاتا ہے۔ہم الگ بیٹھے دیکھتے اور سنتے ہیں تو بے ساختہ ہمارے منہ سے نکل جاتا ہے: تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل

کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

مزید لطف یہ کہ ان لوگوں کی مثال وہ ہے جو حدیث شریف میں آئی ہے ارشاد نبوی ہے کہ جب کسی جماعت میں بدکاریوں کی کثرت ہو جائے اور نیک لوگ

ان کو منع نہ کریں تو عذاب الٰہی آتا ہے جو ان دونوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس کی مثال حضورﷺ نے فرمائی ایک جہاز میں کچھ لوگ نیچے رہتے ہیں، اور کچھ اوپر۔ پینے کا پانی اوپر کی منزل میں ہے، نیچے والے اوپر کی منزل میں پانی لینے جاتے ہیں تو وہ مزاحمت کرتے ہیں۔ آخر نیچے والوں نے کہا اچھا ہم نیچے کا تختہ توڑ کر دریا سے پانی لے لیں گے۔ حضورﷺ نے فرمایا اوپر والے اگر نیچے والوں سے صلح صفائی نہ کریں گے اور ان کو نہ روکیں گے، تو پانی جہاز میں آکر دونوں کو ڈبو دے گا۔

یہ مثال ہم نے اس لئے دی ہے کہ ان دونوں گروہوں کو سمجھائیں کہ تم اپنی لڑائی ختم کرو یا تھوڑے دنوں کے لئے ملتوی کرو، اور ہمارے ساتھ فیصلہ کرلو کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے آخری فیصلہ والے اشتہار کے مطابق کیا تھے؟ اگر تم لوگ ایسے ہی لڑتے رہے، اور مخالف کی طرف توجہ نہ کی تو سمجھ لینا کہ تمہارا جہاز شبے ماند شبے دیگر نمے ماند، کا مصداق ہو جائے گا۔

پھر پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

(اہلحدیث امرتسر ۳۱ جنوری ۷ فروری ۱۹۴۷ء ۸۔۱۵ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۵۔۶ ص ۴)

(قادیانی خلیفہ کی تفسیر نویسی چیلنج کے جواب میں پیغام صلح لاہور میں بھی جوابی تحریریں شائع ہوتی رہی ہیں چند ایک یہاں نقل کی جاتی ہیں۔ بہاء

جناب میاں صاحب کا تفسیر نویسی پر چیلنج

(جناب مولوی محمد علی لاہوری لکھتے ہیں) جناب میاں محمود احمد صاحب کا ذیل کا چیلنج جو اخبار الفضل ۲۳۔ اپریل میں نکلا ہے اس کی طرف مجھے ایک دوست نے توجہ دلائی ہے:

میں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیش گوئی (مصلح موعود) کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح ہوگی۔

اس سے پیشتر میں دو طرح پر جناب میاں (محمود احمد) صاحب کو چیلنج دے چکا ہوں اور بار بار اس کو دہرا چکا ہوں۔ ایک یہ کہ وہ مسئلہ تکفیر اہل قبلہ و ختم نبوت کے بعد اجرائے نبوت پر بحث کر

لیں اوران کے اپنے مریدوں کو اس بحث میں حکم ٹھہراؤں گا۔

اور دوسرا یہ کہ جس طرح پر ہماری جماعت کے ستر آدمی یہ حلف اٹھا چکے ہیں کہ انہوں نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود کے دعوی میں کوئی تبدیلی محسوس نہیں کی ان کی جماعت کے لوگ بھی یاوہ خود بھی حلف اٹھائیں کہ ۱۹۰۱ء میں ایک غلطی کا ازالہ نکلنے پر ہم نے اس بات کو محسوس کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود اپنے دعوی میں تبدیلی کر رہے ہیں.....

میاں صاحب ان دونوں مقابلوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نہ کوئی جواب دیتے ہیں۔

اس کی بجائے انہوں نے تفسیر نویسی کا یہ چیلنج دیا ہے جس کے متعلق پہلی بات تو یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اللہ تعالی نے انہیں واقعی وعدہ دیا ہے کہ اگر وہ قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں گے تو دوسرے سب لوگ ان کے مقابلہ میں مغلوب ہوں گے؟ یا یہ صرف ان کے اپنے نفس کی تعلیٰ ہے...

دوسری بات یہ دریافت طلب ہے کہ ان کی فتح صرف اس طرح ہوگی کہ ان کے مرید کہیں گے کہ ہمارے پیر کی تفسیر سب سے بہتر ہے یا کوئی غیر احمدی علماء جو ان کے قول کے مطابق کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور جن سے ان کے خیال کے مطابق فہم قرآن ہی سلب کرلیا گیا ہے، یہ فیصلہ کریں گے۔ یا عیسائیوں اور یہودیوں سے یہ فیصلہ لیا جائے گا۔ آخر کون جج اس کا فیصلہ کرے گا کہ میاں صاحب کو فتح ہوئی یا ان کی مقابل تفسیر لکھنے والے کو...

تیسری بات یہ دریافت طلب ہے کہ لوگوں نے سارے قرآن کی تفسیریں بھی لکھی ہیں۔ میاں (محمود احمد) صاحب اگر خود ایک مکمل تفسیر شائع کر کے یہ دعوی کرتے تو زیادہ موزوں تھا پھر ان کی تفسیر کا دوسری تفسیروں سے موازنہ کرنے کے لئے کوئی رستہ کھلتا...

ان تینوں باتوں کے بعد بھی ہیں جن کا جواب میاں (محمود احمد) صاحب سے ملنے کی مجھے امید نہیں ۔ان کے اس چیلنج کو کہ قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر وہ بھی لکھیں اور دوسرے لوگ بھی لکھیں ۔قبول کرتا ہوں اور سہولت کے لئے صرف ایک ہی آیت ان کے سامنے پیش کرتا ہوں

و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد

اس آیت کا انتخاب میں نے اس لئے بھی کیا ہے کہ اس سے پیشتر جناب میاں (محمود احمد) صاحب دنیا کے علماء کو یہ چیلنج دے چکے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر کا انہیں سب سے بڑھ کر علم دیا گیا۔ (پیغام صلح لاہور ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء ص ۳)۔

حضرت امیر کی دعوت مباحثہ ومباہلہ

خلیفہ صاحب قادیان خاموش کیوں ہیں

خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) کی یہ دیرینہ عادت ہے کہ بلند بانگ دعاوی کرتے ہیں تعلّی کرتے ہیں اور دنیا کو مقابلہ میں آنے کا چیلنج دیتے ہیں۔ لیکن جب کوئی مرد میدان ان کا چیلنج قبول کرتا ہے یا کسی مرد خدا کا آہنی قلم ان تار عنکبوت سے بنے ہوئے تعلیوں کے پردے کو چاک کرتا ہے ....تو میاں (محمود احمد) صاحب اپنے آپ کو بے نقاب دیکھ کر اتنے منفعل ہو جاتے ہیں کہ ان میں بولنے کی سکت نہیں رہتی۔ اوران کی بھبکیاں نزلہ زکام اور کھانسی کے ٹھسکے میں بدل جاتی ہیں۔ کیونکہ عموماً چیلنج کے جواب میں الفضل کے سرورق پر یہی شائع ہوتا ہے کہ حضور (مرزا محمود احمد) کو نزلہ زکام کھانسی کی شکایت ہے۔

میاں صاحب اتنا شور مچانے کے بعد اتنی بے نمکی پیدا کرتے ہیں کہ انسان کو تعجب ہوتا ہے کہ ایک مذہبی لیڈر اتنا بزدل بھی ہوسکتا ہے۔

خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب نے دنیا کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا جسے حضرت امیر (مولوی محمد علی) نے قبول کیا۔ لیکن میاں صاحب کو مقابلہ میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی۔ محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے قبول کیا لیکن میاں صاحب خاموش رہے۔ رسالہ البیان امرتسر میں ان کے چیلنج کو قبول کیا گیا، لیکن میاں (محمود احمد) صاحب نے ایسی چپ سادھی جو انسان صرف ایک دفعہ ہی سادھتا ہے۔

ہم میاں (محمود احمد) صاحب سے استفسار کرتے ہیں کہ جب آپ میں مقابلہ میں نکلنے کی ہمت نہیں تو آپ کس برتے پر چیلنج کیا کرتے ہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ آپ ایسے چیلنج نہ دیا کریں تاکہ آپ کا بھرم نہ کھلے۔

میاں صاحب صرف اپنے بھولے بھالے مریدوں پر اپنی علمی سطوت قائم رکھنے کے لئے یہ پاپڑ بیلتے ہیں لیکن درحقیقت ان میں جان نہیں ہوتی اور نہ میاں صاحب اس میدان کے مرد ہیں، ورنہ وہ چیلنج قبول کر کے ضرور میدان میں نکلیں۔

تفسیر نویسی کے چیلنج کی طرح میاں (محمود احمد) صاحب حضرت امیر (مولوی محمد علی) کو تعلّی آمیز اور غلیظ الفاظ میں مباہلہ کی دعوت دی۔ حضرت امیر نے اس دعوت کا دنداں شکن جواب

دیا اور میاں (محمود احمد) صاحب کے تین جھوٹ پیش کر کے انہیں مباحثہ اور مباہلہ کی دعوت دی اور اس دعوت کو،

میاں محمود احمد صاحب جواب دیں،

کے عنوان سے پیغام صلح میں چوکھٹہ کے اندر بار بار شائع کیا۔لیکن میاں (محمود احمد)صاحب کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔صرف الفضل نے مدعی سست گواہ چست کا مصداق بنتے ہوئے لکھا کہ پہلے ان الزامات کا ثبوت پیش کیجئے۔لیکن کوئی اس عقل کے دھنی سے پوچھے کہ ثبوت پیش کرنے کیلئے ہی تو دعوت مباحثہ دی جا رہی ہے۔اگر ان الزامات کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو میاں (محمود احمد) صاحب کو اس چیلنج کے قبول کرنے میں خوف کیوں ہے؟ انہیں فوراً اس چیلنج کو قبول کرنا چاہیے۔آخر میاں صاحب اس چوکھٹے کا جواب کیوں نہیں دیتے کیا۔ پیغام صلح کا یہ چوکھٹہ انہیں نظر نہیں آتا؟ (پیغام صلح لاہور۔۱۳ستمبر ۱۹۴۴ء ص ۳)

میاں صاحب مجھ سے مباہلہ کر لیں

(خطبہ محمد علی فرمودہ ۹ مارچ ۱۹۴۵ء)

میں نے میاں (محمود احمد)صاحب کو بحث کے لئے بھی بار بار بلایا اور ساری شرطوں کو چھوڑ دیا مگر وہ نہ نکلے۔مگر اب میں ان کو ایک اور چیلنج دیتا ہوں۔میں ان امور پر ان سے مباہلہ کرنے کے لئے بھی تیار ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کر لیا کرتا تھا۔اور نہ حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کے مریدوں میں بھی یہ چرچا ہوا کہ حضرت (مرزا غلام احمد)صاحب کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

وہ نکلیں اور میرے ساتھ مباہلہ کر لیں۔

مباہلہ سے پہلے مباحثہ بھی خود ہو جائے گا کیونکہ وہ پہلے اس بات کا ثبوت پیش کریں گے کہ حضرت (مرزا غلام احمد)صاحب نے فلاں فلاں جگہ یہ فرمایا ہے کہ میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا او حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کے مریدوں نے فلاں وقت اکٹھے ہو کر یہ کہا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا اور بعد میں حلف اٹھائیں کہ

۱۔حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور اپنی سابقہ تحریروں کو منسوخ قرار

دے دیا تھا۔

۲۔حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو میں لفظ نبی کی تشریح کیا کرتا تھا وہ غلط تھی۔

۳۔حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کے مرید آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اور میں (محمد علی لاہوری) حلف اٹھاؤں گا

۱۔حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کیا، نہ اپنی پہلی کتابوں کو منسوخ قرار دیا۔

۲۔حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب نے کہیں نہیں فرمایا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

۳۔حضرت صاحب کے مریدوں میں آپ کی زندگی میں کبھی یہ چرچا نہیں ہوا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

یقیناً یا میاں صاحب ان باتوں میں جھوٹے ہیں یا میں جھوٹا ہوں یہ واقعات ہیں جن میں ایک فریق ضرور جھوٹ بول رہا ہے اس لئے اگر وہ صرف مباحثہ سے ان باتوں کو ثابت کرنا چاہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں اور اگر وہ ان میں مباہلہ کرنا چاہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ (پیغام صلح لاہور ۲۱ مارچ ۱۹۴۵ء ص ۵)

کیا میاں محمود احمد مباہلہ کے لئے تیار ہیں

میں نے حلف اٹھائی وہ بھی حلف اٹھائیں

(مولوی محمد علی لاہوری لکھتے ہیں) دسمبر ۱۹۴۴ء کے سالانہ جلسہ قادیان پر میاں محمود احمد صاحب نے جمع شدہ مریدوں کو خوش کرنے کے لئے بڑے زور سے یہ دعوی کیا تھا کہ میں ان کے ساتھ اختلافی مسائل اور حضرت مسیح موعود کے دعوی نبوت اور تکفیر اہل قبلہ پر بحث کے لئے نہیں نکلتا حالانکہ وہ مجھے بار بار بلا چکے ہیں یہ دعوی چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق تھا مباحثہ کے لئے ہمیشہ میں انہیں بلاتا رہا۔ دعوتوں پر دعوتیں دیں۔ ایک ایک سال

میں دس دس دفعہ بھی دعوت دی گئی مگر انہوں نے ہمیشہ گریز کیا اور اکثر اوقات خاموشی اختیار کی .... (پیغام صلح لاہور ۸۔ اگست ۱۹۴۵ء مطابق ۲۹ شعبان ۱۳۶۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۲۔ ص ۱)

مولوی محمد علی کا اعلان

میں اس بات پر جماعت قادیان کے پیشوا (مرزا محمود) سے مباحثہ کے لئے بھی تیار ہوں۔ مباہلہ کے لئے بھی تیار ہوں:

کیا حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ اپنی نبوت کے متعلق یا آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہونے کے متعلق تبدیل کیا تھا۔

۱۔ ہم اور جماعت قادیان دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو نبی ہونے سے انکار کیا اور اپنا دعویٰ محدثیت قرار دیا۔ اور نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم قرار دیا اور آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو مفتری اور کذاب قرار دیا۔

اختلاف ہم میں اور جماعت قادیان کے پیشوا میں صرف یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ۱۸۹۱ء سے لے کر اپنی وفات تک اسی عقیدہ پر قائم رہے، اور جماعت قادیان کا پیشوا (مرزا محمود احمد) لکھتا ہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا، خود نبوت کا دعویٰ کیا اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا قرار دیا۔

۲۔ ظاہر ہے کہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ کا ثبوت پیشوائے قادیان کے ذمہ ہے۔ اگر وہ اس دعویٰ کو ثابت نہ کر سکیں تو صاف ثابت ہو گا کہ قادیان والوں کا حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا محض افتراء ہے۔

۳۔ میں نے بارہا جناب میاں (محمود احمد قادیانی) صاحب کو اس بات پر مباحثہ کے لئے دعوت دی ہے اور یہاں تک بھی لکھ دیا کہ میں صرف ان کی جماعت کے پانچ یا سات اصحاب ثالث ٹھہراؤں گا مگر جناب میاں صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دیتے۔

۴۔ میں نے بلکہ ہم میں سے ستر آدمیوں نے اس بات پر حلف اٹھائی کہ ہم نے ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت کی بیعت کی اور جس عقیدہ پر ہم نے بیعت کی تھی کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہے

اسی عقیدہ پر آپ کی وفات تک قائم رہے اور ۱۹۰۱ء میں حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب نے اپنا عقیدہ در بارہ نبوت تبدیل نہیں کیا۔

۵۔ آج تیس سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہم اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ جماعت قادیان کے ستر آدمی یہ حلف اٹھائیں کہ انہوں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت صاحب کی بیعت آپ کے دعوی محدثیت پر ہی کی تھی اور اس وقت وہ نبوت جو آنحضرت ﷺ پر ختم سمجھتے تھے مگر ۱۹۰۱ء میں انہوں نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور اس کے بعد نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم نہیں سمجھتے تھے اور حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننا شروع کر دیا تھا کیونکہ ۱۹۰۱ء میں انہیں علم ہو گیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہے خود میاں صاحب (محمود احمد) سے ایسی حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا مگر ساری جماعت قادیان تیس سال سے خاموش ہے خود میاں صاحب بھی خاموش ہیں

۶۔ پھر میں نے آخری حجت شرعی کی طرف رجوع کیا کہ میاں صاحب اس بات پر مجھ سے مباہلہ کر لیں کہ کیا ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ اپنی نبوت کے متعلق اور آنحضرت ﷺ پر ختم نبوت کے متعلق تبدیل کر لیا تھا مگر میاں صاحب پھر بھی خاموش رہے۔

۷۔ لیکن میاں صاحب کے مرید مجھ سے یہ سوال کرتے چلے جاتے ہیں کہ میں میاں صاحب سے مباہلہ کرنے کے تیار ہوں۔ اور کس بات پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تمام شکوک کو رفع کرنے کے لئے پھر اسی بات کا اعلان کرتا ہوں کہ

۸: میں اس بات پر کہ کیا ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا یعنی ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم مانتے تھے اور آپ کے بعد دعوی نبوت کرنے والے کو مفتری اور کذاب اور ملعون قرار دیتے تھے اور اپنا دعوی صرف محدثیت کا سمجھتے تھے مگر ۱۹۰۱ء میں آپ نے یہ اعلان کیا کہ نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہے اور خود بھی دعوی نبوت کیا۔ میاں صاحب کے ساتھ مباحثہ کے لئے تیار ہوں اور اس کے لئے صرف ان کے مریدوں ہی کو ثالث بنانے کے لئے بھی تیار ہوں جن میں ایک سر ظفر اللہ خان بھی ہوں گے۔

۹۔ ثالث بنانے سے یہ لازم نہ آئے گا کہ میاں (محمود احمد) صاحب اپنے مریدوں کے فیصلہ کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنے عقیدہ سے توبہ کریں مگر لوگوں کی غلط فہمی رفع ہو جائے گی لیکن اگر میاں صاحب اس میں اپنی خفت سمجھتے ہیں تو میں اس شرط کو بھی چھوڑتا ہوں اور بلا شرط ان

کے ساتھ ایک مباحثہ کے لئے تیار ہوں جو خواہ مجمع عام میں ہو یا صرف بذریعہ تحریرات ہو۔ باقی شرائط وہ جو چاہیں رکھ لیں میری طرف سے صرف یہی شرط ہے کہ موضوع بحث صرف اس قدر ہوگا کہ کیا ۱۹۰۱ء میں حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کیا یا نہیں

۱۰۔ میاں صاحب چاہیں تو اسی موضوع پر میں مباہلہ کے لئے بھی تیار ہوں۔ یہ مباہلہ وہ چاہیں تو تنہاء مجھ سے کرلیں اور چاہیں تو دونوں طرف سے ایسے لوگوں کو بھی شامل کرلیں جنہوں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی اور اگر وہ اب ۱۹۰۱ء کو تاریخ تبدیلی عقیدہ نہیں مانتے جیسا کہ ان کے بعض مریدوں کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے تو جو تاریخ اس تبدیلی کے لئے تجویز کریں میں اسی پر مباحثہ اور مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں اس تحریر کا جواب میاں صاحب کے اپنے قلم سے مانگتا ہوں۔ خاکسار محمد علی

(پیغام صلح لاہور ۲۱۔ اگست ۱۹۴۶ء ص ۲)

کیا یہ مطالبہ حلف ہے یا پانی بلونا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی جماعت میں یہ خاص وصف ہے کہ وہ علم مناظرہ میں گفتگو مرکز پر نہیں لاتی، ادھر اودھر کی باتوں میں وقت ضائع کر کے اپنے ناظرین کی آنکھوں میں دھول بلکہ اشک آور گیس ڈال کر انکی آنکھیں بند کر دیتی ہے۔

۱۹۲۳ء سے یہ جھگڑا چلا آرہا ہے کہ مجھ سے مطالبہ حلف کیا جا رہا ہے۔ بارہا اس کا جواب دیا گیا۔ لطف یہ کہ میں ان لفظوں میں حلف اٹھاؤں جو وہ تجویز کریں، نہ کہ خدا اور رسول کے فرمودہ الفاظ میں۔

ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۴۷ء میں یہ آیت لکھی تھی یقول الذین کفروا لست مرسلاً اس سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ منکرین رسالت کا یہ مقولہ ہے کہ اے پیغمبر تو رسول نہیں ہے۔ یہ ہیں دراصل انکاری الفاظ۔ حلف اگر آئے تو انہی لفظوں پر آنی چاہیے یعنی ما کان مرزا رسولاً ولا نبیاً۔ حلف کا لفظ

لگا کر یوں فقرہ بنے گا و اللہ ما کان مرزا رسولاً و لا نبیاً و لا ملھماً صا دقاً۔ بس اس سے زیادہ اور کوئی لفظ حلف اٹھانے کا نہیں ہے کیونکہ اسی کے جواب میں پیغمبر ﷺ کو حلف یوں سکھایا گیا قل کفی باللہ شھیداً بینی و بینکم

مدیر الفضل کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی یا اس نے تجاہل سے کام لیا ہے لکھتا ہے کہ اس آیت میں کافروں کا قول نقل ہے حلف کے الفاظ نہیں ہیں۔ ان لوگوں کو علم معانی کے اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیے کہ حلف تاکید حکم کے لئے ہوتا ہے بس حکم یہاں کیا ہے لست مرسلاً پر حلف لگا کر و اللہ لست مر سلاً کہنے سے حلف ہو گیا اور مجیب کو کہتے ہوئے یہ بھی نہیں سوجھی کہ اگر یہ مطالبہ حلف نہیں ہے تو آپ منکرین صداقت مرزا سے کیوں حلف طلب کرتے ہیں کیا آپ یا مرزائی شریعت کے بانی ہیں۔ کوئی دلیل پیش کرو جس سے یہ ثابت ہو کہ منکرین صداقت مرسلین سے مطالبہ حلف کرنا چاہیے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے البیّنة علی المدعی آپ مدعی ہیں دلیل پیش کرو ورنہ مطالبہ حلف چھوڑ دو۔ اس جماعت کی کجروی کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ قادیانی نبی نے جو مضمون حلف کے ساتھ شائع کیا تھا جس کے الفاظ تھے قل ای و ربی انه لحق (اشتہار آخری فیصلہ) اس کو تو مانتے نہیں اور مخالفوں سے مطالبہ حلف کرتے ہیں۔ بس دو ہی باتیں ہیں یا تو مرزا صاحب کے بیان کو جو آخری فیصلہ کی صورت میں شائع ہوا تھا تسلیم کریں جس سے تمام جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں یا اپنے مطالبہ حلف کا ثبوت قرآن و حدیث سے دیں

گر ز عشقت خبرے ہست بگو اے واعظ
ور نہ خاموش کہ ایں شور وفغاں چیزے نیست

قادیانی حلف کی ابتداء اور انتہاء۔ ا

(مطالبہ حلف کے متعلق مولوی عبداللہ صاحب معمار نے ایک بسیط مضمون لکھا ہے جسکا ابتدائی حصہ ذیل کی سطور سے شروع ہوتا ہے ہمارے ناظرین عموماً اور سکندر آبادی (دکن) اور حیدر آبادی (دکن) خصوصاً اس سلسلہ کو پڑھ کر رسالہ کی صورت میں شائع کر دیں تو مفید ہو گا۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

الحمدلله وحده والصلوة و السلام علی من لا نبی بعده

قادیانی تحریک کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یا یوں کہیے کہ یہی ایک خوبی اس مذہب میں ہے کہ اپنے مشن کی جو سراسر اغلاط و اباطیل کا مجموعہ ہے تبلیغ ایسے پر پیچ طریقوں سے کرتے ہیں کہ عوام تو عوام بعض خواص بھی بہک و بھٹک جائیں خود اس مذہب کے بانی جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اقرار ہے کہ میں نے ایسے طریقہ سے اپنی مسیحیت کی بنیاد رکھی تھی کہ علماء اسلام اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکے، انہوں نے قبول کرلیا اور پیچ میں پھنس گئے (رسالہ اربعین نمبر۲ ص ۲۱)

مگر بحکم ان عبادی لیس لك علیهم سلطان ۔ اکثر علماء جن میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری آج کل پیش پیش ہیں مرزا جی کے کسی داؤ میں نہ آئے۔ جب مرزا جی نے کوئی پیچ باندھا انہوں نے اسے تار تار کرکے بکھیر دیا جس سے دن بدن قادیانی رسوائی یا باصطلاح جماعت احمدیہ عزت افزائی الم نشرح ونمایاں ہوتی گئی حتی کہ تنگ آکر مرزا جی نے مولانا صاحب کو خدا کی قسم دے کر مباحثہ کی دعوت دی کہ آپ قادیان آکر میری پیش گوئیوں (جن پر آپ ہمیشہ اعتراضات کرتے رہتے ہیں) کی پڑتال کریں میں بھی حلفیہ وعدہ کرتا ہوں کہ میری ہر ایک پیش گوئی (جسے آپ غلط ثابت کر دیں گے) کے عوض ایک سو روپیہ فی پیش گوئی دوں گا مزید برآں یہ کہ ایک لاکھ روپیہ اپنے مریدوں سے بھی دلواؤں گا۔ (خلاصہ رسالہ اعجاز احمدی۔ ص ۲۳)

مرزا غلام احمد صاحب کا خیال تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب شائد قادیان آنے سے جھجکیں مگر مولانا صاحب اس فدائے حق گروہ کے امام ہیں جن نے فرائض تو فرائض معمولی سنتوں کے قیام وتر وتج کی حمایت میں بھی گھر بار لٹا دیا جانوں تک کو قربان کر دیا۔ لہذا آپ اس دعوت کو فتح ونسرت کا پیام آسمانی سمجھ کر بصد مسرت و بصد شان دلیرانہ قادیان میں تشریف لے گئے اور جاتے ہی مرزا صاحب کو اطلاع دی کہ

ہم وہ نہیں کہ دون کی بیٹھے لیا کریں
ہم وہ نہیں کہ دور سے دعوے کیا کریں
اپنا تو یہ ہے قول کہ آئے ہیں آیئے
دعوی اگر کیا ہے تو کچھ کر دکھایئے

مولوی ثناء اللہ صاحب کی آمد کی اس اطلاع سے جناب مرزا غلام احمد صاحب کے حواس مقدسہ پر جو اثر ہوا اسکا اندازہ ان اخلاقی فقرات سے لگا یئے جو مرزا صاحب قادیانی نے استعمال فرمائے کہ

آپ چوروں کی طرح آ گئے آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیئے جائیں گے۔

اس مسیحانہ خوش آمدید کے بعد مباحثہ پر آمادگی بایں الفاظ ظاہر کی کہ:

میں اپنے رسالہ انجام آتھم میں خدا تعالی سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کروں گا۔

(اہلحدیث امرتسر ۳۱ جنوری ۷ فروری ۱۹۴۷ء ، ۸۔۱۵ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۵۔۶ ص ۱۴۔۱۵)

قادیانی حلف کی ابتداء اور انتہاء ۔۲

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

اولاً تو یہی سیاہ نہیں بلکہ چٹا جھوٹ ہے کہ انجام آتھم کے اندر مرزا غلام احمد صاحب کا خدا سے کوئی اس مضمون کا عہد مرقوم ہے۔ دوم گذارش ہے کہ بفرض محال کوئی ایسا عہد کیا جا چکا تھا تو پھر مرزا صاحب قادیانی اپنے اس عہد پر قائم کیوں نہ رہے کیوں انجام آتھم مرقومہ ۱۸۹۷ء کے بعد تقریباً ۵ سال بعد رسالہ اعجاز احمدی مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے اندر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مباحثہ کی دعوت دی

کیوں کر مجھے باور ہو کہ ایفاء ہی کریں گے
کیا وعدہ کر کے انہیں کر کے مکرنا نہیں آتا

خیر یہ تو مرزا صاحب کی راست گوئی کا نمونہ تھا آگے ملاحظہ ہو مرزا صاحب نے اس پیالہ کو ٹالنے کی جس طرح کوشش کی اسکا مختصر نمونہ یہ ہے کہ آپ نے لکھا

زبانی مباحثہ تو میں کروں گا نہیں ہاں وہ طریقہ جو مباحثات سے بہت دور ہے وہ یہ ہے کہ ...آپ زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہ ہوں گے صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر کر دیں کہ یہ میرا اعتراض ہے...

آپ نے منہ بالکل بند رکھنا ہوگا جیسے صم بکم ...
تین گھنٹہ تک میں اسکا جواب دے سکتا ہوں ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متنبہ کیا جاویگا (کہ مجھ مسیح موعود نبی اللہ ورسول اللہ جس کے بارے میں الہام ہو چکا ہے ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی میری زبان خدا کی زبان ہے اس پورے گھنٹہ بھر کی تقریر دل پذیر سے تمہاری) اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر پیش کرو۔ آپ کا کام یہ نہیں ہوگا کہ (زبانی بآواز بلند) پڑھ کر سناویں ہم خود پڑھ لیں گے مگر چاہیے کہ وہ (آپ کا سوال بھی) دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو۔ ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ اپنا شبہ (تحریراً) پیش کرتے جاویں گے میں وسوسہ دور کرتا جاؤں گا۔ خدا کی قسم ہے میں اس سے باہر نہیں جاؤنگا۔ آپ آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر لکھ کر (ہمارے دولت خانہ میں) بھیج دیں
پھر (جب میں گھر میں بیٹھ کر اسپر اچھی طرح غور کر کے جواب بنالوں گا اور مشیران خوش تدبیر سے صلاح مشورہ لے چکوں گا تو جس دن مناسب سمجھوں گا) وقت مقرر کر کے مسجد میں مجمع عام کیا جاوے گا اور آپ کو بلایا جاوے گا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیئے جاویں گے۔

(ملخص مکتوب مرزا بنام مولانا ثناء اللہ منقول از الفضل قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء ص ۳)

قارئین کرام! یہ ہے قادیانی مسیح صاحب کے بلند بانگ اور ایک لاکھ پندرہ ہزار روپئہ کی انعامی دعوت کا نمونہ اور یہ ہے اس کا حشر کہ قسم کھا کر دعوت مباحثہ دی اور قسم کھا کر ہی مباحثہ سے انکار کیا نعم ما قیل: ما مواعیدھا ا لاالاباطیل

ہمیں اس پر کسی مزید تنقیدی تبصرہ کی کوئی ضرورت نہیں یہ مکتوب بجائے خود بلند نظر اصحاب کیلئے قادیانی تصویر کے تمام خدوخال کا بے داغ آئینہ ہے یہاں پہنچ کے بے ساختہ ہماری زبان سے بہ تصرف قلیل وہ شعر نکلا جارہا ہے جو میر قاسم علی احمدی اڈیٹر اخبار فاروق قادیان کا کثیرالاستعمال تھا یعنی

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم۔ کبھی کج گام کو سیدھا نہ پایا

ادھر ہمارے محترم مولانا ثناء اللہ کی دریا دلی ملاحظہ ہو کہ آپ نے مرزا صاحب قادیانی کی یہ تمام بے انصافی قبول کرتے ہوئے صرف اتنا لکھا کہ مجھے یہ

سب منظور صرف اتنی درخواست ہے کہ مجھے کم از کم یہ اجازت تو مرحمت فرمایئے کہ میں دو تین سطر کا اعتراض آپ کے مجمع عام میں زبانی پڑھ کر سنایا کروں۔

خدا جانے مولانا صاحب کی صوت میں کون سا ایٹم بم پنہاں تھا کہ قادیانی حضرت قرآن پاک کی آیت یجعلون ا صابعھم فی آ ذانھم من الصواعق حذر الموت کے مصداق بن کر اس آواز کے سننے سے یکسر انکاری ہو گئے۔

احمدی دوستو! تم لاکھ کان بند کرو فرمان خداوندی واللہ محیط بالکافرین یکاد البرق یخطف ابصارھم کا جلوہ چار دانگ عالم میں ضوء فگن ہو رہا ہے، اور ہوتا جائے گا۔

اس کے بعد کئی سال تک ادھر اودھر سے مضامین لکھے جاتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۰۷ء میں پھر قادیان سے آواز اٹھی کہ ہمارے نبی اللہ کو اگر پرکھنا ہے تو مولوی ثناء اللہ قسم کھا کر پرکھ لے۔ (الحکم قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء ص ۱۱)

مگر جب مولانا ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہل حدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں منظوری کا اعلان شائع کیا تو مرزا صاحب نے جھٹ اپنے فرار کا پروگرام مرتب فرما کر اخبار الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء و اخبار بدر ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں لکھ دیا:

> خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں حضرت اقدس (مرزا) نے پھر بھی اس پر رحم کر کے فرمایا کہ یہ مباہلہ (ثنائیہ) چندروز کے بعد ہو جب کہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے ... یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دی جاوے گی.. اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہو گا کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے (یہ فقرہ بھی قادیانی راست بیانی کا گواہ ہے کہ مولوی صاحب کو قادیانی کذب پر حلف اٹھانے کی دعوت خود دی ہے مگر یہاں لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کا چیلنج مباہلہ منظور کر لیا ہے، حالانکہ نہ مولانا نے کوئی چیلنج دیا نہ مباہلہ کا لفظ بولا) اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں درج ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افتراء ہے تو لعنۃ اللہ علی الکا ذبین ایسا ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ اشتہار قسم کے ساتھ یہ لکھ دیں کہ میں

نے اس کتاب کو اول سے آ کر تک بغور پڑھ لیا ہے اس میں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا اپنا افتراء ہے اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنت اللہ علی الکاذبین ان اشتہارات کے شائع ہونے کے بعد اللہ تعالی خود ہی فیصلہ کر دے گا اور صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔

حضرات! ملاحظہ فرمایئے کہ دعوت تو دی تھی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب، مرزا جی کے کاذب ہونے پر قسم کھالیں، مگر ادھر سے آمادگی دیکھ کر اسے حقیقۃ الوحی کی اشاعت پر ٹال دیا۔ اور وہ بھی اس پر تزویر رنگ میں کہ یہ مباہلہ چندروز بعد ہو۔ یعنی اس کا نام مباہلہ رکھدیا جس میں دونوں فریقوں کا داخل وشامل ہونا لازم ہے۔

کہاں یک طرفہ حلف اور کہاں مباہلہ؟

اس کی تہ میں راز یہ ہے کہ قادیانی حضرت نے اسکا نام مباہلہ رکھ کر کتاب حقیقۃ الوحی کی اشاعت کے بعد تک اسلئے اسے ملتوی کیا کہ وہ اس کتاب کے صفحہ ۶۸ پر لکھ چکے تھے کہ:

میں کافی مقدار دیکھنے کے بعد مباہلہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں

(اہلحدیث امرتسر ۱۴ فروری ۱۹۴۷ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۷ ص ۴۔۵)

خلیفہ قادیان سے ایک سوال

جناب خلیفہ صاحب! الفضل ۱۷ ستمبر ۱۹۴۶ء میں آپ کی مجلس علم وعرفان کے تحت جو مضمون شائع ہوا ہے اس میں آپ نے فن لینڈ کے مسلمانوں کے سوال اور ہندو اخبارات کی تنقید کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

ہمارے مذہب میں تو اس سوال کا جواب موجود ہے ایک صحابی نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جب چھ چھ ماہ کے دن رات ہوں گے تو روزہ کسطرح رکھا جائے اور نماز کس طرح ادا کی جائے

تو آپ نے فرمایا اقدروا له قدره یعنی اس صورت میں وقت کا اندازہ کرلو۔ (الفضل مذکور۔ص۲)

آپ کی اس عبارت سے جو آپ نے بحوالہ حدیث بیان کی ہے، صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی علامات سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس زمانہ میں دن رات چھ چھ ماہ کے ہوں گے اور نماز روزہ اندازے سے کیا جائے گا، حالانکہ آپ کے عقیدے کے مطابق مسیح موعود آکر چلے بھی گئے، مگر ہم بڑے بڑے لوگوں سے سنتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کے زمانہ میں دن رات صرف ۲۴ گھنٹے کے ہوتے تھے اور نماز روزہ وقت کے اندازے سے نہیں بلکہ سورج کے حساب سے ادا کئے جاتے تھے ۔امید ہے کہ آپ اس سوال کا تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں گے۔

نوٹ: یہ سوال بذریعہ ڈاک خلیفہ قادیان کی خدمت میں لکھا گیا ہے۔
راقم: حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری مقام بدوملہی ضلع سیالکوٹ

(ہفت روزہ اہلحدیث ۲۱ فروری ۱۹۴۷ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۸ ص ۴)

قادیانی حلف کی ابتداء و انتہاء۔۳

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسریؒ لکھتے ہیں:

برادران! یہ ہے آپ کے، صادق مسیح، کی مقدس کاروائیاں کہ ۶ جولائی ۱۹۰۶ء کو جب کہ آپ کتاب حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۶۷۔۶۸ لکھ رہے تھے (یہ تاریخ کتاب مذکور کے ص ۶۸ پر مرقوم ہے) تو اپنی طرف سے رسم مباہلہ کو ختم، کرنے کا اعلان کر دیا مگر ۱۹۰۷ء میں مولوی ثناء اللہ کو دعوت حلف دی اور خود ہ اسکا نام مباہلہ رکھ کر، یہ مباہلہ، کرنے پر آمادہ وتار ہو گئے اور حقیقۃ الوحی میں کئے ہوئے وعدہ کو مخفی ہوا کے برابر بھی وقعت نہ دی۔

اس پر مستزاد یہ کہ، یہ مباہلہ، پر آمادگی بھی بڑا دکھاوا اور محض دھوکا تھا کیونکہ مباہلہ کا انعقاد حقیقۃ الوحی کی اشاعت وقرأت کے بعد قرار دیا گیا تھا اور اس میں پہلے

ہی سے ، رسم مباہلہ ختم ، کا اعلان موجود تھا۔ اب اگر مولوی ثناء اللہ صاحب بعد ملاحظہ کتاب مذکور مرزا صاحب قادیانی کو بلاتے کہ میں نے اس کتاب کو پڑھ لیا ہے، آپ مباہلہ کے لئے آ یئے ،تو ادھر سے جواب گھڑا گھڑایا پاتے کہ دیکھو یہ مولوی ایسے اور ویسے ہیں ۔ان کو نظر نہ آیا کہ جس کتاب کے پڑھنے کا دعوی ہے اس کے صفحہ ۶۷ پر میں قطعی عہد لکھ چکا ہوں کہ رسم مباہلہ ختم : بس ہو چکی نماز مصلے اٹھایئے

حاصل یہ کہ ایک طرح سے مرزا جی نے بھول بھلیوں کے انداز کے ساتھ مولوی صاحب موصوف سے جان چھڑا لی ۔مگر آخر وہ اور ان کے مشیر و معاون جو اس کھیل میں تقریباً سب کے سب باکمال اداکار تھے، اس بات کو اچھی طرح محسوس کرتے تھے کہ حقیقت میں یہ سب چالیں کسی کام کی نہیں، الٹا دن بدن مزید رسوائی کا موجب ثابت ہوں گی اس لئے انہوں نے مولوی صاحب کو پھانسنے کے لئے ایک نیا دام بچھایا جو بفضل خدا بحکم: خدا شرے برانگیزد کہ در آں خیر ما باشد، احمدیت کے حق میں وبال جان اور بلائے بے درماں بن کر رہ گیا۔

وہ یہ ہے کہ مرزا جی صاحب نے مذکورہ بالا اعلان التوائے مباہلہ کے نو دس دن بعد ہی ایک مضمون تجویز کیا جسے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو تحریر کر کے اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیج دیا، جو اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴ پر بعنوان مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ ،شائع کیا گیا۔

یہ اس ، مباہلہ ، کو ٹالنے کی ایک موثر و مکمل تجویز سمجھی گئی جیسا کہ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جب ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو حقیقۃ الوحی طبع ہوئی، تو مولانا ثناء اللہ صاحب نے مورخہ ۳ جون کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نام پر ایک خط روانہ کیا جس میں لکھا کہ حسب وعدہ مندرجہ اخبار بدر ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء کتاب حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ بھیج دیں تا کہ میں اسے پڑھنے کے بعد آپ کے مجوزہ مباہلہ کی تیاری کروں۔

اس کا جواب یہ ملا کہ،

> مشیت ایزدی نے (اب) آپ کو دوسری راہ سے پکڑا اور حجۃ اللہ (مرزا قادیانی) کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا (مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والی) کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا اسواسطے مباہلہ کے

ساتھ جو اور شروط تھے وہ سب کے سب بوجہ نہ قرار پانے مباہلہ کے منسوخ ہوئے لہذا اب آپ کی طرف کتاب بھیجنے کی ضرورت نہ رہی ۔

(اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء ص ۲)

معزز ناظرین! یہ درگت اس مباہلہ کی بناء گئی ہے جو بڑے طمطراق سے لمبی چوڑی ڈینگوں کے ساتھ مقرر کیا گیا تھا۔

مختصر یہ کہ یک طرفہ حلف کو مباہلہ کی بھول بھلیوں میں گم کر دیا اور مباہلہ کو قادیانی، مشیت الزدی، ایسے وعدہ خور دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیا۔

اب آیئے ہم آپ کو اس نئے فیصلے کی زیارت کرائیں جو بنام آخری فیصلہ مشہور ہے اس میں مرزا صاحب نے بظاہر خدا تعالی کو مخاطب کر کے یہ دعا مانگی کہ:

بسم الله الر حمن الر حيم نحمده ونصلى على رسوله الكر يم
يستنبؤنك احق هو قل اى ور بى انه لحق

اے میرے مالک اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے تو مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر دے اگر مولوی ثناء اللہ حق پر نہیں تو میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر طاعون ہیضہ وغیرہ امراض سے ۔

اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء

یہ دعا جیسی کچھ ہے عیاں راچہ بیان۔ صاف صاف ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب یا مرزا صاحب قادیانی دونوں میں سے جو کاذب ہے، طاعون یا ہیضہ وغیرہ سے پہلے مر جائے۔

جس دن مرزا غلام احمد صاحب نے اس دعا کا مسودہ تجویز کیا، اسی دن الہام بھی اتار لیا کہ اجیب دعوة الداع یعنی دعا قبول ہوگئی۔

اس قبولیت دعا پر اندرونی شہادت یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے ابتداء میں ہی اس پر قرآن مجید کی آیت يستنبؤنك احق هو قل اى و ر بى انه لحق (یعنی سوال کریں گے تجھ سے کہ کیا یہ حق ہے کہہ ہاں خدا کی قسم یہ سچ ہے) تحریر کر کے اسے حق موکد بقسم لکھا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ ضرور ہی سچ سچ واقع ہو کر رہنے والا فیصلہ ہے اور ہو کر رہے گا۔

چنانچہ جب تک مرزا غلام احمد صاحب زندہ رہے احمدی اصحاب اسے فیصلہ کن قرار دیتے رہے، بلکہ شرطیں بھی لگائی گئیں کہ اگر مرزا صاحب پہلے مرجائیں تو ہم مرزائیت چھوڑ دیں گے (مفصل دیکھو رسالہ مرقع قادیانی بابت ماہ اگست ۱۹۰۷ص ۷) مگر جوں ہی کہ حسب فیصلہ خود مرزا صاحب قادیانی ہیضہ کی بیماری سے فوت ہوئے (ملاحظہ ہو رسالہ حیات ناصر صفحہ ۱۴ جو مرزا صاحب قادیانی کے خسر کا خود نوشت ہے) جس پر کہا گیا:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر ۔ کذب میں پکا تھا پہلے مرگیا

وہیں مرزائی مرزائی جماعت نے پلٹا کھایا کہ یہ فیصلہ ہوا بھی نہیں، مولوی ثناء اللہ نے تو اسے مانا ہی نہیں، کبھی کہا ہوا کیا یہ دعا قبول نہ ہوئی ۔ آنحضرت ﷺ کی بھی کئی دعائیں قبول نہ ہوئی تھیں (مقولہ فرشتہ مرزا مولوی محمد احسن مندرجہ رسالہ ریویو نمبر ۱۷، ۱۹۰۷ء ص ۲۳۸) (حدیث میں ہے کہ مسیح ابن مریم کے ساتھ فرشتے اتریں گے مرزا صاحب نے کہا کہ ایک فرشتہ محمد احسن ہے۔ اس پر لطف یہ کہ میاں محمود احمد نے اس محمد احسن کو مرتد لکھا ہے، معمار) کبھی یہ کہا کہ چونکہ حضرت کی یہ دعا خدا قبول کر چکا تھا اسلئے وہ وعید کی پیشگوئی ہوگئی (جس میں عندالمرزا التواء جائز ہے) چونکہ وعید کی پیش گوئی میں اصلی غرض اصلاح ہوتی ہے اسلئے وہ اسی رنگ میں پوری ہوئی خدا نے اسے (ثناء اللہ کو) ڈھیل دے دی، مگر الہام منسوخ نہیں ہوئے، وہ تو جب تک یہ مرتا نہیں اس کے ساتھ ہیں (مفہوم رسالہ صادقوں کی روشنی مصنفہ میاں محمود احمد۔ ص ۴۱)

کبھی یہ عذر بنایا کہ، حضرت اقدس طریق فیصلہ مندرجہ اشتہار ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء پر حسب ایماء الہی قائم نہیں رہے۔ آپ نے شرط مندرجہ اشتہار ... یعنی اس امر سے کہ ثناء اللہ میری زندگی میں ہلاک ہوگا رجوع کر لیا تھا۔ قول منشی صادق حسین احمدی مختار اوٹاوہ مندرجہ اخبار بدر ۲۰ اگست ۱۹۰۸ء۔

غرضیکہ بے چارے عجیب مصیبت میں پھنسے ہوئے بوکھلائے اور گھبرائے ہوئے پھر رہے ہیں مگر دوکان چل چکی ہے، ہزاروں لاکھوں کے وارے نیارے ہو رہے ہیں، ماننے والے بھی بیسیوں اقسام کے صنعتی تجارتی ملازمتی ناطہ داری وغیرہ مفاد کے جکڑ بندوں میں جکڑ ہوئے ہیں، اس لئے توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی ۔ سر اڑائے جاتے ہیں، لاکھ سمجھاؤ دلائل سے قائل کرو ان کی ایک ہی اڑ ہے:

میں وہ نہیں ہوں کہ تجھ بت سے دل میرا پھر جا

(ہفت روزہ اہلحدیث ۲۱ فروری ۱۹۴۷ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۸ ص ۶)

قادیانی حلف کی ابتداء اور انتہاء۔۴

منشی محمد عبداللہ معمار سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

ادھر مولانا ثناء اللہ صاحب بھی قسم کھا کر پیچھے لگے ہوئے ہیں جب دیکھو آئے دن اخبار میں مرزائیوں کی دونوں پارٹوں کو للکارتے نظر آتے ہیں، مگر مرزائی اصحاب ۱۹۱۲ء کے بعد سے جب کہ لدھیانہ کے اندر فیصلہ ثالثی کی رو سے مبلغ تین صد روپیہ کے سنہری پونڈ مولانا ثناء اللہ صاحب کو بطور جرمانہ و ہرجانہ انعام دے بیٹھے ہیں اس بحث کی طرف رخ کرتے ہوئے کپکپائے جاتے ہیں۔

مگر تابکے، لوگ بھی تنگ کر رہے ہیں کہ آخر یہ ہوا کیا؟ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان خود لکھتے ہیں کہ:

آج کل ہمارے بعض دوست گھبراتے ہیں محمد حسین بٹالوی، ثناء اللہ امرتسری عبدالحکیم (پٹیالوی) وغیرہ پر کیوں عذاب نازل نہیں ہوتا۔

(الفضل قادیان ۲۸ ستمبر ۱۹۱۴ء)

میاں محمود احمد صاحب بظاہر اس کا جواب بھی دیتے ہیں کہ ان کی زندگی سے احمدیت کو بڑا فائدہ ہو رہا ہے مگر اندرونی کیفیت یہ ہے کہ: کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

میاں محمود صاحب اس قدر مضطرب و بے چین ہیں کہ کہیں خواب میں بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نظر آئیں تو آپ کا پہلا سوال ہی یہ ہوتا ہے کہ:

ثناء اللہ کا کیا انجام ہوگا۔ (الفضل ۱۰ مئی ۱۹۴۴ء ص ۶)

میاں محمود احمد صاحب پر کیا منحصر ہے خود قادیانی مسیح صاحب جو دعوی کرتے تھے کہ مجھے کن فیکون کی طاقت اور مارنے جلانے کے اختیارات عطا کئے گئے ہیں، مولانا ثناء اللہ صاحب کے ہاتھوں اس قدر نالاں تھے کہ ایک دفعہ ایک بڑے معزز احمدی سید عبدالجبار سابق شاہ سوات نے لکھا کہ

حضرت! میری بہن پر جن آتا ہے جن کا نام کیکاؤس ہے۔ وہ اپنے آپ کو احمدی بتلاتا ہے۔

مرزا صاحب نے لکھا کہ اس جن کو ہماری طرف سے کہنا کہ:

ایک عورت کے سر کیوں چڑھے ہو۔ اگر تم میں طاقت ہے تو مولوی ثناء اللہ یا محمد حسین بٹالوی کے سر چڑھو۔ (اخبار الفضل ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء ص ۵)

مختصر یہ کہ قادیانی حضرات اس آخری فیصلہ والے مضمون سے اس قدر تنگ آئے ہوئے ہیں کہ انہیں کسی کروٹ چین نہیں آتا گویا وہ زبان حال سے کہتے ہیں

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں
جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

گو منہ سے لاکھ باتیں بنائیں مگر حقیقت یہ ہے کہ حق و دیانت کے تقاضا کی رو سے وہ اپنے آپ کو علمی اور دلائل کی دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ اس لئے وہ کئی سالوں سے لگاتار اس اثر کو مٹانے اور بین شکست کو چھپانے کیلئے نئی بھول بھلیاں تعمیر کر رہے ہیں۔ آئے دن اخبارات و اشتہارات میں جلی سرخیوں کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے حضرت کے کذب پر قسم کھائے ہم ان کو پانچ دس بیس بائیس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

ادھر ہمارے مکرم ومخدوم حضرت مولانا ثناء اللہ کو بھی لدہانہ کا انعام حاصل کر کے مرزائی مال کھانے کی گویا چاٹ لگ گئی کہ وہ ہر وقت تاک میں رہتے ہیں کہ جوں ہی شکار زد پر آئے ایک ہی حملہ میں دبوچ لیں۔

مگر قادیانی اصحاب بھی کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے پورے چوکس کامل چوکنے رہتے ہیں۔ پھنسنے میں نہیں آتے۔ ادھر کا بھلاوا دے کر اودھر نکل جاتے ہیں، اور اودھر سے لگے چھپے ادھر آرخ دکھاتے ہیں۔ انعام بھی ڈبل ہے۔ کاش کہ یہ انعام مرزا محمود احمد صاحب کی جیب سے نکلتا تو بخدا لطف آجاتا، مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس کام کیلئے انہوں نے ایک بھولے بھالے حیدرآبادی بزرگ کو آگے کر رکھا ہے۔

سیٹھ عبد اللہ الہ دین سکندرآبادی صاحب کئی سال سے مذکورہ بالا انعامی اشتہار شائع کر رہے ہیں مگر رنگ وہی بھول بھلیوں کا ہے یعنی لینے دینے کی نوبت ہی

نہ آئے۔

ابتداء اس نئے کھیل کی یوں ہوئی کہ ۱۹۲۳ء میں مولانا ثناء اللہ صاحب حیدر آبادیوں کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے مجالس وعظ میں قادیانی مشن کا تذکرہ ہوتا رہا، تو قادیانی افراد نے اپنی کمزوری اور مولانا ثناء اللہ صاحب کے فولادی دلائل سے چھٹکارا نہ پاسکنے کا احساس کرتے ہوئے سنت مرزا پر عمل کی ٹھانی اور پبلک کا رخ پھیرنے کیلئے یہ چال چلی کہ سیٹھ صاحب مذکور کے نام سے متذکرہ بالا اشتہار چھاپ کر تقسیم کیا کہ:

> مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا صاحب قادیانی کے کاذب ہونے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات پر قسم کھائے اور مدت ایک سال کے اندر درصورت اپنے کاذب ہونے کے عذاب کی موت مانگے تو ہم ان کو مبلغ دس ہزار روپئہ دیں گے۔

مولوی صاحب نے وہیں سکندر آباد میں اس کا جواب دیا کہ چونکہ روپئہ لینے کی صورت میں خطرہ ہے کہ یہ جماعت پروپا گنڈہ کرے گی کہ مولوی صاحب نے روپئہ کے لالچ میں جھوٹی قسم کھائی ہے، اس لئے میں بغیر روپئہ لینے کے قسم کھانے پر آمادہ ہوں مگر اس طرح سے کہ اس حلف کا کوئی فائدہ بھی نکلے۔ یہ تو صریح ظلم ہے کہ حلف اٹھانے کے بعد اگر میں سال کے اندر مرجاؤں تو مجھے جھوٹا مشہور کرکے چاردانگ عالم میں ڈھول پیٹا جاوے اور سال گذار کر زندہ رہوں تو پھر بھی یہ لوگ مجھے صادق مان کر میرے ہاتھ پر مرزائیت سے توبہ نہ کریں۔ پس یہ حلف اسی صورت میں فیصلہ کن اور مفید ہوسکتی ہے کہ خلیفہ صاحب قادیان مع اپنی انجمن احمدیہ کے ممبروں کے ایک دستخطی تحریر مجھے لکھ دیں کہ:

> مولوی ثناء اللہ صاحب قسم کھا کر سال تک زندہ رہا تو ہم سب لوگ خلیفہ قادیان سے لے کر سیٹھ عبد اللہ تک مرزائیت کو چھوڑ کر سیدھے سادھے مسلمان ہوجائیں گے،۔ مفہوم وملخص

مولوی صاحب کا یہ مطالبہ ایسا منصفانہ اور معقول تھا کہ کوئی شریف الطبع صحیح الدماغ انسان اس سے انکار نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب اور

انکے دونوں ماموں جوابھی قادیانی چالوں میں مشاق نہ تھے اس کو مان گئے اور فریقین کے درمیان معاہدات تحریر کئے گئے جو سکندر آباد کے احباب نے قادیانی حلف کی حقیقت، رسالہ کی شکل میں چھاپ دیئے وہ معاہدات درج ذیل ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء مطابق ۶ ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۹ ص ۴۔۵)

مرزا قادیانی اور مولوی محمد علی لاہوری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب موصوف جماعت احمدیہ لاہور کے صدر ہیں آپ نے مسلمانوں سے ایک سوال کیا ہے کہ آپ لوگ مرزا صاحب کو کیوں برا کہتے ہیں وہ نماز پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے۔ اسلام سے ان کو بڑی ہمدردی تھی وغیرہ (اخبار پیغام صلح ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء ص ۴)

مدیر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: ممکن ہے دوسرے مسلمان اس سوال کا جواب کسی اور طرح سے دیں، میں اپنا جواب مختصر لفظوں میں دیتا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی میں یہ برائی تھی جس کی وجہ سے میں ان سے رنجیدہ ہوں وہ جو بات خدا کے نام سے بشکل الہام کہتے تھے وہ جھوٹی ثابت ہوتی تھی تفصیل کیلئے میری کتاب الہامات مرزا ملاحظہ ہو اس لئے موصوف آیت قرآنیہ کے ماتحت آ گئے یا کم از کم میں ان کو اس آیت کے ماتحت سمجھتا ہوں

انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللہ ۔

میرا یہ جواب اگر کسی کو تلخ محسوس ہو، تو اس میں میرا قصور نہیں کیونکہ آپ کے پوچھنے پر یہ جواب دیا گیا ہے

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا اٹھتا ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ مارچ ۱۹۴۷ء مطابق ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۰ ص ۴)

(پیغام ۲۶ مارچ ۱۹۴۷ء ص ۴ پر: مرزا صاحب کی برائی کے عنوان سے شائع ہوا:
۷ مارچ ۱۹۴۷ء کے اہل حدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:
مرزا صاحب میں یہ برائی تھی ... تو اس میں میرا قصور نہیں۔،
مولوی صاحب کی تلخ نوائی کا شکریہ اگر وہ غور کریں تو جو آیت انہوں نے پیش کی ہے وہ حضرت مرزا صاحب کی بجائے خود ان کے مناسب حال ہے کیونکہ اس میں آیات اللہ پر ایمان نہ لانے والوں کو جھوٹے اور مفتری قرار دیا گیا ہے نہ کہ آیات اللہ پیش کرنے والوں کو۔ اس سے پہلی آیات میں ہے قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون کہتے ہیں کہ تو مفتری ہے بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے
پس وہ خود سوچ لیں کہ آیات اللہ کا منکذب کون ہے اور کون آیات اللہ پیش کرنے والے کو مفتری قرار دیتا ہے۔
حضرت مرزا صاحب میں مولوی صاحب کو یہ برائی نظر آئی ہے کہ ان کے الہامات جھوٹے ثابت ہوئے حالانکہ یہی الہامات ہیں جن سے سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں کے ایمان اللہ تعالی کی ہستی پر تازہ ہو گئے اور خدا تعالی اپنے تازہ نشانوں کے ساتھ دنیا پر ظاہر گیا۔ مولوی صاحب کو یہ الہامات جھوٹے نظر آئیں تو اس میں مرزا صاحب کی برائی یا قصور نہیں یہ ان کی اپنی طبیعت کا خاصہ ہے۔ باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست۔ در باغ لالہ روئد و در شور بوم وخس)۔

قادیانی حلف کی ابتداء اور انتہاء۔۵

منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

معاہدہ من جانب احمد فریق

ا۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب اس چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور مسیح موعود اور مہدی ہیں اور نبی ہیں۔

۲۔ یہ عقیدہ احمدیوں کا ہے اس بارہ میں احمدیوں کے بڑے جناب مرزا محمود احمد صاحب ہے اور وہ مرزا صاحب کی صداقت کے بارہ میں منسلکہ حلف نامہ کے موافق قسم کے ساتھ دعا کرنا چاہیے۔

۳۔ اگر یہ خلیفہ قادیان اس موافق دعا کرنے کے لئے راضی نہ ہوئے تو مرزا صاحب کے دعوے جھوٹے سمجھے جاویں گے اور احمدیوں کی طرف سے عبداللہ الہ دین صاحب جی ایم ابراہیم صاحب اورالہ دین ابراہیم صاحب احمدیت سے توبہ کر کے غیر احمدی ہوجانے کیلئے قسم کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔

۴۔ اگر یہ خلیفہ قادیان اس طرح قسم کے ساتھ دعا کرنے کے لئے راضی ہوجائیں اور ان کے مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب بھی قبول کریں تو ایک سال تک نتیجہ کا انتظار کریں اگر مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان وفات پائیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب حیات رہے تو مرزا صاحب کو جھوٹے سمجھ کر تینوں احمدی جن کے نام اوپر درج ہوئے ہیں احمدیت سے توبہ کر کے غیر احمدی ہوجانے کیلئے خدا کی قسم کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔

المرقوم ۱۷ جنوری ۱۹۲۳ء

دستخط عبداللہ الہ دین، دستخط جی ایم ابراہیم، دستخط الہ دین ابراہیم

معاہدہ من جانب محمدی فریق

۱۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب چودھویں صدی کے مجدد ہیں نہ مسیح موعود اور نہ مہدی اور نہ نبی ہیں۔

۲۔ یہ عقیدہ غیر احمدیوں کا ہے اور اس بارہ میں غیر احمدیوں کے بڑے، جماعت اہل حدیث کے جناب مولانا ثناء اللہ صاحب ہیں اور وہ مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کے بارہ میں منسلکہ حلف نامہ کے موافق قسم کے ساتھ دعا کرنا چاہیے۔

۳۔ اگر یے مولانا ثناء اللہ صاحب اس موافق قسم کے دعا کرنے کو راضی نہ

ہوئے تو مرزا صاحب کے دعوے سچے سمجھے جائیں گے اور غیر احمدیوں کی طرف سے خاں صاحب احمد الہ دین غلام حسین الہ دین اور قاسم علی الہ دین غیر احمدیت سے توبہ کر کے احمدی ہو جانے کیلئے قسم کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔

۴۔ اگر یہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس طرح قسم کے ساتھ دعا کرنے پر راضی ہوں اور ان کے مخالف مرزا محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) بھی راضی ہو جائیں تو ایک سال تک نتیجہ انتظار کریں اگر مولوی ثناء اللہ صاحب وفات پائیں اور مرزا محمود احمد صاحب حیات رہیں تو مرزا صاحب کو سچے سمجھ کر ہم تینوں غیر احمدی بھائی جن کے نام اوپر درج ہوئے ہیں غیر احمدیت سے توبہ کر کے احمدی ہو جانے کیلئے خدا کی قسم کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔

۵۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ایسی قسم نہ کھائیں تو تینوں بھائی ایک سال میں جتنے چاہیں اتنے عالموں کو مرزا محمود احمد صاحب کے مقابلہ میں کھڑا کر دیں گے اور ان کو قسم کہلائیں گے اگر ہم تینوں بھائی کسی کو کھڑا نہ کر سکیں تو خدا کی قسم کے ساتھ احمدی ہو جانے کا اقرار کرتے ہیں۔

المرقوم ۱۷ جنوری ۱۹۲۳ء

دستخط خان صاحب احمد الہ دین،

دستخط غلام حسن الہ دین، دستخط قاسم علی الہ دین

مسلمہ ومرتب کردہ حلف نامہ فریقین

برائے مولوی ثناء اللہ صاحب جس پر مولوی صاحب نے دستخط کر دیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میں ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث خداتعالی کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعاوی و دلائل کو بغور دیکھا اور سنا اور سمجھا اور اکثر تصانیف ان کی میں نے مطالعہ کیں اور عبداللہ

الہ دین کا چیلنج انعامی دس ہزار روپیہ والا بھی بغور پڑھا مگر میں نہایت وثوق اور کامل ایمان ویقین سے یہ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کے تمام دعاوی و دلائل جو چودھویں صدی کے مجدد امام وقت مسیح موعود وامتی نبی ہونے کے ہیں وہ سراسر جھوٹ اور افتراء و دھوکہ وفریب اور غلط تاویلات کی بنا پر ہیں ۔ برخلاف اس کے حضرت عیسیٰؑ وفات نہیں پائے بلکہ وہ بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اور ہنوز اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر موجود ہیں اور وہی آخر ہی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے اور وہی مسیح موعود ہیں ۔ اور مہدی علیہ السلام کا ابھی ظہور نہیں ہوا جب ہوگا تو وہ امام مہدی حسب ضرورت تلوار اور جہاد سے بھی کام لیں گے مرزا صاحب نہ مجدد وقت ہیں، نہ مہدی ہیں، نہ مسیح موعود ہیں، نہ امتی نبی ہیں بلکہ ان غلط دعاوی کے سبب میں میں ان کو مفتری اور دجال سمجھتا ہوں ۔ اگر میرے یہ اعتقاد خدا تعالی کے نزدیک جھوٹے اور قرآن اور صحیح احادیث کے خلاف ہیں اور مرزا غلام احمد اپنے دعووں میں خدا تعالی کے نزدیک سچے ہیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ اے قادر خدا ذوالجلال خدا تو تمام روے زمین کا مالک واحد ہے اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے تمام قدرتیں تجھی کو حاصل ہیں تو قہار و غالب ومنعم حقیقی ہے تو علیم وقدیر وسمیع وبصیر ہے اگر میں اپنے اس حلف میں محض ضد وہٹ دھرمی یا ناسمجھی سے کام لے رہا ہوں تو تو مجھ پر ایک سال کے اندر موت وارد کر جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہوتا لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے کہ میں ناحق پر تھا اور حق وراستی کا مقابلہ کر رہا تھا جس کی پاداش میں خدا تعالی کی طرف سے مجھے یہ سزا ملی ۔ آمین آمین آمین

(اس پر مولانا نے ذیل کی عبارت اور بھی چڑھائی کہ) سال تمام ہوکر بھی میں زندہ رہا تو سچا سمجھا جاؤں گا خلیفہ قادیان اسکا اقرار کرے کہ بعد سال قادیانی مذہب سے تائب ہوکر بحکم خداوندی کونوا مع الصادقین میرے ساتھ قادیانی مذہب کی تردید کریں ۔ مفصل یہ بات میں پبلک جلسہ میں اور اشتہار ۶ فروری ۱۹۲۳ء میں ظاہر کر چکا ہوں، دستخط بقلم خود ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

حلف نامہ تحریر کردہ علمائے کرام حیدرآباد دکن جو ۶ مارچ ۱۹۲۳ء کو لکھا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہم مقران خداتعالی کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا بالاتفاق اظہار کرتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں جس عیسی بن مریم اور حضرت مہدی موعود کے آنے کا تذکرہ ہے اس کے لحاظ سے ہم حلفیہ لکھتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ اس بارہ میں مرزا غلام احمد کے جتنے دعوے ہیں وہ سراسر جھوٹ اور افتراء دھوکا اور فریب اور غلط تاویلات کی بنا پر ہیں اور وہ مسیح موعود اور مہدی موعود اور چودھویں صدی کے مجدد اور امام وقت امتی نبی ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ برخلاف اس کے حضرت عیسی وفات نہیں پائے بلکہ وہ آسمان پر اٹھالئے گے ہیں اور ہنوز زندہ موجود ہیں اور وہی قبل قیامت آسمان سے اتریں گے اگر مرزا غلام احمد قادیانی درحقیقت اپنے تمام دعووں میں خداتعالی کے نزدیک سچے ہیں تو اے قادر ذوالجلال خدا تمام زمین و آسمان کا مالک اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے اور تمام قدرتیں تجھی کو حاصل ہیں تو ہی قہار جبار اور غالب اور منعم حقیقی ہے اور تو ہی علیم وخبیر اور سمیع و بصیر ہے پس ہم سب تجھ ہی سے دعا کرتے ہیں کہ ہم سب پر مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب اور ناحق مقابلہ کی وجہ سے ایک سال کے اندر ایسی موت وارد کر کہ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو اور یہ کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی باقی ومحفوظ نہ رہے تاکہ لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے کہ ہم ناحق پر تھے اور حق وراستی کا مقابلہ کر رہے تھے جس کی پاداش میں خداتعالی کی طرف سے ہم سب کو یہ سزا ملی ہے۔ اگر ہم میں سے کوئی ایک بھی باقی رہا تو ہم سب تیر پاس سچے، اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے خلیفہ ثانی مرزا محمود احمد جو ہماری قسم کے مدمقابل ہیں جیسا کہ ہمارا دعوی ہے جھوٹے مفتری کافر دجال و خارج از اسلام ہیں۔ آمین۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ مارچ ۱۹۴۷ء مطابق ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۰ ص ۴۔۵)

بہائی اور مرزائی۔۱

خوب گذرے گی جب مل بیٹھیں گے فرزانے دو

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہماری پرانی تحقیق ہے کہ یہ دونوں گروہ (یعنی بہائی اور مرزائی) قرآن مجید کو گو زبانی طور الہامی مانتے ہیں ،مگر دراصل قرآن مجید سے وہی برتاؤ کرتے ہیں جو اخوان یوسف نے کیا تھا،یعنی قرآن مجید کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جو قرآن بھیجنے والے کے صریح خلاف ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں گروہوں کو اپنے مطلب سے غرض ہے قرآن کی فہم و تفہیم سے مقصد نہیں۔ ہمیں سخت رنج ہوتا ہے جب ان لوگوں کی تحریریں دیکھتے ہیں کہ جھوٹے مدعیان کے دعووں کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ قرآن شریف کی تفسیر ایسی کرتے ہیں جسکے لئے قرآن کی زبان عربی متحمل نہیں ہوتی۔ پھر ایسی تفسیر کا نام معارف اور نکات قرآنی رکھتے ہیں۔

زمانہ گذشتہ میں مسلمانوں میں کوئی بھی فرقہ ایسا نہیں ہوا ہوگا جس نے ایسے غلط دعاوی کئے ہوں جیسے انہوں نے کئے ہیں اور کر رہے ہیں۔ جو صاحب اسکے متعلق مکمل بصیرت حاصل کرنا چاہیں وہ قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) کی تفسیر اور ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری مرزائی کی تفسیریں دیکھیں یا انکی تردید میں ہمارے جواب کا انتظار کریں۔ لطف یہ ہے کہ دونوں مفسر ہمیں معاف فرمائیں اگر سچائی سے کام لیتے ہوئے ہم کہیں کہ اگر امام مالک کا زمانہ ہوتا تو ایسی تفسیریں لکھنے کی وجہ سے امام موصوف آپ کو سزا دلواتے کیونکہ ان کا قول ہے کہ عربی نہ جاننے والا شخص اگر قرآن مجید کی تفسیر کرے گا میں اس کو سزا دوں گا۔ (اتقان سیوطی)

یہ دونوں گروہ نبوت جدیدہ کے قائل ہیں مرزائی مرزا قادیانی کی نبوت اور بہائی شیخ بہاء اللہ کی رسالت کے معتقد ہیں۔ قادیانی قرآن مجید کو منسوخ نہیں کہتے بلکہ

معمول مانتے ہیں اور بہائی قرآن مجید کو منسوخ اور اپنی کتاب اقدس کو اسکا ناسخ مانتے ہیں۔ آج جس مضمون پر ہم نے قلم اٹھایا ہے وہ مضمون خاتم النبیین کا ہے۔

بہائی رسالہ پیامبر بابت مارچ ۱۹۴۷ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں خاتم الرسل نہیں۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ رسول صاحب شریعت جدیدہ ہوتا ہے اور نبی اس کی شریعت کا مطیع ہوتا ہے۔

اے کاش کہ اڈیٹر صاحب ہمیں صرف اتنا بتادیتے کہ منطقی اصطلاح میں رسول اور نبی میں کون سی نسبت ہے۔ یعنی تساوی ہے یا تبائن عموم خصوص مطلق ہے یا عموم خصوص من وجہ، تاکہ اس نسبت پر ہم بھی غور کرلیتے۔ ہاں آپ کے مضمون سے بعد غور وخوض تباین معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ لکھتے ہیں:

پس رسول مطاع ہوتا ہے اور نبی مطیع۔ رسول اور نبی میں یہ فرق کس قدر نمایاں ہے۔ (پیامبر۔ مارچ ۱۹۴۷ء ص ۵)

اور متبائن کا قانون سب جانتے ہیں کہ

لا یجتمعان قط مثلاً الانسان لیس بحجر و الحجر لیس بانسان۔

حالانکہ بعض پیغمبروں کے حق میں یہ دونوں وصف ملتے ہیں حضرت اسماعیل کے حق میں ہے رسولاً نبیاً۔ اور حضرت ابراہیم کے صحیفے کا ثبوت قرآن مجید کی اس آیت سے ملتا ہے صحف ابراهیم و موسی

اور آپ نے بالفاظ قرآن مجید حضرت ابراہیم کو صدیقا نبیا خود تسلیم کیا بلکہ آنحضرت ﷺ کو بھی بحکم قرآن شریف رسول النبی تسلیم کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ رسول اور نبی میں تبائن کی نسبت نہیں ہے جو آپ کے کلام سے مفہوم ہوتی ہے۔ دوسری نسبت یعنی عموم خصوص مطلق سو وہ بھی نہیں ہے کیونکہ آپ نے رسول کو مطاع اور نبی کو مطیع کہا ہے گویا نبی بمنزلہ امتی کے ہے اور رسول بحیثیت شارع کے ہے۔ یا بالفاظ دیگر رسول بادشاہ ہے اور نبی اس کا وزیر ہے۔ جیسے حضرت ہارون تھے اس لئے حضرت موسی کوہ طور پر جاتے ہوئے حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر کر گئے تھے جب واپس آئے تو قوم کی گمراہی کی وجہ سے حضرت ہارون پر عتاب فرمایا۔ پس بقول آپ کے رسول

اور نبی میں چونکہ مطیع اور مطاع کی نسبت ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ رسول نبی نہیں اور نبی رسول نہیں ۔ حالانکہ دونوں کا مادہ اجتماعی قرآن مجید میں جمع نظر آتا ہے پھر بتائیے ان میں نسبت کیا ہوئی ۔ ہم سے پوچھیں تو ہم نسبت تساوی کہیں گے اور جن لوگوں نے ان میں کوئی اور نست بتائی ہے اسکو ہم آپ کے مقابلے کیلئے پیش نہیں کریں گے اور جن دو مفہوموں میں نسبت تساوی ہوتی ہے ان میں سے ایک کا رفع ہونا دوسرے کے رفع کو مستلزم ہوتا ہے مثلاً کہا جائے کہ حجر ناطق ہے اس کا مفہوم صاف ہے کہ حجر انسان نہیں ہے پس آیت خاتم النبیین خاتم الرسول کی قوت میں ہے لا ریب ۔

آگے چل کر بھائی مضمون نگار نے کمال علمی دکھایا ہے جس پر ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ باوجود اہل علم کہلانے کے مصادرہ علی المطلوب کی قباحت بھی نہیں جانتے یعنی متنازعہ امر کو دلیل میں پیش کر دیتے ہیں چنانچہ پیامبر کا نامہ نگار لکھتا ہے:

سورہ اعراف اور قرآن کی دوسری سورتوں میں بار بار واضح طور پر اعلان فرمایا کہ رسول صاحب شریعت آتے رہیں گے ۔ (پیامبر مذکور ۔ ص ۶)

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ہم منتظر تھے اور اب بھی ہیں کہ ہمیں وہ آیت بتائی جائے جس سے بعد رسالت محمد یہ رسولوں کے آنے کا ثبوت ملتا ہو پس مضمون نگار ثبوت دیں یا اس کو مصادرہ علی المطلوب تسلیم کریں ۔ باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مارچ ۱۹۴۷ء مطابق ۴ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۳ ص ۳ ۔ ۴)

قادیانی مشن کی ابتداء اور انتہاء ۔ ۶

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

عبداللہ الہ دین صاحب اور ان کے تینوں بھائی صاحبان کے مابین یہ معاہدہ ہوا ہے کہ اگر علماء غیر احمدی میں سے چند علماء مندرجہ بالا حلف نامہ پر دستخط کر دیں گے تو اس کے مقابل مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ

قادیان دوسرے حلف نامہ پر جسکا مسودہ علیحدہ ہے دستخط کردیں گے اس حلف نامہ کا نتیجہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر غیر احمدی علماء دستخط کنندہ کل علماء میعاد کے اندر فوت ہو جاویں گے تو عبداللہ الہ دین صاحب کے تینوں بھائی احمدی ہو جائیں گے اور اگر کل فوت نہ ہوں یا مرزا محمود احمد صاحب میعاد کے اندر فوت ہو جائیں تو عبداللہ الہ دین صاحب اور ان کے دونوں ماموں احمدیت سے توبہ کریں گے اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی بھی فوت نہ ہو یا فریق غیر احمدی میں سے کل فوت ہوں اور ایک بھی بچا رہے تب بھی عبد اللہ الہ دین صاحب اور ان کے دونوں ماموں احمدیت سے تائب ہو جائیں۔ اس معاہدہ کی بنیاد پر ہم سب اس معاہدہ کے شرائط کے تحت اس حلف نامہ پر بخوشی دستخط کرتے ہیں لیکن اس حلف نامہ کے دستخط کا نفاذ اس تاریخ سے کیا جائے گا جس روز مرزا محمود احمد صاحب کا دستخط شدہ حلف نامہ غلام حسین الہ دین صاحب کے قبضہ میں آ جائے گا اور جس کی میعاد تاریخ ہذا سے زائد سے زائد ایک ماہ ہوگی۔ المرقوم ۲۶ مارچ ۱۸۲۲ء

دستخط۔ مولوی عبدالحی واعظ حیدر آبادی مولوی حکیم مقصود علی خان صاحب مہتمم شفا خانہ یونانی، مولوی خدا داد خان صاحب، مولوی مناظر احسن گیلانی پروفیسر جامعہ عثمانیہ، مولوی ابو الفداء نور محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ دینیات سرکار عالی، مولوی تاج الدین شاہ قادری، مولوی سید عبدالرؤف دہلوی مولوی محمد عبدالغفور حیدر آبادی مولوی محمد عبدالقدیر قادری صدیقی پروفیسر کلیہ جامعہ عثمانیہ وشعبہ دینیات مولانا محمد عبدالرحمٰن حیدر آبادی ، مولوی محمد عمر حیدر آبادی، سید محمد بادشاہ الحسینی القادرئی واعظ مکہ مسجد حیدر آباد، مولوی سید حسین رائے بریلوی، مولوی سید ابراہیم مددگار پروفیسر جامع عثمانیہ، مولوی سید مصطفیٰ قادری مولوی نظام الدین قادری، مولوی عبد اللطیف پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن

حلف نامہ مسلّمہ ومرتب کردہ فریقین برائے حلف میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان (جس پر اس نے دستخط نہ کئے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ میں نے مرزا غلام احمد صاحب کے تمام دعاوی و دلائل کو بغور دیکھا اور سنا اور سمجھا اور اکثر تصانیف ان کی میں نے مطالعہ کیں اور عبداللہ الہ دین صاحب کا چیلنج انعامی دس ہزار والا بھی بغور پڑھا۔ میں نہایت وثوق اور ایمان اور یقین سے کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کے تمام دعاوی و دلائل جو چودھویں صدی کے مجدد و امام وقت مسیح موعود اور امتی نبی ہونے کے ہیں وہ سب درست اور صحیح ہیں اور حضرت عیسیٰ وفات پاگئے ہیں اور وبجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے نہیں گئے ہیں اور نہ اس جسم خاکی کے ساتھ وہ آسمان پر موجود ہیں اور نہ وہ آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے میرا پکا ایمان ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب ہی مسیح موعود اور مہدی مسعود و امتی نبی ہیں اور ان کے سب دعاوی و دلائل کتاب اللہ و صحیح احادیث کے ماتحت ہیں۔

اگر میرے یہ عقاید خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف و صحیح احادیث کے خلاف ہیں اور درحقیقت مرزا غلام احمد صاحب اپنے تمام دعووں میں خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا جو تو تمام روئے زمین کا مالک واحد اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے تمام قدرتیں تجھی کو حاصل تو قہار و غالب و منعم حقیقی ہے تو علیم و سمیع و بصیر ہے اگر میں اپنے اس حلف میں محض ضد اور تعصب اور ہٹ دھرمی یا نافہمی سے کام لے رہا ہوں تو مجھ پر ایک سال کے اندر موت دے تا کہ لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے کہ میں ناحق پر تھا اور حق و راستی کا مقابلہ کر رہا تھا جس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی۔ آمین آمین

معمار: افسوس ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے اس حلف نامہ پر دستخط نہ کئے اور ایک اور ہی حلف نامہ تحریر کر دیا جو یہ ہے

خلیفہ قادیان کا تحریر کردہ حلف نامہ:

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اور یہ یقین رکھتے ہوئے کہ تمام مخلوق کا نیک اور بد اسکے اختیار میں ہے اور وہ جسکو چاہے ترقی دے اور جسے چاہے زندہ کرے اور جسے چاہے مارے مؤکد بعذاب قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی مسعود کہتا ہوں اور اس پر مجھے کامل یقین ہے میرے نزدیک وہ اپنے دعویٰ میں سچے راست باز تھے اور خدا تعالیٰ کی وحی کے مہبط تھے اور اس کے مامور اور مرسل تھے اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں یا اخفاء سے کام لیتا ہوں تو اللہ کا غضب مجھ پر نازل ہو اور وہ کوئی عبرت ناک سزا مجھے دے۔ اے خدا تو اپنے بندوں پر رحم فرما اور ان پر حق کھول دے اور سچائی کے قبول کرنے کے لئے ان کے دلوں کو فراخ کر دے۔

دستخط خاکسار مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ خلیفہ قادیان نے جو الفاظ تحریر کئے ہیں وہ طے شدہ اور مسلّمہ فریقین معاہدہ کے مطابق نہیں ایک تو اس میں عذاب میعادی ایک سال ندارد، دوم یہ کہ بصورت مولوی ثناء اللہ صاحب کے میعاد ایک سال کے اندر نہ مرنے کے مرزائیت سے تائب ہو جانا وغیرہ۔

حالانکہ یہی امور سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے چیلنج کی روح رواں اور انہی پر تمام نزاعوں کے خاتمہ کا انحصار رکھا گیا تھا اب سوال یہ کہ خلیفہ جی نے اس معاہدہ پر دستخط کیوں نہ کئے؟

اگر یہ معاہدہ خلاف شرع تھا یا اسکا مسودہ غیر معقول اور غلط و باطل شرائط پر مبنی تھا جو مذہبی اور دینی نزاع کے معاملات میں فیصلہ کن نہ ٹھہرایا جا سکتا تھا تو کیوں خلیفہ صاحب نے صاف الفاظ کے اندر اس کو واضح نہ کیا بلکہ گول مول ہی رہنے دیا اس کا جواب صاف ہے کہ خلیفی صاحب دراصل اس قسم کے انعامی چیلنجوں کو محض بھول بھلیاں اور دفع الوقتی جانتے ہوئے عمداً ان کی ترویج وتشہیر کو اپنے باطل مذہب کی اشاعت کے لئے موثر ومفید طریق سمجھتے ہیں پس وہ نہ تو اس کو اپنے مذہب کے صدق

وکذب کا معیار مان سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو واضح الفاظ میں غلط کہہ سکتے ہیں

خرابی میں پڑا ہے سینے والا جیب و داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

الحاصل خلیفہ صاحب نے طے شدہ معاہدہ کی پابندی نہیں کی اب ایمان و دیانت کا تقاضا تو یہی تھا کہ سیٹھ عبداللہ صاحب اور ان کے ماموں صاحبان جو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر دستخط کر چکے تھے کہ اگر خلیفہ صاحب قادیانی (مرزا محمود احمد) نے اس معاہدہ کو تسلیم نہ کیا تو ہم مرزائی مذہب چھوڑ دیں گے اپنے اس وعدہ حلفیہ کو پورا کرتے مگر مرزائی اور دیانت داری ضدان مفترقان

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے نہ صرف قرآن مجید کی آیات مثل ان العهد كان عنه مسؤلا سے ہی کھلم کھلا بغاوت کر کے اپنے دستخطی اور مسلمہ حلفی معاہدہ کی پابندی نہ کی بلکہ اس معاہدہ سے واقف حال ہزارہا بندگان خدا سے بھی حیا نہ کرتے ہوئے اپنی اس اشتہار بازی کو آج تک جاری کر رکھا ہے اس کے جواب میں ادھر سے مولانا ثناء اللہ صاحب بھی غافل نہیں بلکہ مسلسل جوابات دیتے رہے ہیں جن کی مختصر سی فہرست درج ذیل ہے

۱۹۲۱ء قادیان کے اسلامی جلسہ میں حلف اٹھائی جس کا ذکر خود قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء میں بایں الفاظ درج ہے کہ:

میں (ثناء اللہ) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ایمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔

۱۹۲۲۔ اخبر اہل حدیث میں دو دفعہ بجواب اشتہار سیٹھ عبداللہ مضمون لکھا (رسالہ: حلف کی حقیقت۔ص ۵)

۱۹۲۳ء سکندر آباد میں متعدد بار ہزاروں کے بھرے جلسوں میں قسم کھائی نیز فریقین کے طے شدہ معاہدہ کے مطابق قسم کھائی اور اس پر دستخط کئے جیسا کہ اوپر نقل کیا جا چکا ہے نیز ۶ فروری ۱۹۲۳ء کو اس مضمون کا ایک اشتہار بھی شائع کیا۔

۱۹۲۶ء۔۲۔ اپریل کو ایک اشتہار دیا جس کی سرخی ہی یہ تھی: خدا کی قسم

۱۹۳۴ء اخبار اہل حدیث ۲۶ جنوری میں مضمون لکھا نیز ۱۲ اپریل کو ایک مفصل ومدلل

اشتہار شائع کیا جو محمدیہ پاکٹ بک طبع دوم کے صفحہ ۶۳۸ تا ۶۴۴ پر ہم نے درج کر دیا ہوا ہے۔

۱۹۴۰، اخبار اہل حدیث امرتسر ۹ فروری میں مضمون لکھا۔ دیکھو رسالہ حلف کی حقیقت طبع دوم صفحہ ۲۔۸

نیز ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو اشتہار، خدا کی قسم، شائع کیا۔ دیکھو: رسالہ حلف کی حقیقت صفحہ ۳۳۔۳۶

۱۹۴۴ء۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۵۔۲۲ ستمبر، و ۲۹ ستمبر پھر ۲۷۔ اکتوبر کو مضمون لکھا جسے سکندر آبادی جماعت نے بصورت اشتہار بھی شائع کیا۔

۱۹۴۵ء۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اکتوبر پھر ۲۰۔ اکتوبر میں مضمون لکھا۔

۱۹۴۶ء۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۱ جنوری یکم فروری یکم مارچ ۲۴ مئی میں متعدد مضامین لکھے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اب بھی تیار ہیں

اگر چہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ہمیشہ سے ہی یہ روش اختیار کئے ہوئے ہیں جس کی رو سے فیصلہ کی نوبت ہی نہ آئے محض چورن فروشوں کی طرح لفاظی سے بھرے ہوئے اشتہارات کے ذریعہ نام مشہور کرر ہے ہیں یہاں تک کہ قسم کھا ۱۹۲۳ء میں جو معاہدہ کیا تھا اس پر بھی قائم نہ رہے تاہم مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اب بھی اس پر آمادہ وہ تیار ہیں کہ ۱۹۲۳ء کے اسی طے شدہ معاہدہ پر از سر نو فیصلہ ہو جاوے کہ سیٹھ صاحب اس معاہدہ پر میاں محمود احمد صاحب کے دستخط کرا دیں اللہ اللہ خیر صلی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مارچ ۱۹۴۷ء مطابق ۴ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۳ ص ۴۔۵)

بہائی اور مرزائی۔۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

صوبہ یوپی کے صدر مقام الہ آباد کے نزدیک دونوں دریا (گنگا جمنا) مل جاتے، ہیں پھر تھوڑی دور جا کر اپنی اپنی راہ لے لیتے ہیں۔ اسی طرح قادیانی اور بہائی

اجزاء رسالت میں متفق ہو کر آگے چل کر جدا ہو جاتے ہیں۔ بہائی مستقل رسالت کے قائل ہو گئے ہیں اور قادیانی طفیلی رسالت کے۔ یعنی بہائی کہتے ہیں کہ رسول صاحب شریعت مستقلہ ہوتا ہے اور نبی شریعت سابقہ کا تابع ہوتا ہے۔ چنانچہ بالفاظ بہائی مضمون نگار نبی اور رسول کی تعریف (جامع مانع حدود) ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ رسول مطاع ہوتا ہے اور نبی مطیع ان دونوں تعریفوں کے علاوہ بہائی مضمون نگار نے رسول کریم ﷺ اور حضرت اسماعیلؑ وغیرہ کو نبی اور رسول دونوں کا مصداق تسلیم کیا ہے اس لئے ہم لکھ چکے ہیں کہ ان دونوں میں نسبت تساوی کی ہے قابل بہائی مضمون نگار اگر کوئی اور نسبت مقرر کریں گے تو ہم اس پر بھی غور کریں گے۔

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں:

قرآن مجید صاف صاف بتاتا ہے کہ خدا نے دو زمانے مقرر فرمائے ہیں ایک دور نبوت جو آدم سے چل کر حضرت خاتم النبیین پر ختم ہوا اور دوسرا دور خداوندی جسے قرآن مجید (اجل اللہ) الیوم الموعود، الیوم الآخر الطامۃ الکبری، القیامۃ، الساعۃ وغیرہ الفاظ سے ذکر فرمایا ہے تمام نبی نبوت کرتے تھے یعنی آنے والے یوم موعود کی خبر دیتے تھے اور سب امتوں کو اس دور آخر کیلئے تیار کرتے تھے اور سب رسول یہی کام کرتے تھے رسالت یعنی احکام الٰہی کا پہنچانا بھی ان کا فرض تھا جو ان کے ذریعے اپنے اپنے وقت پر خلق کو دیئے جاتے تھے پس رسول شریعت جدیدہ لاتے تھے اور یوم آخر کی بشارت بھی دیتے تھے۔

اس لئے، رسول نبی، کہلاتے تھے اور رسول کے تابع جو نبی تھے وہ نئے احکام شریعت تو نہ لاتے تھے پرانی ہی شریعت کے مطیع ہوتے تھے ہاں یوم آخر کی خبر دیتے رہتے تھے اسلئے وہ صرف نبی رہ گئے اور صرف نبی کہلائے جب ان کے سلسلہ کا خاتمہ آنحضرت ﷺ کے ظہور سے ہو گیا کیونکہ یوم آخر کی بشارات دینے والوں میں آنحضرت ﷺ آخری وجود مبارک ہیں آپ کے بعد نبی کوئی نہیں بلکہ خود، ظہور یوم آخر ہے۔ (پیامبر دہلی مارچ ۱۹۴۷ء ص ۷)

ناظرین کرام: اس اقتباس کو غور سے پڑھیں تو ان دونوں مفہوموں یعنی نبی

اور رسول میں کوئی صاف نسبت معلوم نہیں ہوتی ۔ہاں اگر معلوم ہوتی ہے تو تباین کی ہوتی ہے کیونکہ رسول بشرط شیء کا درجہ ہے اور نبی بشرط لاشیء ۔

بشرط شیء سے مراد جدید شریعت ہے اور بشرط لاشیء سے مراد عدم شریعت جدیدہ ہے ۔

یہ آپ کا اختلاف بیان بتا رہا ہے کہ آپ سوچ سمجھ کر نہیں لکھتے یہاں تک بھی آپ خیال نہیں رکھتے کہ ہمارا قول دعوی ہی دعوی ہے یا دلیل بھئی اس کے اندر ہے۔ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ قادیانی اور بہائی دونوں اس وصف میں کیسے متحد ہیں کہ اپنے بیان دعوی کو بیان دلیل سمجھ لیتے ہیں بھلا غور کیجئے جتنا کلام ہم نے نقل کیا ہے یہ دعوی ہے یا دلیل ہے یا مصادرہ علی المطلوب ہے۔

ان دونوں فریقوں کی عادت مستمرہ ہے کہ بیان دعوی اور بیان دلیل میں فرق نہیں کرتے ۔ دعوی کو ایسی شکل میں بیان کرتے ہیں گویا مبرھن ہے یا مسلّمہ خصم ہے حالانکہ دونوں میں سے ایک بھی نہیں ہوتا پس جب نبی اور رسول میں صحیح نسبت بتائیں گے تو ہم آگے چلیں گے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اپریل ۱۹۴۷ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۴ ص ۳)

قادیانی مجدد کے دلائل صدق یا کذب

قد تبيّن الرّشد من الغيّ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ فروری ۱۹۴۷ء میں مضمون نکلا ہے جس کی سرخی ہے: مجدد وقت کی صداقت کے نشانات ۔،

مضمون کیا ہے، بالکل لفاظی اور زبان درازی، صداقت سے عاری ،قادیانی مجدد کی خدمت گذاری ۔ لے دے کے صرف اتنی بات بتائی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے ثابت کیا ہے کہ عیسائی لوگ جس مسیح کو خدا بناتے ہیں وہ فوت ہو چکا

ہے۔ واقعی یہ بڑا کام ہے جو قادیانی مسیح نے کیا مگر واقعات کی روشنی میں یہ کام اس شعر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا جو کسی مرید نے اپنے پیر و مرشد کے حق میں کہا ہوا ہے:

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

او سیدھے سادھے لوگو! او بیخبری میں پھنسے لوگو! مسیح کی موت کی شہادت تو عیسائیوں کی انجیل بھی دے رہی ہے جس میں لکھا ہے مسیح نے چلا کر جان دے دی، پھر تمہارے مجدد نے کیا تیر مارا جو انجیل کی تصدیق کر دی۔

اور سنو! تمہارے مجدد سے پہلے سر سید احمد خان مرحوم نے اپنی تفسیر میں وفات مسیح کا مسئلہ مفصل لکھا ہوا ہے۔ اسی سے تمہارے مجدد نے فائدہ حاصل کیا۔ تصدیق چاہتے ہو تو مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کی کتاب دیکھو جس میں تسلیم کیا ہے کہ وفات مسیح کا مسئلہ سب سے پہلے سر سید نے لکھا ہے۔ تمہارے مجدد نے انہی کی کاسہ لیسی کی ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کو کارنامہ مجدد بتاتے ہو۔ اگر اتنے سے کوئی مجد ہو جاتا ہے تو سر سید احمد خان مجدد ہونے چاہییں۔

دوسرا کام یہ بتایا ہے کہ آریہ سماج ہمارے مجدد کے سامنے مغلوب ہو گئی کیونکہ آریہ سماج کا ایک پروفیسر آکر ہمارے جلسہ میں آنحضرت علیہ السلام کی شان میں تعریف آمیز تقریر کر گیا بس آریہ سماج مٹ گئی اور ہمارے مجدد کا الہام صحیح ہو گیا کہ آریہ سماج مٹ جائے گی۔

اس مضمون نگار (بھولے میاں) کو اتنی بھی خبر نہیں کہ بہت عرصہ ہوا آریہ سماج میں ایسے لوگ بھی ہو چکے ہیں جو مرزا صاحب قادیانی کی تحریک مجددیت سے پہلے اسلام کی مدح کر چکے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو لالہ لاجپت رائے کے والد مہتہ جی کی تحریریں دیکھئے اور ان کی باتیں سنیئے۔

لالہ لاجپت رائے ۱۹۰۹ء میں جب گرفتار کر کے مانڈلے بھیجے گئے تھے تو ان کے والد مہتہ جی نے اپنے دوست محمد عمر سے کہا تھا کہ میں نے آیت کریمہ لا اله الّا انت سبحا نك انی كنت من الظا لمين ایک لاکھ دفعہ پڑھائی تھی تو میرا بیٹا چھوٹ کر آ گیا۔ کیا یہ بھی آپ کے مجدد کی برکت تھی۔

میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں اور ڈنکے کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ تمہارے مجدد کی مایہ ناز کتاب براہین احمدیہ سے شیخ عبید اللہ نو مسلم مرحوم کی کتاب تحفۃ الہند سو گنا بڑھ کر مفید اسلام ثابت ہوئی ہے۔

براہین احمدیہ میں تو سود خوار بنیئے کی بہی کی طرح جو سود در سود کے حساب سے بھری ہو اور کچھ بھی نہیں۔ ہماری بات کو محض مخالف رائے نہ سمجھئے بلکہ ہماری کتاب ناقابل مصنف مرزا سامنے رکھئے اگر ہمت ہو جواب دیجئے۔

ناظرین کرام! میں آپ کے ذریعہ ان لوگوں کے سامنے تین کتابیں پیش کر کے پوچھتا ہوں تو بتاؤ تمہارے مجدد اعظم نے ان کا کیا جواب دیا۔

عیسائیوں کی کتاب: عدم ضرورت قرآن، سوامی دیانند کی کتاب: ستیارتھ پرکاش، اور آریوں کی کتاب: رنگیلا رسول۔

یہ تینوں کتابیں اسلام کے حق میں کس قدر زہریلی ہیں تمہارے مجدد صاحب نے ان کا کوئی جواب دلوایا یا مفت لاکھوں کا چندہ جمع کر کے کھا گئے اور ڈکار بھی نہیں لیا۔ میرے الفاظ تلخ معلوم ہوں تو معاف فرمائیے گا کیونکہ واقعات اس سے بھی زیادہ تلخ ہیں۔ آپ کے مجدد صاحب نے مسلمانوں کی نہ صرف جیبوں پر ہاتھ مارا بلکہ ان کے عقاید صحیحہ کو بھی بدل دیا جس کا نمونہ یہ ہے آپ خود بھی آریوں کے سامنے زانوئے ادب طے کر کے قدامت دنیا کے قائل ہو گئے جس کی بنا پر مولوی اسحاق قادیانی نے ایک مستقل کتاب لکھ دی جس کا جواب ہم نے کتاب اصول آریہ میں دیا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ آپ کے مجدد صاحب اسلام اور توحید و سنت کے حق میں چنگیز خان بادشاہ سے کم نہیں رہے جن کی بابت مولوی سعد اللہ مرحوم خوب کہہ گئے ہیں

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
وبا بینی خزان بینی غرض دار الزیاں بینی
یکے قطاع نسل یکے امام بھنگیاں بینی
مسیح ابن مریم بچہء چنگیز خان بینی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اپریل ۱۹۴۷ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۴ ص ۳-۴)

ولایتی مرزائی کا چیلنج منظور

اخبارات میں میاں مشتاق احمد باجوہ احمدی امام لندن کا مسیحیوں کے نام چیلنج شائع ہوا ہے جو یوں ہے:
یسوع ہند میں آیا اور منزل بہ منزل کشمیر پہنچا قرآن مجید نے چودہ صدیاں پیشتر اعلان کر دیا تھا کہ یسوع مصلوب نہ ہوا تھا۔
امام صاحب نے یہ تحدی مسیحی جماعت سے کی کہ مجھ سے اس موضوع پر مناظرہ کرلو۔ اگرچہ محفل میں کئی انگریز پادری بھی تھے مگر کسی نے یہ چیلنج قبول نہ کیا۔ (اخبارات سول و پاکستان ۱۴ مارچ)

نہ لینا کوئی سودا مول بازار محبت کا
بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے

مرزائیوں کو اپنی شکست کا احساس ہو گیا ہے چنانچہ انہوں نے ہندوستان میں اس دعوی کا نام لینا چھوڑ دیا ہے اور مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل سابق احمدی نے مقبرہ احمدیت نامی رسالہ لکھ کر ان کے چھکے چھڑا دیئے ہیں اب وہ مرغ بسمل کی مانند لندن میں جا کر آخری ہچکیاں لینے لگے ہیں انگلستان کے انگریز پادری بچارتے نہ عربی سے واقف نہ اسلامیات و مرزائیات کے ماہر دنیائے اسلام کا کوئی فرد مرزائیوں کے اس عقیدہ کو نہیں مانتا کہ یسوع مسیح مصلوب تو ہوئے یہاں تک کہ صلیب دینے والوں نے انہیں مردہ سمجھ لیا مگر ان میں دم باقی تھا اور وہ یوں قبر سے نکل آئے
مرزائیوں کے اس مناظرہ کا مقام لاہور ہے جو پنجاب کا دارالخلافہ ہے جس صوبہ میں کہ مرزائیت کا صدر مقام ہے اور اسلام اور مرزائیت دونوں بخوبی کو جاننے والے غیر مرزائی مسلمان بھی وہاں رہتے ہیں۔
پس ہم ولایتی مرزائی امام کے اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں ہماری طرف سے

پادری عبدالحق صاحب فاتح قادیان پیش ہوں گے۔
اگرلندنی مرزائی امام کو جرأت ہوتو اسے منظور کر کیلا ہور آ جائیں ورنہ کسی دوسرے ذمہ دار قادیانی کو مقرر کیا جائے۔
چونکہ یہ موضوع بارہا زیر بحث آچکا ہے لہذا اس جھگڑے کو چکانے کے لئے فریقین کی تراضی سے تین ثالث مقرر کئے جائیں جو طرفین کے بیانات سننے کے بعد تحریری فیصلہ دیں اور فیصلہ پر ثالثوں کے علاوہ ہر دو مناظر صاحبان کے بھی دستخط ہوں۔ اور فیصلہ کو مناسب تعداد میں چھاپ کر تقسیم کیا جائے جس کا خرچ دونوں فریق مساوی طور پر برداشت کریں۔
جواب آنے پر شرائط مناظرہ کی باقی تفصیلات طے کر لی جائیں گی۔
ایم کے خان اڈیٹر المائدہ لاہور ۱۸ مارچ ۱۹۴۷ء

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں؛ فریقین جو خدمت ہم سے لینا چاہیں گے ہم حاضر ہیں لیکن کیا اڈیٹر صاحب المائدہ یہ یقین کرتے ہیں کہ مرزائیوں سے اس طرح جھگڑا مٹ جائے گا۔نہیں۔ جھگڑا مٹانے کی صورت یہی ہے کہ فریق ثانی، خلیفہ کے قانونی دستخط شائع کر دے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اپریل ۱۹۴۷ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۴ ص ۶)

بہائی اور مرزائی۔۳

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
یہ دونوں گروہ قرآن مجید کے ساتھ وہی برتاؤ کرتے ہیں جو برادران یوسف نے یوسف کے ساتھ کیا تھا خدا جانے ایسا کرنے میں وہ کیا فائدہ سوچتے ہیں اس سے تو بہتر یہ ہے کہ اپنی کتاب سے جو چاہیں ثابت کریں اپنے مقتداؤں کو رسول بنائیں یا خدا بنائیں ہم خاس موشی سے سنیں گے لیکن ہم سے یہ گوارا نہیں ہوسکتا کہ ہماری پاک کتاب پر ہاتھ صاف کریں اور ہم خاموش بیٹھے رہیں۔

بہائی رسالہ کا مضمون مندرجہ ذیل ملاحظہ ہو

خدا نے سب نبیوں سے عہد واثق لیا کہ تمہیں جو کتاب وحکمت ہمنے دی ہے پھر تمہارے پاس رسول آئے گا جو تمہاری نبوتوں یعنی پیش گوئیوں کا مصداق ہوگا جو اپنے ظہور سے تمہاری خبروں کو واقعہ بنا کر سچا کر دے گا تو اسپر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا (از پیامبر مارچ ص ۷)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں مضمون نگار نے اس میں کیا کچھ کمال دکھایا ہے مصدّق اور مصداق میں فرق نہیں سمجھا۔ اور غالباً وہ سمجھ نہیں سکتا قرآن مجید میں رسول کو مصدّق قرار دیا ہے مصداق نہیں قرار دیا کیا کسی سے یہ مخفی ہے کہ امت محمدیہ انبیاء سابقین کی مصدق تو ہے مگر مصداق نہیں ہے۔ اس فرق کو جو نہ سمجھے وہ جو چاہے کہے سچ ہے من جهل شيئاً عاداه

یہی حال قادیانیوں کا ہے۔ قادیانی نبی نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے:

اسمه احمد کا مصداق میں ہوں

حالانکہ اپنا نام غلام احمد بتاتا ہے اور اسی کتاب میں لکھتا ہے کہ

مجھے بتایا گیا ہے کہ میرے سوا غلام احمد قادیانی دنیا میں کسی کا نام نہیں۔

کیا خوب! غلام اور قادیانی کی نسبت کو ملا کر جزء علم بنایا گیا پھر یہ دعوی کیا گیا کہ اس کا نام دنیا میں کوئی نہیں ہے کیا میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے سوا مولوی ثناء اللہ امرتسری دنیا میں کوئی نہیں۔ اس قسم کی چھیدار باتوں میں کون پھنستے ہیں الّا من سفه نفسه حقیقت میں ان لوگوں نے قرآن مجید کو ذریعہ کامیابی سمجھا ہوا ہے ورنہ دل میں تصدیق رکھنے والے ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔ پس آیت موصوف کے معنی سنئیے

خدا نے نبیوں سے وعدہ کیا تھا کہ میں جب تم کو کتاب اور حکمت دے چکوں، اسکے بعد تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری تعلیم اور کتاب کی تصدیق کرے تم سب مل کر اس کے دین کی اشاعت کرنا اس کی تفسیر قرآن مجید میں یوں فرمائی

اذ ارسلنا اليهم اثنين فكذ بو هما فعززنا بثالث فقا لوا انّا اليكم مر سلو ن (سورہ یٰس:۱۴)۔(جب کافروں نے دو رسولوں کی تکذیب کی تو ہم نے تیسرا رسول بھیجا ان سب نے کہا ہم تمہاری طرف رسول ہو کر آئے ہیں)

یہ ہے لتومنن کے معنی ۔ اتنا ہے کہ جب کسی رسول کی زندگی میں دوسرا رسول آ جائے تو پہلا رسول اس کے ساتھ مل کر تبلیغ رسالت کرے تفرقہ اور جدائی کا کبھی خیال بھی نہ کرے چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا اگر بہائی نامہ نگار اور قادیانی نبی ان آیتوں کو دانستہ بگاڑیں تو ان کا بھیجنے والا خود سمجھ لے گا

لاتحسبن الله غافلاً عما يعمل الظا لمو ن ،

پس بہائی نامہ نگار کے مضمون کا دارمدار اتنے فقرے پر ہے کہ وہ بتائیں کہ رسول اور نبی میں منطق کی چار نسبتوں میں سے کون سی نسبت ہے۔ بہائی مضمون نگار کے مضمون سے کبھی عموم خصوص مطلق کی نسبت معلوم ہوتی ہے کبھی تبائن کی کبھی تساوی کی ۔ اسواسطے پہلے وہ ان دونوں لفظوں میں نسبت بتائے اور قرآن مجید سے اس کا ثبوت دے ہم سے پوچھے تو ہم ان دونوں کی نسبت تساوی کہتے ہیں جس میں ایک کی نفی کرنے سے دوسرے کی نفی ہوجاتی ہے جیسے الحجر ليس بانسان والحجر ليس بناطق پس اگر آپ کچھ لکھیں تو پہلے نسبت بتائیں اور قرآن مجید سے مدلل کریں پھر جو چاہیں لکھیں اس بات کو دونوں فریق ذہن سے نکال دیں کہ دریا کنوئیں سے بڑانہیں ہوتا فافھم ۔

گر زعشقت خبرے است بگوائے واعظ ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ ۔ اپریل ۱۹۴۷ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۵ ص ۳)

مرزا صاحب کا ارشاد دعا کے متعلق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار پیغام صلح لاہوری احمدی راوی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا:

دعا کی اہمیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اوراس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے ۔یعنی پہلے خدا تعالی کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالی اس سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور دعا کی

حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سوجس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالی کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفا داری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے، اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں سے آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں جب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جل شانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کیلئے ضروری ہیں۔ (پیغام صلح لاہور ۲۶ مارچ۔ ص ۱)

اہل حدیث: واقعی جو کچھ مرزا صاحب نے فرمایا صحیح ہے ایسی ہی دعا قبول ہوتی ہے جو دل اور زبان دونوں کے اتفاق سے کی گئی ہو اس سنہری مقولہ کی تائید میں ہم بھی مرزا صاحب متوفی کا ایک مقولہ پیش کرتے ہیں جو یہ ہے

۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب نے میرے متعلق آخری فیصلہ کا اعلان کیا تھا جس کا مختصر مضمون یہ تھا کہ ثناء اللہ نے مجھے بہت ستایا ہے اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے جو اللہ کے نزدیک جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔

اس کا نام انہوں نے آخری فیصلہ رکھا ہے اسکے بعد آپ کا ارشاد بدر ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں یوں شائع ہوا:

ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے ایک دفعہ رات کو الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔

مدیر اہل حدیث لکھتے ہیں: کیا پیغام صلح کا قابل مضمون نگار مرزا صاحب کے ان دونوں سنہری فقروں کی تصدیق کرے گا کوئی وجہ نہیں کہ نہ کرے ورنہ کہا جائے گا

افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرو ن ببعض

احمدی جماعتوں کی دونوں قسموں کو یادرکھنا چاہیے کہ ایک وقت آئے گا جب یہ دونوں فقرے منقولہ از پیغام اورمنقو لہ از بدر مرزا صاحب کے ہاتھ میں دے کر کہاجائے گا۔ اقرأ کتا بك کفی بنفسك الیو م علیك حسیباً

آپ لوگ اس دن کیا جواب دیں گے ذرا سوچ لیجئے ایسا جواب ہو کہ خدا کو پسند آجائے اگر غلط جواب دیا میں تو چلاّ کر شکایت کروں گا جس کا ذکر اس شعر میں ہے

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کیلئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اپریل ۱۹۴۷ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۵ ص ۳۔۴)

قادیانی حلف کی ابتداء اور انتہاء۔ے

جناب منشی محمد عبداللہ معمار صاحب امرتسری لکھتے ہیں:

اب اس کے بعد بھی اگر انہوں نے فیصلہ نہ کیا تو یہ زبردست دلیل ہوگی مذہب احمدیہ کے جھوٹے ہونے کی۔ احمدیہ جماعت کے لمبے چوڑرے مبالغہ آمیز دعاوی کوملحوظ رکھ کر میاں محمود احمد صاحب اور ان کی پارٹی کے افراد کو ضرور ہی اس عہد شکنی کے سیاہ داغ کو صاف کرنا چاہیے ان کا مذہب و ایمان تو یہ ہے کہ جو انہوں نے شائع کرر کھا ہے کہ:

ہمارا ایمان ہے کہ اگر ایک ادنی سا احمدی بھی تمام دنیا کے مقابلہ پر... حضرت (مرزا) صاحب کی صداقت کے اظہار کی غرض سے میدان مباہلہ میں قدم رکھے گا تو خدا تعالی حضرت کی حقیت کی خاطر اپنے احمدی بندے کو سلامت رکھے گا اور اس کے مقابلہ میں ایک جہان کو ہلاک کر دے گا۔

(اعلام مولوی غلام رسول صحابی مرزا بجواب مولوی محمد علی لاہوری احمدی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۱۸ء ص ۶)

اسی طرح خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے جب مرزا محمود احمد صاحب کو مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے یہ شرط پیش کی کہ درصورت مباہلہ کا اثر تمہارے خلاف ہونے کے تم کو احمدیت سے توبہ کرنی ہوگی تو میاں صاحب نے لکھا کہ:

اس امر میں کیا شک ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود کے دعوی پر مباہلہ اور اثر مباہلہ کا ہمارے خلاف ظاہر ہو تو پھر حضرت مرزا صاحب کا دعوی خود بخود باطل ہو جاتا ہے... پس آپ کی شرط معقول ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۸ جنوری ۱۹۱۸ء)

مذکورہ بالا ہر دو حوالے ظاہر کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ اور میاں محمود احمد صاحب کا سیٹھ عبداللہ الہ دین والے مسلّمہ اور طے شدہ دستخطی طریق فیصلہ سے منہ موڑ کر مولانا ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ سے جی چرانا خاص وجوہات کی بنا پر ہے

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اگر یہ عذر کیا جاوے کہ یہ اعلانات صرف مباہلہ سے خاص ہیں اور سکندر آبادی حلف، مباہلہ نہیں ہے تو اس سے یہ صاف ثابت ہو گیا کہ ۱۹۰۷ء میں ثنائی حلف کا نام جو قادیان کے مسیح موعود اور نبی صاحب نے مباہلہ رکھا تھا وہ صریح جھوٹ تھا

ماسوا اس کے اگر صرف مباہلہ ہی فیصلہ کن ہے اور یہ حلف یوں ہی ہے تو پھر میاں صاحب نے اس کی تبلیغ و تشہیر کی اجازت سیٹھ صاحب کو کیوں دے رکھی ہے کیوں مخلوق خدا کو دھوکہ دیا جاتا ہے

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

ناظرین کرام! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ سکندر آبادی اشتہار محض قادیانی بھول بھلیاں ہیں جن کے چکر میں لوگوں کے ایمان گھولائے جا رہے ہیں ورنہ میاں محمود احمد صاحب اس کو تسلیم کر کے اس پر دستخط کر دیتے مگر انہوں نے نہ صرف دستخط ہی نہ کئے بلکہ جب سیٹھ عبداللہ صاحب نے دستخطوں کے لئے درخواست کی تو میاں صاحب نے ان کو ایک مضمون بصورت مکتوب لکھ کر دیا وھو ہذا:

مکرمی سیٹھ صاحب السلام علیکم
یہ حلف لکھ کر میں بھیجتا ہوں حلف (یہ اسی حلف کا ذکر ہے جو خلاف معاہدہ میاں صاحب نے اپنے خودساختہ الفاظ میں لکھ کر سیٹھ صاحب کو دی تھی جسے ہم سابقاً درج کر آئے ہیں ۔معمار) سے صرف اس امر کا پتہ لگ سکتا ہے کہ کوئی شخص لوگوں کو دھوکا نہیں دیتا اور جو کچھ کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے اصل حقیقت کے انکشاف کے لئے مباہلہ ہوتا ہے (معلوم ہوا کہ یہ حلف مباہلہ نہیں ہے ۔معمار) پس آپ یہ میری حلف لوگوں کے سامنے رکھدیں اوران سے کہہ دیں کہ اگر وہ پورا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر مباہلہ کریں اور اس کے لئے ہم یہاں سے بھی آدمی بھیج سکتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کو بھی اجازت دے سکتے ہیں جس طرح وہ چاہیں گے کر دیں گے اور اگر دہلی میں آ کر مباہلہ کرنا چاہیں تو میں خود وہاں جا کران لوگوں سے بشرطیکہ وہ اس حیثیت کے ہوں کہ اون کی ہلاکت حیدرآباد پر عام اثر کرنے والی ہواور وہ اہل حدیث اور حنفی سب جماعتوں میں سے ہوں مباہلہ کرسکتا ہوں ۔خاکسار مرزا محمود احمد۔

(دیکھو رسالہ: حلف کی حقیقت۔ص ۱۸)

یہ سطور مظہر ہیں کہ سیٹھ عبداللہ الہ دین کا انعامی اشتہار محض دکھاوا اور قطعاً غیر فیصلہ کن محض قادیانی دھوکا ہے۔ بفرض محال سیٹھ صاحب کبھی پھنس بھی جائیں جیسا کہ ۱۹۲۳ء میں اسے منظور کر کے پھنس گئے تھے تو اپنے تمام حلفیہ وعدوں پر مثل سابق دھار مار کر ہرگز ترک مرزائیت نہ کریں گے۔

خلیفہ قادیانی کی غلط روی:

حضرات غور فرمایئے کہ میاں محمود احمد صاحب باوجود اس طریق فیصلہ کو معیار نہ ماننے کے بھی اس کی اشاعت پرخوش ہیں بلکہ اس کی اجازت دے رکھی ہے۔ چنانچہ چند ہی روز ہوئے کہ حیدرآباد کے ایک صاحب محمد مسعود علی صاحب نے خلیفہ جی سے چند سوال کئے جن کا جواب مرزا محمود احمد صاحب نے دیا جو الفضل ۲۱ ستمبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۲ پر شائع ہوہے وہ یہ ہے

سوال ا: کیا سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب یہ انعامی چیلنج جناب کے حکم کی تعمیل

میں دے رہے ہیں۔

جواب: نہیں

۲۔ اگر نمبر ایک کا جواب نفی میں ہے تو بتائیں کہ انہوں نے یہ انعامی چیلنج دینے کی اجازت جناب سے باقاعدہ حاصل کر لی ہے۔

جواب: ہاں

۔ اگر نمبر ۲ کا جواب نفی ہے تو پھر بتائیں کہ آپ ان کے انعامی چیلنجوں کو شرعی اور اخلاقی اور قانونی حیثیت سے جائز سمجھتے ہیں اور پسند کرتے ہیں۔

جواب: جب مولوی صاحب بار بار مقابلہ کا چیلنج دے رہے ہیں تو انہیں چیلنج دینا بھی جائز ہے۔

مذکورہ بالا سوالات کے جوابات سے جہاں یہ ثابت ہو رہا ہے کہ خلیفہ قادیانی صاحب نے سکندر آبادی چیلنج کی اجازت محض اس لئے دے رکھی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی علمی معقول اور مدلل تحریرات کی طرف سے لوگوں کا رخ پھیر کر انہیں بھول بھلیوں میں پھنسا یا جائے وہاں یہ بھی کھل گیا کہ اس گروہ کے چھوٹے بڑے سب اکاذیب و مغالطات کے مجموعے ہیں دیکھئے سائل پوچھتا ہے کہ اس انعامی چیلنج کی شرعی واخلاقی حیثیت کیا ہے اب میاں صاحب جس صورت میں اس کو مذہبی اور ایمانی معاملہ میں فیصلہ کن نہیں سمجھتے تو حق یہ تھا کہ وہ اسے صاف الفاظ میں ٹھکراتے نہ کہ جائز وپسندیدہ قرار دیتے دیکھئے جب خواجہ حسن نظامی صاحب نے ۱۹۱۷ء میں خلیفہ صاحب کو اسی قسم کا چیلنج دیا کہ:

> اجمیر شریف میں آستانہ غریب نواز کی مسجد میں مرزا صاحب میرے ساتھ کھڑے ہوں میں صرف یہ کہوں گا کہ اے خدا ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے اس کو اسی وقت ہلاک کر دے۔

تو میاں صاحب نے اس کے جواب میں علی الاعلان لکھا کہ:

یہ طریق فیصلہ کہاں سے ایجاد کیا گیا۔ اس قسم کا مقابلہ کسی ولی کسی بزرگ کسی نبی کے طریق عمل سے ثابت ہے؟ ...خواجہ صاحب نے جو طریق فیصلہ پیش کیا ہے وہ خلاف شریعت خلاف عقل اور یک طرفہ ہے اس لئے ایک مسلمان جسے خدا نے عقل سلیم دی ہو

اسے ہرگز تسلیم نہیں کرسکتا (الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۱۷ء۔ ص ۵۔ ۷۔ باقی)

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۸۔ ۲۵۔ اپریل ۱۹۴۷ء مطابق ۲۵ جمادی الاول۔ ۳ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۶۔ ۱۷ ص ۴۔ ۵)

قادیانی حلف کی ابتداء اور انتہاء۔ ۸

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

اب خدارا خلیفہ صاحب خود ہی کہیں کہ عبداللہ الہ دین والا انعامی فیصلہ کس نبی کی سنت ہے۔ قرآن کے کس پارے، حدیث کی کس کتاب میں لکھا ہے کہ آپ نے اس پر جواز و پسندیدگی کا اظہار کردیا۔

نیز یہ بھی فرمایئے کہ جب آپ خود لکھ چکے ہیں کہ:

ہم قرآن میں یہی لکھا پاتے ہیں کہ عذاب کا لانا کسی انسان کے اختیار میں نہیں پس جب کسی انسان کے اختیار میں یہ بات ہی نہیں تو اپنی طرف سے اس کے متعلق قواعد بنانے (جیسے عبداللہ الہ دین صاحب نے، حلف موکد بعذاب وہ بھی میعادی ایک سال وغیرہ قواعد بنا رکھے ہیں۔ معمار) اور غیبی تصرفات کا دعوی کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے... ہمارے رسول کریم سے بڑھ کر کون... ہوسکتا ہے.. کفار مطالبہ کرتے تھے کہ ہم پر فوراً عذاب آجاوے مگر آپ کو حکم ہوتا ہے کہ ان سے کہیں عذاب دینا میرے اختیار میں نہیں... کیا کوئی انسان ہے جس کیلئے اللہ تعالی، رسول کریم ﷺ سے زیادہ غیرت دکھائے گا جو شخص یہ کہتا ہے کہ میرے لئے اللہ تعالی اس سے زیادہ غیرت دکھائے گا (اور ضرور ہی مولوی ثناء اللہ کو میری دی ہوئی قسم جو ہرگز ہرگز مباہلہ نہیں ہے کے مطابق سال کے اندر اندر فوت کردے گا۔ معمار)... وہ تقدم علی الرسول کرتا ہے اور گستاخ ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ (الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۱۷ء ص ۶ ملخص بلفظہ)

تو اب جناب خلیفہ صاحب قادیانی خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ سیٹھ عبداللہ صاحب کا یہ انعامی چیلنج موکد بعذاب حلف، ایک سال کے اندر اندر موت وغیرہ اس کا

شائع کرنا اور بار بار دنیا میں پھیلانا اور اسے خود آپ کا جائز اور پسندیدہ لکھنا کس طرح شرعاً واخلاقاً درست قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیا سیٹھ صاحب یا خود آپ سال کے اندر مار دینے کا خدا سے ٹھیکہ لے چکے ہیں؟

بھلا جو چیز خدا کے صادق نبیوں کو نہ دی گئی وہ کسی جھوٹے پروپا گنڈس اور اس کے امام کو کب مل سکتی ہے پس خلیفہ صاحب قادیانی کے قول ہی سے ثابت ہو گیا سکندر آبادی انعامی چیلنج، تقدم علی الرسول، انتہائی گستاخی اور خروج از ایمان واسلام، کی بنیادوں پر مبنی ہے اور اسے شرعاً واخلاقاً جائز کہنے والا بھی اسی مد میں داخل وشامل ہے فللہ الحمد

ممکن ہے اس کے جواب میں کہا جائے، آنحضرت ﷺ نے بحکم خدا مباہلہ کی میعاد ایک سال مقرر کی تھی۔ جواباً عرض ہے کہ اول تو یہ ہے ہی غلط۔ حدیث میں صاف مرقوم ہے کہ حاضر الوقت مباہلہ کرنے واز لے اسی وقت ہلاک ہو جاتے ہیں اور انکی بقیہ قوم سکی سب سال کے اندر اندر ہلاک ہو جاتی ہے چنانچہ خود مرزا صاحب قادیانی نے بھی یہی لکھا ہے:

> آنحضرت ﷺ نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس رکھی ہے ہاں یہ سچ ہے کہ آنجناب ﷺ نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباہلین پر وارد ہونے والا فرمایا ہے۔

(اشتہار ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۳)

گو مرزا صاحب کا یہ فقرہ، انتہائی میعاد ایک برس، بالکل جھوٹ ہے جو کسی حدیث میں نہیں ہے، حدیث میں یہ ہے کہ باقی قوم سال کے اندر تباہ ہو جاتی ہے تاہم مرزا جی کو اتنا تو مسلّم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مباہلہ کا اثر فوری بتایا تھا وھو المطلوب

دوسری گذارش یہ ہے کہ سیٹھ عبد اللہ صاحب والا فیصلہ تو خود میاں محمود احمد کے نزدیک بھی غیر از مباہلہ ہے پس ایسے چیلنج کو جو خود قادیانی تحریرات کی رو سے ہی سنت اللہ اور سنت حضور ﷺ کے خلاف ہے، شرعاً واخلاقاً، جائز کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے۔

مکرر یہ کہ جب سیٹھ عبداللہ صاحب والا فیصلہ خلیفہ قادیانی صاحب کے رو برو دستخطوں کے لئے پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے قبول نہ کیا بلکہ یے لکھا کہ، حلف سے صرف اس امر کا پتہ لگ سکتا ہے کہ کوئی شخص لوگوں کو دھوکہ نہیں دیتا اور جو کچھ کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے اصل حقیقت کے انکشاف کے لئے مباہلہ ہوتا ہے

اس کا مطلب ظاہر ہے کہ اس قسم کی حلف معیار صدق و کذب نہیں حالانکہ سیٹھ صاحب کے چیلنج کا مفہوم ہی یہی ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب قسم کھانے کے بعد سال کے اندر فوت ہوگئے تو یہ انکے عقاید کے غلط ہونے اور احمدیت کے صحیح ہونے کی دلیل ہوگی چنانچہ خود سیٹھ صاحب نے ۱۹۲۳ء میں اس مضمون کو معاہدے کی شکل میں تحریر کر کے اس پر دستخط بھی کر دیئے تھے جو خلیفہ صاحب کے نزدیک (جیسا کہ ہم سابقاً آپ کی تحریرات سے ثابت کر آئے ہیں) بھی غلط ہے پھر انہوں نے جائز کیوں قرار دیا:

تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے۔ باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۸۔ ۲۵۔ اپریل ۱۹۴۷ء مطابق ۲۵ جمادی الاول ۔۳ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۶۔ ۱۷ص ۷۔ ۸)

قادیانی حلف کی ابتداء اور انتہاء ۔ ۹

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں ؛

قادیانی بھول بھلیاں

ناظرین ! آپ اس رسالہ میں قادیانی اکابر کی کئی ایک دورنگیاں ملاحظہ فرما چکے ہیں بالخصوص خلیفہ قادیانی صاحب کی یہ روش کہ کہیں تو اس قسم کے فیصلوں کو، خلاف شریعت، اور خروج از اسلام، لکھا ہے اور کہیں شرعاً و اخلاقاً جائز، اب اور سنئیں کہ ایک جگہ یہی خلیفہ صاحب، پسندیدہ، کی بجائے ،بے معنی ،اور، جائز، کی بجائے ،ناجائز، ٹھہرا کر بھی اسے گول مول کر گئے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نومبر ۱۹۴۵ء کو سندھ کے علاقہ تھرپارکر کے ایک موضع گزی میں جماعت احناف اور جماعت احمدیہ کا مناظرہ ہوا جس میں یہ خاکسار بھی مدعو تھا۔ اختتام مناظرہ پر مرزائیوں نے پبلک کا

رخ پھیرنے کے لئے اپنے مد مقابل مولوی محمد عمر صاحب حنفی ساکن شیخوپورہ کو حلف موکد بعذاب میعادہ ایک سالہ انعامی پانچ صد روپیہ کا چیلنج دیا۔ مولوی محمد عمر نے اسے منظور کرلیا تو مرزائیوں نے اسی چیلنج سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب والا میں تھوڑا سا تغیر کر کے پیش کر دیا جسے مولوی محمد عمر صاحب نے بعینہ مان کر اس کے مطابق قسم کھالی اور مبلغ پانچ صد روپیہ وصول کرلیا۔ اس کے بعد جماعت مرزائیہ سندھ نے اس حلف نامہ کو قادیان بھیجا کہ اسے الفضل اخبار میں چھاپ دیا جائے۔ جب یہ حلف نامہ قادیان پہنچا تو اسے اخبار میں درج کرنے سے پہلے خلیفہ صاحب کے سامنے پیش کیا خلیفہ صاحب نے اس پر لکھا کہ:

جماعت علماء اس پر غور کرے مجھے تو اس قسم کی قسمیں دینا نہایت بے معنی لگتا ہے۔

خلیفہ جی کے اس انداز تبصرہ اور حکم کے ماتحت سات قادیانی علماء کی کمیٹی نے اس پر یہ فیصلہ دیا کہ

: سید احمد علی (احمدی مناظر سندھ) نے جن حوالجات کی بنا پر حلف دیا ہے اور جن حوالہ جات کو اپنے فعل کی تائید میں پیش کیا ہے ... مولوی صاحب نے ان کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔

اس فیصلہ کے بعد پھر دوبارہ یہ معاملہ مرزا محمود احمد صاحب کے روبرو پیش کیا گیا تو انہوں نے لکھا:

میں تو ایسے مطالبہ حلف کو جائز نہیں سمجھتا۔ شرائط حلف تو درست ہیں (جو ان سات مولویوں نے تجویز کئے تھے جن کو میں نے بخوف طوالت نقل نہیں کیا۔ معمار) لیکن یہ امر بھی تو واضح ہے کہ شرائط کا وجود صرف بہت بڑا اہل شخص شخص ہی ثابت کر سکتا ہے اس لئے امام یا جماعت مسلّمہ اس کا فیصلہ کرنے کی اہل ہے نہ کہ ایک مبلغ۔،

منشی عبداللہ معمار لکھتے ہیں: میاں صاحب باوجود اس قسم کی حلفوں کو ،نہایت بے معنی ، اور ، نہ جائز ،قرار دینے کے پھر دورخی اختیار کر گئے ہیں کہ اس کے بعد لکھ دیا ،امام یا مسلّمہ جماعت اس کا فیلہ کرنے کی اہل ہے۔ گویا یہی بے معنی اور ناجائز

قسمیں اگر امام یا جماعت مسلّمہ کرے تو پھر یہ قابل قبول اور فیصلہ کن مانی جائیں گی۔

حالانکہ ہم سابقاً میاں صاحب کے صریح اور واضح اعلانات درج کر آئے ہیں جن میں سوائے مباہلہ کے اس قسم کی تمام حلفوں اور فریق فیصلوں کو خلاف شرع ، تقدم علی الرسول ، گستاخی ، خروج از اسلام قرار دے کر خواجہ حسن نظامی کے مقابلہ پر باوجود خود امام وقت اور خلیفۃ المسیح القادیان ہونے کے اسے غیر فیصلہ کن لکھ چکے ہیں۔

بالغ نظر اصحاب جناب خلیفہ صاحب کی اس دورخی سہ رخی پر شائد یہ کہیں کہ

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

مگر ہمارے نزدیک یہ سہ رخی چھوڑ سورخی بھی باعث تعجب نہیں بلکہ جناب خلیفہ صاحب معذور ہیں جناب ڈاکٹر شاہنواز صاحب احمدی قادیان کے ماہوار رسالہ ریویو آف ریلی جنز بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء میں لکھتے ہیں:

حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کا (مرض) مراق کو موروثی نہ تھا مگر منتقل ہوا ہے میں بتا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو یہ مرض ورثہ میں نہیں ملی مگر جب خاندان میں اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (مرزا محمود) نے فرمایا مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔ (ص ۱۱ ریویو مذکور)

ناظرین! مراق وہ نامراد مرض ہے کہ جسے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور الدین نے اپنی بیاض میں جنون کا ایک شعبہ لکھا۔ باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث ۹ مئی ۱۹۴۷ء مطابق ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۱۹ ص ۴-۵)

قادیانی حلف کی ابتداء اور انتہاء۔۱۰

جناب مولوی محمد عبداللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا انعامی چیلنج سراسر دھوکا اور محض نام آوری کا

ذریعہ ہے جو خود خلیفہ قادیان اور جماعت احمدیہ کے نزدیک مذہب کے معاملہ معیار صدق و کذب نہیں بن سکتا بلکہ صریح خروج از اسلام کے مترادف ہے اور احمدی اصحاب نے جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں حق کے بالمقابل والغوا فیہ کی تازہ کرنے کے لئے اختیار کر رکھا ہے

اسی طرح خلیفہ قادیان کا اس بارے میں دورخی اختیار کرنا بھی یا تو، مراق، کی برکت ہے جو عمداً و ارادۃً اختیار کی گئی ہے کہ اگر کبھی یہ معاملہ طے ہو کر قسماقسمی ہو بھی گئی تو بصورت وفات ثنائی اسے یہ کہہ کر فیصلہ کن بنالیں گے کہ ہم نے سیٹھ صاحب کو اس کی اجازت دے رکھی تھی پس یہ ہماری مسلمہ تھی لوگو! مولوی ثناء اللہ کے عقاید غلط و باطل تھے دیکھ لو وہ ہمارے بالمقابل ہلاک ہو گیا حضرت مرزا صاحب نے جو فیصلہ شائع کیا تھا کہ ثناء اللہ مجھ سے پہلے مرے گا خدا کے فعل نے اس کی تفسیر کھول دی کہ اس کا بھی یہی مطلب تھا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی میں اس کے مقابلہ پر ثناء اللہ مر جائے گا۔ لیکن اگر مولوی صاحب محفوظ و سلامت رہے تو بھی نقد جواب موجود ہے کہ ہم نے تو پہلے ہی اس قسم کے حلفوں کو غیر شرعی خلاف سنت انبیاء سخت درجے کی گستاخی اسلام سے نکل جانے کے برابر بے معنی ناجائز اور کیا کیا کچھ کہہ رکھا ہے۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس قسم کی حلف اٹھا کر اسے فیصلہ کن ماننا ہی اس کی موت ہے۔ عام جماعت احمدیہ نے لوگوں کے طعنوں کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے سیٹھ عبد اللہ کے مسلمہ اور دستخط شدہ معاہدہ کو بھی ٹھکرا دیا یا محض اس اس لئے کہ اسلام کا احترام قائم ہو جائے حضور علیہ السلام کی سنت پر تقدم نہ کیا جائے پس ہم اس احیاء اسلام کی وجہ سے زندہ ہیں اور حضرت کے آخری فیصلہ والے اشتہار کا یہی مفہوم تھا کہ ثناء اللہ دینی لحاظ سے مر جائے گا مگر میرا سلسلہ دن بدن بڑھتا جائے گا وغیرہ وغیرہ

معزز ناظرین کرام! قادیان والوں کی انہی خارق عادت کارروائیوں کو زیر نظر رکھ کر حضرت مجدد زمان مولانا محمد ثناء اللہ صاحب ہمیشہ اس معاملہ میں یہ شرط پیش کیا کرتے ہیں کہ شریعت محمدیہ کے ماتحت ایک دفعہ چھوڑ لاکھوں دفعہ حلف مجھ سے لے لو کہ:

خدا کی قسم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جھوٹے تھے۔

جیسا کہ بارہا مولوی صاحب نے یہ قسم کھائی ہے لیکن اگر مرزائی اصحاب

اپنے تجویز کردہ طریق پر فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر خلیفہ قادیانی اینچ پیچ چھوڑ کر صاف دستخطی تحریر دے کہ اس قسم کے بعد ایک سال گذار کر مولانا ثناء اللہ صاحب زندہ رہے تو خلیفہ صاحب بمعہ سیٹھ عبداللہ و دیگر ممبران انجمن احمدیہ قادیان کے مرزا صاحب کو جھوٹا مان لیں گے:

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

گو میں اس قسم کے حلفوں کا قائل نہیں تاہم میرے بلکہ کل اہل علم وعقل کے نزدیک مولانا ثناء اللہ صاحب کا یہ مطالبہ قادیانی پہلوتیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بہت ضروری نہایت ہی معقول ہے

دیکھئے ۱۹۲۳ء (مقام حیدرآباد دکن) میں باوجود طے ہو جانے اور متفقہ طور پر تسلیم کئے جانے کے بھی یہ معاملہ حلف بے ڈکار ہضم کیا گیا اسی طرح حال ہی میں سندھ (متعلقہ مولوی محمد عمر حنفی) والے حلف جو اس رنگ کی تھی اور خود قادیانیوں کی مرتبہ و مجوزہ تھی منعقد کئے جانے اور روپیہ ادا کر دیئے جانے کے بعد عین اس وقت کہ کہ مقررہ میعاد ایک سال قریب الاختتام ہو چکی تھی مسترد و مردود کر دی گئی پس ہم بصد عزائم پختہ تہیہ کر چکے ہیں کہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب جتنی جی چاہے قسمیں لے لیویں مگر اس شرط کے ساتھ جو اوپر درج ہو چکی ہے۔ اگر انہیں منظور ہے تو شوق سے جہاں چاہیں قسم اٹھوالیویں ہم اس کام کیلئے مولانا موصوف کو سکندر آباد میں ہی لے آویں گے تا کہ والی حیدرآباد دکن کی موجودگی میں یہ معاملہ طے ہو کر اور بھی مستند اور معتبر ہو جاوے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش:

بالآخر میں اپنے مخدوم ومکرم استاد حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں عرض گذار ہوں کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ قادیانیوں نے یہ حلف کا بکھیڑا محض اس لئے ڈال رکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلمہ اور خدا کے مقبولہ، مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ، جس کی رو سے آپ کی فتح اور مرزا جی کا کذب روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا ہے کہ احمدیت پاش اثرات کو مٹایا جائے۔

پس آپ خدائے پاک کی اس بخشی ہوئی فتح ونصرت اور عطا فرمائے ہوئے انعام کی بصد ہزار شکر قدر فرمائیں کہ موجودہ حلف کے معاملے میں ایسی محتاط روش

اختیار کریں جو اس، الٰہی فیصلے ، کی ناسخ نہ بنائی جا سکے ۔ گو وہ ایک ایسا فیصلہ ہے جو مٹایا نہیں جا سکتا کیونکہ وہ تو واقع ہو ہی چکا ہے پھر بھی آپ متفظ؟؟ رہیں میرا خیال ہے کہ ایک شرط بھی لازمی ٹھہرائی جائے کہ خلیفہ قادیان اپنی تحریر میں یہ بھی تصریح کرے کہ اس حلف کو آخری فیصلہ پر اثر انداز نہ قرار دیا جائے گا بلکہ درصورتِ اختلاف کے سابقہ فیصلہ ہی مسلم رہے گا کیونکہ وہ بانی مذہب کا مسلمہ ہے جسے خدا قبول بھی کر چکا ہے و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶، ۲۳، ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ، ۲ و ۸ رجب ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲ ص ۴-۵)

عیسائی اور مرزائی مناظرہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار پیغام صلح وغیرہ سے معلوم ہوا ہے کہ مرزائیوں اور عیسائیوں میں اس مضمون پر مباحثہ ہونے والا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح صلیب کی موت سے بچ کر کشمیر میں آ گئے اور وہاں طبعی موت سے مرکر دفن ہوئے مرزائی اس کے مدعی ہوں گے اور عیسائی اس سے منکر [

مناظرہ اگر ہوا تو دلچسپ ہوگا مگر ہمیں خیال گذرتا ہے جسے ہم مرزائیوں کی ہمدردی کی نیت سے ظاہر کر دیتے ہیں۔

۱۸۹۳ء میں جو مباحثہ مرزا صاحب کا ڈپٹی آتھم عیسائی سے ہوا تھا اس کا انجام جو ہوا (اس میں مرزائیوں کو بہت شرمندگی اٹھانی پڑی تھی کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس کی موت کی پیش گوئی کی تھی) انصاف یہ ہے کہ

لہذا ہمیں خطرہ ہے کہ اس مباحثے میں بھی ان لوگوں کو شرمندگی حاصل نہ ہو۔ اس لئے ہم ان کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ عیسائیوں سے ایسا مباحثہ نہ کریں۔ ہمارے ساتھ مرزا صاحب کے آخری فیصلہ والے مضمون پر مباحثہ کر لیں جو بہت حد تک دونوں فریقوں میں فیصلہ کن ہے ۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ ہمارے اس مبا

حثہ میں دونوں فریق قادیانی لاہوری بلکہ تیسرا فریق شیخی لاہوری (یعنی شیخ غلام محمد اور اس کے اتباع) سامنے آئیں، اور فیصلے کیلئے ہائی کورٹ کا کوئی جج یا کم سے کم سیشن جج کی لیاقت کا کوئی منصف ہونا چاہیے جو سارے بیانات تحریری سن کر فیصلہ کرے۔ جو فیصلہ وہ کرے وہ منظور ہوگا۔ بہتر ہے کہ دونوں فریق بلکہ سارے احمدی مل کر اس پتھر کو راستے سے اٹھائیں جس کی بابت سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی نے بھی تسلیم کیا ہوہے کہ :

مولوی ثناء اللہ لاکھوں کیلئے سدراہ بن رہے ہیں۔ پس

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں۔ تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶، ۲۳، ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی، ۲و۸ رجب ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲ ص ۸)

بطش قدیر بر انوار وکبیر

امت مرزائیہ کے دوگروہوں لاہوری اور قادیانی نے پارہ عم کی تفسیر اپنے اپنے مذاق کے مطابق لکھی ہے۔ تفسیر کیا ہے پوری تحریف قرآن ہے۔ لاہوری تفسیر کا نام انوار القرآن ہے اور قادیانی تفسیر کا نام تفسیر کبیر ہے۔ اس کا جواب بطش قدیر بر انوار وکبیر ہوگیا ہے ملکی فضا صاف ہونے پر شائع کیا جائے گا۔ ناظرین دیکھیں گے کہ یہ لوگ قرآن پر ایمان رکھتے یا استہزاء کرتے ہیں عا ملهم الله بماهم اهله

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶، ۲۳، ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی، ۲و۸ رجب ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲ ص ۸)

امیر جماعت احمدی لاہوری متوجہ ہوں

ڈاکٹر محمد حسن سیالکوٹی لکھتے ہیں:

اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۴۷ء میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے اگر سری نگر والی قبر یوز آسف کی کھود کر دیکھی جاوے تو کئی نشانات ظاہر ہوں گے جس سے ثبوت مل جاوے کہ یہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ جناب کا فرمان بسر وچشم منظور۔ بندہ بھی قبر کی کھدائی کا خرچہ کا حصہ دینے کو تیار ہے

جناب حدیث صحیح کو تو مانتے ہوں ضرور آپ نے مقام حدیث اور بعض

کتب حدیث تصنیف فرمائی ہیں لہذا سنئے حدیث صحیح ہے اللہ تعالی نے پیغمبروں کے جسموں کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔

اس حدیث کو ابو داؤد نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور امام ابن خزیمہ ابن حسان اور دار قطنی ... نے صحیح کہا۔

یوز آسف والی قبر کا مردہ ویسے کا ویسے صحیح سلامت ہوا اور مردے کے ہاتھ اور پاؤں پر زخموں کے نشان ظاہر ہوئے تو مردہ واقعی حضرت عیسی علیہ السلام ہیں ورنہ آپ لوگ بمعہ مسیح موعود جھوٹے۔

دوسری عرض ایک اور ہے قادیانی جماعت کہتی ہے کہ مرزا صاحب نبی رسول بلکہ نبیوں سے بڑھ کر تھے۔لہذا ان کی قبر بھی کھود کر دیکھی جاوے۔اگر ان کا جسم مبارک زمین نے نہ کھایا ہوگا،تو ہم لوگ اور آپ لوگ لاہوری مرزائی آپ کی نبوت کے فوراً قائل ہو جائیں گے اور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور قرآن مجید کی آیت ما قتلوہ و ما صلبوہ کا وہی مطلب سمجھیں گے جو مرزا صاحب نے بتایا ہوا ہے یعنی حضرت عیسی سولی پر چڑھائے گئے تھے مگر مرے آکر کشمیر میں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۲۳۔۲۴۔۲۵ ص ۳)

علماء ربانی اور مرزا صاحب قادیانی

مولوی غلام رسول مجاہد گلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی نے مسیحیت موعودہ کا دعوی کیا اس کو پرکھنے اور جانچنے کے لئے منجملہ دیگر حقائق اور دلائل کے یہ حدیث بھی پیش ہوئی کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے زبان حقیقت ترجمان سے حلفاً فرمایا ہے کہ مسیح موعود مقام روحا سے احرام باندھ کر فریضہ حج بجالائے گا (صحیح مسلم باب جواز التمتع فی الحج والقران۔ص ۴۰۸)

چونکہ مرزا جی اس اہم اور ضروری رکن سے یکسر محروم رہے یعنی حج کی توفیق آپ کو نہیں ملی لہذا دعوی مسیحیت میں صادق نہیں اس سلسلہ میں میں علمائے ربانی نے مرزا صاحب کی زندگی میں ہی محض مومنانہ فراست سے وجدانی طور پر جو پیش گوئی

فرمائی وہ درج ذیل ہے:

مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب مرحوم پٹیالوی:

آپ نے ۱۳۱۲ھ میں کتاب تائید الاسلام لکھی جس میں صاف پیش گوئی فرمائی

میں بآواز بلند کہتا ہوں کہ حج بیت اللہ مرزا صاحب کونصیب نہیں، میری اس پیش گوئی کوسب یادرکھیں۔ (تائید الاسلام ص ۱۳۶)۔

یادرہے کہ سن وفات مرزا ۱۳۲۶ھ ہے یعنی پیش گوئی مذکورۃ الصدر وفات مرزا سے چودہ سال قبل کی ہے۔

مولانا ابوالحسن صاحب مرحوم پنج گراہی سیالکوٹ:

آپ نے مرزا صاحب کی حیات میں کتاب بجلی آسمانی برسر دجال قادیانی، پنجابی نظم میں لکھی جسکا ذکر مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی میں موجود ہے اس میں صفحہ ۸۳ پر مندرجہ ذیل اشعار بطور پیش گوئی موجود ہیں

مرزا بالکل حج نہ کردا نہ ایہہ مکے جاوے
نہ ایہہ حکم ضروری لازم فرض العین اداوے
اللہ چاہے مرزا بالکل حج نہ بالکل کرسی
خبرمطابق اللہ چاہے ہو نصرانی مرسی
ہے ایہہ پیش گوئی میری نال الہام الٰہی
اللہ چاہے سچی ہوسی یاد رکھن مرزائی

علامہ فہیم مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی:

آپ نے مرزا صاحب کے حین حیات میں ہی لکھ دیا تھا:

وہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی جگہ جو قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی۔

(الخبر الصحیح عن قبر المسیح ص ۲۱)

ناظرین کرام! خدا را غور فرمائیں کہ باوجود اس کے کہ علماء حق کو مرزا صاحب کی طرح نبوت یا خوابی خدا ہونے کا قطعی کوئی دعوی نہیں ہے پھر بھی کتاب و سنت کی روشنی میں جو پیش گوئی بجق مرزا فرمائی وہ حرف بحرف پوری ہوئی کہ مرزا

صاحب آخری دم تک زیارت کعبہ سے محروم رہے

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نا مرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

بخلاف اس کے مرزا صاحب نے باوجود بڑے بڑے بلند دعاوی کے جو پیش گوئیاں کیں ان کا جوحشر ہوا وہ الہامات مرزا، اور فاتح قادیان مولانا امرتسری دیکھنے والوں سے مخفی نہیں اللہ تعالیٰ حضرات علماء حق کو جزائے خیر دے جن کی دور رس نگاہ اور مساعی جمیلہ سینکڑوں قلوب کی تسکین وتشفی کا باعث ہو رہی ہیں۔

جزاہ اللہ خیرا عنی و عن سائر المسلمین

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۲۳۔۲۴۔۲۵ ص ۳۔۴)

مذہب کی اشاعت

کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذباً

مولوی حکیم عبدالرحمٰن خلیل قریشی نظام آبادی لکھتے ہیں

مذہب نیکی دیانت داری راست گوئی اور ایثار کا نام ہے جس مذہب میں جھوٹ اور فریب دہی ہو وہ حقیقت میں لا مذہبی اور دھوکا بازی ہے لوگ اسلام کی تعلیم سے واقف ہو کر اور اس کی خوبیاں معلوم کر کے اس کی طرف کھنچ آتے ہیں اور اپنی زندگی امن سے گذارتے ہیں۔ بعض ہوشیار آدمی عوام الناس کو مذہب کے نام پر دھوکا دے کر دام تزویر میں پھنسا کر اپنا الو سیدھا کر لیتے ہیں۔ ایسے فریب باز اور غلط گو مبلغین کو معلوم ہونا چاہیے کہ کاٹھ کی ہنڈیا ایک ہی دفعہ کام آتی ہے بلکہ خود جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ میں نے اپنے سفروں میں دیکھا کہ بعض جماعتوں کے مبلغین عوام الناس کو اپنے اور ان کے مذاق کے مطابق جھوٹی یا ضعیف حدیثیں سنا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو دام فریب میں لے آتے ہیں اور ان کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ ان کی یہ مغالطہ دہی خود زبان حال سے ان کا کچا چٹھا ظاہر کر دیتی ہے۔ مثلاً ریویو آف ریلیجنز کے کسی رسالہ میں مفتی محمد صادق آف قادیان لکھتے ہیں:

گذشتہ فروری میں جب مولوی محمد علی صاحب بمبئی گئے اور سیٹھ آدم صاحب کے مکان پر ملنے گئے تو اثناء گفتگو میں مولوی صاحب نے فرمایا، اس پر سیٹھ صاحب نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ یہ جو مشہور حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب کہ میری امت کے لوگ یہود و نصاری کے مشابہ ہو جائیں گے اور ان کے بہت سے فرقے ہوں گے اس وقت ۷۳ فرقوں میں سے ایک فرقہ صحیح راستہ پر ہوکر ناجی ہوگا کیونکہ وہ مسیح ابن مریم کے مثیل کو ماننے والا ہوگا اور باقی سب فرقے ناری (جہنمی) ہوں گے کیا آپ اس حدیث کو مانتے ہیں یا نہیں مولوی صاحب نے اقرار کیا کہ بے شک یہ حدیث صحیح ہے۔ الخ

بے شک اس حدیث کا اکثر حصہ صحیح ہے لیکن وہ بھی ان الفاظ میں نہیں جس طرح کہ یہاں زکر ہوا ہے اور یہ لفظ، کیونکہ وہ مسیح ابن مریم کے مثیل کو ماننے والا ہوگا اور باقی سب فرقے ناری جہنمی ہوں گے، بالکل کسی حدیث کا ترجمہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی حدیث ہے۔ ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو مذہبی مبلغ کہلاتے ہیں کس طرح مغالطہ دہی سے بھولے بھالے مسلمانوں کو مرزائی بنا لیتے ہیں۔ بمبئی کے ایک بھولے بھالے مسلمان کو اسی طرح دام تزویر میں پھنسایا گیا خدا کی پناہ! ہم مرزائی مبلغین سے پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی صحیح حدیث ان الفاظ میں ان کی کسی کتاب میں موجود ہو جس میں یہ لکھا ہو: کیونکہ وہ مسیح ابن مریم کے مثیل کو ماننے والا فرقہ ہوگا، تو مہربانی فرما کر اسکا حوالہ دیں ورنہ خدا سے دریں اور حدیث کے اس شدید عتاب کو پیش نظر رکھیں کہ فرمایا حضور ﷺ نے من کذب علیّ متعمداً فلیتبوؤا مقعده من النار۔ اور عوام الناس کو غلط حدیثیں بنا کر سنانے سے بچیں۔ دعا ہے خدا تعالی ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔ والسلام

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء مطابق ۶ رمضان ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۲۶-۲۷-۲۸ ص ۵)

پیغام صلح کو جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قرآنی تعلیم ہے ان یرو سبیل الر شد لا یتخذوہ سبیلاً یعنی گمراہ لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہیں کرتے۔ پیغام صلح لاہور مرزائی اخبار کو ہم نے مشورہ دیا تھا کہ عیسائیوں سے مناظرہ کرنے کی بابت تم نے جو تجویز کی ہے ایسا نہ کرو کیونکہ اس سے پہلے بڑے مرزا صاحب عیسائیوں سے مناظرہ کر کے شرمندہ ہو چکے ہیں۔انہوں نے کہا تھا کہ عبداللہ آتھم پندرہ ماہ میں بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاوے گا مگر واقعہ میں ایسا نہیں ہوا بلکہ میعاد گذار کر بہت مدت تک زندہ رہا۔

پیغام صلح اپنے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ شیطانی آواز ہے جو اہل حدیث نے اٹھائی ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ شیطانی آواز وہ ہوتی ہے جو جھوٹ ہو۔ سچی آواز کو شیطانی کہنا بحکم قرآن مجید خود شیطانی آواز ہے۔

پیغام صلح ہمیں بتائے اور اپنی بات پر مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے دستخط کرا دیوے یا ہماری بات کو کسی منصف کے پاس پیش کر کے پوچھ لے کہ مرزا صاحب نے نہیں کہا تھا اور ان کی کتاب جنگ مقدس میں نہیں لکھا کہ عبداللہ آتھم پندرہ مہینے میں بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا، اگر لکھا ہے اور یقیناً لکھا ہے تو یہ شیطانی آواز ہے یا پیغام صلح کی۔اس فیصلے کیلئے میں مولوی محمد علی صاحب کو منصف مانتا ہوں

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم اگست ۱۹۴۷ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۶۶ھ جلد ۴۴ نمبر ۲۹۔۳۰۔۳۱ ص ۶)

(متفرقات میں مینجر کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے کہ ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء کے مشترکہ پرچے کے بعد ۱۸ جولائی کا پرچہ شائع ہوا تھا جس پر تین نمبر مرقوم ہیں۔درمیان میں کوئی پرچہ شائع نہیں ہوا۔ بہاء)

☆☆☆☆☆

فیصلہ مرزا

مصنفہ: حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

دیباچہ: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۱۲۶۱ھ میں پیدا ہوئے (تریاق القلوب مصنفہ مرزا صاحب قادیانی۔ص ۶۸) اور ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے۔ جوانی میں آپ کچہری سیالکوٹ میں پندرہ روپے کے محرر مقرر ہوئے تھے (سیرۃ المھدی مصنفہ پسر مرزا صاحب)۔ بعد ازاں آپ نے تصنیف پر توجہ کی تو اس حالت میں آپ الہام کے مدعی ہوئے۔ یہاں تک کہ ۱۳۰۸ھ میں آپ نے اعلان کیا کہ احادیث شریفہ میں جس مسیح موعود اور مہدی کے آنے کی خبر آئی ہے وہ میں ہوں۔

چونکہ مسیح کے حق میں نبی اور رسول کا لقب بھی آئے ہیں، تو آپ نے اپنے حق میں نبی کا لقب بھی اختیار کر لیا۔

آپ نے اپنی مسیحیت موعودہ ثابت کرنے کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ایک نقلی دوسرا الہامی۔نقلی سے مراد یہ ہے کہ آیات اور احادیث سے اس طرح استدلال کیا کہ حضرت عیسیٰؑ چونکہ فوت ہو چکے ہیں وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ اس لئے جس مسیح موعود کے آنے کی خبر ہے وہ مثیل مسیح ہے جو میں ہوں۔ اور جو مسیح موعود کے ظہور کا مقام دمشق آیا ہے اس سے مراد قادیان ہے (ازالہ اوہام مصنفہ مرزا صاحب ۶۶۔۶۷)۔ الہامی طریق سے یہ مراد ہے کہ آپ نے اپنے دعوی کے اثبات میں کئی ایک الہام شائع کئے جن میں آئندہ زمانے سے متعلق خبریں تھیں جن کی بابت کہا گیا کہ یہ خبریں مجھے خدا نے بتائی ہیں جن کا ظہور میری سچائی کا ثبوت ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام از مرزا صاحب۔ص ۲۸۸) (جو افسوس پوری نہ ہوئیں)۔اسی ضمن میں کئی ایک مسائل میں علماء اسلام سے انہوں نے اختلاف کیا۔علماء اسلام نے ان کے جواب میں بکثرت کتابیں لکھیں۔خاکسار نے بھی کئی ایک کتابیں ان کے جواب میں شائع کیں جن میں ان کے دونوں طریقوں پر کافی بحث کی گئی۔کتابوں کے علاوہ اپنے اخبار' اہل حدیث ' میں سالہا سال تک ان کا تعاقب کیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ اعلان شائع کیا گیا جس کا نام ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس اشتہار میں انہوں نے خدا سے بڑی عاجزی اور الحاح سے دعا کی کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے۔ اس کے بعد وہ جلدی ایک سال ایک ماہ کے بعد اپنی دعا سے فوت ہوکر سارا فیصلہ کر گئے۔ اس آسمانی فیصلہ پر بھی ان کے اتباع سے مذاکرہ ہوتا رہا۔ آخر انہوں نے اعلان کیا کہ مولوی ثناء اللہ کا دعوی اعلان مذکورے سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ اگر وہ بفیصلہ ثالث جیت جائیں تو ہم ان کو مبلغ تین سو روپیہ انعام دیں گے۔ چنانچہ مباحثہ بمقام لودھیانہ ہوا جس کا انجام یہ ہوا کہ مبلغ تین سو روپیہ خاکسار نے ان سے وصول کرلیا۔ له الحمد

ہندوستانی تو مرزا صاحب کے حالات اور مقاصد سے خوب واقف ہیں مگر عرب اور دیگر بلاد اسلامیہ کے لوگ بوجہ نہ جاننے اردو زبان کے ان کے حالات اور خیالات سے واقف نہیں۔ مرزا صاحب نے یہ گر سمجھا تھا کہ بیرون ہند اردو جاننے والے نہیں ہیں انہوں نے اپنے متعلق عربی میں کتابیں شائع کیں جو عربی ممالک میں پہنچیں تو ان ممالک کے علماء نے حالات دریافت کئے، موصوف کے مفصل حالات اور مباحثات تو بہت طول چاہتے ہیں اس شائقین کے لئے آخری فیصلہ کے متعلق یہ رسالہ اردو اور عربی میں شائع کیا گیا۔ جو صاحب مفصل جوابات دیکھنا چاہیں وہ ہم سے مفصل کتب اردو متعلقہ حیات مسیح اور الہامات مرزا و حالات مرزا طلب فرمائیں۔ اللہ سے ڈرنے والے منصف مزاج محققین سے امید ہے کہ اس مختصر رسالہ کو بنظر غور و انصاف ملاحظہ فرمائیں گے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ۔

خادم دین۔ ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ۔ امرتسر۔ پنجاب۔ جنوری ۱۹۳۱ء

دعاوی مرزا

۱۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۵ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی ہے:

میں مسیح موعود ہوں

۲۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۵ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا شعر ہے

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسی کجاست تا بہند پاب بمنبرم

۳۔ دافع البلاء صفحہ ۲۰ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

۴۔ اشتہار انعامی پانسو کے صفحہ ۲۵ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں؛
آسمان سے کئی تخت اترے۔ سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا

۵۔ تریاق القلوب کے صفحہ ۱۶ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کہنا ہے:
خدا کے عظیم الشان نشان بارش کی طرح میرے پر اتر رہے ہیں اور غیب کی باتیں میرے پر کھل رہی ہیں۔ ہزارہا دعائیں اب تک قبول ہو چکی ہیں

۶۔ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۰۵، ۱۹۱ پر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا نے مجھے کہا:
لو لاك لما خلقت الافلاك

۷۔ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۰۵، ۱۹۱ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے کہا:
انّما امرك اذا اردت شيئا ان تقول له كن فيكون

۸۔ اربعین صفحہ ۳، ۳۴ پر مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں خدا نے مجھے کہا
انت اسمی الاعلی

۹۔ خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۰، ۲۳، ۳۵، وغیرہ پر مرزا صاحب قادیانی کا قول ہے:
مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ

۱۰۔ خطبہ الہامیہ ہی میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا قول ہے:
میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینے کا دھواں چھپا نہیں سکتا (ایضاً)

۱۱۔ خطبہ الہامیہ ہی میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا قول ہے:
مجھے خدا کی طرف سے دنیا کو فنا کرنے اور پیدا کرنے کی طاقت دی گئی ہے ۔ میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔

۱۲۔ خطبہ الہامیہ ہی میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا قول ہے:

یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم ہوگئی۔

۱۳۔ خطبہ الہامیہ ہی میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا قول ہے:

جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت وہ میرے سردار خیر المرسلین ﷺ کے صحابہ میں داخل ہو گیا۔

۱۴۔ حدیث شریف میں آں حضرت ﷺ نے اپنے حق میں فرمایا کہ میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔ مرزا غلام احمد صاحب خطبہ الہامیہ میں اپنے حق میں لکھتے ہیں:

پس اے ناظرین میں وہی آخری اینٹ ہوں۔

۱۵۔ درثمین میں صفحہ ۲۸۶ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا شعر ہے:

آنچہ دادست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

یہ دعاوی سب کے سب گو اعلیٰ مراتب کے ہیں لیکن ہیں تو انسانی درجہ کے۔

اب ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک مقولہ اور پیش کرتے ہیں جس سے ان کی شان انسانیت سے ارفع معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۵۶۴)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوے تو اور بھی ہیں ہمیں ان حوالہ جات سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ مرزا صاحب نے ہمارے ساتھ فیصلہ کے لئے دعا شائع کی تھی اس کی قبولیت یقینی ہے کیونکہ مرزا صاحب ایسے رفیع الشان ہونے کے مدعی تھے کہ آپ کی دعا بھی معمولی کسی مریض یا حاجتمند کے لئے نہیں بلکہ حق اور باطل اہل حق اور اہل باطل میں فیصلہ کرانے کے لئے تھی۔ اس کا قبول ہونا ضروری ہے۔ پس مذکورہ حوالہ جات کو ملحوظ رکھ کر مرزا صاحب کا دعائیہ اشتہار ملاحظہ کیجئے جو نیچے درج ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ

الکریم ۔ یستنبئونك احق ھو ۔ قل ای و ربی انه لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلا م علی من اتبع الھدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں ۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے ۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا ۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی سخت نہیں ہوسکتا ۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے ۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا

میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں، تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔

انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما ليس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت

خیر الفاتحین ۔ آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے

الراقم: عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایّد

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء

ناظرین ! اس اشتہار کو مکرر ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس میں میرے ذمہ بھی کوئی کام رکھا ہے۔ نہیں۔ محض دعا کے ذریعہ خدا سے فیصلہ چاہا ہے ۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ

'محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے '

اس فقرہ کے بعد اخیر اشتہار میں صاف لکھا ہے کہ

اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے

پس اس اشتہار کی اندرونی شہادت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس دعا کے متعلق میرا کچھ کام نہیں ۔ نہ میرا اقرار قبولیت کے لئے شرط ہے ۔ نہ انکار باعث رد ۔ بلکہ جو کچھ ہے وہ دعا مرزا صاحب قادیانی ہے اور بس ۔

یہ تو ہے اشتہار کا نفس مضمون ۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ اس دعا کے قبول ہونے کا کیا قرینہ ہے ۔

پہلا قرینہ ۔ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہتے ہیں:

' مجھے بار بار خدا نے مخاطب کر کے فرمایا کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں ' (ضمیمہ تریاق القلوب ۔ ص ۴) ۔

نیز فرمایا کہ خدا کی طرف سے مجھے الہام ہوا

' میں تیری ساری دعائیں قبول کرونگا مگر شرکاء (برادری) کے متعلق نہیں '

(تریاق القلوب ۔ ص ۳۸) ۔

یہ تو ہے عام قرینہ

دوسرا قرینہ ۔ جو خاص اس دعا سے تعلق رکھتا ہے ۔ مرزا صاحب کے الفاظ ہیں:

'ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے ۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اسکی طرف ہوئی اور رات کو الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے ۔ باقی سب اس کی شاخیں '

(کلام مرزا ۔ دراخبار بدر قادیان ۲۵ ۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

پس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اس دعا میں مرزا صاحب کی شخصیت اور مرتبت کے علاوہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا الہام اجیب دعوۃ الداع ملا لیا جائے تو ذرہ بھر اس میں شک نہیں رہتا کہ مرزا صاحب قادیانی کی یہ دعا اللہ کے نزدیک مقبول تھی ۔ چنانچہ وہ اس دعا کے مطابق ۱۳۲۶ھ ، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرض ہیضہ سے انتقال کر گئے ۔

☆☆☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین۔ و الحمد لله ر ب العا لمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بهاء الدین